

خطبات جواہرات

شہید ملت اسلامیہ، مؤرخ اسلام

علامہ ضیاء الرحمن فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ

کے یادگار، علمی اور نایاب خطبات کا حسین مجموعہ

مرتب: مولانا شب ساء اللہ سعد شجاع آبادی

مکتبہ قرآنیۃ لاہور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْظُلْمِ وَتَكْفُرُوا بِالْحَقِّ أَنْ تَكُونُوا مِنَ الْمُنْكَرِ (القرآن)

خطبات ابو جعفر

جلد سوم

شہید ملت اسلامیہ مولانا غلام احمد

علامہ ضیاء الرحمن فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

مرتب

ابو محمد محمد مولانا سید اللہ شاہ شاہجہانی



جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : خطبات وجواہرات (سوم)
مرتب : مولانا ثناء اللہ سعد شجاع آبادی
ناشر : مکتبہ قرآنیہ، یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ،
اُردو بازار لاہور۔ پاکستان
فون: 35811297، موبائل: 0321-7724032
0333-4399812
اہتمام : حافظ تقی الدین
سن اشاعت : 2013ء

مکتبہ قرآنیہ لاہور

بِسْمِ
الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حَقِيقَةُ الْوَحْدَانِيَّةِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ
أَشِدُّوا عَلَى الْكُفَّارِ رَحِمًا بَلِيغًا

فہرست

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
27	اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے سہولت و تسہیل	15	دفاع صحابہ
31	منافقین کی تہمت پر خدا نے خود جواب دیا	17	نظام خلافت و حقیقت نظام مصطفیٰ
36	ناموس صحابہ کا فریضہ	18	کفار کے در پر کیوں؟
37	خلفاء راشدین کو نکال دینے سے قرآن کی آیات جھوٹی ہو جائیگی	19	ترقی کس کا نام ہے؟
38	گواہوں کو بچانا ضروری ہے	19	خلیفہ کا منصب
38	صحابہ رضی اللہ عنہم کا دفاع سنت اللہ ہے	19	نیکوں کی حسرت
39	اللہ تعالیٰ کو صحابہ رضی اللہ عنہم سے پیار ہے	21	گبن کا قول اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی عظمت
40	جیسی کرنی ویسی بھرنی	21	زوال کے اسباب
42	موقف کی صداقت	22	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خلافتیں
43	سیدنا صدیق اکبرؓ یا رعار	22	نظام خلافت کی ضرورت
44	ثانی اثنین کی تفسیر	23	دین کے لئے طریقہ کار
45	علماء مفسرین کا عجیب نکتہ:	24	دفاع صحابہ ضروری ہے
45	سیدنا صدیقؓ ہر اعتبار سے پیغمبرؐ کا ثانی	24	ہفت اہل بیت
47	ہجرت نبیؐ کا صدیقؓ	25	خدا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
		26	ناہیا صحابی کا مقام

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
75	غزوہ تبوک میں صدیق اکبرؓ کا ایثار	48	صدیق اکبرؓ کی صحابیت کا تذکرہ قرآن میں
76	سیدنا صدیق اکبرؓ کے بدن پر ثاٹ کا لباس	48	خوف اور حزن میں فرق:
77	حضرت معاویہؓ کا عشق رسول	49	صدیقؓ کی رفاقت نبیؐ کی زبانی:
77	سیدنا معاویہؓ کے عشق رسولؐ کا ایک اور واقعہ	50	غار میں حفاظت:
77	انبیاء رسل اور صحابہ کی تعداد	50	ہجرت کی رات کو فیصلے:
78	نبیؐ اور رسولؐ میں فرق	53	صدیقؓ کی نبیؐ سے وفائیں
78	اسلامی معلومات	56	عقیدہ حیات النبیؐ پر ایک نظر:
78	بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے	57	اللہ اور اس کے رسولؐ کا خلیفہ:
79	دشمن صحابہؓ کا تعارف	61	نبیؐ و صدیقؓ کا سفر ہجرت
80	صداقت صدیق اکبرؓ	62	صحابہؓ کی عظمت نسبت پیغمبرؐ کی وجہ سے
81	سیدنا ابو بکرؓ کو ابو بکر کہنے کی وجہ	64	رسول اللہؐ کے شہر سے نسبت
83	تمنائے صدیقؓ	65	کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا
83	حضورؐ کی صدیقؓ سے مثالی محبت	66	امامت صدیق اکبرؓ
84	عرش و فرش سے قیمتی لمحہ:	66	منکرین صدیقؓ کا سوال اور جواب علیؓ
84	سیدنا صدیقؓ سے آقا کا تعلق:	67	نبیؐ و صدیقؓ کی امامت
85	سیدنا صدیقؓ کا نسب مبارک	67	مشکل کشا صرف خدا
87	خصائل صحابہ	68	نبوت صدیق اکبرؓ کے دروازے پر
88	کیا اسلام میں اولیت کی وجہ سے ابو بکرؓ	69	دوراتیں دور رفتی
	کہتے ہیں؟	70	ہجرت کا آغاز
90	سیدنا صدیقؓ خلیفہ اول	70	نبوت صداقت کے کندھے پر
91	حضور اکرمؐ اعلان نبوت لے کر کوہ	71	نبوت و صداقت غار ثور میں
	صفا پر	72	نبوت صداقت کی گود میں
92	سیدنا صدیقؓ کا قبول اسلام	73	امام مالکؓ کا عشق رسولؐ
94	مصائب صدیقؓ	74	قیمتی قطرہ
96	دوائے صدیقؓ:	74	دوراتیں اور دو قطرے
96	والد کا صدیقؓ پر اعتراض اور جواب خداوندی	75	ایک صحابیہ کا جذبہ
98	صدیقؓ ”الاقبی“ ہیں	75	ایک صحابی کا جذبہ جہاد

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
125	سابقہ کتب میں سیدنا فاروق کی نشانیاں	99	حضور اکرم ﷺ کا جنازہ
127	بیت المقدس کی فتح کے بعد کا ایک واقعہ	100	چار پائی کا عوض چار ہزار درہم
130	فاروق کے لشکر کی کہانی	101	نبی و صدیق میدان جنگ میں
131	قیدی صحابی کا میدان مارنا:	101	سیدنا صدیق کی رسول اکرم ﷺ کو رشتہ کی پیشکش
132	مال غنیمت میں سونے کی صندوقوں کا حاصل ہونا	103	عظمت عاتقہؓ
134	فتح کی خوشخبری اور آیت قرآنی پر عمل	103	نبی و صدیق عار و ثور میں:
135	اپنے غلام کو سیدنا فاروق کا جواب	104	غزوہ تبوک اور صدیق کا ایثار:
137	عمرؓ مراد رسول ﷺ	105	ایثار کا بدلہ:
	مناقب سیدنا فاروق اعظمؓ	106	صدیق کی محبت رسول ﷺ اور جائیداد:
138	کعبہ اللہ میں محمد عربیؐ کی دعا	107	عظمت صدیق کا انوکھا پہلو:
139	دعا کی قبولیت:	107	مصلیٰ رسول کے امام اقل:
141	حضرت نوحؑ کی دعا	109	حضرت فاطمہؓ کا جنازہ اور امامت
143	غیرت فاروقی کا ایک پہلو	110	نبی ﷺ و صدیقؓ کی خوبیاں
144	فضائل عمرؓ پیغمبر ﷺ کی زبانی	113	ثانی اثنین کی تفسیر
144	نوحؑ کی کشتی کی بناوٹ	114	علماء مفسرین کا عجیب نکتہ:
146	فضیلت عمرؓ پر امیر شریعت کا قول	114	سیدنا صدیقؓ ہر اعتبار سے پیغمبر ﷺ کا ثانی
147	سیدنا عمرؓ کے قبولیت اسلام کی وجہ سے	116	فاتح روم دایران سیدنا عمر فاروقؓ
	اسلام کی سر بلندی	119	سیدنا فاروقؓ کی وصیت
148	اطلائیہ ہجرت:	120	سیدنا فاروقؓ کی روضہ رسول میں تدفین کی اجازت
149	حضرت سعدؓ کی قربانی:	120	بچنی و ہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا
150	سیدنا عمرؓ کو فاروق کہنے کی وجہ:	120	سیدنا صدیق اکبرؓ کا فاروق اعظمؓ
150	سیدنا عمرؓ کا رعب:	122	کو خلیفہ بنانا
151	پہاڑ کی حرکت اور قول نبی ﷺ		
151	عمرؓ مراد علیؓ مرید	123	سیدنا فاروق اعظمؓ کا پہلا خطبہ
152	امیر شریعت اور عمر کی وفا	123	فاروق اعظمؓ کے دور میں غلبہ اسلام
152	سیدنا عمرؓ اور تائید خدا:	124	شہنشاہ ایران کے نام پیغام

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
178	تین مالدار صحابہ کا تذکرہ:	153	مقام ابراہیم اور سیدنا فاروقؓ کی رائے:
178	یہودیت کی سازش:	153	بدر کے قیدیوں کے متعلق فاروقؓ کی رائے
179	وصی رسول کا پروپیگنڈہ:	154	ابن ابی کے جنازے پر فاروقؓ کی رائے:
180	بلوائیوں کی مدینہ میں آمد:	156	سیدنا عثمانؓ اور بیعت رضوان
180	دور صدیقی اور فاروقی میں اسلامی سلطنت	157	بیعت رضوان کا اجمالی خاکہ:
180	دور عثمانی میں فتوحات:	158	پیغمبر کا خواب کیا ہوتا ہے؟
181	حضرت معاویہؓ کے لیے بشارت:	159	عالم الغیب کون؟
182	عبداللہ ابن سہل کی سازش:	160	حضور اکرم ﷺ کا صحابہ کرام سے مشورہ:
182	شہادت عثمان اور صحابیات کا غم:	161	سیدنا عثمانؓ ایک انوکھا سفیر:
183	شہادت عثمانؓ اور صحابہ کا غم:	161	ابوسفیانؓ کا اصرار سیدنا عثمانؓ کا انکار:
183	سیدنا عثمانؓ کا باغیوں سے خطاب:	162	سیدنا عثمانؓ کی قدر و منزلت نبی ﷺ کی ربانی
185	باغیوں کا مدینہ میں گھیراؤ:	162	بیعت رضوان کا آغاز:
185	باغیوں کا ظلم:	164	دینی کارکن کی اہمیت:
185	حضرت عثمانؓ سے حضرت علیؓ کی ملاقات:	164	عثمانؓ کا خون معاف نہ کرنے کی وجہ:
186	حضور ﷺ کی وصیت حضرت عثمان غنیؓ کی ربانی	165	بیعت رضوان کو عملی جامہ پہنانا:
186	حضرت علیؓ کی مقابلہ کے لیے اجازت طلبی	166	عثمانؓ کی جگہ پیغمبر نے اپنے آپ کو کیوں شریک کیا؟
187	حضرت عثمانؓ کا صرہ میں اور علیؓ کا پانی پہنچانا	167	جس کا خدا ہو اس کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا
188	حضرت عثمانؓ تلاوت میں مصروف:	168	سیدنا عثمانؓ سے بغض رکھنے والے کو سزا
188	حضرت عثمان غنیؓ کا باغیوں سے خطاب:	168	سیدنا عثمانؓ کی قرآن سے نسبتیں
189	سیدنا عثمانؓ کو خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت	169	قرآن اور عثمانؓ کا ربط:
191	بے گور و کفن لاشہ:	170	بیعت رضوان کے شرکاء کیلئے پانچ انعامات
192	سیدہ ام حبیبہؓ کا باغیوں سے خطاب:	172	سیدنا عثمانؓ سے محبت جزو ایمان:
194	قاتلین عثمانؓ کا انجام بد:	174	شہادت مظلوم مدینہ
		176	دو عظیم قتلوں کا تعارف:
		177	حضور ﷺ کی فتنوں کے دور کے متعلق ایک عظیم پیشین گوئی:

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
216	افضلیت علی نبی کی زبانی	196	اوصاف و کمالات، خلیفہ سوم
218	حضرت علی کی والدہ کا ایک انوکھا اعزاز		حضرت سیدنا عثمان غنی ؓ
219	جنگوں میں شریک نہ ہونے کے باوجود	196	تمہید
	شرکت کا اعزاز کن کو ملا؟	196	حضرت عثمان کی خصوصیات سے چار رشتہ
222	واقعہ فتح خیبر		داریاں
225	سیرت و کردار سیدنا حیدر کرار ؓ	198	مدینہ میں قحط اور عثمان غنی کا ایثار
226	قرآنی نسبت کی طاقت:	200	حیاء عثمانؓ
227	مشکل کشا کون!	201	غزوہ تبوک میں صحابہ و صحابیات کا ایثار
228	انبیاء کا مشکل کشا	202	حضرت عثمانؓ کی سخاوت
229	حضرت علیؓ اور مشکل کشا	203	حضرت عثمانؓ نے ایک ہزار اشرفیاں
230	حضرت علیؓ کا مشکل کشا کون؟		پیش کیں
232	شیر خدا کی توہین کے مرتکب:	204	مسجد نبوی کی توسیع میں حضرت عثمانؓ کا حصہ
234	امامت صدیق اور اقتدار علی:	204	بیزر و دمہ کو خرید کر وقف کیا
235	سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جتارہ کس نے پڑھایا	205	قدرت کے عجائبات
237	خلفاء ثلاثہ کی سیدنا علی سے محبت:	206	قدرت نے نوازا
239	سیدنا علیؓ کی شادی اور گواہ:	207	حقوق کی ادائیگی ضروری ہے
241	شوہر کے آداب:	208	حضرت عثمانؓ کا اعزاز
241	والدہ کی یاد پر آنسو:	209	فضائل سیدنا علیؓ
242	خلیفہ اول اور آزمائش کرام	210	لفظ علی کا معنی اور سیدنا علیؓ سے مطابقت
243	حضرت جعفر اور خلیفہ اول کی رشتہ داری:	210	خاندان نبوت کی سخاوت:
243	دشمن کا اعتراض اور اس کا جواب	211	اولیٰین اسلام لانے والے
245	دشمن کی غلط ذہنیت:	211	ابوطالب کا اصلی نام
245	حدیث کا غلط مفہوم:	213	”پنجتن پاک“ کی حقیقت
247	میں علم نبوت کا شہر اور علیؓ دروازہ:	214	سیدنا علیؓ اور مسلمانوں کا عقیدہ:
248	مولود کعبہ اور خلافت:	215	بچوں میں سب سے پہلے اسلام کس نے
249	حکیم بن حزام کی خیرات:		قبول کیا؟

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
288	حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی محبت رسول ﷺ	250	فاطمہ حضور ﷺ کے جگر کا ٹکڑا:
288	سیدنا معاویہؓ کی حکومت پر فرمان رسالت:	251	علی سب سے بہتر:
289	نصف دنیا کا فاتح:	252	حضرت علیؓ کا حیران کن فیصلہ
290	امیر معاویہؓ کی زندگی کا ایمان افروز واقعہ:	254	حضرت علیؓ کا ایک اور اہم فیصلہ:
292	دور امیر معاویہ کے ترقیاتی امور اور فتوحات کا جائزہ:	257	تین طبقات اور کامیابی:
294	حضرت معاویہؓ کی رسول اللہ ﷺ سے محبت	259	سیدنا امیر معاویہؓ
295	رسول اللہ ﷺ کے ہم شکل صحابی کی تکریم	261	صدائیت علیؓ و معاویہؓ
296	حضرت امیر معاویہؓ کے کارنامے اور فتوحات	265	برطانیہ میں ایک یادگار لکچر
297	افغانستان اور پشاور کا فاتح اول:	266	مقام صحابیت پر کھنے کیلئے معیار
298	حضور ﷺ کی خدمت میں تھے:	266	مقام صحابیت تولنے کے لئے ترازو
298	دو تھے:	268	شیخ الاسلام کا فرمان
299	آقا ﷺ حضرات شیخین و معاویہ رضی اللہ عنہم کے جنازہ میں مطابقت:	269	حضرت معاویہ اور کتبہ وحی
300	شہادت سیدنا حسینؓ	270	عظمت معاویہ قرآن کی زبانی
301	بنات رسول اور نواسے نواسیاں	273	تین طبقات کا ذکر
302	دنیا کا ایک عجوبہ	274	حضرت معاویہؓ کیلئے جنت کی خوشخبری
303	سیدنا حسینؓ کی ولادت	278	انگریز مورخ کا اعتراف عظمت:
303	حضرت اسماء کا تعارف	278	عظمت معاویہ بزبان رسالت:
304	بنات رسول پر دلیل	279	حضرت معاویہؓ کی سیدنا علیؓ سے محبت:
305	سیدنا ابوبکرؓ کی نواسہ رسول سے محبت	279	حضرت علیؓ کا ملک شام میں استقبال:
306	نواسوں کے لیے جنتی لباس	280	قاصدان عثمان کے سلسلہ میں اختلاف:
306	سیدہ فاطمہؓ کا طرز عمل	280	یہودی عالم کا نظریہ:
307	حضور ﷺ کا بتایا ہوا وظیفہ	282	بنو امیہ اور بنو عباس کی رشتہ داریاں:
308	سیدنا فاروقؓ کی نواسہ رسول سے محبت	285	لوگوں کو سونے سے تشبیہ آقا کی زبانی:
		286	سیدنا یوسفیانؓ کا مقام:
		287	سیادت معاویہؓ
		288	سیدنا معاویہؓ کی آقا سے رشتہ داری:

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
341	تاریخ پیدائش شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	309	سیدنا عثمان ؓ اور خاندان نبوت
341	بھارت میں درس حدیث کی ابتداء	309	سیدنا حسین ؓ کے کردار سے سبق
342	پہلا ترجمہ قرآن فارسی میں	310	چند بنیادی باتیں
342	پہلی تفسیر قرآن فارسی میں	318	شہادت حسین کا اصل ذمہ دار
342	پہلا ترجمہ قرآن اردو میں	319	فضائل حسین حضور ﷺ کی زبانی
343	شاہ ولی اللہ کی تصنیف و تحریک	319	نواسہ رسول کو کوفہ میں بلانے والے
344	تاریخ پیدائش شاہ عبدالعزیز دہلوی	322	حضرت حسین ؓ کی مکہ سے روانگی
344	سلطان ٹیپو میدان کارزار میں	322	ایک غلطی کا ازالہ
345	سلطان ٹیپو کی جعلی تصویر	323	حضرت حسین ؓ کو روکنے والے
345	سلطان ٹیپو قطب وقت	324	حضرت مسلم بن عقیل کی کوفہ میں آمد
346	تاریخ شہادت سلطان ٹیپو	326	حضرت مسلم بن عقیل کی شہادت
347	تاریخ شہادت نواب سراج الدولہ	326	حضرت حسین ؓ کا غداروں سے خطاب
347	فرقہ واریت کا موجود کون؟	327	حضرت حسین کوفہ میں
348	راجہ رنجیت سنگھ کی ستم ظریفیاں	328	حضرت حسین ؓ کی شرائط
348	شاہ ولی اللہ کی صالح اولاد	331	حضرت فاطمہ صغریٰ کا پہلا خطبہ
349	سید احمد شہید کا اعلان جہاد	332	دوسرا خطبہ
350	شاہ اسماعیل شہید کا روحانی فرزند مفتی محمود	332	حضرت ام کلثوم کا خطبہ
351	مجاہد کی اذان اور ملاں کی اذان اور	333	حضرت زین العابدین کا خطبہ
351	چھبیس لاکھ سکھوں نے کلمہ پڑھ لیا	335	نظریہ پاکستان اور علمائے دیوبند
352	بالاکوٹ کی پہاڑیوں پر	337	حق اور باطل دو بدو
353	شاہ اسماعیل شہید کی عجیب کرامت	338	دارالعلوم دیوبند کو شورش کشمیری کا خراج تحسین
354	کیا ہم غازیان بدر سے کم ہیں	339	دارالعلوم دیوبند کو ظفر علی خان کا خراج تحسین
355	جنگ آزادی کی ابتداء	339	تاریخ ہندوستان
356	جنگ آزادی کے دو جرنیل	340	انگریز سرکار کا پہلا قدم
356	جذبہ جہاد کو ختم کر دو		
357	انگریز کی کہانی مورخ انگریز کی زبانی		

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
380	تاریخی اور اوراق کی ورق گردانی	358	فرمان رسول ﷺ پر موت بھی قبول ہے
381	حق و صداقت کی آواز	359	کوٹ تکھت جیل کے قیدی
382	کفر کی شکست	360	شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
382	فتوحات صحابہ	361	اب ملاقات حوض کوثر پر ہوگی
383	اسلام اور جہاد	361	ایک ہزار مدارس ویران اور دارالعلوم کا قیام
385	دین کے لیے قربانیاں:	362	دارالعلوم دیوبند ایک تحریک ایک کردار
386	انگریزوں کی ہندوستان میں آمد	363	شورش کشمیری کی بات
387	شاہ ولی اللہ اور ان کے بیٹے:	364	دیوبند سے گنبد خضریٰ تک
388	اسلام کا ہیرو	365	پیر احمد اولی اللہ سے پیر اسد اللہ تک
389	عظیم مجاہد:	366	دارالعلوم کے اساتذہ و طلاب
389	سراج الدولہ سے غداری	368	شیخ الاسلام اور تحریک پاکستان
389	اسلام کے دو عظیم سپہ سالار:	369	پاکستان کا پرچم کس نے لہرایا
390	تذکرہ مجاہدین	369	نظریہ پاکستان اور علمائے دیوبند
391	علماء کا قتل عام	370	غدار پاکستان کون تھا؟
392	مرزا قادیانی	370	افسوس ناک بات
393	قرآن ختم کرنے کی سازش:	371	شیخ العرب و انجم اور تحریک پاکستان
393	خونی انقلاب:	372	اے شیخ مدنی تیری جرأت کو سلام
398	تاریخ علمائے دیوبند	373	اے شیخ مدنی تیری استقامت کو سلام
400	انگریز کا وفادار طبقہ	374	اے شیخ مدنی تیری فراست کو سلام
400	انگریز کا باغی طبقہ	374	اے ابوالکلام آزاد تیری غیرت کو سلام
400	مولانا قاسم نانوتوی کون تھا:	376	زمین کی رونق
401	علمائے دیوبند کا شجرہ علم حدیث	377	تاریخ اہل حق
402	علمائے دیوبند کا شجرہ تصوف	378	تاریخ کی عظمت
404	برصغیر میں انگریز کی آمد اور شاہ عبدالعزیز	379	حق و باطل کی آویزش
404	کافتوی جہاد	379	حق و صداقت کی تاریخ
404	سلطان ٹیپو کون تھا.....؟		

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
408	انگریز کے ہاتھوں علمائے دیوبند کا قتل عام	404	سلطان ٹیپو باریش تھا:
409	احمد اللہ شاہ مدراسی انگریز کی عدالت میں:	405	سلطان ٹیپو صاحب ترتیب تھا:
410	علماء کو توپوں سے اڑایا گیا:	405	ظفر علی خان..... ٹیپو سلطان کی قبر پر:
410	علماء کرام کو ختم کرنے کا فیصلہ:	406	سلطان ٹیپو کے جہاد کا آغاز اور میر صادق کی غداری:
411	مولانا نانوتوی کا خواب اور دیوبند کا قیام:		دوہر حاضر کے میر صادق
412	شیخ الہند کے شاگردان رشید:	406	عطاء اللہ شاہ بخاری انگریز کا اصل باغی تھا:
412	شیخ الہند کی استقامت:	407	علمائے دیوبند کی طرف سے انگریز کی بغاوت کا فیصلہ:
413	مولانا نانوتوی اور عشق رسول:	407	

دفاع صحابہ ﷺ

الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ
وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ
أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ
لَهُ وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَلَا نَظِيرَ
لَهُ وَلَا وَزِيرَ لَهُ وَلَا مُشِيرَ لَهُ وَلَا مُعِينَ لَهُ وَصَلَّى عَلَى سَيِّدِ
الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ الْمَبْعُوثِ إِلَى كَافَّةِ النَّاسِ بِشِيرَا
وَنَدِيرَا وَدَاعِيَا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا.

قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي كَلَامِهِ الْمَجِيدِ وَالْفَرْقَانِ
الْحَمِيدِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ط وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى
الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ
اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ ط
ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ ط وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ ط كَزَرْعٍ
أَخْرَجَ شَطَنَهُ فَازْرَعَهُ فَاسْتَفْظَظَ فَاسْتَوَى عَلَى سَوْقِهِ يُعْجَبُ
الزَّرَّاعُ لِيَفْظَظَ بِهِمُ الْكُفَّارُ ط

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم..... اذا ظهرت الفتن
او قال او البدع وسبت اصحابی فليظهر العالم علمه
فمن لم يفعل ذالك فعليه لعنت اللہ والملائكة والناس
اجمعين.

(صواعق الحرقہ صفحہ ۲)

صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ
لَمِنَ الشّٰهِدِيْنَ وَالشّٰكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

صحابِ پاک مصطفیٰ کو حق نے کیا جگر دیا
بہر قوم بے دھڑک سبھی نے مال و زر دیا
کسی نے ٹٹ لا دیا کسی نے نصف گھر دیا
مگر عائشہؓ کے باپ نے دیا تو اس قدر دیا
خدا کے نام کے سوا جو کچھ تھا لا کے دھر دیا

میرے واجب الاحترام قابل صدا احترام ایڈنبر اور اسکاٹ لینڈ کے دور دراز سے
آئے ہوئے ساتھیو!

سپاہ صحابہؓ برطانیہ کی طرف سے یہ عظیم الشان اصحاب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
کانفرنس منعقد ہو رہی ہے۔ اس کے انعقاد پر میں سپاہ صحابہؓ برطانیہ کے صدر جناب حافظ
عبد الحمید صاحب اور ان کے تمام رفقاء کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ان کی دن رات کی محنت
سے یہ وقت بھی آیا ہے کہ برطانیہ کے ایک اہم شہر میں ناموس صحابہؓ کے تحفظ کا پیغام پہنچانے
کے لئے یہ عظیم الشان کانفرنس منعقد کی جا رہی ہے۔

میرے بھائیو! میں آپ کے سامنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ناموس کے تحفظ
کے بارے میں قرآنی تعلیمات اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی قرآن میں آئینی حیثیت کیا

ہے۔ قرآن اور اسلام نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو کیا کہا ہے۔ اسلام کی زبان میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اہمیت کیا ہے۔ خدا اور اس کے رسول کی اہمیت تو واضح ہے، لیکن صحابہ رضی اللہ عنہم تیسرے نمبر پر ہیں۔ ان پر ہم کیوں زور دے رہے ہیں۔ ان پر زور دینے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ اہم عنوان ہے۔

نظام خلافت درحقیقت نظام مصطفیٰ ﷺ ہے

میرے بھائیو! نظام خلافت اصل میں نظام مصطفیٰ کا نام ہے۔ نظام شریعت کا نام ہے، نظام محمد کا نام ہے۔ حکوم الہیہ کا نام ہے۔ نظام خلافت کوئی نیا نظام نہیں ہے۔ آپ دیکھیں پاکستان کو قائم ہوئے پینتالیس سال کا عرصہ ہو چکا ہے جو حکمران آیا اس نے کیا کہا؟ اسلام آنا چاہئے.....

ووٹ لئے اسلام کے نام پر

ووٹ لئے دین کے نام پر

ووٹ لئے شریعت کے نام پر

لیکن اسلام نافذ نہیں کیا۔ صرف نعرہ لگایا، کیوں نافذ نہیں ہوا؟ کبھی آپ نے غور کیا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے صرف اسلام کو قرآن کی آیتوں میں دیکھا ہے۔ میں یہ بات پاکستان کے بڑے بڑے فورمز اور یونیورسٹیوں کے سیمینار میں یہ بات کہہ چکا ہوں کہ اصل بات یہ ہے کہ ہمارے ہاں یہ بہت بڑی غلطی ہے کہ قرآن پاک تو ایک متن ہے۔ اللہ نے آسمانوں سے متن اتارا ہے کہ اس طرح کرو، یہ اصول ہے اور حدیث اس کی تشریح ہے، لیکن ایک تیسری چیز ہے اور وہ ہے اس کی عملی تفسیر کہ قرآن آسمانوں سے تئیس سالوں میں اترا اور احکامات اللہ نے آسمانوں سے تئیس سالوں میں اتارے۔ ان کو نافذ کرنا زمین پر یہ ایک علیحدہ تجربہ تھا جو خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے دور میں ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا..... کافروں سے یہ سلوک کرو، اب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جو حکومت تھی، خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی انہوں نے عملی طور پر اس پر عمل کر کے دنیا کو

دکھا دیا کہ دیکھو، قرآن کی یہ آیت ہے اور ہم اس پر عمل کر رہے ہیں۔

اب قرآن پاک میں ہے کہ چور کو سزا دو، حکم ہے سزا دی کس نے؟ (صحابہ رضی اللہ عنہم، خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم نے) قرآن پاک میں ہے کہ اقلیتوں سے یہ سلوک کرو اور اچھا سلوک کرو، تو وہ سلوک کس نے کیا ہے؟ (صحابہ نے) قرآن پاک میں حکم ہے کہ جس حکمران کی رعایا میں کوئی شخص بھوکا مر گیا، اس سے پوچھا جائے گا۔ چنانچہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس پر عمل کیا اور خطبہ دیا مسجد نبوی میں..... ”اگر ایک کتا دریائے فرات کے کنارے پر بھوکا مر گیا تو عمر سے قیامت کے دن پوچھا جائے گا۔“ یعنی جو اسلامی حکومت کتے کو بھوکا مرنے نہیں دیتی..... اور ان اسلامی ملکوں میں انسان بھوکے مر رہے ہیں، وجہ کیا ہے؟ کہ اسلام کی جو عملی تفسیر ہے، ہم نے اس کو چھوڑ دیا ہے۔

کفار کے در پر کیوں؟

اور صرف نعرہ لگایا کہ اسلام چاہئے، اسلام چاہئے لیکن اس دستور کے نفاذ کا موقع آیا تو کہاں گئے؟

روس گئے..... فرانس گئے..... امریکہ گئے..... جاپان گئے..... برطانیہ گئے..... جرمنی گئے..... چین گئے.....

اور حکمرانوں نے نافذ اسلام کرنا ہے لیکن دستوری کمیٹی فرانس جا رہی ہے کہ وہاں کے نظام کا جائزہ لیں، امریکہ جا رہی ہے۔ اگر تم نے اسلام کا نعرہ لگایا ہے تو اسلام کے نفاذ کی کمیٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے دور کے پاس بھیجو، ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھو کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسلام کیسے نافذ کیا تھا یہ پاکستان تو پونے تین لاکھ مربع میل پر قائم ہے اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی حکومت تو بائیس لاکھ مربع میل پر قائم تھی اور اس وقت روس اور امریکہ جیسی دو بڑی طاقتیں قیصر روم اور کسریٰ ایران کا مقابلہ کیسے کیا۔ ان کو زیر و زبر کیسے کیا۔ ان کو شکست کیسے دی اور اس کے مقابلہ میں محمد بن ہلاک کی بنیاد رکھ کر پوری دنیا کو انصاف کیسے دیا، ایک واقعہ عرض

کرتا ہوں۔

ترقی کس کا نام ہے؟

میرے نزدیک ترقی مشینری کو نہیں کہتے، ترقی ایٹمی طاقت بننے کو نہیں کہتے، ترقی وائرلیس سیٹ کا نام نہیں ہے۔ ترقی ٹیلی فون اور مشینری کا نام نہیں ہے ملک کی ترقی اس بات پر منحصر ہے کہ آپ کی عوام خوشحال ہے یا نہیں؟ آپ کی عوام کو حقوق ملتے ہیں یا نہیں، آپ کی عوام ضروریات زندگی سے حصہ پاتی ہے یا نہیں۔

خلیفہ کا منصب

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب خلافت کا منصب سنبھالا۔ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مدینہ کی گلی سے گزر رہے ہیں ایک لڑکی نے کہا کہ ابو بکر! اب آپ خلیفہ ہو گئے ہیں اب ہماری بکریوں کا دودھ کون دوھے گا، تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا کہ بیٹی مجھے پتہ ہے کہ تو یتیم بیٹی ہے، یتیم بچی ہے اور تیرا باپ شہید ہو چکا ہے، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بننے کے بعد بھی تیری بکریوں کا دودھ دوھتا رہے گا۔ یہ ہے خلافت کی روح، یہ ہے نظم مملکت، اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ایک عجیب و غریب بات آپ کو سنانا چاہتا ہوں۔

نیکیوں کی حسرت

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں میں نے پوری کوشش کی کہ کوئی کام ایسا کروں جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نہ کیا ہو، لیکن میں کامیاب نہ ہو سکا، جو بھی نیکی میں کرنا چاہتا تھا مجھ سے پہلے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ وہ کر چکے ہوتے تھے۔ تو میں سوچتا رہا کہ میں کوئی ایسی نیکی کروں کہ جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نہ کی ہو۔

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بن گئے تو مجھے خوشی ہوئی کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بننے کی وجہ سے مصروف ہو گئے۔ اب میں کئی نیکیاں کروں جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نہ کی ہوں۔ تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بن گئے میری خواہش تھی یہ واقعہ کہاں ہے، یہ واقعہ کتاب الخراج میں قاضی ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔

میرے بھائیو! انہوں نے کہا کہ میں نے سوچا کہ مدینہ منورہ کے باہر ایک بستی ہے۔ مقام سخ، سخ ایک جگہ ہے، ڈیڑھ دو میل کے فاصلے پر ہے۔ اس وقت بستی باہر تھی۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس بستی میں ایک عورت رہتی ہے۔ بوڑھی عورت ہے، اس عورت کی عمر اسی سال تھی اور وہ صحابیہ پیغمبر ہے۔ نابینہ ہے آنکھوں سے، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بیوہ عورت اور بوڑھی عورت، پھر صحابیہ اور اس کی خدمت، یہ تو بہت بڑا اجر ہے تو دل میں خیال آیا کہ میں اس کی روزانہ خدمت کرتا ہوں۔ اس کے گھر کی صفائی کر دیا کروں گا، اس کا پانی بھر دیا کروں گا..... ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تو پتہ نہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دوسرے دن نماز فجر کے بعد چلا گیا۔ اس بوڑھی عورت کی کٹیا میں اور میں نے کہا کہ اماں میں تیری خدمت کرنا چاہتا ہوں، بوڑھی عورت نے آگے سے جواب دیا کہ ایک آدمی آیا تھا ابھی تھوڑی دیر گزری ہے وہ پانی بھی بھر گیا ہے اور صفائی بھی کر گیا ہے۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نماز فجر سے پہلے چلا گیا اور وہ بوڑھی عورت کہتی ہے کہ وہ آدمی آج بھی آیا تھا، پانی بھی بھر گیا ہے اور صفائی بھی کر گیا ہے۔ میں نے کہا کہ محلے کا آدمی ہوگا، لیکن میں جب تیسرے دن تہجد کے وقت گیا تو بوڑھی عورت نے کہا کہ وہ آدمی میرے جھونپڑے کی صفائی کر چکا ہے، پانی لینے کے لئے پہاڑ پر گیا ہوا ہے۔ تو عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں راستے میں کھڑا ہو گیا۔ چاند کی چاندنی تھی، میں نے دیکھا ایک آدمی پہاڑ سے نیچے اتر رہا ہے۔ اسکے بغل میں پانی کا برتن ہے۔ لیکن جب وہ میرے قریب سے گزرنے لگا تو میں نے زبردستی اس کا بازو پکڑ لیا اور اس کے چہرے سے جب

میں نے کپڑا ہٹایا تو میرے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ وہ آدمی اس وقت کا خلیفہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہے۔ (کنز العمال جلد ۶، صفحہ ۳۱۲)

دراصل عوام کی خدمت اور عوام کی خوش حالی، عوام کی فلاح و بہبود یہ ترقی کی ضامن ہے۔

گبن کا قول اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی عظمت

میرے بھائیو! گبن کو پڑھو، آپ کو گبن جیسا مورخ ان پورے مستشرقین یورپ میں نہیں ملے گا۔ وہ کہتا ہے کہ ایک عمر ۷۰ سال دنیا میں ایسا گزرا ہے کہ جس جیسا حکمران اس مادر کیتی کی کوکھ سے ابھی تک پیدا نہیں ہوا۔

زوال کے اسباب

میرے بھائیو! یہ نظام خلافت ہے۔ جو چودہ سو سال سے مختلف شکلوں میں چلا آیا ہے لیکن افسوس کہ ۱۹۲۲ء میں خلافت کے نظام کا خاتمہ کر دیا مصطفیٰ کمال پاشا نے۔ ترکی میں اس نے عربی زبان کو ممنوع قرار دے دیا۔ قرآن پاک کا اس نے اپنی ترکی زبان میں ترجمہ کرا لیا۔ کہا کہ ہم عربی پڑھیں گے ہی نہیں۔ عربی زبان ممنوع کر دی۔ داڑھی رکھنا ممنوع قرار دے دیا۔ خلافت ختم کر دی۔ اس وقت سے مسلمان ذلت و رسوائی کا شکار ہیں۔ ایک بچی کی لاش دریائے نیلم میں بہہ کر آئی ہے۔ دنیا نے وہ نظارہ دیکھا ہے کہ اس لڑکی کی لاش کو جب دریائے نیلم سے نکالا، اس کے گلے میں ایک تختی تھی اور اس تختی پر لکھا تھا کہ یہ لڑکی بے آبرو کر کے ذبح کر دی گئی ہے اور اس کی لاش پانی میں اس لئے بہائی گئی کہ شاید دنیا میں کوئی محمد بن قاسم اس کا بدلہ لے۔

میرے بھائیو! ہم ذلت و رسوائی کا شکار ہو گئے کہ ہم نے اسلام کے متن کو صرف قرآن سے سمجھا اور سمجھا کچھ نہیں اور صرف متن پڑھ کر کہا کہ اسلام لائیں گے۔ لیکن جو اسلام کی عملی تفسیر ہے۔ خلافت راشدہ کی طرف نہیں آئے۔ ابو بکر و عمر، عثمان و علی رضی اللہ عنہم امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان ادوار میں اسلام نافذ ہوا۔ عملی طور پر اسلام نافذ ہوا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خلافتیں

اس وقت دنیا میں ڈیڑھ ارب مسلمان ہے اور جغرافیہ کے لحاظ سے سب سے بڑا ملک اس وقت سوڈان ہے اور سعودی عرب ہے۔ نو نو لاکھ اور گیارہ لاکھ مربع میل کا جغرافیہ ہے اور آپ کا پاکستان پونے تین لاکھ مربع میل پر مشتمل ہے۔ یہ بھی چھوٹا سا ملک ہے، لیکن آپ کو پتہ ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے گیارہ لاکھ مربع میل پر اسلامی حکومت قائم کی تھی، صرف دو سال تک، اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بائیس لاکھ مربع میل پر دس سال تک حکومت قائم کی تھی۔ اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بارہ دن کم بارہ سال تک چالیس لاکھ مربع میل پر اسلامی حکومت قائم کی تھی۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پونے پانچ سال تک ۲۲ لاکھ مربع میل پر اسلامی حکومت قائم کی تھی۔ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے بھی چھ مہینے تک بائیس لاکھ مربع میل پر اسلامی حکومت قائم کی تھی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے تین تہا انیس سال تک ۶۴ لاکھ ۶۵ ہزار مربع میل پر اسلامی حکومت قائم کی تھی۔

نظام خلافت کی ضرورت

آپ اس سے کوئی استفادہ نہیں کرتے۔ اس سے فائدہ حاصل نہیں کرتے۔ اسلام کی جو عملی تصویر ہے اس پر کلہاڑا چلایا جا رہا ہے۔ اس کو ذبح کیا جا رہا ہے۔ اس کی عملی تصویر کو مٹایا جا رہا ہے۔ اسلام کے گواہوں کو مجروح کر کے دکھایا جا رہا ہے۔ آپ کون سا اسلام نافذ کریں گے۔ ہمارا نظام خلافت کے بغیر پوری دنیا میں اسلام کا غلبہ نہیں ہو سکتا، ساری کائنات جو کچھ مرضی کر لے۔

آج ۱۵۵ اسلامی ریاستیں ہیں جو تیل، ربڑ، سونا لے کر ماری ماری پھر رہی ہیں۔

کہیں مسلمان بوسنیا میں ذبح کیا جا رہا ہے.....

کہیں کشمیر میں بیٹیاں ذبح کی جا رہی ہیں.....

فلپائن کی بیٹیوں کو ننگا کر کے بے آبرو کیا جا رہا ہے۔

برما کے اندر مسلمانوں کی لاشوں کو چوکوں میں لٹکایا جا رہا ہے۔
 لیکن پوری دنیا کے مسلمان تماشہ دیکھ رہا ہے۔ نہ اپنا میڈیا ہے..... نہ کوئی پالیسی
 ہے..... نہ اپنی کوئی فوج ہے..... نہ اپنی کوئی قوت ہے..... نہ اپنی کوئی طاقت ہے..... نہ اپنا
 کوئی اتحاد ہے..... کوئی بات نہیں ہے یہ سب کچھ کیسے ہوگا کہ خلافت کی لڑی میں پوری مسلم
 امہ کو پرویا جائے۔ پوری امت مسلمہ کو کھڑا کیا جائے، پھر آپ دیکھیں کہ چند سالوں
 میں خلافت کی لڑی میں، حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا وہ نظام جس نے قیصر و کسریٰ کو زیر
 و زبر کر دیا تھا اسی نظام کو لاؤ۔

دین کے لئے طریقہ کار

میرے بھائیو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کا غلبہ کیا صحابہ رضی اللہ عنہم
 کے ذریعہ خلافت راشدہ کے ذریعہ۔ وہی صحابہ رضی اللہ عنہم کا نظام، اور صحابہ کرام رضی اللہ
 عنہم کے اصول وہی اسلام میں نظام خلافت کے اصول پوری دنیا میں آئیں گے تو پھر آپ
 دیکھیں گے کہ پوری دنیا پر اسلام کا غلبہ ہوگا.....

نہ روس رہے گا..... نہ امریکہ رہے گا..... نہ اسرائیل رہے گا..... نہ جرمنی رہے
 گا..... نہ برطانیہ رہے گا..... نہ انڈیا رہے گا..... اور نہ کوئی ظالم رہے گا.....

میرے بھائیو! مسلمانوں کو نظام خلافت کی بنیاد پر جمع ہونا چاہئے۔ خلافت کو
 زندہ کریں۔ جب تک ہم خلافت کو زندہ نہیں کریں گے۔ خلافت کی اس عملی تصویر کو جس میں
 مسلمان جبروتی قوتوں سے ٹکرائے تھے، وہ دور نظام خلافت کا تھا، وہ دور ابوبکر و عمر رضی اللہ
 عنہما کا دور تھا، وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا دور تھا، اس وقت تک ہم غالب نہیں ہو سکتے۔

جب ہم خلافت کی بات کرتے ہیں تو مسلم حکمران پریشان ہو جاتے ہیں کہ
 خلافت میں کیا ہوگا؟ ہماری بات ختم ہو جائے گی، وہاں تو لوگوں کی مرضی سے بات ہوگی،
 وہاں تو خلیفہ پرانے کپڑے پہن کر آئے گا، میں کہتا ہوں کہ اگر آپ اسلام چاہتے ہیں تو پھر
 ایسا کرنا پڑے گا.....

دین چاہتے ہو تو ایسا کرنا پڑے گا.....

انصاف چاہتے ہو تو ایسا کرنا پڑے گا.....

بے حیائی سے بچنا چاہتے ہو تو ایسا کرنا پڑے گا.....

ذہنی سکون چاہتے ہو تو ایسا کرنا پڑے گا.....

اور اگر آپ پاپائیت چاہتے ہو اور اپنی انا چاہتے ہو اور اپنا آپ چاہتے ہو تو پھر ضرور ہے کہ اس دور میں بھی بنو امیہ اور بنو عباس اپنی خواہشات پر آگئے، انہوں نے بھی خلافت کو چھوڑ دیا تھا، اب بھی اگر اپنی خواہشات کو دیکھو گے تو خلافت کیسے آئے گی۔

دفاع صحابہ ضروری ہے

میرے بھائیو! اب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت کو مجروح کرنا اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے بارہ میں یہ کہنا کہ وہ تو مسلمان ہی نہیں تھے۔ یہ بھی اس سے بھی زیادہ تکلیف دہ بات ہے اب امریکہ اور برطانیہ کے عیسائیوں نے لکھا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک عادل حکمران تھا۔ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کا نظام انسانیت پرور تھا، چلو ایک حقیقت کو ماننا تو ہے۔

ہفتویہ خمینی

لیکن خمینی نے نعرہ کیا لگایا اسلام اور غلبہ اسلام، اسلام کا نعرہ لگایا کر اسلام کی جڑوں کو کاٹا ہے۔ اس نے ایک کتاب لکھی، اس کتاب کا نام ہے اسلامی حکومت اس کا عربی اور فارسی ایڈیشن ہے، الحکومیۃ اسلامیہ اور ولایت فقیہ، اس نے اس کتاب کے ۴۰ صفحے پر لکھا: ”ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء اس مرتبے کو نہیں پاسکے جس کو ہمارے بارہ اماموں نے پایا ہے۔“

میرے بھائیو! میں نے ان دنوں میں ایک کتاب لکھی، اس کا نام ہے ”خمینی ازم اور اسلام“ اس کا بعد میں انگریزی میں ترجمہ ہوا۔ پاکستان حکومت نے اس کتاب کو ضبط کر

لیا۔ چاروں صوبوں میں ضبط کیا۔ علیحدہ علیحدہ کیا کہ اس سے ایران کی حکومت ناراض ہو جائے گی۔ انہیں ایران کی حکومت کی ناراضگی کا خطرہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کا کوئی خطرہ نہیں کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے خلاف کتاب لکھنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو جائیں گے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو جائیں گے۔

تو یہ ظلم اور جبر تھا جو ہمارے لادین حکمرانوں نے ہم پر کیا مولانا حق نواز جھنگویؒ نے اس کے خلاف احتجاج کیا۔ سپاہ صحابہؓ ۱۹۸۵ء میں قائم ہوئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت کو پوری دنیا کت پہنچانے کے لئے اس جماعت کا قیام عمل میں آیا۔

دیکھئے! یہ میرے ہاتھ میں خمینی کی کتاب ہے۔ آپ اس پر غور فرمائیں، کتاب کا نام ہے، ”صحیفہ انقلاب“ یہ خمینی کا آخری وصیت نامہ ہے۔ اس کے ٹائٹل پر خمینی کا فوٹو ہے۔ یہ تیرہ زبانوں میں کتاب چھپی ہے اور اس کتاب کے شروع میں خمینی نے کہا کہ میری یہ وصیت میرے مرنے کے بعد شائع کی جائے اور اس وصیت نامہ کو ایران کی پارلیمنٹ پر پڑھ کر سنایا جائے۔

چنانچہ خمینی کے مرنے کے بعد یہ وصیت نامہ خمینی کے لڑکے احمد خمینی نے ایرانی پارلیمنٹ میں پڑھ کر سنایا اور اس کے بعد یہ شائع ہوا۔ یہ اس کا اردو ایڈیشن ہے اس کے ۴۶ صفحے پر خمینی نے کہا۔ بری ڈھٹائی اور جرأت کے ساتھ کہ.....

”میں نہایت جرأت کے ساتھ یہ دعویٰ کرتا ہوں کہ آج کی ایرانی قوم اور اس

کی کروڑوں کی آبادی رسول اللہ ﷺ کے دور سے ہزار درجہ بہتر ہے۔“

یہ بڑی واضح تحریر ہے۔ آپ سب لوگ اس کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔ اس کو شائع کیا

ہے تحریک نفاذ فقہ جعفریہ پاکستان نے۔

خدا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

میرے بھائیو! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارہ میں خدا کا کیا نقطہ نظر ہے۔ اللہ

تعالیٰ کیا چاہتے ہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت کو اس حد تک مانا جائے۔ میں چند

مثالوں سے بات سمجھانا چاہتا ہوں۔ آپ غور کریں۔

رمضان شریف کے آپ روزے رکھتے ہیں؟ (جی) رمضان شریف میں روزے کا وقت کس وقت شروع ہوتا ہے؟ صبح سے شروع ہوتا ہے شام تک ہوتا ہے۔ آپ حیران ہوں گے کہ جب روزہ فرض ہوا تھا اس وقت یہ وقت نہیں تھا۔ اس وقت روزہ چوبیس گھنٹے کا تھا، کیسے؟ مغرب کی نماز کے وقت روزہ افطار ہوتا تھا اور سونے سے پہلے پہلے سحری کھانا ہوتی تھی۔ مغرب کے وقت افطار کیا، کھانا کھایا، نماز پڑھی پھر تراویح پڑھی اور سونے سے پہلے پہلے سحری کھانا ضروری ہوتا تھا۔

لیکن ایک صحابی جن کا نام صرمہ انصاری رضی اللہ عنہ ہے۔ افطاری کے وقت گھر تشریف لائے لیکن کھانا تیار نہ ہونے کی وجہ سے کام کاج اور نماز میں مشغول ہوئے اور سحری نہ کھا سکے، اور ایسے ہی تھکاوٹ کی وجہ سے سو گئے صبح بیدار ہوئے تو کھانے کا وقت ختم ہو چکا تھا، تو کہنے لگے کہ اب میں کیا کروں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا ذکر کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی شریعت کا ضابطہ تبدیل کر کے روزے کا وقت کم کر دیا..... تو یہ ہوا ایک صحابی کے عمل کی وجہ سے۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۵۶۔ انوار البیان جلد ۱ صفحہ ۳۱۶)

ناہینا صحابی کا مقام

میرے بھائیو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش تھی کہ تمام امت صراطِ مستقیم پر آجائے۔ اس سلسلہ میں کفار سے بات چیت ہوئی تو انہوں نے کہا کہ آپ کی محفل میں غریب غرباء ہوتے ہیں ان کو اپنی محفل سے اٹھاؤ گے تو ہم آئیں گے۔

جب بڑے بڑے سردار آپ کو ملنے آئے اس وقت حضرت عبداللہ بن ام مکتوم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف فرما تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا کہ یہ سردار آئے ہیں۔ شاید یہ کلمہ پڑھ لیں، شاید یہ ایمان لے آئیں اور تم غریب آدمی ہو اور ناہینے ہو، یہ لوگ تم سے نفرت کرتے ہیں کہ نعوذ باللہ یہ کمی اور غریب آدمی ہیں اس لئے تیری موجودگی میں شاید یہ ایمان نہ لائیں۔ اس لئے تم ذرا اٹھ کر باہر چلے جاؤ۔ میں قریش کو

کلمہ پڑھا دوں، شاید وہ کلمہ پڑھنے آئے ہیں۔ بس ان کو اٹھانا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی۔ اللہ نے فرمایا! جبرائیل علیہ السلام جلدی کر اس نابینا صحابی کو نبی نے اپنی محفل سے کیوں اٹھایا۔ اسی وقت قرآن کی یہ آیت اتری

عبس وتولی ○ ان جاءہ الاعمی ○ وما یدریک لعلہ یزکی ○

او یدکر فتنفعہ الذکری ○

اے پیغمبر! تو یہ سمجھا تھا کہ مکے کے قریش تم سے زیادہ فائدہ اٹھائیں گے لیکن خدا عرش پر اعلان کرتا ہوں کہ..... ان جاءہ الاعمی..... یہ جو نابینا تیری صحبت میں بیٹھا تو جو فائدہ یہ تجھ سے اٹھا سکتا ہے وہ کوئی کافر نہیں اٹھا سکتا۔

اس لئے تیرا اس صحابی کو محفل سے اٹھانا اللہ کو اچھا نہیں لگا، یہ نابینا مرتبے میں بہت بلند تھا، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو دوبارہ بلایا اپنی محفل میں بٹھایا۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو نبی نے اپنی محفل سے اٹھایا تو اللہ تعالیٰ کا عرش ہل گیا تو صحابہ رضی اللہ عنہم کا مرتبہ اللہ کے نزدیک کتنا اونچا ہے کہ اللہ نے قرآن میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی عظمت و رفعت کے پل باندھ دیئے فرمایا..... عبس وتولی ○ ان جاءہ الاعمی ○ وما یدریک لعلہ یزکی ○..... اے نبی جتنی محبت ان کے دل میں تیری ہے کسی اور کے دل میں نہیں ہو سکتی..... وما یدریک لعلہ یزکی..... او یدکر فتنفعہ الذکری..... (معارف القرآن جلد ۸، صفحہ ۶۷۰)

تو میرے بھائیو! صحابہ رضی اللہ عنہم سے اللہ تعالیٰ کو کتنی محبت ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم سے اللہ تعالیٰ کو کتنا پیار ہے۔ ایک اور بات کہتا ہوں۔ لوگ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات تو ٹھیک ہے، اللہ تعالیٰ کی بات بھی ٹھیک ہے۔ لیکن قرآن میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی عظمت بیان کرو، میں کوئی قصے کہانیاں نہیں بیان کر رہا، میں نے کسی پنوں یا شیریں فرہاد کا قصہ نہیں کھولا، میں آپ کو اللہ تعالیٰ کا قرآن سنا رہا ہوں، اور قرآن کی زبان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان آپ کو سنانا چاہتا ہوں۔

اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے سہولت تیمم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں جو بھی جنگ ہوتی تھی۔ اس جنگ میں جب آپ تشریف لے جاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کو بھی ساتھ لے جاتے، مرہم پٹی کرنے کیلئے، روٹی پکانے کے لئے، تو جب بھی آپ کسی جنگ میں جاتے تو قرعہ اندازی ہوتی جس عورت کا نام قرعہ نکلتا، وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ میں چلی جاتی۔ دو جنگیں ایسی ہیں جن میں سیدہ عائشہ صدیقہ کے نام قرعہ نکلا۔ ایک جنگ کا نام ہے غزوہ بنی مصطلق اور دوسری جنگ کا نام ہے غزوہ ذات الرقاع، رقاع رقعہ سے ہے۔ بمعنی ٹاکیاں صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاؤں سوچ گئے تھے۔ جوتے ٹوٹ گئے تھے، تو کپڑوں کی ٹاکیاں لپیٹ کر چلتے تھے۔ اس لئے اس غزوہ کو ذات الرقاع کہتے ہیں ”ٹاکیوں والا غزوہ“ تو یہ دو غزوے ایسے تھے کہ ان دو غزوؤں میں ایک کا نام ہے غزوہ بنی مصطلق اور ایک کا نام غزوہ ذات الرقاع۔ ان دونوں میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ جانے کا سبب اللہ نے پیدا فرمایا۔

دونوں کے واقعات کا ذکر قرآن پاک میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ ذات الرقاع میں تشریف لے گئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی ساتھ ہیں۔ مدینہ سے باہر چند میل کے فاصلے پر ایک جگہ ہے جس کا نام ہے جرف، جو لوگ مدینہ منورہ جاتے ہیں ان کو پتہ ہے۔ اب وہ مقام جرف مدینہ کے بالکل قریب آچکا ہے۔ چھوٹا سا علاقہ ہے، جرف جگہ ہے۔

جب مقام جرف پر پہنچے تو رات ہو گئی۔ لیٹ چلے تھے۔ راستے میں کچھ مشکلات آنے کی وجہ سے لیٹ ہوئے تو رات ہو گئی، حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے رات وہاں قیام کا اعلان کیا۔ نماز عشاء کو کافی دیر ہو گئی تھی۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہاں قیام کرتے ہیں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس جگہ ہم قیام کر رہے ہیں یہاں پانی نہیں ہے۔ یہاں سے کچھ دور ایک چشمہ ہے پانی کا اگر

آپ حکم دیں تو ہم وہاں جا کر قیام کریں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں رات کا قیام یہیں کریں گے۔ اور صبح تہجد کے وقت یہاں سے چلیں گے۔ اور صبح کی نماز سے پہلے ہم وہاں پہنچ جائیں گے۔ تو وہاں جا کر نماز تہجد پڑھ لیں گے تو رات کو قیام یہیں کرتے ہیں۔ اس لئے کہ سوار یوں پر لوگ بیٹھے ہیں کچھ پیدل ہیں ان کو نیند آرہی ہے۔ تھکے ہوئے ہیں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا وہاں پڑاؤ ہوا۔ وہاں خیمے لگا دیئے گئے پورا لشکر صحابہ رضی اللہ عنہم کا وہاں ٹھہر گیا۔

جب آدمی رات کا وقت ہوا تہجد سے کچھ دیر پہلے تو سارے صحابہ رضی اللہ عنہم اٹھ بیٹھے اب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سوار یوں پر جگہ بنائی، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم خیمے میں تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہیں اٹھے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اٹھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پتہ کریں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے ہیں کہ نہیں.....؟ تو انہوں نے جا کر دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے ہیں..... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے ذکر کی آواز آرہی تھی..... حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو اٹھے ہیں..... لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر کیوں نہیں آتے..... تو یہ پتہ نہیں چلتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں نہیں آتے تھے۔

بخاری شریف میں یہ واقعہ نقل ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اندر تشریف لے گئے تو کیا دیکھا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیٹی ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بغیر اجازت کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاسکتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے تھے۔ لیکن سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کے ساتھ ان کے جسم کا کوئی حصہ لگا ہوا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ کوشش کی کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جاگے، لیکن عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نہیں جاگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کے پیش نظر کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو تکلیف ہوگی کچھ نہیں کہا اور خاموش رہے۔

تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے رہا نہ گیا سارا لشکر کھڑا ہے۔ لوگ سوار یوں پر کھڑے ہیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے لشکر پریشان ہے۔ اگر تھوڑی دیر ہم اور لیٹ ہو گئے تو تہجد کی نماز رہ جائے گی۔ اور نماز فجر بھی رہ جائے گی۔ تو انہوں نے غصے میں آ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر ایک چوٹ لگایا اس پر غور کریں۔ حدیث میں آتا ہے کہ انگوٹھے سے چوٹ لگایا اس طرح انگوٹھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی کمر پر مارا، اماں لیٹی ہوئی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کے ساتھ ان کا حصہ لگا ہوا ہے، اور اماں کی کمر پر جب چوٹ لگایا تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو تکلیف ہوئی تو اماں کمر پکڑ کر بیٹھ گئی اس لئے کہ تکلیف ہوئی اس چوٹ کی اور لگایا کس نے؟ (باپ نے) والد مکرم نے۔ تو والد کا یہ چوٹ لگانا کوئی عیب نہیں تھا۔ از روئے شریعت گناہ بھی نہیں تھا۔ کوئی کفر بھی نہیں تھا۔

والد کو حق تھا کہ بات سمجھ میں نہیں آئی یا ایسا موقع ہے کہ جلدی جلدی ان کو چوٹ لگایا کہ اٹھو تمہاری وجہ سے مسلمانوں کی نماز قضا ہو جائے گی پانی یہاں موجود نہیں ہے۔ پانی آگے ہے بس اتنی بات تھی۔ پانی نہ ہونے کی وجہ سے چوٹ لگایا۔ بس اتنی بات ہوئی تھوڑی دیر گزری کہ آسمانوں سے اللہ تعالیٰ کا قرآن اترا، جبرائیل امین علیہ السلام قرآن مجید کی یہ آیت لے کر اترے۔

آج کے بعد اگر پانی نہ ملے تو تیمم کر لیا کرو۔ تو تیمم کی نعمت کیسے ملی؟ کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی کمر پر ایک چوٹ لگا۔ والد نے لگایا اور عرش پر اللہ تعالیٰ کو برداشت نہ ہوا۔ عرش ہل گیا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی عظمت پر اللہ تعالیٰ نے قرآن اتارا۔ قرآن اتار کر کہا: فان لم تجدوا ماء فتيمموا صعيدا طيباً..... اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آج کے بعد پانی نہ ملے وضو کے لئے تیمم کر لیا کرو۔

تو اسید بن حفص رضی اللہ عنہ ایک صحابی تھے وہ لشکر میں تھے انہوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور نعرہ بلند کر کے کیا کہا؟..... ما اول برکة يا الہی بکرم..... اے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اولاد یہ کوئی تمہاری پہلی برکت نہیں ہے۔ کہ تمہاری وجہ سے اللہ نے قیامت تک آنے والوں کے لئے تیمم کی نعمت عطا کر دی ہے۔ یہ قرآن کہتا ہے کہ جب نماز کا وقت آئے وضو

کرو.....

يا ايها الذين امنوا اذا قمتم الى الصلوة فاغسلوا

وجوهكم وايديكم الى المرافق.....

لیکن آج اللہ تعالیٰ نے عائشہ صدیقہ کی وجہ سے یہ ضابطہ تبدیل کر کے امت کو تیمم کی نعمت سے سرفراز کر دیا۔ کہ اگر عائشہ رضی اللہ عنہا پر ایک انگلی باپ بھی لگاتا ہے تو آسمانوں سے اللہ تعالیٰ کا قرآن عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عظمت پر اتر آتا ہے۔
(سیرت عائشہ رضی اللہ عنہا صفحہ ۹۷، ۹۸)

منافقین کی تہمت پر خدا نے خود جواب دیا

یہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں سے اللہ تعالیٰ کو کتنی محبت ہے، کتنا پیار ہے۔
یہ غزوہ ذات الرقاع تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا اماں عائشہ رضی اللہ عنہا قضائے حاجت کے لئے گئی تھیں۔ اور جب واپس آئیں تو لشکر جا چکا تھا۔ اماں کو دیر ہو گئی قضائے حاجت کے لئے انہوں نے کجاوہ رکھا اونٹ والوں نے اور چل پڑے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس جگہ لیٹ گئیں پیچھے سے حضرت صفوان ابن معطل رضی اللہ عنہ گری پڑی چیزوں کو اٹھانے کے لئے پیچھے رہتے تھے۔ جنگوں میں وہ آئے انہوں نے دور سے دیکھا کہ ایک سفید کپڑا پڑا ہے آواز لگائی تو اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا پتہ چلا، ان کی زبان سے..... انا للہ وانا الیہ راجعون..... نکلا انہوں نے اپنا اونٹ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے قریب بٹھا دیا اماں اونٹ پر بیٹھ گئیں۔ سفر کرتے رہے مدینہ سے کچھ میل پہلے لشکر نظر آیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لشکر کے ساتھ اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا شریک ہو گئیں۔ جا کر اپنی سواری پر بیٹھ گئیں۔ کسی کو پتہ نہ چلا۔

لیکن دو چار دن مدینہ میں گزرنے کے بعد اماں عائشہ رضی اللہ عنہا رات کو قضائے حاجت کے لئے جارہی ہیں تو ایک عورت ہے جس کا نام ام مطح ہے اس کا پاؤں

پھسل گیا۔ اس نے کہا کہ مسطح تم پر ہلاکت ہو، اماں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مسطح تو تیرا لڑکا ہے اس کے لئے بدعاء کرتی ہے۔ اس نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا تجھے نہیں پتہ تو بھولی بھالی لڑکی ہے۔ کہ مدینہ میں لوگوں نے تجھ پر تہمت لگائی ہے کہ رات کے اندھیرے میں صفوان ابن معطل رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیوں آئی تھی؟ یہ جو تہمت لگانے والے ہیں ان میں میرا لڑکا بھی شامل ہے۔ وہ بھی غلط نہیں کا شکار ہو گیا ہے کہ شاید سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعلق صفوان ابن معطل رضی اللہ عنہ کے ساتھ ٹھیک نہ ہو۔

یہ بات کہنے کی دیر تھی اماں فرماتی ہیں کہ میرے تو فرشتوں کو اس بات کی خبر نہیں تھی۔ میرے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ اماں کی آنکھوں میں سے آنسو نکل آئے روتے ہوئے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آگئی اور آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے آپ اجازت دیں میں اپنے والد کے گھر چلی جاؤں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی۔

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی تو عائشہ رضی اللہ عنہا رو پڑی اور رو کر کہتی ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے میں جب بھی اجازت مانگتی تھی۔ آپ دو تین مرتبہ پوچھتے تھے گھر ضرور جانا ہے۔ لیکن آج پہلی مرتبہ کہہ رہے ہو کہ چلی جاؤ۔ آپ نے اجازت دے دی۔

اماں فرماتی ہیں کہ مجھے یقین ہو گیا کہ جو پروپیگنڈہ مدینہ کی گلیوں میں میرے اوپر آیا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک بھی پہنچ چکا ہے۔ اماں روتی ہوئی اپنے باپ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر چلی گئیں۔

میرے بھائیو! یہ واقعہ کوئی چھوٹا نہیں تھا..... یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر کا معاملہ تھا..... یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طہارت کا معاملہ تھا..... یہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی عصمت کا معاملہ تھا۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا صرف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہوتی تو بات اور تھی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس تھا۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تو وہ

عورت ہے کہ جس کا نکاح اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوا تھا۔ لیکن آج عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پریشان ہو کر گھر چلی گئی۔ گھر جا کر دیکھا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ صدیقہ کی والدہ پریشان ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں پریشان ہو کر آئی ہوں۔ تو والد نے کہا کہ بیٹی تو اکیلی پریشان نہیں۔ تیری ماں بھی رو رہی ہے۔ تیرا باپ بھی رو رہا ہے اور سارے گھر والے پریشان ہیں۔

اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا گھر کے اندر والے کمرے میں چلی گئیں۔ اور جا کر مصلیٰ بچھایا اور اللہ تعالیٰ کے دروازے پر سجدہ ریز ہو گئیں ایک دن گزر گیا دو دن گزر گئے مدینہ کی گلیوں میں کھرام مچ گیا۔

منافقین مدینہ نے کہا کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا دامن ٹھیک نہیں، منافقین مدینہ نے کہا کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا دامن نعوذ باللہ داغدار ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پریشان ہو کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر آئے اور آ کر پوچھا کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہا ہے؟ بتایا گیا کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اندر بیٹھی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مصلیٰ پر سجدہ ریز ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قریب جا کر بیٹھ گئے۔

یہ بخاری شریف میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا عائشہ..... اے عائشہ رضی اللہ عنہا!..... ان كنت اتممت بذناب فاستغفري الله وتوبى اليه..... اگر واقعی تجھ سے غلطی ہو گئی تو معافی مانگ لو۔ میں بھی تیری معافی کی درخواست کرتا ہوں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آج میری مثال یوسف کے باپ کی ہے جس نے رو رو کر چالیس سال تک اپنی آنکھوں کو پگھلا دیا تھا..... انما اشكوا بشي وحزنى الى الله..... میں کہتی ہوں کہ میں بے گناہ ہوں تو نہیں مانو گے۔ میں کہوں کہ

میں گناہ گار ہوں۔ یا رسول اللہ! میرے دامن پر کوئی داغ نہیں ہے۔ لیکن میں اپنا معاملہ پروردگار کے سپرد کر چکی ہوں۔

میرے بھائیو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس چلے گئے جب مدینہ میں منافقین نے پرپیگنڈہ عام کر دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پریشان ہو گئے تو ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مسجد میں بلاؤ سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسجد نبوی میں جمع ہو گئے۔ ہزاروں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ گھر میں قرآن پڑھ رہے تھے، اور دروہے تھے۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ جانے لگے تو پوچھا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کیوں نہیں جاتے؟ فرمایا تم سب جاؤ۔ عائشہ رضی اللہ عنہا آج مدینہ میں لوگ انگلیاں اٹھا اٹھا کر کہتے ہیں کہ یہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہے۔ جس کی بیٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں ہے اور جس کے دامن پر داغ آیا ہے۔

مسلمانو! اس عظمت کو دیکھو اس واقعہ پر غور کرو یہ سارا واقعہ قرآن پاک میں موجود ہے۔ میرے بھائیو! جب سارا مجمع جمع ہو گیا۔ جب سارے لوگ جمع ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صحابیو! بتاؤ میری عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارہ میں تمہارا کیا خیال ہے؟ کسی نے کہا کہ یا رسول اللہ! آپ کو عورتوں کی کمی ہے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگی ہے تو چھوڑ دو عائشہ رضی اللہ عنہا کو اور عورت سے نکاح کر لو۔ کسی نے کچھ مشورہ دیا کسی نے کچھ کہا۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ سے درخواست کرتا ہوں تحقیق کرو، کیسے تحقیق کریں فرمایا جوڑ کی گھر میں کام کرتی ہے بریرہ رضی اللہ عنہا اس کو لاؤ اس سے پوچھو کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا دامن کیسا ہے؟ چنانچہ بریرہ رضی اللہ عنہا کو لایا گیا چھوٹی سی بچی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ بریرہ رضی اللہ عنہا تم نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو کیسا پایا؟

بریرہ رضی اللہ عنہا کہنے لگی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو سال ہو گئے۔ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ وقت گزر رہی ہوں۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی صرف اس کوتاہی کے اور میں نے کوئی کوتاہی نہیں دیکھی کہ رات کو بکری آکر آٹا کھا جاتی ہے۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو پتہ نہیں چلتا۔ اس کے سواء عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے دامن پر کوئی داغ نہیں یہ بھی فیصلہ آیا۔

آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عمر! تم بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے؟ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اس مجمع میں کھڑے ہو گئے اور کھڑے ہو کر فرمایا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح ہم نے کرایا تھا یا خدا نے کرایا تھا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ میرا نکاح عرش سے ہوا تھا۔ تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر آپ کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح عرش سے ہوا تو پھر خدا اتنا بھولا بھالا نہیں کہ وہ خدا جو آپ کے جسم پر گندی مکھی نہیں بیٹھنے دیتا وہ آپ کے بستر پر گندی عورت کو کیسے آنے دے گا؟

بس یہ بات کہنے کی دیر تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ..... جزاک اللہ یا ابن خطاب..... تو نے میرے سینے کو روشن کر دیا۔ یہ بات فرمائی۔

اور عرض کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا معاملہ لوگوں سے نہ پوچھو، عائشہ رضی اللہ عنہا کا معاملہ پروردگار کے سپرد کر دو۔ جو اللہ کا حکم ہوگا۔ وہی عائشہ رضی اللہ عنہا کی بات ہوگی۔ بس یہ بات کہنے کی دیر تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ کا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرے دل کی پریشانی دو ہو گئی۔

تھوڑی دیر و گزر گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے اور آکر چار پائی پر بیٹھ گئے۔ اور فرمایا کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا۔ اب جو فیصلہ آسمانوں سے ہوگا وہ مجھے منظور ہوگا۔ جب یہ بات آپ کہہ رہے ہیں اتنی دیر میں آسمانوں سے جبرائیل علیہ السلام آئے اور رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے اپنے چہرے پر کپڑا ڈال لیا۔ اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی آتی تھی آپ کے ماتھے پر پسینہ آ جاتا تھا اور قطرے شبنم کی طرح ماتھے پر گرتے تھے۔

حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں کہ جب وحی آنے لگی ہم سب گھروالوں کی چٹخیں نکل گئیں۔ رونے لگے کہ عرش سے کیا فیصلہ آتا ہے؟ تھوڑی دیر گزری تو رسول اللہؐ کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا، حضورؐ نے فرمایا اے ابوبکر تجھے مبارک ہو قرآن کی یہ آیت اتری:

ان الذين جاءوا بالافك عصبه منكم لا تحسبوه شرا لكم بل
هو خير لكم لكل امرئ منهم ما اكتسب من الاثم والذى تولي
كبره منهم له عذاب عظيم O

اور آخر میں قرآن نے کہا.....

سبحانك هذا بهتان عظيم.....

اے پیغمبر! تیری عائشہ رضی اللہ عنہا پہلے بھی پاک تھی آج بھی پاک ہے۔
اور جن لوگوں نے تہمت لگائی ہے عرش پر ان کیلئے جہنم واجب کر دی گئی ہے۔
تو آپ بتائیں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہے
ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہے صحابہ پیغمبر ہے۔ مومنوں کی ماں ہے جب اس پر تہمت لگتی ہے
تو اللہ کا قرآن عرش سے صفائی دیتا ہے۔ اور سترہ آیات ان کی عظمت و برأت میں نازل
ہوئی ہیں۔ ۱۔

ناموس صحابہؓ کا فریضہ

میرے بھائیو! آپ بھی مسلمان ہیں ہم نے ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم کے تحفظ
کے سلسلہ میں اپنا فرض پورا کرنا ہے پتہ نہیں آئندہ میری آپ سے ملاقات ہوتی ہے
یا نہیں۔ آپ دیکھیں گے یا نہیں کہ فلاں جگہ مارا گیا ہم مارا اور شہید ہو گیا۔ آپ یہ کہہ کر ختم کر
دو گے کہ بڑا اچھا آدمی تھا..... بس ٹھیک ہے ہم نے آپ کے اس اسکاٹ لینڈ کے تاریخی شہر
میں اپنا پیغام آپ تک پہنچایا ہے کہ دشمنان صحابہؓ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف کفر بک

رہے ہیں اور ان کے خلاف احتجاج پوری امت کا فرض ہے..... ہم ان شاء اللہ اس راستے میں شہید ہوں گے اور جام شہادت نوش کریں گے۔ لیکن میرا پیغام یاد رکھنا کہ آپ نے پوری دنیا کے اندر ناموس صحابہ کا پرچم بلند کرنا ہے۔ آپ کی شرعی اور اخلاقی ذمہ داری ہے۔ آپ ساتھ دیں گے؟ (جی) میں اپنا فرض پورا کر رہا ہوں۔ آپ ساتھ نہیں دو گے تو ہم اللہ کے فضل سے پھر بھی کامیاب ہیں۔

میرے بھائیو! آپ دعا کریں کہ اللہ ناموس صحابہ کے سلسلہ میں ہم سے کام لے اور اسی مشن سے وابستہ رکھے اور اسی راستے میں شہادت کی موت عطاء فرمائے۔ آمین

نوٹ:- موضوع کی مناسبت سے ایک اور تقریر سے کچھ اقتباس پیش خدمت ہیں:

خلفاء راشدین کو نکال دینے سے قرآن کی آیات جھوٹی ہو

جائینگے

عمر رضی اللہ عنہ کو نکال کر قرآن پاک کی کئی درجن آیات جھوٹی ہو جائیں گی.....
آلہ غلبت الروم..... اس میں روم کی فتح کی خوشخبری ہے جو سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوئی ہے اگر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو نعوذ باللہ اسلام سے ہٹا دیا جائے تو اس آیت کا کیا مطلب ہے.....

يا ايها الذين امنوا من يرتد منكم عن دينه فسوف ياتي

الله يقوم يحبهم ويحبونه.....

مرتدین کو اسلام میں واپس لانے کی خبر ہے یہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں اتری ہے اور پوری امت کا اتفاق ہے۔ اگر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو نعوذ باللہ کفر مان لیا جائے تو قرآن کی اس آیت کا کیا مطلب ہے؟ قرآن کہتا ہے.....

هو الذي ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على

الدين كله.....

میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پورے ادیان باطلہ پر اسلام کا غلبہ ہوگا اور وہ غلبہ
قیصر و کسریٰ کو مغلوب کر کے ہوا ہے اور وہ غلبہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوا۔

گواہوں کو بچانا ضروری ہے

میرے بھائیو! تو اسلام کو بچانے کے لئے اسلام کے گواہوں کو بچانا ضروری
ہے۔ آپ ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ میں کیس لڑتے ہیں کہ اگر گواہ بیٹھ گیا تو کیس جھوٹا ہو
گیا۔ آپ کی عدالتوں کے کیسوں کے لئے گواہ ضروری ہیں۔ اسلام کا جو مقصد ہے، توحید کا
مقدمہ ہے، خدا کی الوہیت کا مقدمہ ہے، وہ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی گواہی پر کھڑا ہے
گواہوں کو نکالو تو سارا مقدمہ ختم..... نہ اللہ کی توحید کا مقدمہ بچتا ہے..... نہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا مقدمہ بچتا ہے..... نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا مقدمہ
بچتا ہے۔ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تقدس اور عظمت ہر دور میں مانی گئی۔ صحابہ کرام رضی
اللہ عنہم کی عظمت کے دفاع کے لئے سپاہ صحابہ کا قیام عمل میں لایا گیا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کا دفاع سنت اللہ ہے

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دفاع سنت اللہ ہے، قرآن کریم کی آیت.....

الذی یوتی مالہ یتزکی وما لاحد عنده من نعمۃ تجزی

إلا ابتغاء وجه ربہ الاعلیٰ ولسوف یرضی.....

اسلام آباد میں ایک سیمینار تھا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عنوان پر اور
اس سیمینار میں میں چیف گیسٹ تھا۔ اس میں بڑے بڑے اسکالرز اور وزراء بھی تھے اور
یونیورسٹیوں کے طلباء بھی تھے۔ تو میں نے یہ بات وہاں کی تھی اور ہر بندے نے اس
استدلال کو پسند کیا تھا اور میں آپ کے سامنے بھی اس کو لانا چاہتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کو صحابہ رضی اللہ عنہم سے پیار ہے

میرا لکھ نظر یہ ہے اللہ تبارک و تعالیٰ کو ایک لاکھ چوالیس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پیار تھا اور ان میں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اللہ کو بڑا پیار تھا اور اس پیار کا شاہکار قرآن کی یہ آیت ہے اور اس پر غور کریں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اٹھارہ غلام آزاد کئے اور اور ہر غلام پر کسی پرچہ کسی پردس کسی پر چندرہ ہزار درہم خرچ کئے۔ ستاسی ہزار درہم میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اٹھارہ غلام آزاد کئے جن میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے، عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ تھے تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تمام پیسے ان پر خرچ کر دیئے۔

والد مکرم ابھی مسلمان نہیں ہوئے ابو قحافہ، ان کو پتہ چلا کہ جو پیسہ کپڑے کی تجارت کے لئے تھا وہ سارا پیسہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے غلاموں پر لٹا دیا ہے اور انہوں نے آکر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بڑا سخت ست کیا اور بہت تلخی سے بات کی۔ حالانکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد کا ان سے تلخی سے بات کرنا حق تھا۔ باپ کو بات سمجھ میں نہیں آئی تو وہ تلخی سے بیٹے سے بات کر سکتا ہے۔ وعید کر سکتا ہے۔ جھنجھوڑ سکتا ہے یہ کوئی عیب نہیں تھا۔ یہ کوئی فسق و فجور نہیں تھا اور پھر والد لذت ایمان سے آشنا نہیں ہے والد کو یہ پتہ ہو کہ خیرات میں کتنی لذت ہوتی ہے یہ نہیں کہ خیرات میں کتنا لطف ہوتا ہے اللہ کے راستے میں دیکھنے میں کتنا مزہ ہوتا ہے والد نے تنقید کر ڈالی اور والد نے بیٹے پر تنقید کی اور تنقید کی بھرے اجلاس میں..... کیا کہا کہ ابوبکر اگر تو نے دولت لٹانی تھی تو کسی چوہدری پر خرچ کرتا یہ غریبوں پر تو نے پیسہ کیوں لٹایا؟

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب نہیں دیا آنکھوں سے آنسو نکل آئے اور روتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سارا واقعہ سنایا اب چاہیے یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جواب دیتے۔ پیغمبر نہیں بولے آسمانوں سے اللہ نے جبرائیل امین علیہ السلام کو بھیجا اور جبرائیل امین علیہ السلام کو صدیق

اکبر رضی اللہ عنہ کی تسلی کیلئے بھیجا اور قرآن کی یہ آیت اتاری..... الذی یوتی مالہ یتزکی جو اس نے مال دیا ہے وما لاحد عنده من لعمۃ تجزی الا ابتغاء وجه ربہ الاعلی یہ ساری دولت لوگوں کی خوشنودی کیلئے نہیں اللہ نے فرمایا کہ یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے راضی کرنے کے لئے خرچ کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دولت مجھے خوش کرنے کے لئے لٹائی تنقید کرنے والا والد ہے اور صفائی دینے والا پروردگار عالم ہے۔ کہ والد مکرم تنقید کرتے ہیں ابوبکر صدیق ؓ پر اور اللہ برداشت نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد کی تنقید کا جواب دیتے ہیں، تنقید باپ کرتا ہے اور جواب خدا دیتا ہے۔

(معارف القرآن جلد ۸، صفحہ ۷۶۲، ۷۶۳)

اگر آج حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو غمینی کافر کہے تو میں تنقید نہ کروں؟ میں کیسے نہ بولوں؟ اگر میں بولتا ہوں اور سپاہ صحابہؓ بولتی ہے تو ہم اپنی طرف سے نہیں بولتے، بلکہ ہم تو اللہ کی سنت پر عمل کر رہے ہیں۔ اگر والد تنقید کرتے تو اس پر اللہ تعالیٰ بولتے ہیں اور اگر آج کوئی دنیا کا کافر تنقید کرے تو اس پر بولنا یہ اللہ کی سنت ہے۔ یہ نہ دہشت گردی ہے، نہ تحریب کاری ہے، یہ پروردگار کی سنت ہے۔

جیسی کرنی ویسی بھرنی

میرے بھائیو! کوئی شخص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کافر کہتا ہے اس کو کافر کہنا اس کو فرقہ واریت کا نام دیا جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ قرآن کھولو، قرآن کہتا ہے کہ..... واذا قيل لهم امنوا كما امن الناس جب ان کافروں سے کہا جاتا ہے کہ ایمان لاؤ جیسے یہ ایمان لے آئے، تو آگے سے کافر کیا کہتے ہیں؟..... النومن كما امن السفهاء ”ہم ایسے بے وقوفوں جیسا ایمان لائیں؟“ یہ سورۃ البقرہ کی آیتیں ہیں اللہ نے فرمایا واذا قيل لهم امنوا جب ان کافروں سے کہا جاتا ہے کہ ایمان لاؤ تو آگے سے کافر کیا کہتے ہیں النومن كما امن السفهاء ان بے وقوفوں جیسا ایمان لائیں؟ یہ

پہلا تیرا تھا جو عرب کے کافروں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر کیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بے وقوف کہا۔ حالانکہ انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کافر نہیں کہا تھا، منافق نہیں کہا تھا، صرف بے وقوف کہا۔ لیکن آپ حیران ہو گئے کہ اللہ تعالیٰ نے جواب میں کیا فرمایا دیکھئے.....
الومن كما امن السفهاء..... جواب میں اللہ تعالیٰ یہ فرماتے کہ نہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بے وقوف نہ کہو، یہ تو عقل مند ہیں اللہ تعالیٰ یہ کہتے، لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے یہ بات مناسب نہیں۔

جب بات اظہر من الشمس ہوتی ہے، تو اس وقت اس کا ذکر کیا جاتا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا عقل مند ہونا، یہ تو واضح ہے اس میں شامل ہے وہ تو عقل مند ہیں۔ اس کے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔

تو جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا.....الا.....خبردار.....انهم هم السفهاء.....
 جنہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بے وقوف کہا وہی بے وقوف ہیں۔

تو مجھے اس آیت نے کیا سبق دیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف چودہ سو سال پہلے کافروں نے جو کہا اللہ تعالیٰ نے وہی لفظ ان کے لئے استعمال کیا۔ اور آج کل کا دانش مند یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو فرقہ پرور ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو یہی کہہ دیا ہے کہ جب انہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بے وقوف کہا تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو بے وقوف کہہ دیا۔

اور آج کہتے ہیں کہ اگر انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بے وقوف کہہ دیا تو تم نرمی کر لیتے۔ تم چپ کر جاتے، لیکن جہاں معاف کرنے کی بات ہوتی ہے۔ وہاں ہوتی ہے، یہاں تو اللہ تعالیٰ نے بھی معاف نہیں کیا۔ اللہ نے فرمایا.....الا انهم هم السفهاء..... یہی لوگ بے وقوف ہیں۔

یہی قیامت کی صبح تک اللہ تعالیٰ نے درس دے دیا، سبق دے دیا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے خلاف جو لفظ کوئی استعمال کرے وہی لفظ اس کے خلاف استعمال کرنا یہ اللہ کی

سنت ہے۔ یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم کو بے وقوف کہا تو اس کو جواب میں بے وقوف کہنا اللہ کی سنت ہے۔ یہ مولانا حق نواز رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ نہیں، اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔ اور قرآن کا طریقہ ہے۔

موقف کی صداقت

میرے بھائیو! میں نے راولپنڈی کے جلسے میں جب تقریر شروع کی تو ایک بہت بڑے عالم کھڑے ہو گئے انہوں نے کہا کہ سپاہ صحابہ کا موقف قرآن سے ثابت کرو، جب میں نے اس آیت کو استدلال کے طور پر پیش کیا تو ان کے ساتھ دس علماء تھے تو وہ اٹھ کھڑے ہوئے انہوں نے کہا آج کے بعد ہم سپاہ صحابہ کے رضا کار ہیں۔ ہمیں سمجھ آ گیا کہ سپاہ صحابہ کا موقف قرآن سے ثابت ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

سیدنا صدیق اکبرؓ یارِ غار

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ
وَنَعُوْكَلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاَتِ
اَعْمَالِنَا مَنْ يُّهْدِيْهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضِلِّهِ فَلَا هَادِيَ
لَهُ وَنَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَلَا نَظِيْرَ
لَهُ وَلَا وَزِيْرَ لَهُ وَلَا مُشِيْرَ لَهُ وَلَا مُعِيْنَ لَهُ وَصَلَّى عَلٰى سَيِّدِ
الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِيَاءِ الْمَبْعُوْثِ اِلَى كَافَّةِ النَّاسِ بِشِيْرًا
وَنَذِيْرًا وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهِ وَمِرَاجًا مُّبِيْرًا.

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِى كَلَامِهِ الْمَجِيْدِ وَالْفَرْقَانِ
الْحَمِيْدِ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الدِّيْنَ
كَفَرُوْا ۚ ثَالِثِيْ اَثْنِيْنَ اِذْ هُمَا فِى الْغَارِ ۚ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهِ لَا
تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا. فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهُ بِجُنُوْدٍ
لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الدِّيْنِ كَفَرُوْا السُّفْلٰى ط وَكَلِمَةَ
اللّٰهِ هِىَ الْعُلٰى ط وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ. اِنْفَرُوْا خِفَافًا وَثِقَالًا

وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ.

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم مَرُّوا أَبَابُكْرٍ فَلْيَصَلِّ بِالنَّاسِ.

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم عَلَیْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمُهَدِّدِينَ.

صَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ وَنَحْنُ عَلَى ذَٰلِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِينَ وَالشَّاكِرِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

میرے واجب الاحترام، قابل صدا احترام ساتھیو! گزشتہ جمعہ سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے فضائل و مناقب اور اسلامی خدمات کا تذکرہ شروع ہے۔ میں نے گزشتہ جمعہ کی تقریر میں تفصیل کے ساتھ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کے ابتدائی حالات پیش کئے تھے اور میں نے یہ بھی بتایا تھا کہ ابوبکرؓ کو ابوبکر کیوں کہتے ہیں؟

میرے بھائیو! گزشتہ جمعہ کی تقریر میں یہ بات گزر چکی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کتنی عمر میں رسول اللہ ﷺ کے دوست بنے اور کتنا عرصہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں گزارا۔

آج جو قرآن پاک کی آیات میں نے پڑھی ہیں اس آیت کا نام ہے آیت ہجرت۔ اس آیت کا نام ہے آیت معیت کہ حضور سرور کائنات ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی معیت میں ہجرت فرمائی اور اس ہجرت کا ذکر قرآن پاک کی اس آیت معیت میں ہے۔ میں اس آیت کی روشنی میں حضرت ابوبکرؓ کا مقام آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔

ثانی اشنین کی تفسیر

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا..... اِذَا خَرَجَهُ الدِّينَ كَفَرُوا..... اے

پیغمبر ﷺ آپ اس وقت کو یاد کریں، اے نبی! تو اس وقت کو یاد کر..... اذ اخرجہ الذین کفروا..... جب کافروں نے تجھے اپنے گھر سے نکالا ہے اور..... ثانی الثین اذ ہما فی السفار..... تجھے بھی گھر سے نکالا تھا اور تیرے ساتھ ایک دوسرا آدمی بھی تھا۔ اسے بھی اس کے گھر سے نکالا تھا..... ثانی..... کا جو لفظ ہے اس سے مراد حضرت ابو بکر صدیقؓ ہیں۔

اور حضرت ابو بکر صدیقؓ جو ہیں ہر ایک اعتبار سے ثانی ہیں۔ یہ بات بھی یاد رکھیں، قرآن پاک نے سیدنا صدیق اکبرؓ کو ثانی کہا اور ثانی عربی زبان کا لفظ ہے۔ اول اور ثانی، پہلا اور دوسرا، تو یہاں قرآن نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو ثانی کہا ہے..... اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی الثین..... دو میں سے دوسرا، یعنی تو بھی گھر سے نکلا تھا اور ابو بکر بھی گھر سے نکلا تھا۔ گویا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کو ثانی کہا۔

علماء مفسرین کا عجیب نکتہ:

علماء نے یہاں ایک نکتہ لکھا ہے۔ ابو بکر صدیقؓ ہر معاملے میں ثانی ہیں۔ اول نہیں ہیں۔ آپ تو کہتے ہیں کہ اول خلیفہ، خلافت اپنی جگہ، لیکن ابو بکرؓ ایمان لانے میں اول نہیں ہے، ایمان لانے میں بھی ثانی ہے، اول حضور ﷺ کی ذات ہے۔ حضور ﷺ نے سب سے پہلے اللہ کا کلمہ پڑھا تو جب حضور ﷺ نے سب سے پہلے کلمہ پڑھا تو دوسرے نمبر پر کلمہ ابو بکرؓ نے پڑھا تو ابو بکرؓ ایمان لانے میں بھی ثانی ہے، تو یہاں قرآن نے حضرت ابو بکرؓ کو غار میں ثانی کہا ہے کہ غار میں پہلا نمبر حضور ﷺ کا اور دوسرا نمبر ابو بکرؓ کا، تو گویا کہ ثانی ہوئے۔

سیدنا صدیقؓ ہر اعتبار سے پیغمبر ﷺ کا ثانی

اور علماء کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ ہر بات میں ثانی ہیں، حضرت ابو بکرؓ ایمان لانے میں ثانی ہیں، پہلے ایمان حضور ﷺ لائے ہیں پھر ایمان ابو بکرؓ لائے، غار میں پہلے حضرت امام الانبیاء آئے پھر ابو بکرؓ آئے تو ثانی ہوئے، مزار میں پہلے حضور ﷺ آئے پھر

ابو بکرؓ آئے تو مزار میں چودہ سو سال ہو گئے، آج تک، حضور ﷺ پہلے قبر میں اترے بعد میں صدیق اکبرؓ اترے تو گویا کہ حضرت ابو بکرؓ نبی کے ثانی ہیں، ہر اعتبار سے ثانی ہیں۔

ایمان لانے میں ثانی.....

غار میں چڑھنے میں ثانی.....

رشتہ دینے میں ثانی

جنگ میں جانے میں ثانی

ہربات میں ثانی ہیں۔ ابو بکرؓ ثانی ہیں

سفر کا بھی ثانی

حضر کا بھی ثانی

حشر کا بھی ثانی

جب سب سے پہلے قبر شق کی جائے گی تو سب سے پہلے حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں پہلے قبر سے اٹھوں گا، پھر ابو بکرؓ اٹھیں گے تو گویا کہ

غار میں بھی ابو بکرؓ کا دوسرا نمبر

مزار میں بھی ابو بکرؓ کا دوسرا نمبر

جب قیامت کے دن اٹھیں گے تو دوسرا نمبر اور حشر میں بھی دوسرا نمبر اور مقام محمود پر بھی دوسرا نمبر، یہاں ایمان لانے میں بھی دوسرا نمبر، رشتہ داریوں میں بھی دوسرا نمبر اور جنگوں میں بھی دوسرا نمبر، صلح کرنے میں بھی دوسرا نمبر اور رفاقت میں بھی دوسرا نمبر، پہلے دوستی نبی ﷺ نے نبھائی پھر صدیقؓ نے نبھائی، گویا کہ ہربات میں صدیقؓ ثانی ہے۔

اس لئے قرآن نے کہا..... ثانی النین..... کہ وہ جو نبی کے ساتھ دوسرا تھا یہاں

ایک بات ہے، قرآن پاک کا ایک لفظ یاد رکھیں۔ قرآن نے کہا..... اذا خسر جنہ الذین

کفروا..... کہ جب کافروں نے نکالا تھا۔ حضور ﷺ کو اور حضور ﷺ کے ساتھی کو..... اذا هما

فی الغار..... جب وہ دونوں غار میں گئے۔

اب یہاں ہم شیعہ سے کہتے ہیں کہ..... ثانی النین اذہما..... ہما..... کا معنی دو، ثانی اشین کا معنی دو، اگر ابو بکر مسلمان نہیں تھا تو پھر یہ دوسرا کون تھا؟ بڑے بڑے شیعہ اس کا جواب نہیں دے سکتے۔

ہجرتِ نبی ﷺ و صدیق:

کہ جب ہم کہتے ہیں کہ ابو بکرؓ نبی ﷺ کے ساتھی تھے تو رافضی نے اس کا جواب دیا، کہنے لگے کہ ابو بکرؓ کو نبی ﷺ ساتھ اس لئے لے گئے تھے کہ پیچھے سے مخبری نہ کر دے۔ (نعوذ باللہ) غار میں ابو بکرؓ کو لے گئے کہ اگر میں انہیں پیچھے چھوڑ گیا تو یہ لوگوں کو بتا دیں گے تو جو مخبری کرنے والا ہوتا ہے وہ اس طرح مخبری چھوڑ دیتا ہے ساتھ لے جانے سے؟ یعنی حضور ﷺ چھپ کر اپنے گھر سے باہر نکلے اور پورا مکہ مخالف ہے۔ دشمن ہیں سارے اور گئے سیدھے ابو بکرؓ کے گھر تو مخالف کے پاس آدمی جاتا ہے کہ جب سارا مکہ مخالف ہے اور قتل کے لئے تلواریں لئے کھڑے ہیں اور حضور ﷺ سب کو چھوڑ کر وہاں چلے گئے۔

تو قرآن پاک نے اس واقعہ ہجرت کو جو ذکر کیا ہے۔ آج میں تفصیل کے ساتھ اس پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں کہ واقعہ ہجرت کیا ہے؟ ہجرت کس کو کہتے ہیں؟ اور ہجرت میں سب سے پہلا نمبر نبی ﷺ کے بعد صدیقؓ کا ہے ورنہ کائنات میں ہر جگہ پر ان کا دوسرا نمبر ہے۔

نبی ﷺ نے ہجرت کی ساتھ صدیقؓ نے ہجرت کی، لیکن نبی ﷺ کے بعد ابو بکرؓ کا پہلا نمبر ہوگا۔ یہاں آیت کا ترجمہ آپ سمجھ لیں تاکہ بات ذہن میں اتر جائے..... اذ اخرجہ الدین کفروا..... جب اے پیغمبر ﷺ تجھے اور تیرے ساتھی کو نکالا تھا کافروں نے،..... اذہما فی الغار..... کہ جب تم دونوں غار میں تھے، تم اور تیرا ساتھی غار میں تھے، پھر کیا ہوا تھا پھر یہ ساتھی..... اذ یقول لصاحبه..... جب اپنے دوست سے تو نے کہا تھا، صاحب، صحابی سے ہے، صاحب ایک کو کہتے ہیں اور صحابی بھی ایک کو کہتے ہیں تو صاحب کا اطلاق صرف ایک پر ہوتا ہے اور جمع ہے اصحاب اور صاحب ایک کے لئے بولا

جاتا ہے۔

صدیق اکبرؓ کی صحابیت کا تذکرہ قرآن میں:

اس پر آپ غور کریں..... اذ یقول لصاحبہ..... نبی ﷺ نے نہیں کہا، کیونکہ اگر صحابی ہو تو وہ پوری قوم اور جمعیت کی طرف اشارہ ہے، لیکن قرآن نے کہا..... اذ یقول لصاحبہ..... جب اپنے صاحب سے کہا۔

اگر آپ کے دوست حضرت ابوبکرؓ قابل اعتماد نہیں تھے، تو قرآن نے ابوبکرؓ کو نبی ﷺ کا صاحب کہا، صاحب کہتے ہیں صحابی کو، مخالف کو صاحب کوئی نہیں کہتے، مخالف کو لوگ دعا باز کہیں گے۔

جیسے قرآن پاک نے حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا ذکر کیا، لیکن کسی جگہ بھائیوں کو صاحب نہیں کہا، حالانکہ وہ سب بھائی تھے، لیکن یہاں قرآن پاک نے صدیق اکبرؓ کو نبی کا صاحب کہا، نبی کا صحابی کہا، تو چودہ سو سال سے مفسرین کہتے ہیں کہ اس آیت میں حضرت ابوبکرؓ کی صحابیت نص قطعی سے ثابت ہوئی تو اب جو حضرت ابوبکرؓ کی صحابیت کا منکر ہے وہ قرآن کی اس آیت کا منکر ہے وہ اس آیت کے انکار کی وجہ سے کافر ہے تو قرآن نے اس کا ذکر کیا..... اذ یقول لصاحبہ..... جب اپنے دوست سے حضور ﷺ نے کہا تھا۔

کیا کہا تھا؟ غم نہ کر، جب کفار غار کے دہانے پر آ گئے تھے تو وہ صاحب پریشان ہو گیا تھا کہ ان کی ٹانگیں غار کے نیچے سے نظر آرہی تھیں تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے دیکھ کر پریشانی کا اظہار کیا۔

خوف اور حزن میں فرق:

اب ردافض کیا کہتے ہیں کہ دیکھو حضرت ابوبکرؓ کو کہ جب غار میں دشمن آ گئے تو ابوبکرؓ ڈر گیا۔ نبی کو تسلی دینی پڑی، لیکن میں قدرت خداوندی پر قربان جاؤں ایک ہوتا ہے

خوف، جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سانپوں کو دیکھا تو موسیٰ علیہ السلام ڈر گئے تو قرآن نے کہا..... لا تخف..... خوف اپنا ہوتا ہے جو بات کرتا ہے۔ خوف اسی کا ہوتا ہے اور غم اپنا نہیں ہوتا، غم دوسرے کا ہوتا ہے۔

تو قرآن نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا..... لا تخف..... ڈرنا نہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ڈر تھا اپنا، اس لئے فرمایا..... لا تخف..... اب حضور ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ سے یہ نہیں فرمایا..... لا تخف..... ڈرنا نہیں، کیوں، اگر ڈر صدیقؓ کو اپنا ہوتا تو پھر حضور ﷺ ان کو کہتے کہ ڈرنا نہیں، ابوبکرؓ کو تو حضور ﷺ کا غم تھا تو غم ہوتا ہی دوسرے کا ہے۔ اس لئے قرآن نے کہا..... لا تحزن..... ابوبکرؓ میرا غم نہ کر، خوف اپنا ہوتا ہے اور غم دوسرے کا ہوتا ہے۔

صدیقؓ کی رفاقت نبی ﷺ کی زبانی:

یہاں ایک اور نکتہ علماء نے لکھا، اس پر آپ غور فرمائیں۔ بڑی عجیب و غریب نقل کی ہے وہ کہتے ہیں کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام جا رہے تھے اور پیچھے فرعون کی فوجیں تھیں۔ آگے دریا کی موجیں تھیں تو خطرہ پیدا ہو گیا تو راستے میں جنگل میں قوم نے پوچھا موسیٰ علیہ السلام کہ اب کیا ہوگا؟ تو موسیٰ علیہ السلام نے آگے سے کہا ان معی ربی سیہدین میرا رب میرے ساتھ ہے اور وہ غنقریب مجھے سیدھے راستے پر چلا دے گا تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ان معی..... میرا رب میرے ساتھ ہے، حالانکہ قوم بھی ساتھ ہے تو کہنا کیا چاہئے تھا؟ ہمارے ساتھ رب ہے تو قرآن نے یہ نہیں کہا بلکہ یہ کہا..... ان معی..... میرا اللہ میرے ساتھ ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھ جماعت کو نہیں ملایا۔ لیکن جب حضرت ابوبکر صدیقؓ کو غم ہوا تو حضور ﷺ نے کیا جواب میں فرمایا..... لا تحزن..... غم نہ کر..... ان اللہ معنا..... خدا ہمارے ساتھ ہے..... معنا..... ہمارے ساتھ ہے..... یہ قرآن میں ہے اور معنا عربی گرائمر کا لفظ ہے۔

یہاں سے معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قوم کا فکر نہیں تھا، اس لئے انہوں نے قوم کو ساتھ ملایا ہی نہیں، اس لئے فرمایا..... ان معی ربی سیہدین..... میرا رب

میرے ساتھ ہے۔

لیکن حضرت ابو بکر صدیقؓ حضور ﷺ کے رفیق تھے، جب حضرت ابو بکرؓ نے حضور ﷺ کا غم کیا تو رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ میرے ساتھ خدا ہے، فرمایا..... ان اللہ معنا..... ابو بکر خدا میرے بھی ساتھ ہے اور تیرے بھی ساتھ ہے، تو یہ باریک نکتہ ہے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی صداقت و عظمت پر۔

غار میں حفاظت:

اس کے آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا..... فانزل اللہ مکیۃ..... اللہ تعالیٰ نے سکون اتارا، یعنی دشمن تو اوپر آچکا ہے اور نیچے غار میں ابو بکرؓ اور نبوت ﷺ ہیں اور جناب دشمن ابھی قتل کر دے گا، لیکن قرآن کیا کہتا ہے..... فانزل اللہ مکیۃ..... کہ غار میں بیٹھے ہوئے نبی اور ابو بکرؓ کو ہم نے سکون دیا..... وایدہ بجنود..... اور فرشتوں کا ایک لشکر غار پر پہرے دار بنا دیا..... وایدہ بجنود لم تروہا..... ایسا لشکر جس کو نبی ﷺ نہیں دیکھ سکتے تھے، ابو بکرؓ نہیں دیکھ سکتے تھے..... بجنود لم تروہا..... اور قرآن کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وہ لشکر بھی اور ابو بکرؓ کی حفاظت کے لئے بھیجا۔

میرے بھائیو! یہ ہے قرآن کی وہ آیت جس آیت کی روشنی میں چند باتیں عرض کروں گا، تو میں نے بڑے اختصار کے ساتھ آیت کا ترجمہ آپ کو سنا دیا۔ اب میں یہ واقعہ عرض کرتا ہوں تاکہ آپ کو پتہ چلے کہ قرآن نے ابو بکرؓ کی شان کو کتنے چاند لگائے ہیں؟ سیدنا صدیق اکبرؓ کو کتنا اونچا مرتبہ عطا کیا۔

ہجرت کی رات کو فیصلے:

میرے دوستو! حضور ﷺ نے صدیقؓ پر اعتماد کا اظہار کیا۔ ایک آدمی کہنے لگا اعتماد کا اچھا اظہار کہ بستر تو حضور ﷺ نے حضرت علیؓ کو دے دیا جس کو بستر ملے جس کو نبی ﷺ کا سامان ملے جس کو لوگوں کی امانتیں ملیں اس کو تم کہتے ہو کہ وہ چوتھے نمبر پر جس کو نبی کا سامان

مل گیا نبی کا بستر مل گیا اس کو تو پہلا خلیفہ ہونا چاہئے میں نے کہا کہ جس کو بستر ملا اگر وہ خلیفہ ہے تو وہ کون ہے جس کو بستر والا ملا، ایک کو بستر ملا ایک کو بستر والا ملا، ہجرت کی رات نے بڑے فیصلے کئے ہیں ہجرت کی رات ہم دیکھتے ہیں کہ رات ایک ہے اور اس رات میں ایک آدمی سوتا رہا اور دوسرا آدمی جاگتا رہا۔ ایک آرام کرتا ہے دوسرا نبی ﷺ کے ساتھ چلتا رہا، ایک آدمی آرام کرتا رہا دوسرا پہاڑوں کی چڑھائی چڑھتا رہا، ایک آرام کرتا رہا دوسرا پتھروں پر چڑھتا رہا، ایک آرام کرتا رہا دوسرا غار میں اترتا رہا، ایک بستر کے مزے لوٹتا رہا، دوسرا بستر والے کے مزے لوٹتا رہا۔

میرے دوستو! ہجرت کی ایک رات ہے اس میں سردار لوگ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شہید کرنے کے لئے تیار کھڑے ہیں اور آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ ہجرت کا یہ واقعہ جس میں نبی ﷺ نے ہجرت فرمائی ہے بعد میں پیش آیا اور معراج کا واقعہ پہلے پیش آیا۔ معراج کے ایک سال کے بعد ہجرت ہوئی یہ معراج پہلے کیوں ہوا؟ معراج نبی ﷺ کو پہلے کیوں کرایا گیا؟ ہجرت بعد میں کیوں کرائی گئی۔ معراج کا سفر مسلمانوں کا سفر تھا ایک آسمانوں میں نبی ﷺ کے ساتھ گیا ایک مدینے میں نبی ﷺ کے ساتھ گیا۔

اللہ تعالیٰ نے دنیا کو دکھلانا تھا اولوگو! نبی ﷺ کے اس سفر کو بھی دیکھو اور نبی ﷺ کے اس سفر کو بھی دیکھو!

نبی ﷺ کے اس سفر کے ساتھی کو دیکھو
 نبی ﷺ کے اس سفر کے ساتھی کو بھی دیکھو
 اس سفر کے ساتھی کی وفا کو بھی دیکھو
 اس سفر کے ساتھی کی وفا کو بھی دیکھو
 نبی ﷺ کے اس رفیق جبرائیل کو بھی دیکھو
 نبی ﷺ کے اس رفیق صدیق کو بھی دیکھو
 اس کی رفاقت کو بھی دیکھو

اس کی رفاقت کو بھی دیکھو
 اس کی یاری کو بھی دیکھو
 اس کی یاری کو بھی دیکھو
 اس کی اداؤں کو بھی دیکھو
 اس کی اداؤں کو بھی دیکھو
 اس کی ادا موڑ پر ختم ہو گئی
 اس کی ادا قبر تک جاری رہی ہے
 اپنی اپنی ادا ہے اپنی اپنی وفا ہے۔

دنیا کے لوگو! جبرائیلؑ اور ابوبکرؓ میں بڑا فرق ہے۔ راتیں دو ہیں ایک معراج کی رات، ایک ہجرت کی رات اور رفیق نبی ﷺ کے دو ہیں ایک رفیق وہ ہے جو فرشتوں کا سردار ہے، ایک رفیق وہ ہے جو نبیوں کے بعد تمام انسانوں کا سردار ہے۔

مرتبہ نبی ﷺ نے کھول دیا کہ جو معراج کی رات نبی ﷺ کا ساتھی بنا وہ نبی ﷺ کو جگانے آیا اور جو ہجرت کی رات نبی ﷺ کا ساتھی بنا اس کو نبی ﷺ جگانے آیا۔ فرق ہے یا نہیں۔ اور معراج کی رات جب سواری کی ضرورت ہوئی تو جبرائیلؑ براق لایا لیکن ہجرت کے سفر میں جب سواری کی ضرورت پڑی تو ابوبکرؓ براق لینے نہیں گیا خود محمد ﷺ کی سواری بن گیا اور صدیقؓ نے اس رات دنیا کو فیصلہ سنا دیا تھا کہ پیغمبر ﷺ میرے کاندھوں پر سوار ہوتا ہے اور جس کندھے پر اور جس سواری پر پیغمبر ﷺ سوار ہو جائے بھلا وہ بھی کسی سے پیچھے رہی ہے۔ لوگو! سوار یوں کے فیصلے تو نبی ﷺ نے بچپن میں کر دیئے تھے۔ جب مائی حلیمہ کی سواری پر نبی ﷺ سوار ہوتا ہے وہ سواری پیچھے نہیں رہا کرتی نبی ﷺ صدیقؓ کے کندھوں پر سوار ہوتا ہے اور صدیقؓ بھی سب سے آگے نکل گیا۔

راتیں دو ہیں، رفیق دو ہیں، وفا کیں دو ہیں، ادائیں دو ہیں، الفت دو کی ہے۔ ایک موڑ کی یاری ہوتی ہے ایک توڑ کی یاری ہوتی ہے۔ عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کہتے ہیں کہ موڑ

پر جبرائیل پہنچا تو موڑ پر کہا کہ

اگر موئے یکسر برتر پر
فروغ تجلی بسوزد پر

ایک پر بھی اوپر اٹھتا ہوں تو اللہ کی تجلی میرے پروں کو جلا دیتی ہے یعنی جبرائیل
ایسا ساتھی ہے کہ موڑ پر اپنے پروں کو بچانے کے لئے پیچھے ہٹ گیا۔ حضرت عطاء اللہ شاہ
بخاری فرماتے ہیں کہ اس وقت اس جگہ ہوتا صدیق نبی ﷺ کے ساتھ اس کے پر نہیں جسم بھی
جل جاتا تو محمد ﷺ کا ساتھ کبھی نہ چھوڑتا یہ صدیق کی وفا تھی۔

صدق نبی ﷺ کی وفائیں

میرے دوستو! صدیق نے یاری نبی ﷺ سے نبھائی ہے اور اس ہجرت کے رفیق
کی وفاؤں کو دیکھو کہ جبرائیل تو موڑ پر نبی ﷺ کا ساتھ چھوڑ گیا اور نبی ﷺ کو تنہا چھوڑ دیا۔
لیکن صدیق نے تو نبی ﷺ کو کبھی تنہا نہ چھوڑا، دیکھو لوگو! صدیق نبی ﷺ کو کیسے
تنہا چھوڑتا، پیغمبر ﷺ مکہ کی گلیوں میں، صدیق نبی ﷺ کے ساتھ ہے.....
نبی پتھر کھا رہا ہے، صدیق نبی ﷺ کے ساتھ ہے.....
نبی ﷺ کا چہرہ زخمی ہے، صدیق نبی ﷺ کے ساتھ ہے.....
پہاڑ کی چوٹی پر ہے صدیق نبی ﷺ کے ساتھ ہے.....
نبی ﷺ غار میں اترتا ہے، صدیق نبی ﷺ کے ساتھ ہے.....
پیغمبر ﷺ م م معبد کے خیمہ میں جاتا ہے، صدیق نبی ﷺ کے ساتھ ہے.....
نبی ﷺ دودھ دوہتا ہے، صدیق نبی ﷺ کے ساتھ ہے.....
پیغمبر ﷺ سواری پر سوار ہے، صدیق نبی ﷺ کے ساتھ ہے.....
پیغمبر ﷺ ابو ایوب کی جھونپڑی میں ہے، صدیق نبی ﷺ کے ساتھ ہے.....
نبی ﷺ بدر میں صدیق بدر میں.....
نبی ﷺ احد میں صدیق احد میں.....
نبی ﷺ خیبر میں صدیق خیبر میں.....

نبی ﷺ خندق میں صدیق خندق میں
 نبی ﷺ تبوک میں صدیق تبوک میں
 نبی ﷺ صلح حدیبیہ میں صدیق صلح حدیبیہ میں
 پیغمبر ﷺ فتح مکہ میں صدیق فتح مکہ میں
 نبی ﷺ مزدلفہ میں صدیق مزدلفہ میں
 نبی ﷺ عمرہ میں صدیق عمرہ میں
 نبی ﷺ حج پہ صدیق حج پہ
 نبی ﷺ مسکرانے میں صدیق مسکرانے میں
 پیغمبر ﷺ شتہ لینے میں صدیق شتہ دینے میں۔

چودہ سو سال ہو گئے صدیق قبر میں آج بھی محمد ﷺ کے ساتھ ہے۔

تم کہتے ہو کہ بستر علیؑ کو دیا فرمایا اے علیؑ! یہ میرا بستر ہے اس پر تو نے سونا ہے انیس سردار تلواریں لے کر باہر کھڑے ہیں نبی ﷺ کو شہید کرنے کا پروگرام ہے پیغمبر ﷺ اندر ہے دشمن باہر ہے۔

ایک بات توجہ سے ذہن میں رکھیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ نے اپنے بستر پر لٹایا نبی ﷺ کے شبہ میں حضرت علیؑ کو شہید بھی کیا جاسکتا تھا، ٹھیک ہے نا۔ اگر علیؑ نے نبی کے بعد پہلا خلیفہ بنا ہوتا تو جس کو شہید کئے جانے کا شبہ تھا اس کو نبی ﷺ کے شبہ میں شہید کئے جانے کے لئے سلا کر جاتے کہ میرے شبہ میں بے شک شہید کر دیا جائے اور جس نے خلیفہ بعد میں بنا تھا اس کو نبی مکہ میں چھوڑ نہیں گئے بلکہ ساتھ لے گئے تاکہ میرے ساتھ رہے؟

میرے دوستو! حضرت علیؑ سے فرمایا میرے بستر پہ لیٹ جاؤ۔ حضرت علیؑ بستر پر لیٹ گئے۔ اب ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے علیؑ تو بستر پر لیٹ گئے نبی ﷺ تلواریں کے نیچے سے گزرنا چاہتے ہیں۔ اکیلا کیا یہ بات بظاہر حضرت علیؑ کی غیرت کے خلاف نہ تھی کہ انیس تلواریں چمک رہی ہیں اور نبی ﷺ سے کہہ دیا ٹھیک ہے میں سوتا ہوں آپ چلے جائیں۔ پیغمبر ﷺ کو تنہا چھوڑ دیا کہ نبی ﷺ اکیلے ہی تلواریں کے نیچے سے گزر جائیں کوئی پرواہ نہیں۔

حضرت علیؓ کو چاہئے تھا یہ کہتے اے پیغمبر! جہاں آپ نے جانا ہے میں آپ کو چھوڑ آتا ہوں بعد میں آکر سو جاؤں گا۔ بظاہر یہ بات حضرت علیؓ کی غیرت کے خلاف تھی کہ نبیؐ کو تنہا چھوڑ دیا..... لیکن اللہ کی مشیت میں یہ بات تھی کہ علیؓ بستر پر لیٹ جائے اور نبیؐ اکیلا ہی گزر جائے کیوں؟ اللہ کو پتہ تھا کہ اگر آج کی رات علیؓ نبیؐ کے ساتھ ہوا تو چودھویں صدی کا ملنگ یہ کہتا کہ علیؓ نبیؐ کا مشکل کشا تھا جہی تو علیؓ نے مشکروں کا مقابلہ کر کے نبیؐ کو تلواروں سے بچایا تھا۔

یہ فیصلہ بھی اللہ تعالیٰ نے ہجرت کی رات حل کر دیا کہ اے نبیؐ حضرت علیؓ کو بستر پر سلا دو اور خود تلواروں کے نیچے سے گزر جاؤ تا کہ چودھویں صدی کے ذاکر، ملنگ کو پتہ چل جائے کہ مشکل کشا نہ علیؓ ہے، نہ نبیؐ ہے بلکہ مشکل کشا وہ اللہ ہے جو علیؓ کو بستر پر سلا کر بچاتا ہے اور نبیؐ کو دشمنوں کی تلواروں کے نیچے سے بچاتا ہے۔

رات ایک ہے آدمی دو ہیں

ایک علیؓ ہے ایک صدیق ہے

ایک سویا ہے ایک جاگتا ہے

سونے والے سے پوچھو تو سویا کیوں؟

جاگنے والے سے پوچھو تو جاگ کیوں؟

ایک سے سونے کا راز معلوم کرو ایک سے جاگنے کا راز معلوم کرو۔ خلافت کا مسئلہ

آج ہی حل ہو جاتا ہے۔

علیؓ سوتا رہا، صدیقؓ جاگتا رہا، علیؓ المرتضیٰؓ نے فرمایا کہ اس لئے سو گیا کہ میرے پاس امانتیں تھیں لوگوں کی۔ حضورؐ نے فرمایا علیؓ یہ امانت ہے یہ کپڑا ہے، یہ جو کی بوری ہے، یہ ستو کا توڑا ہے، یہ چاندی کی بالی ہے، یہ کچھ برتن ہیں، یہ کچھ زیورات ہیں، لوگوں نے مجھے امانت دی ہے۔ اے علیؓ! یہ امانتیں اپنے پاس رکھو اور صبح کو یہ امانتیں لوگوں کو واپس دے دینا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ یہ امانتیں جو نبیؐ نے مجھے دی تھیں یہ امانتیں بہت سستی

تھیں، اتنی ان کی قیمت نہ تھی۔ اس لئے میں بے فکر ہو کر سو گیا۔ میں یہاں کسی مولوی کے پاس آؤں میں مولانا سے یہ کہوں جناب یہ ایک لاکھ روپیہ امانت کے طور پر رکھ لیں میں دوسرے دن آپ سے جاتا ہوا لے لوں گا۔

مولانا فرمائیں گے جناب اتنی بڑی رقم میں کبھی گھر میں نہیں رکھ سکتا اور جب میں یہ امانت ان کو زور دے کر دے دوں گا تو یہ امانت اپنے گھر لے جائیں گے اور گھر کے اندر پٹی کھول کر اس کے نیچے برتن اٹھا کر اس کے نیچے پیسے رکھیں گے پھر برتن رکھیں گے، پھر پٹی کو بند کر کے اس کو تالہ لگائیں گے پھر بھی نہ ان کو نیند آئے نہ ان کی گھر والی کو، کیوں..... اس لئے کہ امانت بڑی مہنگی ہوتی ہے تو نیند نہیں آیا کرتی۔

حضرت علیؑ نے فرمایا اے دنیا کے لوگو! میں اس لئے سو گیا تھا کہ جو امانتیں نبیؐ نے مجھے دی تھیں ان کی قیمت زیادہ نہ تھی۔ حضرت صدیقؓ نے فرمایا کہ مجھے نیند اس لئے نہ آئی کہ جو امانت میری گود میں تھی اس کی قیمت ہی بہت زیادہ تھی، یعنی وہ تو بے مثال دولت تھی۔ اور کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ کعبہ میں پیدا ہوئے اس لئے ان کی فضیلت زیادہ ہے۔

عقیدہ حیات النبی ﷺ پر ایک نظر:

اور میں کہتا ہوں کہ تم کعبہ کی بات کرتے ہو میرے مرشد میرے بزرگ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے لکھا کہ کعبہ سے زیادہ فضیلت اس جگہ کی ہے کہ جس جگہ آج بھی رسول اللہ ﷺ موجود ہیں۔ کعبہ سے زیادہ اس جگہ کی فضیلت ہے جس جگہ پر نبی ﷺ ہے کیوں؟ اس لئے کہ خانہ کعبہ میں خدا رہتا نہیں ہے یہ کہنا کہ خدا کعبہ میں رہتا ہے یہ کہنا کفر ہے کیونکہ رہتا وہ ہے جو محدود ہو کسی جگہ پر، خدا لامحدود ہے بیشک لامحدود ہے اس لئے یہ کہنا کہ وہ رہتا ہے یہ غلط ہے کعبہ کی فضیلت کیوں ہے؟ اس لئے کہ اس پر خدا کی تجلی ہے خدا کی تجلی کعبہ پر اس کا مرتبہ بلند اور کعبہ سے بھی زیادہ تجلی اس جگہ پر ہے جہاں آمنہ کالال ہے۔ سبحان اللہ جہاں رسول اللہ ﷺ موجود ہیں۔ وہاں اللہ کی تجلی کعبہ سے بھی زیادہ ہے۔

اور مولانا نانوتویؒ نے آب حیات میں کتنی خوبصورت بات لکھی، کسی نے کہا

کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی روح کو قبض کیا۔ قبض کر کے اعلیٰ علین میں لے گئے اور بعد میں لوٹا دیا نبی ﷺ کے جسم میں روح آگئی حضرت نانو توئی نے فرمایا کہ اللہ نے نبی کی روح کو قبض کر کے عرش پہ لے جانے کے بعد لوٹایا اس لئے کہ عرش پہ کوئی ایسی جگہ نہیں تھی جو نبی ﷺ کی روح کے لائق ہو اور نبی کی روح کے لائق وہی جگہ تھی جو نبی ﷺ کا جسم تھا جو نبی ﷺ کا جسم تھا وہی نبی کی روح کے لائق تھا چنانچہ روح کو قبض کرنے کے بعد اسی جگہ روح لوٹا دیا..... الانبیاء احياء فی قبورهم یصلون.....

اسی لئے کہتے ہیں کہ نبی کے جسم میں نبی کی روح ہے۔ اس لئے کہ خدا کی تجلی کعبہ سے بھی زیادہ نبی کے وجود پر ہے نبی کے جسد اطہر پہ ہے۔ نبی ﷺ کے روضہ اقدس پر پیغمبر کے وجود پر ہے۔

جہاں نبی ﷺ موجود ہے وہاں کعبہ سے بھی زیادہ نور کی تجلی ہے تو جہاں کعبہ سے زیادہ خدا کی تجلی ہو میرا صدیق تو وہیں ہے میرا فاروق اعظم تو وہیں ہے، ہے یا نہیں؟ تو حضرت علیؓ کعبہ میں پیدا ہوئے حضرت علیؓ کے پیدائش کا واقعہ تو دو گھنٹے کا ہے جبکہ آج تک صدیق نبی ﷺ کے ساتھ ہے یہ تو لامحدود ساعتیں ہیں۔

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا خلیفہ:

اور میں آخر میں کہنا چاہتا ہوں کہ

دیکھئے اللہ تعالیٰ کے خلیفہ کا نام ہے آدم، اور رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ کا نام ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ، تو اللہ تعالیٰ کے خلیفہ بنانے میں اور آپ ﷺ کے خلیفہ بنانے میں بڑی مشابہت ہے بالکل اسی طرح اللہ کے خلیفہ کے منکر میں اور نبی کے خلیفہ کے منکر میں بھی بڑی مشابہت ہے۔

آپ اس گہرائی تک بے شک نہ جائیں، لیکن آپ یہ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے

اعلان کیا کہ.....

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰئِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً.....

کہ زمین میں میں اپنا خلیفہ بناؤں گا تو آدم علیہ السلام کو خلیفہ بنا دیا یہ اعلان خدا کا کافی تھا۔

اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو آگے کر دیا اور فرشتوں سے کہا اس کے پیچھے سجدہ کرو یعنی خلافت منوانے کا اللہ نے طریقہ بھی بتا دیا کہ جس کو خلافت منوائی جاتی ہے۔ اسے پیچھے کیا جاتا ہے جس کی خلافت مانی ہے اس کو آگے کیا جاتا ہے۔

یہ تو اللہ تعالیٰ کے خلیفہ کی بات ہے، تو جب رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ کے انتخاب کا وقت آیا تو حضور ﷺ نے بھی اللہ تعالیٰ کے انتخاب کی سنت کو پورا کیا اور ابو بکرؓ کو آگے کر دیا اور پوری امت کو کہا کہ پیچھے نماز پڑھو جو طریقہ اللہ نے اختیار کیا وہی طریقہ رسول اللہ ﷺ نے اختیار کیا اور اب آپ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب فرشتے تھے۔ عبودیت میں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے زیادہ قریبی کو خلیفہ نہیں بنایا اور خلافت میں قریبی کو نہیں دیکھا تو حضور ﷺ کے بھی رشتہ داری میں زیادہ قریب حضرت علیؓ تھے، تو حضور ﷺ نے بھی زیادہ قریبی کو نہیں دیکھا، صلاحیت کو دیکھا تو آپس میں بڑی مشابہت ہے تو میں نے کہا بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ کے خلیفہ کا جس نے انکار کیا وہ بھی ش سے شروع ہوا اور نبی ﷺ کے خلیفہ کا جس نے انکار کیا وہ بھی ش سے شروع ہوا۔ جس نے اللہ کے خلیفہ کا انکار کیا اس کو دنیا میں ایک سزا ملی اور جس نے نبی ﷺ کے خلیفہ کا انکار کیا اس کو دنیا میں دو سزائیں ملیں۔ جس نے اللہ کے خلیفہ کا انکار کیا اس کو دنیا میں یہ سزا ملی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس کو پتھر مارو۔ حاجی لوگ جا کر اس کو پتھر مارتے ہیں کس جرم میں مارتے ہیں اس جرم میں کہ اس نے اللہ کے خلیفہ کا انکار کیا۔ جس نے اللہ تعالیٰ کے خلیفہ کا انکار کیا اسے سزا ملی پتھروں کی اور جس نے نبی ﷺ کے خلیفہ کا انکار کیا اس کو سزا ملی چھریوں کی تو اب سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ کا جس نے انکار کیا اس کو سزا ملی رہی ہے پتھروں کی اور پتھر لوگ مار رہے ہیں ہر سال حاجی جاتے ہیں تو ایک حاجی ۲۱ کنکریاں مارے اور ۲۶ لاکھ حاجی کنکریاں ماریں تو شیطان کے حصے میں بہت سارے پتھر آگئے کس جرم میں کہ اللہ کے خلیفہ کا انکار کیا۔ تو جس نے نبی ﷺ کے

خليفة کا انکار کیا اس کو سزا ملی چھریوں کی تو اب پتھر تو آپ مار رہے ہیں، لیکن اگر چھریاں آپ ماریں آپ پر تو پرچہ ہو جائے گا۔ آپ تو جیل میں چلے جائیں گے۔ سپاہ صحابہ والوں پر تو پہلے بھی بہت پرچے ہیں۔ تو اس کا طریقہ کیا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہیں گھبرانے کی ضرورت نہیں میں نے ایسا انتظام کیا ہے کہ چھریاں بھی ان کی اپنی ہوں گی سینہ بھی ان کا اپنا ہو گا تو ماریں گے، اللہ نے فرمایا میں نے ایسا انتظام کیا ہے کہ یہ خود درخواست لکھیں گے بخد مت جناب ڈپٹی کمشنر صاحب ہم نے دس محرم کو فلاں چوک فلاں جگہ پر اپنے آپ کو چھریاں مارنی ہیں لہذا ہمیں باقاعدہ اجازت دی جائے اور نہ صرف اجازت بلکہ ہمیں خطرہ ہے کہ لوگ چھریوں کو روک نہ دیں اس لئے پولیس کا پہرہ لگایا جائے، چنانچہ آپ نے دیکھا کہ ساری پولیس محرم کے لئے حرکت میں آرہی ہے۔ میسٹنگیں ہوتی ہیں۔ امن کمیٹیاں بن رہی ہیں۔ حکومت کمشنروں اور ڈی آئی جی کو ایک لیٹر جاری کر رہی ہے کہ جناب محرم کو امن سے گزارا جائے، مطلب ہے کہ ان کو چھریاں مارنے میں کوئی دقت پیدا نہ ہو۔ یہ چھریاں ٹھیک ٹھاک اپنے نشانے پر لگالیں اور پھر چھریاں دیکھو بھائی اپنی ٹانگوں پر بھی ماری جاسکتی ہیں۔ منہ پر بھی ماری جاسکتی ہیں، لیکن نہ ٹانگوں پر نہ منہ پر تو اللہ نے فرمایا کہ یہ چھریاں سینے پر پڑیں گی، اس لئے کہ اسی سینے میں ابوبکرؓ اور عمرؓ کا بغض ہے تو چھریاں بھی یہاں پڑ رہی ہیں تو اب دیکھو باقاعدہ اجازت مل رہی ہے، میں نے دیکھا کہ جن جن علماء سے خطرہ تھا وہ چھریوں سے روک دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کا داخلہ بھی بند کر رہا ہے یہ داخلے کیوں بند ہوتے ہیں تاکہ ان کو چھریوں سے کوئی نہ روکے اور اب آپ دیکھیں کہ ان کو ایک سزا ملی یہ چھریوں کی اور دوسری سزا ان کو ملی کہ کالے کپڑے پہننے پڑے تو آپ یہ کہیں گے کہ فاروقی صاحب یہ کالے کپڑے کوئی سزا ہے۔ کسی نے سفید پہن لئے کسی نے کالے پہن لئے یہ کوئی سزا ہے؟ آپ یہ کہہ سکتے ہیں لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ سزا ہے، اس لئے کہ شیعوں کی کتابوں میں لکھا ہے..... انه لباس فرعون..... کہ فرعون کا بھی یہی لباس تھا اور..... هذا لباس اهل النار..... یہ دوزخیوں کا لباس بھی ہے

تو اب لوگ کہیں گے کہ چلو جب مریں گے تو جہنم میں جائیں گے تو اگر آج کسی نے کالے کپڑے پہن لئے تو اس میں کیا حرج ہے تو یہ بات یوں سمجھیں..... آپ مجھ سے پوچھیں کہ فاروقی صاحب صبح کو آپ نے کہاں جانا ہے تو میں کہوں کہ میں نے صبح ۹ بجے تک ملتان پہنچنا ہے تو آپ کہیں گے کہ یہ تو نہیں ہو سکتا رات ۲ بجے تک تم تقریر کرتے رہے اور صبح ۹ بجے ملتان کیسے پہنچیں گے، لیکن اگر آپ صبح میرے پاس آئیں تو میں ساڑھے پانچ چھ بجے بریف کیس ہاتھ میں لے کر غسل کر کے اور کپڑے تبدیل کر کے تیار ہو کر بیٹھا ہوں تو آپ کہیں گے کہ پہلے شک تھا جائے گا یا نہیں جائے گا لیکن اب تو یقین ہو گیا ہے کہ یہ ضرور جائے گا۔ اس لئے جہنم میں تو انہوں نے جانا ہے پتہ نہیں کب جانا ہے اب یہ کالے کپڑے پہن کر بیٹھ گئے تو یقین ہو گیا کہ یہ جارہے ہیں۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

نبی و صدیق کا سفر ہجرت

الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ
وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ
أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ
لَهُ وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَلَا نَظِيرَ
لَهُ وَلَا وَزِيرَ لَهُ وَلَا مُشِيرَ لَهُ وَلَا مُعِينَ لَهُ وَصَلَّى عَلَى سَيِّدِ
الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ الْمَبْعُوثِ إِلَى كَافَّةِ النَّاسِ بِشِيرًا
وَنَذِيرًا وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِأَذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا.

قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي كَلَامِهِ الْمَجِيدِ وَالْفَرُقَانِ
الْحَمِيدِ إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ
كَفَرُوا ۚ ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا
تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا.

صَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ وَنَحْنُ عَلَى ذَلِكَ لِمَنِ
الشَّاهِدِينَ وَالشَّاكِرِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

چاندیثرب کا نہ جب تک میرے دل میں چمکا
دل و جان مطلع انوار نہ ہونے پائے
رب نے محبوب سے پردے میں جو باتیں کیں
جبرائیل بھی ان سے خبردار نہ ہونے پائے
شافع محشر شفاعت کے لئے آ بھی پہنچے
ہم ابھی سے بیدار نہ ہونے پائے
مجھ سے ناخوش ہے زمانہ تو کوئی بات نہیں
مجھ سے ناراض میری سرکار نہ ہونے پائے

میرے واجب الاحترام جھنگ کے غیور نو جوانو اور دوستو! اس سے قبل بھی آپ
کے اس جھنگ میں حاضری کا اتفاق ہوتا رہتا ہے۔ ابھی پچھلے دنوں ۱۰ محرم کے دن بھی احرار
پارک میں حضرت سیدنا حسینؑ کے فضائل و مناقب کے سلسلے میں مجھے یہاں آنے کا موقع ملا
اور آج پھر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں

میرے دوستو! ہمیں اس بات پر فخر ہے کہ ہمارا تعلق ابوبکرؓ کے ساتھ ہے، ہمارا
تعلق عمرؓ کے ساتھ ہے، عثمانؓ کے ساتھ ہے، علیؓ کے ساتھ ہے، معاویہؓ کے ساتھ ہے، حسنینؓ
کے ساتھ ہے۔

صحابہؓ کی عظمت نسبت پیغمبرؐ کی وجہ سے

صحابہ کرام کو جو عظمت حاصل ہے اور ہم صحابہ کی عظمت کو نہیں سمجھتے۔ بات تو ہم
کرتے ہیں کہ صحابہ کا مقام بہت اونچا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ یہ جو صحابہ گواہ تھے اونچا
مقام ملا ہے کیوں ملا ہے؟ جنت میں صحابہؓ گئے تھے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ جنگ احد میں
گئے، صحابہ کرامؓ کی عظمت اس وجہ سے نہیں ہے کہ حضورؐ کے ساتھ 27 جنگوں میں گئے۔

صحابہؓ کی عظمت اس وجہ سے بھی نہیں ہے کہ صحابہ کرامؓ کے میں رہے یا مدینے میں رہے یا پیغمبرؐ کے ساتھ جنگوں میں گئے نہیں صحابہؓ کی عظمت صرف اس وجہ سے ہے کہ صحابہؓ کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے۔

اس مسجد کو بنے ہوئے پچاس سال ہو گئے ہوں گے آج سے 50 سال پہلے اس جگہ پر جہاں آج مسجد ہے۔ عام آدمی جوتا پہن کر گزر سکتا تھا۔ لیکن اب یہاں جوتا کوئی آدمی نہیں پہن سکتا اور اس سے پہلے ایک وقت آیا تھا کہ جوتوں سمیت یہاں آیا کرتے تھے اور اب ایک وقت ایسا ہے کہ میں بے شک یہاں تقریر کرنے کے لئے آیا ہوں۔ مجھے بھی جوتا وہاں اتارنا پڑا۔ اور آپ کو بھی اتارنا پڑا اور کوئی قطب آئے تو وہ بھی جوتا اتار کر آئے کیوں؟ اس لئے کہ اس جگہ کی نسبت 50 سال سے پہلے کسی کے ساتھ نہیں تھی۔ آپ جوتا لا سکتے تھے۔ اب اس کی نسبت خدا کے گھر کے ساتھ ہے۔ اب مولوی بھی جوتا نہیں لا سکتا۔ اس لئے کہ نسبت بدل گئی ہے۔

اگر ابو بکرؓ صرف ابو بکرؓ ہوتا تو آپ اس کو برا کہہ دیتے جب سے ابو بکرؓ کی نسبت نبوت کے ساتھ ہو گئی ہے۔ قطب اور اولیاء کو بھی ابو بکرؓ کی عزت کرنی پڑے گی۔ جب تک نسبت نہیں بدلی آپ مسجد میں جوتوں سمیت آجائیں اور جب نسبت بدل جاتی ہے۔ جب اللہ کے گھر کے ساتھ نسبت ہو جائے۔ تو مولوی بھی جوتا اتار کر مسجد میں آئے گا۔ ابو بکرؓ کی نسبت جب نہیں بدلی تھی۔

ابو بکرؓ جب ابو بکرؓ تھا۔ عمر جب عمرؓ تھا، عثمان جب عثمانؓ تھا، علی جب علیؓ تھا۔ آپ ان کو جو مرضی کہتے۔ لیکن ابو بکرؓ جب نبیؐ کے ساتھ مل کر صدیق اکبر بن گیا، عمرؓ جب نبیؐ کے ساتھ مل کر فاروق اعظم بن گیا، عثمان جب نبیؐ کے ساتھ مل کر ذوالنورین بن گیا۔ علی جب نبیؐ کے ساتھ مل کر اسد اللہ الغالب بن گیا۔ حظلہ جب نبیؐ کے ساتھ مل کر غسیل الملائکہ بن گیا۔ اب عباس جب نبیؐ کے ساتھ مل کر مفسر قرآن بن گیا۔ عبد اللہ ابن مسعود جب نبیؐ کے ساتھ مل کر محدث بن گیا۔ بلال حبشیؓ جب نبیؐ کے ساتھ مل کر جنت کا

وارث بن گیا۔ تو اب دنیا کے کسی آدمی کو صحابہؓ کی توہین کی اجازت نہیں ہے۔ اس لئے کہ صحابہؓ کی نسبت بدل گئی ہے۔

اب اگر نسبت بدلنے کے بعد صحابہؓ کو برا کہو گے تو یہ برا صحابہؓ کو نہیں کہا جائے گا۔ یہ برائی پیغمبر کے لئے ہو جائے گی۔ پیغمبر کو برا کہنا ہو جائیگا۔

اس لئے جب نسبت نبیؐ کے ساتھ ہو گئی۔ تو اب ان کو برا کہنے سے نبیؐ کی عظمت پر داغ لگے گا۔ اور پیغمبرؐ پر انگلی اٹھانے والا مسلمان نہیں ہے۔

رسول اللہؐ کے شہر سے نسبت

فیصل آباد میں ایک آدمی آیا لوگ اس کے ہاتھ چومنے لگے، ایک آدمی نے پاؤ پکڑ لیا۔ ہم بھی وہاں موجود تھے۔ میں نے اس سے کہا کہ جس کے تم ہاتھ چومتے ہو یہ کون ہے؟ اس نے کہا یہ وہ مولوی صاحب ہیں جو تین سال پہلے مدینہ منورہ گئے تھے اور مدینہ کی مدینہ یونیورسٹی میں پڑھتا ہے تو پھر کیا ہے؟ اس آدمی نے کہا کہ تجھے حضورؐ کا ادب نہیں ہے؟ وہ مسئلہ سمجھ گیا آدمی، اس نے کہا کہ تمہیں حضورؐ کا ادب نہیں ہے؟ میں نے کہا کہ ادب ہے اس نے کہا کہ حضورؐ مدینہ میں موجود ہیں اور جو مدینہ میں پڑھ کر آئے اس کا ادب ہونا چاہئے۔

ایک آدمی صحابہؓ کا دشمن تھا۔ وہ بھی اس کو سلام کر رہا تھا۔ میں نے اس کو مسئلہ سمجھانے کے لئے کہا، میں نے کہا اس کی عزت کرتے ہو۔ اس نے کہا بالکل اس لئے کہ یہ مدینہ سے آیا ہے۔ میں نے کہا کہ مجھے یہ بتاؤ مدینہ میں کہاں پڑھتا ہے۔ جواب دیا کہ مدینہ یونیورسٹی میں پڑھتا ہے۔ میں نے کہا کہ میں نے مدینہ یونیورسٹی اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے اور وہ یونیورسٹی روضہ رسولؐ سے آٹھ میل کے فاصلے پر ہے اور اس یونیورسٹی میں حضورؐ بھی موجود نہیں ہیں۔ حضورؐ بھی نہیں پڑھاتے۔ حضورؐ بھی خود درس نہیں دیتے اور یہ جو طالب علم ہے جس کے تم ہاتھ چومتے ہو۔ یہ حضورؐ کا براہ راست شاگرد بھی نہیں ہے۔ اس

نے حضورؐ سے پڑھا بھی نہیں ہے۔

میں نے کہا چودہ سو سال کے بعد وہ مدینہ یونیورسٹی جہاں کا استاد بنی نہیں ہے۔

جہاں استاد بنی نہیں ہے۔

جہاں کا استاد پیغمبر نہیں ہے۔

اس مدینہ یونیورسٹی میں چودہ سو سال کے بعد آدمی چلا جائے، حالانکہ وہ پیغمبرؐ کے روضے سے بھی دور ہے، اس کے ہاتھ چومتے ہو اور جن ایک لاکھ چوالیس ہزار شاگردوں کو جنہوں نے محمدی یونیورسٹی میں پیغمبرؐ کے سامنے بیٹھ کر علم حاصل کیا ان شاگردوں کا حال کتنا بلند ہوگا؟ ان کی عظمت کیا ہوگی؟ بات تو نسبت کی ہے۔ جب صحابہؓ کی نسبت نبیؐ کے ساتھ ہوگئی۔ تو ان کی کیا قدر و منزلت ہوگئی۔

کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

جب آپ فیصل آباد سے آئیں جھنگ کی طرف تو راستے میں پہلی بڑی نہر آتی ہے۔ پھر چھوٹی نہر آتی ہے۔ آپ کو یہ معلوم ہے کہ یہ نہر ہے۔ یہ دریائے چناب سے نکل کر آتی ہے۔ مجھے بھی معلوم ہے۔ فلاں بڑی نہر فلاں جگہ سے نکلتی ہے۔ اگر آپ کو کوئی آدمی یہ بتائے کہ یہ جو دریائے چناب ہے اس دریائے چناب کا پانی پلید ہے اور پینا ٹھیک نہیں ہے۔ اس میں غلاظت ہے۔ اور چار پانچ دریاؤں اور نہروں سے ہو کر جوندی آپ کے جھنگ میں آئے گی اس کا پانی پاک ہو سکتا ہے؟ (نہیں) جب دریا کا پانی پلید ہے۔ تو ندی کا پانی پاک نہیں ہو سکتا۔

اسلام کا ایک دریا مدینہ سے چلا ہے۔ ایک سمندر ہے تاجدار مدینہ کا اس سمندر سے ایک سر نکلا ہے ابو بکرؓ کا ایک سر نکلا ہے عمرؓ کا ایک سر نکلا ہے عثمانؓ کا ایک سر نکلا علیؓ کا۔ ایک لاکھ چوالیس ہزار دریا نکلے ہیں۔ ان دریاؤں کا پانی کوئی ہندوستان میں پہنچا ہے۔ کوئی پاکستان میں پہنچا ہے۔ اگر وہ دریا مدینہ والا پاک نہیں ہے۔ تو پھر یہ نہر اسلام والی کیسے پاک ہو سکتی ہے؟ بات تو دریا کی ہے۔ صحابہؓ والا دریا اگر پاک ہے تو اسلام والی نہر ٹھیک

ہے ورنہ ان کے پانی میں بھی شک پڑ جائے گا۔ صحابہ کا مقام بہت اونچا ہے۔

امامت صدیق اکبرؓ

لوگ آج ابوبکر کو برا کہتے ہیں۔ وہ ابوبکرؓ جس کے بارے میں حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ یا عائشہؓ..... اے عائشہ اپنے باپ ابوبکرؓ کو بلاؤ کہ وہ میرے مصلے پر آکر نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا۔ جمع الفوائد ابن عساکر کی روایت ہے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم..... إِنَّ أَبَانِي قَدْ مَقِيمٌ..... میرے باپ ابوبکرؓ بیمار ہیں۔ آپ عمرؓ کو کہہ دیں کہ عمر آکر نماز پڑھائیں۔ حضورؐ نے فرمایا.....

یا عائشہ..... مروا ابوبکر فليصل بالناس۔

عائشہ ابوبکرؓ ہی کو بلاؤ کہ وہی آکر میرے مصلے پر نماز پڑھائیں تین دفعہ جب حضورؐ نے فرمایا تو حضرت عائشہؓ نے تین دفعہ ایک ہی جواب دیا تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا..... عائشہ میں کیا کروں؟ يَا بَنِي اللَّهِ إِلَّا أَبَا بَكْرٍ..... اللہ تعالیٰ ابوبکرؓ کے علاوہ اور کسی کو میرے مصلے پر کھڑا کرنے کی اجازت نہیں دیتا ہے۔

منکر بن صدیقؓ کا سوال اور جواب علیؓ

حضرت علی المرتضیٰؓ کو لوگوں نے کوفہ کی جامع مسجد میں پکڑ لیا اور کہا کہ اے علیؓ..... آپ نے ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کیوں کی؟ ابوبکرؓ کو امام کیوں مانا؟ ابوبکرؓ کو خلیفہ کیوں مانا؟ ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں حضرت علیؓ کا جواب سنو حضرت علیؓ نے ارشاد فرمایا کہ تم ابوبکرؓ کی امارت..... خلافت..... بیعت..... کا طعنہ دیتے ہو میں نے حضورؐ کی زندگی میں دیکھا کہ ہم آپس میں خلافت کی باتیں کر رہے تھے۔ ہماری باتوں کے دوران ہماری بحث کے دوران ہماری گفتگو کے دوران تاجدارِ مدینہ نے فرمایا اولوگو! جاؤ ابوبکرؓ کو بلا کر لاؤ۔ وہ مسلمانوں کو آکر جماعت کرائے۔ جب ہم نے دیکھا کہ اسلام کا سب سے بڑا فریضہ نماز ہے اور اسلام کے اس بڑے فریضے کے لئے، جب پیغمبرؐ نے ابوبکرؓ کو ہمارا قائد بنادیا۔ اور حکومت تو دین کا

دوسرا فریضہ ہے۔ جس دین کے فریضے کے لئے ابو بکرؓ کو نبیؐ نے ہمارا قائد بنادیا اور حضورؐ کی وفات کے بعد اسی ابو بکرؓ کو ہم نے دنیا کے لئے قائد بنالیا۔ حضورؐ نے جس کو دین کے لئے قائد بنایا۔ اس ابو بکرؓ کو ہم نے دنیا کے لئے قائد بنالیا۔ یہی بڑی عظمت کی بات ہے۔

نبیؐ و صدیقؓ کی امامت

میرے دوستو! وہی ابو بکر صدیقؓ ہے جس نے حضورؐ کی زندگی میں 17 نمازیں حضورؐ کے مصلے پر پڑھائیں۔ ان سترہ نمازوں میں پندرہ نمازیں ایسی ہیں کہ جو بلا واسطہ ابو بکر صدیقؓ نے لوگوں کو پڑھائیں اور دو نمازیں ایسی ہیں کہ ابو بکرؓ مصلے پر کھڑے ہیں اور جماعت کرار ہے ہیں۔ اتنے میں حضور تشریف لے آئے۔ حضورؐ کا اشارہ پا کر آپؐ کی آہٹ سن کر ابو بکرؓ اپنے مصلے پر پیچھے ہٹے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارے سے ان کو مصلے پر ہی کھڑا رہنے کو کہتے ہیں۔ جب ابو بکرؓ زور سے پیچھے ہٹے حضورؐ نے اشارہ کر کے ابو بکرؓ کو اپنے ساتھ کھڑا کر لیا۔ تصور کریں کہ یہ مصلیٰ ہے یہاں مسلمانوں کی جماعت ہے۔ ابو بکر صدیقؓ اس مصلے پر کھڑے ہیں۔ حضور تشریف لے آئے ہیں۔ جب اس مصلے کے قریب پہنچے تو ابو بکرؓ پیچھے ہٹنے لگے۔ حضورؐ نے روکا لیکن ابو بکرؓ جب پیچھے ہٹ گئے۔ تو حضورؐ نے ابو بکر صدیقؓ کو پیچھے لوگوں کے ساتھ کھڑا نہیں کیا۔ بلکہ اپنے ساتھ ہی مصلے پر کھڑا کر لیا۔ حضورؐ ابو بکرؓ کو جماعت کرار ہے ہیں اور ابو بکرؓ پوری امت کو جماعت کرار ہے ہیں۔ اور دنیا کو بتایا جا رہا ہے اولوگو!

میری اقتداء ابو بکر کر رہا ہے اور ابو بکرؓ کی اقتداء پوری امت کر رہی ہے۔

مشکل کشا صرف خدا

کہتے ہیں کہ ہجرت والی رات حضرت علیؓ بستر پر لیٹ گئے۔ بستر پر سونا آسان ہے۔ پہاڑوں پہ کندھے پر اٹھا کر چڑھنا مشکل ہے۔ حضورؐ گھر میں موجود ہیں۔ حضورؐ گھر میں تشریف فرما ہیں۔ علیؓ الرضیٰ بھی موجود ہیں۔ حاجیوں کو پتہ ہے کہ حضورؐ کا جہاں گھر تھا۔

وہ گھر چھتہ بازار میں تھا۔ جہاں آج بہت بڑا مکتبہ، کتب خانہ بنا ہوا ہے اور درمیان میں خانہ کعبہ آتا ہے۔ خانہ کعبہ سے گزر کر آگے محلہ مصفلہ میں جا کر ابو بکرؓ کا مکان آتا ہے۔ اوپر والی جگہ پر حضور کا مکان ہے اور علیؓ اندر موجود ہیں۔ باہر 19 سرداروں کی تلواریں چمک رہی ہیں۔ حضورؐ موجود ہیں علیؓ المرتضیٰ موجود ہیں۔ حضورؐ کو معلوم ہوا کہ 19 سردار آج میرے قتل کے درپے ہیں۔

حضورؐ نے حضرت علیؓ المرتضیٰ کو بلایا اور بلا کر کہا کہ علیؓ! یہ لوگوں کی امانتیں تیرے سپرد ہیں۔ تم میرے بستر پر لیٹ جاؤ۔ علیؓ کو بستر پر لٹا دیا۔ اور خود ان تلواروں کے نیچے سے گزرنے کیلئے حضورؐ اکیلے ہی آ گئے۔

آج جو کہتا ہے کہ علیؓ المرتضیٰ بستر پر لیٹ گئے اور حضورؐ تلواروں کے نیچے سے اکیلے کیوں گزرے؟ علیؓ ساتھ کیوں نہیں تھے اللہ تعالیٰ یہ مسئلہ سمجھانا چاہتے تھے کہ آج اگر تلواروں کے نیچے سے گزرنے کے لئے علیؓ نبی کے ساتھ ہوتا تو رافضی کہتا کہ علیؓ مشکل کشا ہے۔ رافضی کہتے کہ علیؓ وہ ہے جس نے نبیؐ کو تلواروں سے بچایا ہے۔ لیکن اللہ نے حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ اے کملی والے! اپنے بستر پر علیؓ کو لٹا دو اور تم اکیلے تلواروں سے گزرو تاکہ دنیا کو پتہ چل جائے۔ کہ مشکل کشا علیؓ نہیں ہے۔ مشکل کشا وہ ہے جو علیؓ کو بستر پر بچاتا ہے اور نبیؐ کو تلواروں کے نیچے سے بچاتا ہے۔

نبوت صدیق اکبرؓ کے دروازے پر

حضورؐ اپنے گھر سے باہر نکلے اپنے گھر سے نکل کر خانہ کعبہ کے راستے سے آئے علیؓ بستر پر ہے۔ علیؓ کے پاس لوگوں کی امانتیں ہیں اور حضورؐ خانہ کعبہ سے گزر کر ابو بکرؓ کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں۔

ابن حجر کہتا ہے کہ خانہ کعبہ سے گزر کر حضورؐ گئے ابو بکرؓ کے گھر۔ حضورؐ تو روزانہ خانہ کعبہ ہی میں آیا کرتے تھے۔ آج خانہ کعبہ سے بھی گزر کر آگے چلے گئے۔ اور ابو بکرؓ کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا گیا۔ اور دروازہ کھٹکھٹانے سے پہلے اگر خدا چاہتا تو ابو بکر صدیقؓ کو اتنا کہہ دیتا

کہ میرا نبی آ رہا ہے۔ دروازہ کھول کر رکھو لیکن اتنا نہیں کہا گیا تا کہ دنیا کو پتہ چلے کہ وہ دیکھو نبوت صداقت کے دروازے پر دروازہ کھٹکھٹا رہی ہے۔ اور ابو بکر صدیقؓ کے گھر کا دروازہ ہے۔ ابو بکر صدیقؓ آواز لگاتے ہیں۔

مَنْ دَقَّ الْبَابَ.....

کون ہے دروازہ کھٹکھٹانے والا.....؟

آواز آئی۔ اَنَا مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

میں محمد رسول اللہ ہوں۔

ابو بکر صدیقؓ نے جوتا نہیں پہنا۔ اسی حالت میں آئے دروازہ کھولا اور فرمایا:

فَإِذَاكَ أَبِي وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ.....

میرے ماں باپ آپ کے قدموں پر قربان ہو جائیں۔

آپ مجھے حکم دیتے تو کمر کے بل چل کر آ جاتا آپ میرے دروازے پر چل کر آ گئے ہیں۔ کملی والے نے فرمایا کہ ابو بکر! میں وہ پیغمبر ہوں جس کے دروازے پر قیصر چل کر آیا..... کسریٰ چل کر آیا..... نبی چل کر آئے..... انبیاء چل کر آئے..... قطب چل کر آئے..... میں وہ ہوں جس کے دروازے پر جبرائیل چل کر آیا۔ لیکن اے ابو بکر! آج میں خود تیرے دروازے پر چل کر آیا ہوں۔ تا کہ دنیا کو پتہ چلے کہ آج پیغمبر اس کے دروازے پر چل کر گیا ہے کہ جس کو پیغمبر کے بعد پہلا خلیفہ بننا ہے۔

دوراتیں دورِ فیت

میرے دوستو! اسلام میں راتیں دو ہیں۔ ایک ہجرت والی رات ایک معراج والی رات اور قطرے بھی اسلام میں دو ہیں۔

ایک ہجرت والی رات کا رفیق ہے اور ایک معراج کی رات کا رفیق ہے۔ یاری دو قسم پر ہے۔ ایک توڑ کی یاری ایک موڑ کی یاری، معراج کی رات جو یار بنا وہ یار موڑ پر جا کر نبی کا ساتھ چھوڑ گیا اور ایک یاری ہجرت والی رات کی ہے۔ وہ موڑ کی نہیں ہے وہ توڑ کی

ہے۔ اور وہ آج تک توڑ میں نبی کے ساتھ سویا پڑا ہے۔ قرآن کہتا ہے۔

الَّذِي جَاءَ بِالصَّدَقِ وَصَدَّقَ بِهِ

اے نبی تیری تصدیق کرنے کے لئے میں نے صدیق کو بھیج دیا۔

ہجرت کا آغاز

میں ابن حجر عسقلانی کے نکتے کھول رہا ہوں۔ ابن حجر کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ابو بکر آئے اور ابو بکر نے عرض کیا کہ حکم ہے؟ حضور نے فرمایا ابو بکر چلنا ہے کہاں چلنا ہے؟ یہ ابو بکر نے نہیں پوچھا کہ کہاں چلنا ہے۔ حضور نے فرمایا چلنا ہے ابو بکر نے کہا چلو۔ اوصدیق کو گالیاں دینے والے! ابو بکر نبوت کو لے کر جا رہا ہے۔ اگر تجھے دکھ ہوتا ہے تو روک کر دکھا۔ چلے گھر سے نکلے ہیں۔ چند قدم چلے ابو بکر سے رہا نہ گیا، ابو بکر نے فرمایا یا اللہ کے نبی..... یہ پہاڑ آگئے یہ پتھر آگئے ہیں۔ یہ سنگ ریزے آگئے ہیں۔ میرا جی چاہتا ہے کہ آپ میرے کندھوں پر سوار ہو جائیں۔

نبوت صداقت کے کندھے پر

کیا عجیب بات کہی ہے ابن تیمیہ نے ابن تیمیہ کہتا ہے کہ ابو بکر نے کہا کہ میرے کندھے پر سوار ہو جائیں۔ نبی کو پوری زندگی میں کسی نے نہیں کہا کہ میرے کندھے پر چڑھ جائیں۔ اس لئے کہ نبی کا بوجھ کوئی اٹھا نہیں سکتا تھا۔ ایک ابو بکر تھا جو نبی کے جسم کا بوجھ دنیا میں اٹھاتا ہے اور حضور کی وفات کے بعد آپ کی خلافت کا بوجھ اٹھاتا ہے۔

پیغمبر نے فرمایا ابو بکر ہم کیا کیا کہتے ہو؟ فرمایا کہ آپ میرے کندھے پر سوار ہو جائیں۔ حضرت صدیق اکبر نے حضور کو اپنے کندھے پر سوار کیا ابن حجر کہتا ہے..... کہ دیکھو کتنا اچھا منظر ہے کہ ابو بکر کا کندھا ہے اور نبوت کا وجود ہے۔ جھنگ کے دوستو! ذرا تصور کرنا عشق و محبت کا یہ معیار ہے یہ عشق و محبت ہے۔ رات کی تاریکی ہے۔ ہاتھ کو ہاتھ نظر نہیں آتا۔ کواہیں چمک رہی ہیں۔ 19 سردار پیغمبر کے خون کے پیاسے ہیں۔ گلی گلی میں دشمن

ہے چاروں طرف اندھیرا ہے۔ اگر ابو بکرؓ غمیر کا راز دار نہ ہوتا تو آج اس ہجرت والی رات نبیؐ اپنے اس راز کو ابو بکرؓ کے سامنے کبھی نہ کھولتا۔

میرے دوستو! راستے میں حضورؐ تیار ہو گئے کہ میں ابو بکرؓ کے کندھے پر سوار ہو جاؤں حضورؐ ابو بکرؓ کے کندھے پر سوار ہو گئے۔ یہ کتنی بڑی بات ہے کہ نبوت ابو بکرؓ کے کندھے پر ابن حجر کہتا ہے۔ کہ تم نے آج یہ سنا ہو گا کہ رسول اللہؐ کے کندھے پر مہر نبوت ہے۔ حضورؐ کے کندھے پر مہر نبوت ہے۔ لیکن ابو بکرؓ تیری عظمت پر قربان جاؤں کہ تیرے کندھے پر وجود نبوت ہے۔ اور اس نبوت کو ابو بکرؓ لے کر جا رہا ہے۔ ابو بکرؓ کے حصے میں نبوت آئی ہے۔ ابو بکرؓ تیرا انتخاب اچھا ہے۔

پروانے کو شمع بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

نبوت و صداقت غار ثور میں

دونوں غار ثور کے سامنے پہنچے اور ابو بکر صدیقؓ نے حضورؐ کو اتارا اور اتار کر یہ نہیں فرمایا کہ میں آپؐ کو اٹھا کر لایا ہوں۔ میں تھک گیا ہوں۔ تھوڑی دیر آرام کرتے ہیں۔ باہر بیٹھتے ہیں ابو بکرؓ حقیقت میں پہرہ دار تھا۔ پیغمبرؐ کو اپنا کپڑا بچھا کر نیچے بٹھا دیا اور ابو بکر صدیقؓ نیچے غار میں اتر گئے۔

میرے دوستو! رات کی تاریکی ہو۔ پہاڑ کی چڑھائی ہو۔ اندھیرا ہو دشمن ہو اور غار میں پہلے کوئی اترانہ ہو، غار کو دیکھانہ ہو۔ غار کو پہنچانہ ہو۔ اسے کہتے ہیں۔

بے خطر کو د پڑا آتش نمرود میں عشق

اگر ابراہیمؑ کو آگ کا خطرہ نہیں ہے۔ تو ابو بکرؓ کو بھی سانپوں کا خطرہ نہیں ہے ابو بکرؓ کو بھی کالے ناگ کا خطرہ نہیں ہے۔ کیونکہ کالے رنگ والے ابو بکرؓ کو ڈنگ مارا ہی کرتے ہیں اور اس وقت تک مار رہے ہیں اور اس غار میں بھی مارا تھا اور آج تک مارتے آئے ہیں۔ اور کالے ناگ نے جب غار میں ڈنگ مارا تھا۔ تو اس زہر کو ختم کرنے کے لئے نبوت نے

لعاب کا مرہم لگا دیا تھا۔ اور قیامت تک ابو بکرؓ گود نیا کا لے رنگ والا ناگ ڈنگ مارے گا تو قیامت تک حضورؐ اسی طرح مرہم لگاتے جائیں گے۔

میرے دوستو! حضورؐ باہر تشریف فرما ہیں۔ ابو بکرؓ غار میں اترے اور ابو بکر صدیقؓ نے غار میں اتر کر بلوں (سوراخوں) میں کپڑا دے دیا۔ ایک بل بچ گیا اس پر اپنی ایڑی دے دی۔ یہ امتحان تھا۔ یہ بھی تو ہو سکتا تھا کہ کپڑا پورا آجاتا۔ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ بل ہی نہ ہوتی۔ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ سانپ ہی نہ آتا یہ بھی ہو سکتا تھا کہ ابو بکرؓ کے جسم میں زہر اثر نہ کرتا۔ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ سانپ ڈنگ ہی نہ لگاتا۔ لیکن سانپ نے ڈنگ لگانا تھا۔ سانپ کا زہر آنا تھا، اور ابو بکرؓ کے آنسوؤں کے قطرے نکلنے تھے۔ اور وہ موتی جھڑنے تھے اور جھڑ کر رسول اللہؐ کے چہرے پر پڑنے تھے۔ اور اس سے رسول اللہؐ کی آنکھ کھل جانی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جاگ ہو جانی تھی اور عشق و محبت کا امتحان ہونا تھا۔ یہ امتحان تھا..... غار کے سارے بلوں میں ابو بکرؓ نے کپڑا دے دیا اور آخری بل پر ایڑی دے دی اور پھر اس کے بعد فرمایا رسول اللہ تشریف لے آئیں۔ حضور تشریف لے گئے۔

نبوت صداقت کی گود میں

ابن حجر کہتا ہے کہ تشریف لے جانے کے بعد ابو بکرؓ نے یہ نہیں کہا کہ اے اللہ کے نبیؐ ہم دونوں آرام کرتے ہیں۔ ابو بکرؓ تو تھکے ہوئے ہیں۔ لیکن جمال جہاں آرائے نبوت کا دیدار کر کے ابو بکرؓ تو تھکاوٹ محسوس نہیں ہوتی ہے۔ اس لئے کہ جمال کو دیکھا ہے۔ اس جمال کو دیکھا ہے۔ یہ عشق و محبت ہے یہ حسن جمال ہے۔ وہ پیکر اناں ہے۔ وہ جمال صباحت کی رنگینی ہے، وہ جمال صباحت کی نارنگی ہے۔ وہ حسن و جمال کا چہ چہ ہے۔ وہ دل نشینی ہے۔

میرے دوستو! ابن حجر کہتا ہے غار میں حضور تشریف فرما ہیں اور ابو بکر صدیقؓ بھی موجود ہے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا کہ اے اللہ کے نبیؐ رات کا وقت ہے آپ آرام فرمائیں۔ میں اپنی گود کو پھیلاتا ہوں۔ اس گود کو کھولتا ہوں آپ اپنا نبوت والا سر میری گود میں رکھیں۔ حضورؐ نے اپنا نبوت والا سر وہ سر جو عرش پر گیا تھا۔ وہ سر جس کے بالوں کی

قسم قرآن نے کھائی، وہ سر جس کے بارے میں جابر بن سرہ کہتے ہیں کہ چودھویں رات کا چاند چمک رہا تھا۔ میں کبھی پیغمبرؐ کے چہرے کو دیکھتا کبھی چاند کو دیکھتا وہ کہتے ہیں کہ مجھے پیدا کرنے والے کی قسم ہے۔ مجھے عرش سے زیادہ فرش کا چاند خوبصورت نظر آیا۔ وہ حسن و جمال والا جس کے بارے میں شاعر کہتا ہے۔

چاند سے تشبیہ دینا یہ بھی کوئی انصاف ہے

اس کے منہ پر چھائیاں مدنی کا چہرہ صاف ہے

وہ نبوت والا سر ابو بکر صدیقؓ کی گود میں ہے ابن حجر کہتا ہے کہ جب پیغمبرؐ کا نبوت والا سر ابو بکرؓ کی گود میں آیا تو یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے رعل پر اللہ کا قرآن پڑا ہوا ہے۔ اور ابو بکر صدیقؓ حضورؐ کے چہرے کو دیکھ رہے ہیں کیا عجیب کہہ گیا ابن تیمیہؒ وہ کہتا ہے کہ دیکھو کتنا اچھا منظر ہوگا کہ غار میں صداقت اور نبوت تنہا ہے۔ نبوت ہے یا صداقت ہے اور کوئی چیز نہیں ہے اور ابو بکرؓ تجھے اتنا موقع ملا نبوت کے دیدار کرنے کا کہ تنہا تو ہے اور نبوت ہے تیسری کوئی چیز نہیں ہے۔ ابو بکرؓ تو دیدار کر رہا ہے اور ابو بکرؓ کی گود ہے۔ غار میں کوئی شریک نہیں ہے جو نظارے ابو بکرؓ نے اٹھائے ہیں۔

اور جب سانپ نے ڈنگ مارا اور پھر اس کے بعد ابو بکرؓ کے جسم میں زہر اثر کر گیا لیکن اس زہر سے بھی ابو بکرؓ نے حرکت نہ کی۔ کہ گود میں مدنی کی ذات ہے۔

امام مالک کا عشق رسولؐ

ہم لوگ قصے بیان کرتے ہیں کہ امام مالک کے حدیث کے درس میں 17 مرتبہ بچھونے ڈنگ مارا اور انہوں نے حرکت نہیں کی۔ امام مالک حدیث کا کبھی اتنا ادب نہ کرتا اگر ابو بکرؓ پیغمبرؐ کے چہرے کا ادب نہ کرتا۔ یہ سبق ابو بکرؓ دے کر گیا ہے کہ نبیؐ کا جب سر گود میں ہو تو مجھے حرکت کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ یہ نبوت ہے جس نبوت کا پاس ابو بکرؓ نے کیا ہے۔

قیمتی قطرہ

اور جب ابوبکر صدیقؓ کے آنسوؤں کا قطرہ جذبات کی روانی کا پیکر بن کر نبوت کے چہرے پر گرتا ہے تو نبوت کی آنکھ کھل جاتی ہے۔ ذرا تصور کرنا حضورؐ کے چہرہ اقدس پر ابوبکرؓ کے آنسوؤں کا قطرہ گرا۔

وہ آنسوؤں کا قطرہ زمین پر گر سکتا تھا۔ وہ آنسوؤں کا قطرہ غار کے پتھروں میں جذب ہو سکتا تھا۔ وہ آنسوؤں کا قطرہ پتھروں میں جا سکتا تھا۔ وہ آنسوؤں کا قطرہ غار میں نہیں گیا، پتھروں میں نہیں گیا،

وہ آنسوؤں کا قطرہ پیغمبرؐ کے چہرے پر گرا اس لئے کہ وہ قطرہ بڑا قیمتی تھا اور قیمتی قطروں کے لئے زمین بھی قیمتی ہوا کرتی ہے..... جو قطرے قیمتی ہوتے ہیں ان کے لئے زمین بھی قیمتی ہوتی ہے۔ جب ابوبکر صدیقؓ کے آنسوؤں کا قطرہ نبوت کے چہرے پر گرا تو دنیا کو بتا دیا گیا کہ اولوگو.....

دنیا میں دو ہی قطرے ہیں، ایک ابوبکرؓ کے آنسوؤں کا قطرہ جو اتنا پسند خدا کو آیا کہ اس کے لئے زمین اللہ کے نبیؐ کا چہرہ منتخب کیا گیا۔ اور ایک عثمان کے خون کا قطرہ کہ اس کے خون کا قطرہ گرا تو قرآن کے صفحات پر گرایا گیا۔

دوراتیں اور دو قطرے

دو قطرے ہیں اور دو راتیں ہیں۔ بات یہاں ختم نہیں ہو گئی..... ذرا آگے چلتے ہیں یہ بات آگے آتی ہے۔

دوراتیں خدا کو پسند ہیں اور دو قطرے خدا کو پسند ہیں۔ ایک رات میں ابوبکرؓ کی کارفتی ہے اور ایک رات میں جبرائیلؑ کی کارفتی ہے۔ جبرائیلؑ کی یاری عارضی ہے اور ابوبکرؓ کی یاری توڑ تک ہے۔ اگلی بات جو ابن حجرؒ نے لکھی ہے وہ کہتا ہے کہ جب ابوبکرؓ کے آنسو کا قطرہ نبوت کے چہرے پر گرا تو نبوت کی آنکھ کھل گئی اور نبوت کی آنکھ جب اس وقت

غار میں کھلی تو اس نے پیار والی نگاہ ابو بکرؓ کی طرف اٹھائی۔ آج تک تو تم نے یہ سنا ہوگا کہ جو نبوت کو دیکھے وہ صحابی ہے اور جس کو نبوت پیار سے دیکھے جس کو نبوت محبت سے دیکھے، جس کو نبوت عشق سے دیکھے جس کو نبوت راعتائی سے دیکھے۔ جس کو نبوت صحبت سے دیکھے اسے صدیق کہتے ہیں۔ جس کو نبوت دیکھے وہ صدیق ہے اور جو نبوت کو دیکھے وہ صحابی ہے۔ میرے دوستو! بات ایک رفاقت کی نہیں ہے اس سے بڑی رفاقت دنیا میں کوئی پیش نہیں کر سکتا۔

ایک صحابیہ کا جذبہ

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے ایک بڑا عجیب واقعہ لکھا ہے۔ آپ نے یہ تو سنا ہوگا کہ غزوہ تبوک میں حضورؐ نے چندے کی اپیل فرمائی۔ ایک عورت تین مہینے کا بچہ لے کر آگئی۔

ایک صحابی کا جذبہ جہاد

ایک آدمی نے حضورؐ کی اپیل سنی بازار میں جا رہا تھا۔ حضورؐ کی اپیل سن کر رونے لگا۔ کسی نے کہا کیوں روتا ہے؟ کہنے لگا کہ میرے پاس تو اس تہبند کے سوا کچھ نہیں ہے کیا دوں گا ساری رات مدینے کے محلے میں آوازیں لگاتا رہا کہ کوئی مجھ سے مزدوری کرائے۔ ایک یہودی کی گری ہوئی دیوار کو ٹھیک کر دیا اور صبح کو دو سیر چھوہارے اس مزدوری کے بدلے میں لے آیا۔ ادھر جبرائیل آگیا۔ فرمایا کھلی والے! یہ چھوہارے بڑی برکت والے ہیں یہ عشق تھا۔

غزوہ تبوک میں صدیق اکبرؓ کا ایثار

میرے دوستو! تفسیر عزیزی میں لکھا ہے اسی غزوہ میں ابو بکرؓ گھر کا سارا سامان لے کر آئے۔ اسی غزوہ تبوک میں جب سارا سامان نبی کے قدموں پر ڈال دیا اور واپس گھر چلے گئے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ اس دن میں اپنے والد کے گھر میں تھی۔ تو میں کیا دیکھتی ہوں کہ میرا باپ ابو بکرؓ رات کے وقت آیا اور اس طرح دیوار پر ہاتھ پھیر رہا ہے۔

میں نے کہا اباجان کیا ہوا؟ فرمانے لگے کہ کپڑا سینے والی ایک سوئی ادھر رہ گئی ہے۔ سب کچھ نئی کے قدموں میں ڈال آیا ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ سوئی بھی ابو بکرؓ کے گھرنہ رہے سوئی مل گئی۔ وہ بھی نئی کے قدموں میں ڈال دی۔

سیدنا صدیق اکبرؓ کے بدن پر ٹاٹ کا لباس

اور جب پیغمبرؐ نے دوبارہ اپیل فرمائی کہ اڑھائی لاکھ روپیوں سے مقابلہ ہے اور 30 ہزار صحابہ کے لئے ابھی تن و توش کا چارہ پورا نہیں ہوا ہے۔ ابھی تو روٹی کا خرچہ پورا نہیں ہوا۔ تو ابو بکر صدیقؓ نے اپنے آپ کو خطاب کر کے کہا کہ اے ابو بکر! تو اچھے کپڑے پہنتا ہے اور تیرے محبوب کو ابھی چندے کی ضرورت ہے۔ 32 درہم کا کپڑا ابو بکرؓ نے پہنا ہوا تھا۔ لیکن مدینے کے بازار میں ابو بکرؓ گئے۔ 32 درہم کا کپڑا اتار کر وہ کپڑا مدینے کے بازار میں بیچ دیا۔ ٹاٹ کا لباس پہنا اور ٹاٹ کا لباس پہن کر ابو بکرؓ رسول اللہ کے پاس تشریف لائے اور جو پیسے بیچ گئے تھے وہ پیسے بھی نئی کے قدموں میں ڈال دیئے اور خود ٹاٹ کا لباس پہنا ہوا ہے۔

تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ جب ٹاٹ کا لباس پہن کر ابو بکرؓ نئی کے پاس آئے تو کیا عجیب منظر تھا کہ نبوت موجود ہے صداقت موجود ہے اور صداقت کے جسم پر ٹاٹ کا لباس ہے۔

حضورؐ نے مسجد نبوی کے دروازے پر دیکھا حضور حیران ہو گئے کہ دروازے پر جبرائیل کھڑا ہے۔ حضورؐ نے غور سے دیکھا کہ جبرائیل بھی ٹاٹ کا لباس پہن کر کھڑا ہے۔ تفسیر عزیزی میں لکھا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ جبرائیل تو کیسے آیا ہے؟ جبرائیل نے کہا کہ اے اللہ کے نبیؐ..... جب تیرے عشق میں، جب تیری محبت میں..... جب تیرے پیار میں..... تیرے ایک عاشق صادق نے مدینے کے بازار میں اپنے کپڑے اتار دیئے اور اپنے کپڑے اتار کر ٹاٹ کا لباس پہن لیا اور ٹاٹ کا لباس پہن کر آ گیا۔ تو خدا کی رحمت جوش میں آگئی فرمایا جبرائیل جلدی کر..... میرے نبیؐ کے پاس جاؤ اور ابو بکرؓ کی سنت پر عمل کر

کے فرشتوں کو ٹاٹ کا لباس پہنا دو۔ اور مدینے میں جا کر میرے نبی کو مبارک دو کہ اے اللہ کے نبی..... جب تیری امت میں ابو بکر جیسے عاشق موجود ہیں دنیا کی کوئی طاقت تجھے شکست نہیں دے سکتی ہے۔ یہ ابو بکر کا عشق ہے۔ اور تمام صحابہ کا یہی عشق تھا۔

حضرت معاویہ کا عشق رسول

سیدنا معاویہ اتنے بڑے صحابی ہیں۔ حضرت معاویہ مدینہ میں حضرت عائشہ کے پاس تشریف لائے۔ اور اماں کے پاس بیٹھ کر کہنے لگے کہ اماں جی مجھے نبی کے کپڑے تو دکھاؤ۔ حضور کے کپڑے دیکھے اور حضرت معاویہ حضور کے کپڑوں کو آنکھوں سے لگاتے تھے۔ پانی میں بھگو کر پانی جسم پر ملتے تھے اور پانی کا گھونٹ پیتے تھے اور کہتے تھے کہ میری نجات کے لئے یہ کافی ہے۔

سیدنا معاویہ کے عشق رسول کا ایک اور واقعہ

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو کسی نے کہا کہ کعب ابن ربیعہ ایک صحابی مصر میں رہتا ہے۔ اس کا چہرہ رسول اللہ کے چہرے سے ملتا ہے۔ حضرت معاویہ نے اسی وقت تیز رفتار قاصد بھیجا کہ اس کو سواری پر سوار کر کے لاؤ۔ جب وہ قاصد اس کو سوار کرا لایا تو حضرت معاویہ تخت سے نیچے اتر آئے۔ اور باہر نکل کر اس کا استقبال کیا۔ جب وہ قریب آیا تو حضرت معاویہ نے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔

فرمایا کعب..... مجھے تیری ذات سے محبت نہیں ہے۔ تیرے چہرے سے محبت ہے۔ اس لئے کہ تیرا چہرہ رسول اللہ کے چہرے سے ملتا ہے۔ یہ حضرت معاویہ کا عشق تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ۔

انبیاء رسل اور صحابہ کی تعداد

ایک لاکھ چوالیس ہزار کم و بیش صحابہ آئے ہیں اور آپ حیران ہوں گے کہ انبیاء

کی تعداد ایک لاکھ چوالیس ہزار کم و بیش اور بعض روایات کے مطابق ایک لاکھ چوبیس ہزار اور صحابہ کی تعداد بھی ایک لاکھ چوبیس ہزار یا ایک لاکھ چوالیس ہزار ہے۔

نبیؐ اور رسولؐ میں فرق

ایک نبیؐ ہوتا ہے اور ایک رسولؐ ہوتا ہے۔ نبیؐ اس کو کہتے ہیں کہ جو نئی شریعت لے کر نہ آئے اور رسولؐ اسے کہتے ہیں کہ جسے نئی شریعت ملے۔ جتنے رسولؐ ہیں۔ ان کی تعداد 114 ہے۔ اور مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ کی طرف جتنے صحابیؓ آئے ان کی تعداد بھی ایک سو چودہ ہے۔

اسلامی معلومات

خانہ کعبہ کی دیواریں بھی چار ہیں، بڑی کتابیں بھی چار ہیں اور بڑی فرشتے بھی چار ہیں اور میرے محمدؐ کے دوست بھی چار ہیں۔

بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے

حضورؐ نے فرمایا..... خیر القرون قرنی..... میرا زمانہ سب سے بہتر ہے۔ عربی میں میرے زمانے کا لفظ ہے قرنی، قرن عربی میں زمانے کو کہتے ہیں اس قرنی کے چار لفظ ہیں۔ ق، ر، ن یا اور چاروں کے آخری حروف بھی یہی ہیں۔

خیر القرون قرنی..... میرا زمانہ قرنی میں پہلا حرف ”ق“ اور صدیق کا آخری حرف ق ہے۔

قرنی میں دوسرا حرف ”ر“ ہے اور عمر میں آخری حرف ”ر“ ہے

قرنی میں تیسرا حرف ”ن“ ہے اور عثمان کا آخری حرف ”ن“ ہے

قرنی کا چوتھا حرف ”ی“ ہے اور علی کا آخری حرف ”ی“ ہے

حضورؐ نے فرمایا..... خیر القرون قرنی..... میرا زمانہ سب سے بہتر ہے میرا

زمانہ کون سا؟ یہ چاروں کا زمانہ ہے، یہ میرا زمانہ ہے۔

دشمن صحابہ کا تعارف

اس زمانے کی محبت جزو ایمان ہے اور دشمن صحابہ کے متعلق حضورؐ نے فرمایا کہ قرب قیامت میں ایک قوم آئے گی۔ جو میرے صحابہ کو برا کہے گی۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں۔ نہ ان کے جنازوں میں جاؤ..... نہ ان کے پاس بیٹھ کر کھانا کھاؤ..... نہ ان کے ساتھ تعلق رکھو۔

جوابو بکرؓ و عمرؓ کا عاشق ہے۔ اس کو صحابہ کے دشمنوں کے ساتھ تعلق نہیں رکھنا چاہئے اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہوں۔

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

صداقت صدیق اکبر ﷺ

الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ
وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ
أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ
لَهُ وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَلَا نَظِيرَ
لَهُ وَلَا وَزِيرَ لَهُ وَلَا مُشِيرَ لَهُ وَلَا مُعِينَ لَهُ وَصَلَّى عَلَى سَيِّدِ
الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ الْمَبْعُوثِ إِلَى كَافَّةِ النَّاسِ بِشِيرًا
وَنَذِيرًا وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِأَذِيهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا.

قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي كَلَامِهِ الْمَجِيدِ وَالْفَرْقَانِ
الْحَمِيدِ وَسَيَجَنَّبُهَا الْأَتَقَى. الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى.

وقال في موضع آخر..... وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ
وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولَى الْقُرْبَى..... الخ

قال النبي صلى الله عليه وسلم مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ
بِالنَّاسِ.

صَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ وَنَحْنُ عَلَى ذَلِكَ لِمَنِ
الشَّاهِدِينَ وَالشَّاكِرِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

جس کو صدیق ذاتِ خدا نے کہا
اور صدیق ہی مصطفیٰ ﷺ نے کہا
اس کو صدیق ہی مرتضیٰ نے کہا
یوں ہی صدیق سب اولیاء نے کہا
میں بھی کہتا ہوں صدیق صدیق ہے
جو نہ صدیق مانے وہ زندیق ہے

میرے واجب الاحترام، قابلِ صدا احترام ساتھیو! جمادی الثانی کی ۲۲ تاریخ
حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کا یوم وفات ہے۔ اس مناسبت کی وجہ سے آج آپ کے سامنے
خليفة اول جانشین پیغمبر حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کے فضائل و مناقب اور آپ کے حالات
زندگی اور آپ کی ابتدائی زندگی کے حالات آپ کے سامنے انشاء اللہ بیان ہوں گے۔

سیدنا ابوبکرؓ کو ابوبکر کہنے کی وجہ

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں بعض ایسی باتیں ہیں کہ وہ عام طور پر لوگوں
کو معلوم ہی نہیں اور نہ وہ عام کتابوں میں موجود ہیں اور نہ کوئی خطیب اور مولوی ان کا ذکر
کرتا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ان باتوں میں سے چند باتیں آج آپ کے سامنے آئیں
جو عام طور پر بیان نہیں کی جاتیں۔

مثلاً لوگوں کو اس بات کا ہی علم نہیں کہ لوگ ابوبکرؓ کو ابوبکرؓ کیوں کہتے ہیں؟ پہلی تو یہ
بنیادی بات ہے کہ ابوبکرؓ مسلمانوں کے پہلے امام ہیں۔ پہلے پیشوا ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے بعد اور آپ سے کوئی یہ پوچھے کہ ابوبکرؓ کو ابوبکرؓ کیوں کہتے ہیں؟
ابوبکرؓ کا معنی ہے بکر کے باپ اور ابوبکرؓ کی اولاد میں کوئی لڑکا بکر نہیں ہے۔

پہلے لڑکے کا نام عبدالرحمنؑ

دوسرے لڑکے کا نام عبداللہؑ

تیسرے لڑکے کا نام محمدؑ

پہلی لڑکی کا نام اسماءؑ

دوسری لڑکی کا نام عائشہؑ

تیسری لڑکی کا نام ام کلثومؑ

یہ چھ بچے ہیں۔ ان میں سے کوئی لڑکا بکر نہیں ہے تو ابو بکرؓ کو پھر ابو بکرؓ کیوں کہتے ہیں۔ ابو بکر کا معنی بکر کے باپ، تو اس عنوان پر بہت سارے لوگ دھوکہ کھا گئے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آج کی اس گفتگو میں جو سیدنا صدیق اکبرؓ کے عنوان پر ہو رہی ہے۔ اس میں یہ بات بھی آپ کے سامنے رکھوں کہ ابو بکرؓ کو ابو بکرؓ کیوں کہتے ہیں؟

مسلمانوں کے پہلے امام سیدنا صدیق اکبرؓ کا اصل نام، ان کے والد کا کیا نام تھا؟ ان کی والدہ کا کیا نام تھا؟ ان کی کنیت ابو بکرؓ کیوں تھی؟ یہ ساری باتیں آج انشاء اللہ آپ کے سامنے رکھوں گا۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ کی شان میں قرآن پاک کی چند آیات میں نے پڑھیں۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کا ذکر قرآن پاک کی نو آیتوں میں ہے۔ میں انشاء اللہ ان آیات کا بھی ذکر کروں گا جن میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو عظمت عطا فرمائی۔

میرے بھائیو! حضرت ابو بکر صدیقؓ رسول اللہ ﷺ کے سب سے قریبی اور سب سے معتمد اور سب سے زیادہ آپ کے لاڈ لے اور آپ کے پیارے اور قریبی دوست اور محبوب ہیں اور حضور ﷺ کا صدیق اکبرؓ سے محبت کرنا یہ یک طرفہ نہیں تھا، بلکہ صدیق اکبرؓ کا رسول اللہ ﷺ سے عشق اور محبت یہ ضرب المثل ہے۔ میں ایک واقعہ آپ کو ایسا سنانے والا ہوں۔ انشاء اللہ اس سے آپ کو پتہ چلے گا کہ ابو بکر صدیقؓ کے دل میں رسول اللہ ﷺ کی محبت کیسی تڑپتی تھی؟ اور اندر کیا جذبہ تھا رسول اللہ ﷺ کی محبت کا۔

تمنائے صدیق

صدیق اکبرؓ سے پوچھا گیا کہ آپ کی تمنا کیا ہے؟ آپ کیا پسند کرتے ہیں؟ تو صدیق اکبرؓ نے فرمایا تھا، آنکھیں میری ہوں، چہرہ آپ ﷺ کا ہو اور کوئی خواہش، تمنا آرزو نہیں، یہ بہت زیادہ والہانہ عشق کی دلیل ہے کہ صدیق اکبرؓ نے یہ نہیں فرمایا کہ مجھے پیسہ چاہئے..... دولت چاہئے..... آرام چاہئے..... زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ آپ کی حکومت اور جانشینی مل جائے، ان میں سے کوئی بات نہیں.....

النظر الی وجہ رسول اللہ.....

میری نظر ہو، چہرہ آپ ﷺ کا ہو اور کوئی کچھ نہیں چاہئے۔

ابوبکرؓ آپ کیا چاہتے ہیں؟ ابوبکرؓ آپ کو کیا پسند ہے؟ کیا مرغوب ہے۔ آپ کو کون سی چیز سے عشق ہے۔ آپ دنیا میں کس کی تمنا کرتے ہیں؟ حضور ﷺ نے پوچھا تو صدیق اکبرؓ نے فرمایا، کچھ نہیں، کچھ تو بتاؤ، جب حضور ﷺ نے تیسری مرتبہ پوچھا تو یہی بات فرمائی..... النظر الی وجہ رسول اللہ..... آنکھیں میری ہوں، چہرہ آپ ﷺ کا ہو، بس اور کوئی چیز نہیں چاہئے۔

نہ اولاد کی ضرورت ہے..... نہ بیویوں کی ضرورت ہے..... نہ کسی اور چیز کی

ضرورت ہے.....!!

بس یہی ایک تمنا ہے یہی آرزو ہے، یہی محبت ہے، یہی عشق ہے اور یہ عشق و محبت آخری زاویے تک پہنچا، اللہ سے دعا کریں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے سچے عاشق کی کہانی سمجھ سکیں۔

حضور ﷺ کی صدیق سے مثالی محبت

ایک ہے نبی ﷺ کا صحابی ہونا، ایک ہے نبی ﷺ کا عاشق زار ہونا۔ صحابی تو سارے عاشق تھے، لیکن علماء یہ بھی کہتے ہیں کہ دنیا میں ایک انسان ایسا ہے ابوبکرؓ کہ جس کے

چہرے کو رسول اللہ ﷺ نے بڑی گہری محبت سے اور پیار سے دیکھا غار میں۔

عرش و فرش سے قیمتی لمحہ:

جب غار کی غلوتوں میں صدیق اکبرؓ کے آنسوؤں کا قطرہ حضور ﷺ کے چہرہ پر گرا اور نبی ﷺ کی نظر ابو بکرؓ کے چہرے پر پڑی تو یہ عجیب منظر تھا، یہ لمحہ دنیا میں جنت، عرش و فرش سے بھی اعلیٰ تھا کہ جو صدیق اکبرؓ کو ملا تھا کہ صدیق اکبرؓ کی آنکھوں سے آنسوؤں کا قطرہ نکلا نبی ﷺ کے چہرے پر گرا اور نبی ﷺ نے محبت کی نظر سے صدیقؓ کو دیکھا، یہ منظر ہی عجیب و غریب ہے کہ اس منظر کی تاب اور رفعت کو دنیا میں کوئی پانہیں سکتا۔

سیدنا صدیقؓ سے آقا کا تعلق:

علماء کہتے ہیں کہ جو نبی ﷺ کو دیکھے وہ صحابیؓ ہوتا ہے اور جس کو نبی ﷺ دیکھے وہ صدیقؓ ہوتا ہے۔ یہ بھی فرق ہے کہ جو نبی ﷺ کو دیکھے وہ صحابیؓ ہوتا ہے اور جس کو نبی ﷺ دیکھے اور محبت کی نظر سے دیکھے، پیار کی نظر سے دیکھے وہ صدیقؓ ہوتا ہے تو غار میں ایسا منظر بھی چشم فلک نے دیکھا۔

تو میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ صدیق اکبرؓ کا حضور ﷺ سے جو تعلق اور عشق ہے وہ نبوت کے بعد نہیں ہوا وہ اٹھارہ سال کی عمر میں ہوا۔ ابو بکر صدیقؓ اٹھارہ سال کے تھے اور حضور ﷺ بیس سال کے تھے۔ نبوت کا تو ابھی بیس سال کا دور باقی تھا کہ جب باقاعدہ نبوت ملنی تھی۔ ابو بکر صدیقؓ اٹھارہ سال کی عمر میں نبی ﷺ کے دوست بنے اور حضور ﷺ کی عمر بیس سال تھی اور یہ دوستی کہاں تک پہنچی، آپ جانتے ہیں کہ جبرائیلؑ بھی نبی ﷺ کا دوست بنا تھا، لیکن وہ عرش پر ساتھ چھوڑ گیا تھا اور صدیقؓ اٹھارہ سال کی عمر میں دوست بنا تھا، آج بھی نبی ﷺ کے ساتھ ہے۔ وفات تک اور بات ہے آج بھی روضہ اقدس میں صدیقؓ نبی ﷺ کے ساتھ ہے تو یہ عشق و محبت کی وہ منزل ہے جو دنیا میں کوئی پانہیں سکا اور علامہ اقبالؒ نے تو بات ہی ختم کر دی یہ کہہ کر

صدیق یار و یاور محبوب کردگار
 صدیق ہی سے رسم محبت ہے استوار
 صدیق جب تلک کسی دل میں نہ آئیں گے
 اس دل میں نہ آئیں گے نبوت کے تاجدار

اور میری تقریر کا عنوان ہے..... صدیق ہی سے رسم محبت ہے استوار..... اور
 علامہ اقبالؒ نے یہ بھی کہا!

پروانے کو چراغ بلبل کو پھول بس
 صدیق کیلئے ہے خدا کا رسول ﷺ بس

یہ اس لئے کہا کہ صدیق اکبرؓ نے فرمایا تھا..... النظر الی وجہ رسول
 اللہ..... کہ آنکھیں میری ہوں چہرہ مصطفیٰ ﷺ کا ہو، دنیا میں کسی اور چیز کی ضرورت نہیں۔

نہ اولاد چاہئے..... نہ مال چاہئے..... نہ پیسہ چاہئے..... نہ دولت چاہئے
 حضرت ابوبکر صدیقؓ گھریلو طور پر بڑے مضبوط تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ
 بڑے کاروباری آدمی تھے۔ کپڑے کی تجارت کرتے تھے۔ حضرت عثمان غنیؓ تو غلے کی تجارت
 کرتے تھے اور بہت بڑا کاروبار تھا۔ لیکن ابوبکر صدیقؓ کپڑے کے تاجر تھے اور تجارت میں
 آپ کا نام تھا۔

لیکن دوستی اٹھارہ سال کی عمر میں رسول اللہ ﷺ سے ہو گئی اور اس وقت حضور ﷺ
 کی عمر بیس سال تھی۔ صدیق اکبرؓ کے والد کا نام تھا عثمانؓ، یہ بات یاد رکھیں کہ جو باتیں میں
 عرض کر رہا ہوں۔ یہ بہت ساری کتابوں کا نچوڑ ہے۔ آپ کو یہ باتیں عام کتابوں میں نہیں
 ملیں گی۔ میں نے اس عنوان پر چھوٹے چھوٹے رسالے لکھے ہیں۔ ابوبکر و عثمان و علی رضی
 اللہ عنہم چھپ گئے ہیں اور ان میں یہ ساری باتیں موجود ہیں۔

سیدنا صدیقؓ کا نسب مبارک

ابوبکر صدیقؓ کے والد کا نام ہے عثمان اور کنیت ہے ابو قحافہ اور ابوبکرؓ کا اپنا

نام ہے عبد اللہ! والد کا نام ہے عثمان..... اور اپنی کنیت ہے ابو بکر اور والد کی کنیت ہے ابو قحافہ ابو بکرؓ کی والدہ کی کنیت ہے ام الخیر اور والدہ کا نام ہے سلمیٰ بنت صخر، قربان جائیں اس ماں کے قدموں پر کہ جس نے صدیق اکبرؓ جیسا بیٹا جنا۔ سلمیٰ صدیق اکبرؓ کی والدہ، سلمیٰ بنت صخر، صخر عربی زبان میں چٹان کو کہتے ہیں۔ صخر، ”ص“ کے ساتھ، یہ چٹان کو کہتے ہیں۔ اس زمانے میں پتھروں چٹانوں کے نام پر بچوں کے نام رکھے جاتے تھے۔

صدیق اکبرؓ قریشی قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں اور قریشی قبیلے میں شاخیں بڑی ہیں۔ حضور ﷺ بھی قریشی قبیلے سے تھے۔ حضور ﷺ کی شاخ تھی بنو ہاشم اور ابو بکر صدیقؓ کی شاخ تھی بنو تیم، دو نقطوں والا ت، ی اور م، بنو تیم، تو بنو تیم قبیلہ صدیق اکبرؓ کی شاخ تھی اور قریشیوں میں سے بنو عدی میں سے حضرت عمر فاروقؓ تھے، حضرت عثمان غنیؓ بنو امیہ میں سے تھے، تو یہ گوتیں ہوتی ہیں جیسے گوتیں ہوتی ہیں۔

ارائیوں کی گوت ہے

راجبوتوں کی گوت ہے

جاٹوں کی گوت ہے

یہ قوموں میں گوت ہوتی ہیں، اس طرح آپ اس کو گوت کہہ لیں۔ اصل میں یہ قریشیوں کی برادری تھی، قریشیوں میں سے قبیلے ہیں۔

ایک گوت ہے ہاشم کی یہ رسول اللہ ﷺ کا خاندان ہے۔

ایک گوت ہے بنو تیم کی یہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی گوت ہے۔

ایک گوت ہے بنو عدی کی اس سے حضرت عمرؓ تعلق رکھتے ہیں۔

ایک گوت ہے بنو امیہ کی، یہ حضرت عثمانؓ کا خاندان ہے۔

اور حضرت علی المرتضیٰؓ بنو ہاشم میں سے تھے۔

اور حضرت معاویہؓ بنو امیہ سے تھے۔

تو تھے یہ سارے قریشی اور قریشی کیوں کہتے ہیں، اس لئے یہ جو قبیلے تھے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد جو مکے میں آباد ہوئی تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے اکتالیس قبیلے آباد ہوئے تھے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے میں آکر آباد ہوئے ان کی آگے اولاد ہو گئی۔ اس اولاد کی شاخیں تھیں۔ ان شاخوں کے اکتالیس قبیلے تھے۔ اکتالیس شاخیں تھیں۔ اکتالیس گوتیں تھیں۔ ان اکتالیس گوتوں میں، یہ سارے صحابہ رضی اللہ عنہم کا خاندان ہے، تھے سارے قریشی اور یہ مکے میں آباد تھے۔

تو حضرت ابو بکر صدیقؓ کی گوت تھی، بنو تیم اور بنو تیم کا جو قبیلہ تھا یہ شرافت میں بڑا مشہور تھا کہ یہ بڑے شریف خاندان کے لوگ ہیں۔ یہ شریف قبیلہ ہے اور بنو عدی کا جو قبیلہ تھا، یہ بہادر مشہور تھا اور بنو امیہ کا قبیلہ یہ بہادری میں مشہور تھا۔ حیاء والا بھی مشہور تھا اور بہت بڑے بڑے دماغوں والا بھی مشہور تھا، چنانچہ حضرت معاویہؓ جب پیدا ہوئے ان کا سر بہت بڑا تھا، تو ان کے والد حضرت ابوسفیانؓ کہتے تھے کہ میرا جو لڑکا ہے اس کے سر سے محسوس ہوتا ہے کہ یہ قوم کا سردار بنے گا۔

تو یہ بچپن سے خاندانوں کی باتیں تھیں اور خاندانوں کی خصوصیات تھیں جن کا ذکر لسان العرب میں اور ترجمہ المناسب میں، شجرة النسب اور شجرة الذہب جو چھوٹی چھوٹی کتابیں چھپی ہوئی ہیں پرانی، ان میں یہ ساری خاندانوں کی خصوصیات درج ہیں۔

خصائل صحابہ

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ سونا سونا ہوتا ہے۔ زمین میں ہو تو سونا اور کانوں میں لگایا جائے تو سونا اور گلے میں ہو تو سونا۔ یعنی جس قبیلے کا، جس خاندان کا، جو قبیلہ شریف ہے وہ اسلام سے پہلے ہو تب بھی شریف ہے اور اسلام میں آئے تو تب بھی شریف ہے۔

تو سونا سونا ہوتا ہے کہ یہ بات کہ اسلام لانے سے پہلے وہ شریف تھا اور اسلام میں آکر نعوذ باللہ شریر ہو گئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اکتالیس قبیلے شرافت والے تھے، بہادری والے تھے، جنگ جو تھے، مہمان نواز تھے، بڑے عظیم لوگ تھے اور جب اسلام میں

آئے تو وہی بہادری اسلام میں آئی، اسلام میں داخل ہو گئی اور اس بہادری کا ذکر اسلام میں کیا گیا۔

مثلاً بنو عدی کا جو قبیلہ تھا، بڑا بہادر، بڑے دل والے تھے، بڑے عزت و شرافت والے تھے اسلام لانے سے پہلے بھی بہادر تھے اور جب اسلام لے آئے تو وہی جرأت اسلام میں بدل گئی۔ جس جرأت سے وہ کفر کا اعلان کرتے تھے جب اسلام لائے تو اسی جرأت سے اسلام کا اعلان کرتے تھے، چنانچہ حضور ﷺ نے ایسے نہیں فرمایا تھا..... اللہم اعز الاسلام بعمر ابن خطاب او بعمر و ابن ہشام..... حضرت عمر بن خطاب بنو عدی کے قبیلے کے تھے اور عمرو ابن ہشام بنو ہاشم قبیلہ میں سے تھے، تو اللہ کے پیغمبر ﷺ کو پتہ تھا کہ خاندانی اوصاف ان میں موجود ہیں جب اسلام لائے تو یہی خاندان اسلام کو پھیلانے میں کام آئے، اس لئے خاندانوں کی خصوصیات کا ذکر کتابوں میں موجود ہے۔

تو میں کہنا یہ چاہتا تھا کہ قریشیوں کا جو قبیلہ جس کی شاخ بنو تیم تھی۔ سیدنا صدیق اکبرؓ اس کے چشم و چراغ تھے اور والد مکرم شام کے ملک سے کپڑا لاتے اور یہاں لا کر فروخت کرتے تو کپڑے کے تاجر تھے، صدیق اکبرؓ کے والد کا کیا نام ہے؟ (عثمان) اور صدیق اکبرؓ کا اپنا نام کیا ہے؟ (عبداللہ) اور صدیق اکبرؓ کی والدہ کا کیا نام ہے؟ (سلمیٰ بنت صخر) اور سیدنا صدیق اکبرؓ کی کنیت کیا ہے؟ (ابوبکر) اور والد کی کنیت؟ (ابوقحافہ) اور والدہ کی کنیت؟ (ام الخیر) یہ اسلام کی تاریخ کے بڑے اہم اسباق اور اوراق ہیں ان کو یاد رکھیں، تو صدیق اکبرؓ کا جو ترجمہ ہے یعنی ابتدائی حالات، تو یہ ترجمہ الصدیق ہے، یہ سیدنا صدیق اکبرؓ کے ابتدائی حالات ہیں، جن کا میں نے آپ حضرات کے سامنے ذکر کیا۔

کیا اسلام میں اولیت کی وجہ سے ابو بکرؓ کہتے ہیں؟:

تو اب آپ دیکھیں کہ آپ کا نام تو ہے عبداللہ، تو پھر آپ کو ابو بکرؓ کیوں کہتے ہیں؟ بعض لوگوں نے تشریح کی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ بڑی بوگس تشریح ہے اور وہ بغیر تحقیق

کے لکھی گئی کہ بکر کا معنی ہے صبح اور ابو بکر کا معنی ہے صبح والا، یعنی ابو بکر صدیقؓ جو ہیں اسلام میں پہل کرتے تھے اور صبح پہلے وقت میں ہوتی ہے تو اس لئے آپ کو ابو بکر کہتے ہیں کہ انہوں نے اسلام میں پہل کی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات جامع نہیں ہے۔ اصل میں بات ہی اور ہے کہ صدیق اکبرؓ کو ابو بکر کیوں کہتے ہیں؟

اسلام لانے سے پہلے، جب کلمہ صدیقؓ نے نہیں پڑھا تھا تو صدیق اکبرؓ کا ایک عورت سے نکاح ہوا، جس عورت کا نام تھا ام بکر، مولانا سعید احمد دہلوی نے جو لسان الہند ہیں، انہوں نے صدیق اکبرؓ نامی کتاب لکھی، اس میں یہ تحقیق درج ہے، کتاب کا نام بھی میں نے آپ کو بتا دیا کہ صدیق اکبرؓ نے ایک ایسی عورت سے نکاح کیا کہ جو صدیقؓ کے اپنے خاندان سے نہیں تھی اور اس وقت اسلام بھی نہیں آیا تھا اور شرعاً منع بھی نہیں تھا اور صدیق اکبرؓ بھی حلقہ اسلام میں نہیں تھے تو ایک عورت سے شادی کر لی، یہ اس کا نام ہے ام بکر اور بیوہ عورت ہے اور اس کی گود میں ایک بچہ تھا، جس بچے کا نام بکر تھا تو جب بچے کا نام بکر ہو اور اس عورت کی کنیت بن گئی ام بکر، یعنی بکر کی ماں، تو گویا کہ اس لڑکی کے ساتھ صدیق اکبرؓ کی شادی ہوئی۔ جس کی گود میں ایک بچہ پہلے خاوند کا تھا اس کا نام بکر تھا۔ اس عورت کی کنیت ہوئی ام بکر، وہ عورت ام بکر کے نام سے مشہور ہوئی۔

اب صدیق اکبرؓ نے اس عورت سے نکاح کیا، جب صدیق اکبرؓ نے نکاح کیا، تو وہ جو بچہ ہے وہ صدیق اکبرؓ کا سوتیلہ بچہ ہوا تو پھر صدیق اکبرؓ کا نام ابو بکر بن گیا، بکر کے باپ، بکر بچہ اس عورت کا ہے اور اس کا نکاح صدیق اکبرؓ سے ہوا تو صدیق اکبرؓ کا وہ سوتیلہ بچہ ہوا تو صدیق اکبرؓ کا نام ابو بکر پڑ گیا، یعنی بکر کے باپ، تو ابو بکر کو ابو بکر کہتے ہیں اس سوتیلے بچے کی وجہ سے جو اسلام لانے سے پہلے ام بکر کی گود میں پچھلے خاوند سے آیا تھا۔ اب سمجھے کہ ابو بکر کو ابو بکر کیوں کہتے ہیں؟

تو حضرت ابو بکرؓ اسلام کی درخشندہ ہستی ہے، پہلے خلیفہ ہیں، جانشین پیغمبرؐ ہیں اور ان کو ابو بکر کیوں کہتے ہیں؟ اس کا ہی لوگوں کو پتہ نہیں ہوتا تو یہ بہت بڑی جہالت ہے۔ امید

ہے اس بات کے بعد آپ اپنی لاعلمی کو دور کریں گے کہ صدیق اکبرؓ کو ابو بکر اس لئے کہتے ہیں کہ ان کا نکاح اسلام لانے سے پہلے ایک عورت سے ہوا۔ صدیق اکبرؓ اس نکاح کی وجہ سے ابو بکر کہلائے کہ ایک سوتیلے لڑکا ان کا بیٹا بنا اور ابو بکرؓ آپ کا نام پڑ گیا اور اسلام لانے سے پہلے ہی صدیق اکبرؓ نے اس کو طلاق دے دی تھی یہ بھی واقعہ ہے اور یہ نام مشہور ہوا اور یہی چلا۔

سیدنا صدیق خلیفہ اول

تو اب آپ دیکھیں کہ سیدنا صدیق اکبرؓ حضور ﷺ کے جب دوست بنے تو عمر کتنی تھی؟ (۱۸ سال) اور حضور ﷺ کی عمر کتنی تھی؟ (۲۰ سال) تو اب اٹھارہ سال کی عمر سے لے کر صدیق اکبرؓ وفات تک، حضور ﷺ کی وفات تک نبی ﷺ کا چہرہ دیکھتے رہے۔ پیغمبر ﷺ کا چہرہ دیکھتے رہے اور کوئی شخص عرب میں ایسا نہیں جس نے اس تسلسل کے ساتھ محمد مصطفیٰ ﷺ کا چہرہ دیکھا ہو۔

میں نے رات اوکاڑہ کے جلسہ میں کہا کہ خلافت جو ہے وہ رشتہ داری کی بنیاد پر نہیں ملتی بلکہ خلافت ملتی ہے صحبت پیغمبر ﷺ سے کہ نبی ﷺ کی صحبت کسی نے کتنی اٹھائی، اس سے خلافت ملتی ہے۔ اگر خلافت ملتی، رشتہ داری کی بنیاد پر تو پھر بھی حضرت علیؓ کا حق نہیں تھا کہ حضرت عباسؓ کا حق تھا حضرت عباسؓ حضور ﷺ کے حقیقی چچا تھے تو چچا کا خلیفہ ہونا چچا کے لڑکے سے زیادہ بہتر ہے کہ حضرت علیؓ تو چچا کے لڑکے تھے اور حضرت عباسؓ خود چچا تھے اور اگر رشتہ داری کی بنیاد پر خلافت ملتی تو خلافت حضرت عباسؓ کا حق تھا۔

اور اگر خلافت ملتی داماد ہونے کی وجہ سے تو حق عثمان غنیؓ کا تھا۔ ان کے گھر میں نبی ﷺ کی دو بیٹیاں تھیں، یکے بعد دیگرے۔ تو حق حضرت عثمان غنیؓ کا تھا اور اگر آپ جنرل ریلیشن، عمومی رشتہ داری کی بنیاد پر بات کریں گے۔

عمومی رشتہ داری کی بنیاد پر میں کہتا ہوں کہ اس میں بھی آپ دیکھیں کہ صدیق اکبرؓ اور حضرت علیؓ کی دونوں کی نبی ﷺ کے ساتھ کیا رشتہ داری ہے کہ صدیق اکبرؓ نے نبی ﷺ کو بیٹی دی ہے عائشہؓ..... اور علیؓ نے نبی ﷺ سے بیٹی لی ہے فاطمہؓ، تو جو بیٹی لیتا ہے وہ داماد

ہوتا ہے اور جو بیٹی دیتا ہے وہ سر ہوتا ہے تو آپ دیکھیں کہ حضرت علی المرتضیٰؑ کو جتنا بھی بڑھاؤ گے وہ حضور ﷺ کے داماد ہونے کی وجہ سے بیٹے کی جگہ پر ہے اور صدیق اکبرؑ کو جتنا بھی گھٹاؤ گے اور صدیق سر ہے اور سر باپ کی جگہ پر ہوتا ہے اور اس رشتہ کی وجہ سے صدیق اکبرؑ نبی ﷺ کے باپ کی جگہ پر ہے اور علی المرتضیٰؑ نبی ﷺ کے بیٹے کی جگہ پر ہے تو اب آپ دیکھیں کہ مرتبہ کس کا زیادہ ہوگا؟

اور یہ بھی بات یاد رکھیں کہ اس پر غور فرمائیں کہ حضور سرور کائنات ﷺ کی عظمت اور رفعت اپنی جگہ مسلم ہے، لیکن آپ یہ دیکھیں کہ اٹھارہ سال کی عمر سے لے کر ۶۱ سال کی عمر تک صدیقؑ نے نبی ﷺ کا چہرہ دیکھا اور یہ بنتے ہیں ۳۳ سال اور حضرت علیؑ جب نبی ﷺ کے گھر آئے تو حضرت علیؑ کی عمر تھی دو سال اور جب حضور ﷺ کی وفات ہوئی تو حضرت علیؑ کی عمر تھی ۲۹ سال تو گویا کہ حضرت علیؑ نے نبی ﷺ کا چہرہ دیکھا ۲ سال اور یہ بھی دیکھو۔

حضور ﷺ کی جب وفات ہوئی تو حضرت ابو بکرؓ کی عمر تھی ۶۱ سال اور حضرت علیؑ کی عمر ہے ۲۹ سال، اب دیکھیں کہ دو آدمی بیٹھے ہوئے ہوں، ان میں سے ایک کی عمر ۶۱ سال اور ایک کی عمر ہو ۲۹ سال تو یہ باپ اور بیٹے کی عمر ہے۔ ۲۹ سال کا بیٹا ہوگا اور ۶۱ سال والا باپ کی جگہ پر ہوگا۔

اب حضرت علیؑ اور حضرت ابو بکرؓ کو بٹھائیں تو دونوں باپ اور بیٹا لگیں گے تو آپ بتائیں کہ باپ کو خلافت دے دیں یا بیٹے کو خلافت دے دیں؟ (باپ کو) باپ اور بیٹے کی عمر کے دو آدمی بیٹھے ہوں تو مرتبہ کس کا زیادہ ہوگا؟ (باپ کا) تو خلافت ابو بکرؓ کا حق ہے۔

حضور اکرم ﷺ اعلان نبوت لے کر کوہ صفا پر:

حضور ﷺ نے جس دن اعلان نبوت فرمایا تو کچھ عرصہ کے بعد آیت نازل ہوئی..... والذکر عشیرتک الاقربین..... جس وقت آپؐ پر وحی آئی، اس وقت تک یہ اعلان نہیں آیا تھا، لوگوں کے پاس جا کر پیغام پہنچائیں، تین سال فطرت وحی کا زمانہ رہا، تین سال کے بعد یہ آیت اتری..... والذکر عشیرتک الاقربین..... کہ اپنے رشتہ

داروں کو بلاؤ اور بلا کر ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کا دین پہنچاؤ، یہ اعلان ہوا۔

حضور ﷺ نے پہاڑ پر رشتہ دار بلائے اور آپ نے وہ واقعہ سنا ہوگا کہ حضور ﷺ نے سارے رشتہ داروں قریشیوں کو بلا کر کہا..... ہل وجد تمونی صادقاً او کاذباً..... تم نے مجھے سچا پایا یا جھوٹا پایا؟ لفقہ لبثت فیکم عمراً من قبلہ..... چالیس سال میں نے تمہارے اندر گزارے تم نے مجھے کیسے پایا، تو بیک زبان سب نے کہا..... ما وجدناک الا صدقاً..... اے پیغمبر ﷺ تیری رائے سے اختلاف ہو سکتا ہے، لیکن تیری صداقت والی چادر پر کوئی داغ نہیں ہو سکتا یہ سارے مخالفین کہہ رہے ہیں۔

اس پہاڑ کے اوپر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے، جب پہاڑ پر رسول اللہ ﷺ نے سب لوگوں کو بلایا، تو صدیق اکبر وہاں موجود نہیں تھے۔ حضرت علیؓ کی عمر ویسے ہی چھ سال تھی اور بعض روایتوں میں ہے کہ نو سال تھی، تو چھ یا نو سال کے لڑکے کی وہ بات نہیں ہوتی جو بڑے آدمی کی ہوتی ہے۔

تو رسول اللہ ﷺ نے پہاڑ پر جب لوگوں کو بلایا تو انہوں نے پتھر اٹھا کر رسول اللہ ﷺ کے چہرے پر مارے، سارے رشتہ داروں نے، نبی ﷺ کا چہرہ لہو لہان ہو گیا، پیغمبر ﷺ پریشان ہو کر گھر چلے گئے، یہ واقعہ صبح دس گیارہ بجے کا ہوگا۔

سیدنا صدیق کا قبول اسلام

ظہر کی نماز کے بعد خانہ کعبہ میں کچھ لوگ جمع تھے۔ کپڑے کے تاجر جمع ہیں۔ ان میں ابو جہل بھی تھا یہ پہاڑ کے اوپر نبی ﷺ کے ساتھ شریک تھے۔ یہ سارے لوگ خانہ کعبہ میں موجود ہیں اس وقت ابو بکرؓ یہاں موجود ہیں۔

بات یہ ہو رہی تھی کہ شام سے تجارت کے قافلے آ کر گزرتے ہیں۔ ان کی حفاظت کا انتظام کیا جائے، یہ بحث ہو رہی تھی تو اس بحث کے دوران ایک آدمی نے کہہ دیا، بلکہ حکیم بن حزام نے کہہ دیا، حکیم بن حزام بڑے تاجر تھے، حکیم بن حزام حضرت خدیجہ

الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے سکے بھانجے تھے اور بعض علماء کہتے ہیں کہ بھیتے تھے اور بھیتے کا قول زیادہ اہم ہے۔

حکیم بن حزام ان میں کھڑے ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ کپڑے کی بات بعد میں کر لیں گے۔ ایک آپ کوئی بات بتاؤں، ابو جہل نے کہا کیا بات ہے؟ اس نے کہا کہ یہ جو میری پھوپھی کا شوہر، جس کا نام محمد ﷺ ہے خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا میری پھوپھی کے جو شوہر ہیں محمد ﷺ انہیں پتہ ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ میں نبی ﷺ ہوں، میں اللہ تعالیٰ کا رسول ﷺ ہوں۔

ابو جہل نے کہا کہ صبح فاران پر اس نے یہی کہا تھا کہ میں نبی ﷺ ہوں۔ ہم نے تو نہیں مانا تو ابو بکر صدیقؓ وہاں بیٹھے تھے۔ ابو بکر صدیقؓ کی عمر ۳۸ سال تھی اور بعض علماء کہتے ہیں کہ ۴۱ سال تھی اور حضور ﷺ کی عمر اس وقت ۴۲ سال تھی، جب..... انذر عشیرتک الاقربین..... آیت کا نزول ہوا۔

تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حکیم بن حزام سے پوچھا کہ یہ وہی آپ کے پھوپھا ہیں جن کا نام محمد ﷺ ہے، انہوں نے کہا کہ ہاں اور وہ کیا کہتے ہیں؟ وہ کہتے ہیں کہ میں نبی بن گیا ہوں، میں رسول ہو گیا اللہ کا۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے یہ بات حکیم بن حزام سے سنی، حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے سے سنی، حضور ﷺ کی زبان سے نہیں سنی، ابو بکر تھوڑی دیر کے بعد اس محفل میں نہیں تھے اس مجلس میں نہیں تھے اور وہاں سے نکلے اور سیدھے رسول اللہ ﷺ کے گھر پہنچے اور جا کر دروازہ کھٹکھٹایا اور حضور ﷺ باہر نکلے اور حضور ﷺ کا چہرہ زخمی تھا۔ حضور ﷺ سے پوچھا کہ اے محمد مصطفیٰ ﷺ کیا بات ہے؟ سنا ہے کہ آپ نبی ﷺ ہو گئے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں میں نبی ﷺ ہو گیا ہوں۔ صدیق اکبرؓ نے کہا کہ ہاتھ آگے کرو میں کلمہ پڑھتا ہوں۔ صدیقؓ نے کہا کہ ہاتھ آگے کرو میں کلمہ پڑھتا ہوں یہ ہے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ایمان کا واقعہ کہ ایمان ایسے لائے۔

ابھی تک پورے عرب میں کسی شخص نے نبی ﷺ کا کلمہ نہیں پڑھا تھا۔ میرا پیغمبر ﷺ زخمی چہرے کے ساتھ پتھر کھا کر اپنے چہرے سے خون کے قطرے بہا کر بیٹھا ہے اور ابوبکرؓ نے دروازہ کھٹکھٹایا اور جب رسول اللہ ﷺ باہر آئے اور فرمایا کہ آپ نبی ﷺ بن گئے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نبی ﷺ بن گیا ہوں تو صدیق اکبرؓ نے یہ نہیں پوچھا! کس طرح نبی بنے..... کس کے نبی بنے..... فرشتہ کب آیا..... کون سی بات ہوئی..... نہیں، فرمایا! آپ نبی ﷺ بن گئے ہیں؟ جی میں بن گیا ہوں، ہاتھ آگے بڑھائیں تاکہ میں کلمہ پڑھوں، تو حضور ﷺ نے ہاتھ آگے کیا۔ صدیقؓ نے نبی ﷺ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر کہا..... اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبده ورسوله..... یہ پہلا کلمہ پڑھنے والا صدیق اکبرؓ تھا کہ جب میرا پیغمبر ﷺ خون آلود چہرے کو صاف کرتا ہے۔ خون آلود کپڑوں کو صاف کرتا ہے اور ابوبکرؓ پہلا انسان ہے جو کافر سے نبی ﷺ کی نبوت کی بات سن کر نبی ﷺ پر جا کر ایمان لے آیا اور یہ بات نبی ﷺ نے نہیں کی ہے، بلکہ کافر نے کی ہے اور ابوبکرؓ نے کافر کی وہ بات بھی مان لی جو نبوت کی صداقت اور عظمت پر بات کر رہی تھی۔

مصائبِ صدیقؓ

میرے بھائیو! کلمہ صدیق اکبرؓ نے پیغمبر ﷺ کا ایسے پڑھا اور کلمہ پڑھنے کے بعد ابوبکر صدیقؓ اذیتوں کے اندر مبتلا کر دیئے گئے، آپ کو نہیں معلوم یہ واقعہ بھی ابن ہشام نے لکھا ہے کہ حضور ﷺ اس پہاڑ کے اوپر سے نیچے تشریف لائے، حکم تھا کہ اعلان کرو نبوت کا..... والدر عشیرتک الاقربین..... حکم تھا کہ تبلیغ کرو، حکم تھا کہ اعلانات کرو، حکم تھا کہ آگے بڑھ کر خدا کا پیغام سناؤ، حکم تھا کہ اعلان نبوت کو عام کرو۔

صدیق اکبرؓ حضور ﷺ کے ساتھ خانہ کعبہ میں تھے، جب حضور علیہ السلام نے خانہ کعبہ میں سب سے پہلے اعلان نبوت فرمایا تو حضور ﷺ کو کافروں نے پتھر مارے، پیغمبر ﷺ زخمی ہو گئے، صدیق اکبرؓ نبی ﷺ کے اوپر لیٹ گئے اور ابوبکرؓ مار کھاتے رہے۔ ابوبکرؓ کو اتنا

مارا، علماء کہتے ہیں کہ صدیق اکبرؓ کے منہ پر ناک پر، جوتے مارے گئے، پتھر مارے گئے، سلاخیں ماری گئیں، ابو بکر صدیقؓ کے ناک سے لہو بہنے لگا، منہ سے لہو بہنے لگا، حضور ﷺ کو صحابہؓ نے نیچے سے نکال لیا، ابو بکرؓ کو وہ لوگ مارتے رہے۔ حضور ﷺ دار ارقم میں پہنچ گئے اور ابو بکرؓ بے ہوش ہیں بے ہوشی کی حالت میں صدیق اکبرؓ کے رشتہ دار نہیں بنی تیم قبیلے کے احباب نے اٹھایا اور انہیں گھر لے گئے۔ ابو بکرؓ بے ہوش ہیں۔ تمام تاریخوں میں یہ واقعہ موجود ہے کہ صدیق اکبرؓ رات گئے تک بے ہوش رہے اور جب حضرت ابو بکر صدیقؓ کو ہوش آیا حضرت ابو بکرؓ کی والدہ سلمیٰ بنت صحر، ام الخیر دودھ کا ایک پیالہ لے کر ابو بکرؓ کے سر ہانے کھڑی ہے ایک برتن میں شہد ہے اور ابو بکرؓ کو جب ہوش آیا آنکھ کھلی تو آنکھ کھولتے ہی صدیق اکبرؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے؟ یہ پوری کہانی تمام تاریخوں میں موجود ہے حضور ﷺ کا کیا حال ہے؟

ابو بکر صدیقؓ کی والدہ رو پڑیں اور کہا کہ اسی حالت میں تو مر جائے گا۔ تیرا جسم خون آلود ہے۔ تیرے چہرے سے خون کے قطرات ٹپک رہے ہیں اور تیرے جسم پر زخموں کے نشانات پڑے ہوئے ہیں، ابو بکرؓ نے فرمایا ایسا نہیں ہو سکتا تو اماں کہنے لگی کہ بتاؤ محمد ﷺ کہاں ہیں؟ تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا کہ ہمارے گھر کے پاس یہاں ایک عورت رہتی ہے جس کا نام ام جمیل ہے جاؤ اسے جا کر پوچھو کہ رسول اللہ ﷺ کہاں ہیں؟ تو ام جمیل کے پاس ابو بکرؓ کی والدہ گئیں اور پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے؟ حضور ﷺ کہاں ہیں تو ام جمیل نے بتایا نہیں اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پاس آ گئیں اور آ کر کہا کہ ابو بکرؓ تیری والدہ کہتی ہے کہ حضور ﷺ کا پتہ بتاؤ، اگر تیری اجازت ہو تو بتا دوں؟ ابو بکرؓ نے کہا کہ بتاؤ، تو کہا کہ رسول اللہ ﷺ دار ارقم میں ہیں۔

اب آپؐ دیکھیں کہ رات کا کافی حصہ بیت چکا تھا۔ ابو بکر صدیقؓ نے ایک ہاتھ اپنی ماں کے کندھے پر رکھا اور دوسرا ہاتھ ام جمیل کے کندھے پر رکھا۔ چہرے سے لہو بہہ رہا تھا۔ جسم سارا زخمی تھا۔ دودھ نہیں پیا۔ شہد نہیں پیا، جب تک رسول اللہ ﷺ کی خبر نہ پہنچے۔ اس

وقت تک حضرت ابو بکرؓ کے حلق میں کوئی قطرہ نہیں جائے گا۔ اسی حالت میں پتھروں پر چلتے ہوئے حضرت ابو بکر صدیقؓ دار ارقم میں پہنچے۔

دوائے صدیقؓ:

ابن ہشام نے لکھا ہے کہ دروازہ کھولا گیا، رات کا وقت تھا اور چراغ جل رہا تھا۔ صدیق اکبرؓ کے زخمی چہرے کو رسول اللہ ﷺ نے دیکھا، حضور ﷺ نے ابو بکر صدیقؓ کے ماتھے پر بوسہ دیا اور فرمایا ابو بکرؓ تیرا چہرہ زخمی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ابو بکرؓ تجھے میری وجہ سے بڑی تکلیف پہنچی، صدیق اکبرؓ نے فرمایا اے پیغمبر ﷺ! آپ کا چہرہ دیکھا، آپ کے چہرے کو دیکھ کر صدیقؓ کے سارے دکھ دور ہو گئے۔ عشق و محبت کی یہ وہ منزل ہے جو صدیق اکبرؓ کا طرہ امتیاز ہے۔ یہ ایک عاشق زار کی کہانی ہے۔ عشق و محبت کا یہ وہ مقام ہے جس کا ذکر میں نے شروع میں کیا۔ علامہ اقبالؒ نے کہا!

صدیقؓ یار و یاور محبوب کردگار
صدیقؓ سے رسم محبت ہے استوار
صدیقؓ تلک کسی دل میں نہ آئیں گے
اس دل میں نہ آئیں گے نبوت کے تاجدار

یہ سب کچھ پیغمبر کے ایک عاشق زار صحابیؓ کی عظمت اور آپ کے کردار اور آپ کی بلندی کا نشان ہے، جو عشق و محبت ابو بکرؓ نے امت کو دیا، علامہ اقبالؒ نے جو بات کہی ہے یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے!

پروانے کو شمع بلبل کو پھول بس
صدیقؓ کے لئے ہے خدا کا رسول بس

والد کا صدیقؓ پر اعتراض اور جواب خداوندی:

میں نے کہا کہ قرآن کریم کی نو آیات ایسی ہیں کہ جو صدیق اکبرؓ کی شان میں

اتری ہیں ایک آیت کا ترجمہ کر کے میں ختم کر رہا ہوں۔

میں نے جو آیت پڑھی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا..... وسیع جنبھا الاتقی.....
الاتقی کا معنی کہ جو سب سے زیادہ متقی ہو، عنقریب آگ کو اس سے دور کر دیا جائے گا، جو
سب سے زیادہ متقی ہے۔ اس اتقی سے مراد صدیق اکبرؑ ہے تمام مفسرین کہتے ہیں، کیوں؟
اس لئے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ۱۸ غلام آزاد کرائے تھے، جن میں حضرت
بلالؓ بھی تھے، عامر بن نفیرہؓ بھی تھے، ابوفقیہہؓ بھی تھے، ستاسی ہزار درہم ان پر خرچ کیا تھا۔
آٹھ آٹھ ہزار اور چار چار ہزار درہم دے کر ان پر مال لٹا دیا تھا۔

حضرت ابوبکرؓ کے والد نے دیکھا کہ جو پیسے میں نے کپڑے کی تجارت کے لئے
دیئے، باپ سے رہا نہ گیا، باپ ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ باپ کو ابھی تک لذت
ایمان کا پتہ نہیں تھا۔ باپ یہ سمجھتے تھے کہ شاید یہ پیسہ اپنی ذات کی تشہیر کے لئے لٹایا جا رہا ہے۔
صدیق اکبرؓ کے والد نے بھی محفل میں آ کر کہہ دیا کہ ابوبکرؓ تجھے کیا ہوا۔ اگر تو
چوہدری بننا چاہتا ہے تو کسی بڑے چوہدری پر پیسہ لٹاتا، نعوذ باللہ تو ان کیوں پر پیسہ لٹاتا ہے۔

بلال پر پیسہ کیوں لٹایا

ابوفقیہہ پر کیوں لٹایا

یہ تو غریب اور کمی لوگ ہیں۔ یہ تیرے کیا کام آئیں گے۔ اگر تو دولت لٹانا ہی
چاہتا تھا، تو کسی چوہدری پر پیسہ لٹاتا، یعنی ان کے ذہن میں یہ تھا۔ ابوبکرؓ کا پیسہ لٹانا یہ کسی
دنیوی غرض کے لئے ہے۔ دنیوی خواہشات کی وجہ سے ہے تو صدیق اکبرؓ کی نیت پر باپ
نے شبہ کیا۔ باپ کو پتہ نہیں، ابھی کلمہ نہیں پڑھا، لذت ایمان کا پتہ نہیں اور جو بات والد مکرم کو
سمجھ نہیں آئی اس نے کہہ ڈالی اور والد کو حق پہنچتا تھا کہ بیٹے پر تنقید کرے، باپ کا بیٹے پر تنقید
کرنا کوئی عیب نہیں تھا، کوئی کفر بھی نہیں تھا، کوئی فسق بھی نہیں تھا، باپ نے ایک بات کو غلط
سمجھا تو سرعام کہہ دیا، لیکن بات اور تھی۔

صدیق اکبرؓ نے جب بات سنی کہ باپ یہ سمجھتا ہے کہ میں اپنی چوہدری ہٹ کے

لئے پیسہ لٹاتا ہوں، ابوبکرؓ رو پڑے اور آنکھوں سے آنسو نکل آئے روتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور سارا واقعہ نبی ﷺ کے سامنے بیان کیا۔ قریب تھا کہ پیغمبر ﷺ جواب دیتے، لیکن نبی نہیں بولے، اللہ کا قرآن بولا، عرش معلیٰ سے جبرائیلؑ آیا اور یہ آیت لے کر آیا..... **وَسِجْنُهَا الَّذِي يُوْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى**..... کہ جس نے اللہ کے راستے میں یہ پیسہ لٹایا ہے، غلام آزاد کرنے کے لئے..... **الَّذِي يُوْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى** وما لا خد عندہ من نعمۃ تجزى الا ابتغاء وجه ربہ الاعلیٰ..... میں خدا عرش پر اعلان کرتا ہوں کہ ابوبکرؓ نے جتنا پیسہ نبی پر لٹایا۔ اپنی ذات کے لئے نہیں لٹایا، بلکہ خدا کو خوش کرنے کے لئے لٹایا ہے۔

صدیق ”الاقفی“ ہیں

میرے بھائیو! صدیق اکبرؓ نے جتنی دولت اور جتنا پیسہ لٹایا۔ خدا کو خوش کرنے کے لئے لٹایا۔ یہ اعلان کس نے کیا؟ (اللہ نے) یہ اعلان پروردگار نے کیا۔ یہ قرآن پاک میں اعلان آیا۔ ابوبکر صدیقؓ پر تنقید والد کرے، حقیقی والد اور جس والد کو حق پہنچتا ہے کہ جو بات سمجھ میں نہ آئے وہ برسر عام کر ڈالے، حق پہنچتا تھا، ابوبکرؓ کے والد نے تنقید کر ڈالی اور وہ تنقید کوئی عیب نہیں تھا لیکن پروردگار کو یہ تنقید پسند نہیں آئی، بلکہ صدیق اکبرؓ کی صفائی میں اللہ کا قرآن اُتر آیا، ابوبکر صدیقؓ کی عظمت کا اعلان قرآن نے کر دیا۔

اب آپ فیصلہ کر کے بتائیں کہ ابوبکرؓ کا والد تنقید کرے خدا خاموش نہیں رہتا اور آج ابوبکر صدیقؓ کو کوئی شخص کافر کہے، ہم کیسے خاموش رہیں؟ تو ابوبکر صدیقؓ کے خلاف تنقید کے جواب میں کائنات میں جو آواز اُٹھے گی وہ اپنی طرف سے نہیں اُٹھے گی یہ اللہ کی سنت کے مطابق اُٹھے گی، کیونکہ صدیق اکبرؓ کا دفاع سب سے پہلے پروردگار نے کیا، سب سے پہلے قرآن نے کیا اور آج کوئی آدمی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو برا کہتا ہے اور وہاں سیدنا صدیق اکبرؓ کے خلاف والد تھوڑی سی بات کرتا ہے تو قرآن ان کی صفائی میں اُترتا ہے قرآن نے کہا..... **وَسِجْنُهَا الَّذِي يُوْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى**

وما لاحد عنده من نعمة تجزى الا ابتغاء وجه ربه الاعلى..... یہ قرآن کہتا ہے کہ ابوبکر نے جتنی خیرات کی ہے یہ اللہ کو خوش کرنے کے لئے کی ہے تو گویا کہ صدیق کی صفائی میں اللہ تعالیٰ کا قرآن اتر رہا ہے۔

اب اگر دنیا میں کوئی آدمی صدیق اکبرؓ پر تنقید کرتا ہے تو اس کے جواب میں پوری امت کا فرض ہے کہ وہ اللہ کی سنت کو ادا کر کے صدیق کا دفاع کرے۔ اللہ تعالیٰ کی سنت پر عمل کر کے صدیق اکبرؓ کی عظمت و شان کو بیان کرے۔

حضور اکرم ﷺ کا جنازہ

میرے بھائیو! حضرت ابوبکر صدیقؓ کو حضور ﷺ سے کتنا پیار ہے؟ کہ جس چار پائی پر نبی ﷺ کا جنازہ آیا اسی چار پائی پر صدیقؓ کا جنازہ آیا۔ حضور ﷺ ایک دفعہ حضرت ابویوب انصاریؓ کے گھر تشریف فرما تھے۔ بعد میں اس کو حضور ﷺ کے گھر کے ساتھ ملا دیا گیا جو حضور ﷺ نے مکان بنایا اسی میں اسے شامل کر دیا گیا۔ حضرت ابویوب انصاریؓ کے مکان کو۔

ایک بات اور یاد رکھیں کہ حضور ﷺ ہجرت کے وقت جس مکان میں تشریف فرما تھے۔ آپ کا بستر کون سا تھا؟ آپ کا بستر ایسا تھا کہ چمڑے کے اندر کھجوروں کی چھال بھری ہوئی تھی۔ کھجوروں کے پتوں کو آپ نے بستر بنایا ہوا تھا آپ کا ہمیشہ بستر یہی رہا۔

لیکن کچھ عرصہ کے بعد ہندوستان کا راجہ تھا جس کو کہتے ہیں، راجہ ارمن، بلوچستان کا راجہ تھا یہ بلوچستان کا جو راجہ تھا اس نے حضور ﷺ کی خدمت میں ایک قافلہ بھیجا، اس کو پتہ چلا کہ نبی آخر الزمان دنیا میں تشریف لے چکے ہیں۔ اس نے حضور ﷺ کی خدمت میں نو دس آدمیوں کا ایک قافلہ بھیجا اور حضور ﷺ کی خدمت میں دو چیزیں تحفے کے طور پر بھیجیں ان دو چیزوں میں زنجبیل کا پھل تھا اور ایک ساگوان کی لکڑی تھی۔

عربی میں زنجبیل کہتے ہیں ادراک کو، جو خشک ہو جائے تو سوئڈھ ہوتا ہے حضور ﷺ کی خدمت میں یہ دونوں چیزیں پہنچیں، حضور ﷺ نے ادراک تناول فرمایا ادراک پانی میں

ڈالا گیا تھا اور ایک برتن میں پانی ڈال کر اس میں اورک رکھا ہوا تھا تا کہ خشک نہ ہو، سارے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محفل میں حضور ﷺ نے اورک تقسیم کیا اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہندوستان کا یہ پھل بڑا اچھا ہے۔ یہ بڑی بیماریوں کا علاج ہے ہندوستان کو یہ شرف ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ﷺ نے اس کا یہ پھل بڑا پسند فرمایا ہے۔

اور دوسری چیز تھی ساگون کی لکڑی، ساگون کی جو لکڑی تھی، حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے لئے ایک چار پائی بنائی جائے اور اس چار پائی کے چاروں پائے اس لکڑی کے بنائے جائیں۔ ہندوستانیوں نے کہا تھا کہ یہ لکڑی بڑی مضبوط ہے۔ حضور ﷺ نے اپنی چار پائی کے لئے اس لکڑی کے چار پائے بنائے تو رسول اللہ ﷺ کی جو چار پائی یہ ہے اس سے حضور ﷺ کا وہ بستر بدل دیا گیا جو حضرت ابویوب انصاریؓ کے گھر میں تھا اور بدل کر آپ اس پر آرام فرمانے لگے، جس چار پائی کے چاروں پائے ہندوستان کی لکڑی کے بنائے گئے تھے۔

بعد میں اسی چار پائی پر حضور ﷺ کا جنازہ اٹھا جب حضور ﷺ دنیا سے رخصت ہو گئے تو وہ چار پائی حضرت ابوبکر صدیقؓ کے استعمال میں آئی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ کا جنازہ بھی اسی چار پائی پر اٹھا اور جب سیدنا فاروق اعظمؓ شہید ہوئے تو ان کی میت کو بھی اس چار پائی پر ڈالا گیا۔

چار پائی کا عوض چار ہزار درہم

حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں حضور ﷺ کے باقی سامان کے ساتھ یہ چار پائی نیلام کر دی گئی تو اس چار پائی کو چار ہزار درہموں کے بدلہ میں امیر معاویہؓ نے خرید لیا تو جب امیر معاویہؓ نے خرید لیا تو بعد میں امیر معاویہؓ کا جنازہ بھی اسی چار پائی پر اٹھا تو اس میں اشتراک ہے کہ ابوبکرؓ کا جنازہ اور نبی ﷺ کا جنازہ ایک چار پائی پر اٹھا اشتراک کی تو اور بھی بڑی باتیں ہیں۔

تو عرض کر رہا ہوں کہ صدیق اکبرؓ کو پیغمبر ﷺ سے کتنا انس ہے کتنی محبت ہے، کتنا پیار ہے اور کتنا تعلق ہے اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کتنا نبی کے قریب ہیں؟ یہ مدینہ کی زندگی ہے، مکہ کے واقعات آپ سن چکے ہیں اور مدینہ کے واقعات بہت لمبے ہیں، ایک ہی تقریر میں وہ ساری باتیں تو نہیں ہو سکتیں، لیکن چند باتیں ضرور میں آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

نبی و صدیق میدانِ جنگ میں

رسول اللہ ﷺ نے ۲۷ جنگیں لڑی ہیں۔ دشمنوں سے کتنی جنگیں لڑی ہیں؟ (۲۷) ۲۷ جنگوں میں کوئی ایک بھی جنگ ایسی نہیں ہے کہ جس میں صدیقؓ نبی ﷺ کے ساتھ نہ ہو۔ حالانکہ حضرت علیؓ جنگ تبوک میں شریک نہیں، حضرت عثمان غنیؓ جنگ بدر میں شریک نہیں تھے، وہ علیحدہ بات ہے کہ یہ شریک نہ ہونا کس وجہ سے ہے، نبی ﷺ کے حکم سے تھا، لیکن ابو بکرؓ نے ہر وہ کام کیا جو نبی ﷺ نے کیا، ابو بکرؓ کی قسمت میں ہر وہ چیز آئی جو نبی ﷺ کی قسمت میں آئی۔ دیکھئے!

سیدنا صدیقؓ کی رسول اکرم ﷺ کو رشتہ کی پیشکش:

حضور ﷺ دس سال مدینہ میں رہے اور دس سالوں میں ۲۷ جنگیں صدیق اکبرؓ نے نبی ﷺ کے ساتھ ل کر دشمنوں سے لڑیں۔ اس مدت میں حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنی لڑکی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کے نکاح میں دے دی۔ اس مدت میں یہ بھی ہوا کہ حضور ﷺ کی بیوی سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا فوت ہو گئیں۔ حضور ﷺ پریشان رہنے لگے۔ حضور ﷺ جب پریشان رہنے لگے تو صدیق اکبرؓ نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ پریشان کیوں ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا میری بڑی وفادار بیوی تھی، اس کا دکھ مجھے بڑا ہے۔ حضور ﷺ پریشان تھے۔

تو صدیق اکبرؓ نے بلا توقف منظور تو اللہ کو تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے صدیق اکبرؓ کی

زبان سے کہلوا یا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اپنی محبت کی بنیاد پر، فرمایا یا رسول اللہؐ! میں آپ کو دن بدن پریشان نہیں دیکھ سکتا، حضورؐ نے فرمایا پھر کیا بات ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ دوسرا نکاح کر لیں۔ نکاح دوسرا کہاں ہو؟ اس وقت حضورؐ کا نکاح اور نہیں ہوا تھا تو ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ میری لڑکی عائشہ حاضر ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ عائشہ کی عمر تو صرف سات سال ہے تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کوئی بات نہیں، میں نسبت کرنا چاہتا ہوں۔

اب آپ دیکھیں ایک تو یہ ہے کہ حکم اللہ کا آیا۔ اللہ کی طرف سے وحی آئی۔ پیغمبر کو اللہ نے فرمایا کہ آسمانوں پر عائشہ کے ساتھ تیرا نکاح ہو چکا ہے۔ یہ تو ایک مشیت کی بات ہے۔ یہ تو اللہ کا فیصلہ تھا۔ اس فیصلے کا تو صدیق اکبرؓ کو پتہ نہیں تھا کہ صدیق اکبرؓ نے کوئی وحی کا پیغام پڑھ لیا ہو، یا اللہ تعالیٰ کی مشیت کا کوئی رجسٹر دیکھ لیا ہو کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح نبی ﷺ کے ساتھ ہو گیا ہے۔ یہ تو بات نہیں تھی، لیکن پہل کس نے کی، عشق و محبت کا اتنا بڑا معیار ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی عمر ۵ سال ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر سات سال ہے ذرا سینے پر میں اور آپ ہاتھ رکھیں، آپ کی اور میری لڑکی سات سال کی ہو اور ہم ایک اکاون سال کے آدمی کو دینے کے لئے تیار نہ ہوں گے۔ ہم مرجائیں گے، کبھی تیار نہ ہوں گے، لیکن صدیق اکبرؓ کو دیکھو کہ وہ کتنا بڑا نبی ﷺ کا عاشق ہے کہ جس نبی ﷺ کی عمر کیا ون سال ہے اس کو ایک سات سالہ بچی پیش کر دی۔ کیوں کر دی، حالانکہ سیدنا صدیق اکبرؓ کے دل میں یہ خدشہ ضرور تھا کہ طبعی عمر آج کل انسان کی ساٹھ سال ہے یا ستر سال ہے۔ حضور ﷺ کی اکیا ون سال ہو گئی ہے دس سال پندرہ سال بیس سال حضور ﷺ دنیا سے رخصت ہو سکتے ہیں۔ میری لڑکی جوانی میں بیوہ ہو سکتی ہے، یہ دکھ صدیق اکبرؓ کے سامنے موجود تھا، چنانچہ دنیا نے دیکھا حضور ﷺ کی عمر ۶۳ سال ہوئی تو حضور ﷺ دنیا سے رخصت ہو گئے اور اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۱۹ سال، صرف ۱۹ سال کی عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے گھر میں بیوہ ہو گئی ہے۔ جوان لڑکی جس کے گھر میں بیوہ ہو جائے، اس کا صدمہ

اس کے باپ سے پوچھو۔ اس سرپرست سے پوچھو اس بیٹی کے وارث سے پوچھو کہ تیری جوان بیٹی بیوہ ہو کر کیسے آتی ہے؟ لیکن صدیق اکبرؑ کو یہ احساس ضرور تھا یہ دکھ ضرور تھا، لیکن ابو بکر صدیقؓ اپنی پریشانی برداشت کر سکتا تھا، لیکن نبی ﷺ کو پریشان نہیں دیکھ سکتا تھا، چنانچہ صدیقؓ نے سات سال کی عمر میں اکیاون سال کے پیغمبر ﷺ سے اپنی بیٹی کا رشتہ کر دیا۔ اس رشتہ کے بعد جب ۹ سال کی عمر ہوئی تو عرب میں نو دس سال کی لڑکی جوان ہو جاتی تھی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے بلوغت کی عمر میں جب قدم رکھا اس دن عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی بیوی بن چکی تھی اور نبی ﷺ کے گھر میں آچکی تھی۔

عظمت عائشہؓ

عائشہ رضی اللہ عنہا اسی دنیا میں وہ خاتون کہلائی کہ جس خاتون نے بلوغت کے بعد اپنی پہلی نظر اٹھائی تو اپنے شوہر پر اٹھائی اور عائشہ رضی اللہ عنہا کو اللہ نے یہ مقام عطا فرمایا کہ وہ بیٹی تو صدیق اکبرؑ کی کہلائی لیکن ماں پوری امت کی کہلوائی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارہ میں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہتے ہیں کہ جو مسئلہ ہم سے بھول جاتا، سب صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم مل کر اماں کے پاس آتے، اماں دو منٹ میں وہ مسئلہ حل کر دیتیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ آدھا دین ایک لاکھ ۴۴ ہزار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے روایت کیا ہے اور آدھا دین اماں عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا ہے، یہ اماں کا مقام ہے۔ آج ایک ایسا غلیظ طبقہ ہے، جو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو نعوذ باللہ بازاری عورت کہتا ہے۔ رافضیوں کا طبقہ، کتابیں پاکستان میں چھپی ہیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگاتے ہیں۔

نبی و صدیق غار ثور میں:

میں آپ کو بتانا یہ چاہتا ہوں کہ صدیق اکبرؑ نے اس طرح جان لٹائی، کس طرح

اولاد لائے، غار میں صدیق نبی ﷺ کو گود میں لئے بیٹھے ہیں۔ یہ واقعہ آپ سن چکے ہیں۔ صدیق کی گود میں نبی ﷺ ہے اور پھر یہ دیکھئے کہ صدیق کی گود میں نبوت کا سر ہے اور صدیق اکبر کا لڑکا عبدالرحمن دن بھر کے پیغام نبی ﷺ کو غار میں پہنچاتا ہے۔ صدیق کی بیٹی اسماء نبی ﷺ کے لئے کھانا پکاتی ہے اور صدیق کا غلام عامر بن فہرہ بکریاں لا کر نبی ﷺ کو دودھ پلاتا ہے۔ یہ دیکھو سارا خاندان نبی ﷺ کا غلام ہے۔

بیٹی اسماء بھی غلام ہے..... بڑا بیٹا عبدالرحمن بھی غلام ہے..... صدیق اکبر خود بھی نبی ﷺ کے غلام ہیں..... اور جب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عمر نو سال ہو گئی تو عائشہ رضی اللہ عنہا کو نبی ﷺ کی بیوی بنا کر نبی ﷺ کے گھر بھیج دیا۔ یہ صدیق اکبر کی عشق و محبت ہے، جس کا مقابلہ دنیا میں کوئی نہیں کر سکتا۔

دس سال صدیق اکبر مدینہ میں حضور ﷺ کے ساتھ رہے ان دس سالوں کی مدت، مدینہ منورہ کا عرصہ، نبی ﷺ کی زندگی میں صدیق نے گزارے۔

غزوہ تبوک اور صدیق کا ایثار:

ایک موقع ان دس سالوں میں ایسا آیا غزوہ تبوک کا، یہ بڑا اہم واقعہ ہے۔ جنگ تبوک کا موقع ایسا آیا کہ صدیق اکبر نے گھر کا سارا سامان دے دیا۔ آپ نے پہلے بھی یہ واقعہ سنا ہے۔ ابو بکر صدیق نے گھر کا سارا سامان دے دیا اور عمر فاروق نے آدھا سامان دے دیا، لیکن جو اگلی بات ہے وہ عشق کی آخری منزل کی ہے۔

گھر کا سارا سامان جب دے دیا، لیکن اماں عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے غزوہ تبوک کے لئے چندے کی اپیل فرمائی۔ مقابلہ تھا اڑھائی لاکھ رومیوں سے اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعداد تھی تیس ہزار، تیس ہزار آدمیوں کے لئے ایک وقت روٹی کھلانے کے لئے پیسے نہ تھے۔ حضور ﷺ نے چندے کی اپیل فرمائی تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مال دیا۔ جانیں قربان کیں، سب کچھ لٹایا۔

ایثار کا بدلہ:

اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے والد نے گھر کا سارا سامان نبی ﷺ کی مجلس میں بھیج دیا اور گھر میں کچھ بھی نہ بچا۔

تورات کو میں نے دیکھا کہ میرا والد دیوار پر ہاتھ پھیر رہا ہے۔ یہ تفسیر عزیزی کا واقعہ ہے کہ میرے والد نے جب ہاتھ پھیرا تو میں نے پوچھا کہ ابا جان کیا دیکھ رہے ہیں؟ تو ابا نے فرمایا بیٹی میں نے کپڑا سینے والی ایک سوئی یہاں لٹکائی تھی۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ سوئی بھی یہاں نہ رہ جائے، وہ سوئی ملے تو میں وہ بھی نبی ﷺ کے دفاعی فنڈ میں دے دوں۔ کسی فوجی کے کپڑا سینے کے کام آجائے گی۔ یہ تفسیر عزیزی میں ہے۔

اور پھر اس کے بعد ایسا واقعہ پیش آیا۔ اماں فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے دوبارہ چندے کی اپیل فرمائی تو ابو بکرؓ ساری رات کروٹیں بدلتے رہے۔ میں نے کہا کہ ابا جان کیا ہوا؟ رو پڑے، صبح اٹھ کر کہا کہ بیٹی میں کیوں نہ روؤں، میں کیوں نہ پریشان ہوں، میرے جسم پر تو نے دیکھا کہ کتنا مہنگا کپڑا ہے ۳۲ درہم گز کا کپڑا ہے اور رسول اللہ ﷺ گھر میں پریشان ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کو تکلیف ہے اور میں نے ۳۲ درہم گز کا کپڑا پہنا ہوا ہے۔ اس لئے ساری رات مجھے نیند نہیں آئی کہ یہ تو ابو بکرؓ کے عشق میں نہیں ہے۔

ابو بکرؓ مدینہ کے بازار میں گئے، وہاں اچھے کپڑے اتار دیئے اور ایک دکاندار کو بیچ دیئے پیسے ملے وہاں سے ٹاٹ کا لباس خریدا اور ٹاٹ کا لباس خرید کر وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے۔ خود ٹاٹ کا لباس پہنا ہوا ہے اور جو پیسے بچے وہ پیسے بھی لا کر رسول اللہ ﷺ کے فنڈ میں دے دیئے۔ صدیق اکبرؓ مسجد نبوی میں نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہیں۔ ٹاٹ کا لباس پہنا ہوا ہے اور ٹاٹ کیوں والا۔

علماء کہتے ہیں، اٹھائیس ٹاکیاں تھیں، صدیق اکبرؓ کے لباس پر اور صدیقؓ نے جس دن نبی ﷺ کا کلمہ پڑھا تھا، لاکھوں درہم کا مالک تھا، لیکن آج صدیقؓ کے گھر میں کچھ نہ

تھا، ٹاکیوں والے کپڑے تھے۔ ٹاکیوں کا لباس تھا۔ اسی وقت آسمانوں سے جبرائیل امین آ گئے اور جبرائیل امین نے آکر پیغمبر ﷺ سے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ آسمانوں سے خدا نے ابوبکر صدیقؓ کو سلام بھیجا ہے اور ابوبکرؓ سے خدا نے پوچھا ہے کہ ان ٹاکیوں والے کپڑوں میں بھی ابوبکرؓ خدا سے راضی ہے یا نہیں؟

حضور علیہ السلام نے صدیقؓ سے پوچھا کہ دیکھو یہ جبرائیل آئے ہیں اور یہ سوال کرتے ہیں کہ کیا تو ان ٹاکیوں میں بھی خدا سے راضی ہے یا نہیں؟ ابوبکرؓ کی چیخیں نکل گئیں۔ ابوبکرؓ رو پڑے کہا یا رسول اللہ آج ابوبکرؓ کے جسم پر کپڑوں کی ٹاکیاں ہیں۔ میرے جسم کی چمڑی ادھڑ جائے صدیقؓ تب بھی خدا سے راضی ہے مصطفیٰ ﷺ سے بھی راضی ہے۔ اس ابوبکر صدیقؓ کی عظمت کو دیکھو، اس کے پیار کو دیکھو، اس کے کارناموں کو دیکھو۔

صدیق کی محبت رسول ﷺ اور جاسیدِ ادا:

ایک ذکر سے ایک آدمی نے پوچھا! ابوبکر صدیقؓ نے تو پوری زندگی نبی ﷺ کے ساتھ گزاری، تو اس نے کہا کہ ابوبکرؓ کو ایک نجومی نے بچپن میں کہہ دیا تھا کہ آخر الزمان ایک نبی ﷺ آئے گا تم اس کے ساتھ مل جانا، تمہیں بڑا عہدہ ملے گا۔ بڑی دولت ملے گی، بڑا پیسہ ملے گا، چنانچہ ابوبکرؓ اسی وجہ سے نبی ﷺ کے ساتھ چمنار ہا با لا خروہ خلیفہ بن گیا۔

اب سوال یہ ہے کہ وہ ابوبکرؓ جس دن نبی ﷺ کا کلمہ پڑھتا ہے اس کے پاس اس وقت کتنی دولت ہے اور جس دن اس کا جنازہ اٹھتا ہے اس وقت اس کے پاس کتنی دولت ہے؟ ٹاکیوں کے کپڑے اور ٹاکیوں کا لباس، گھر میں فقیرانہ انداز کوئی چیز پاس نہیں۔

ابوبکرؓ خلیفہ بنتا ہے۔ کندھے پر کپڑا ڈال کر ابوبکرؓ مدینہ کے بازار میں کپڑا لے کر جانا چاہتا ہے اور کپڑا فروخت کرنے کے لئے جا رہا ہے گھر میں کچھ نہیں اور کپڑا بیچ کر گزارہ کرتا ہے اور بالآخر صدیقؓ کی وفات کا وقت آیا تو پوچھا گیا۔ تو فرمایا بیٹا عبدالرحمنؓ میں دنیا سے جا رہا ہوں مجھے انہی پرانے کپڑوں میں دفن کر دینا تو بیٹے نے کہا کہ لوگ کیا کہیں گے کہ مسلمانوں کے خلیفہ کو اچھا کپڑا بھی نہ ملا، تو صدیقؓ نے فرمایا بیٹا، میرا گزارہ کھدر کے

انہیں پرانے کپڑوں میں ہو جائے گا اچھا کپڑا مدینہ کی کسی بیوہ کے کام آجائے گا۔

یہ صدیق اکبرؓ کی عظمت ہے۔ جب صدیقؓ نبیؐ کے پاس آیا تو اس کے پاس کتنی دولت تھی اور جب جنازہ اٹھا تو کتنی دولت تھی۔ اس نے کیا بنایا، کیا کاروبار کیا، کیا جائیداد بنائی، کتنی دولت جمع کی، وہ تو کنگال ہو گیا تھا، وہ تو فقیر ہو گیا تھا نبیؐ کی محبت کی، وہ تو سب کچھ لٹا بیٹھا تھا، پیغمبرؐ کے پیار میں، نبیؐ کے عشق میں، نبیؐ کی صحبت میں، اس نے تو کچھ بھی اپنے پاس نہیں چھوڑا، یہ صدیق اکبرؓ کی عظمت ہے۔

عظمت صدیقؓ کا انوکھا پہلو:

میرے دوستو! میں عرض یہ کر رہا تھا کہ پھر تفسیر عزیزی میں ایک اور واقعہ ہے کہ صدیق اکبرؓ نے جب ٹاٹ کا لباس پہنا تو اللہ تعالیٰ نے جبرائیل امین علیہ السلام کو بھی ٹاٹ کا لباس پہنا دیا۔ رسول اللہؐ نے دیکھا کہ جبرائیل علیہ السلام مسجد نبوی کے دروازے پر کھڑے ہیں اور ٹاٹ کا لباس پہنا ہوا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام تجھے کیا ہوا؟ فرمایا جب حضرت ابو بکر صدیقؓ نے مدینہ کے بازار میں آپؐ کے عشق میں ٹاکیوں والا ٹاٹ کا لباس پہنا تو اللہ کی رحمت کو جوش آیا۔ اللہ نے فرمایا جبرائیل علیہ السلام جا آج ستر ہزار فرشتوں کو ٹاٹ کا لباس پہنا دے اور مدینہ میں لے جا کر میرے نبیؐ کو مبارک دو اور میرے نبیؐ کو کہہ کہ جب تک تیری امت میں ابو بکرؓ جیسے عاشق موجود ہیں دنیا کی کوئی طاقت انہیں شکست نہیں دے سکتی۔ یہ صدیقؓ کا پیار ہے، یہ صدیقؓ کی عظمت ہے، یہ صدیقؓ کے کارنامے ہیں، یہ صدیقؓ کا مرتبہ ہے۔

مصلے رسول کے امام اول:

جب حضورؐ کی وفات کا وقت آیا۔ حضورؐ نے فرمایا..... مروا ابابکر فلیصل بالناس..... ابو بکرؓ کو بلاؤ کہ آکر میرے مصلیٰ پر نماز پڑھائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا..... ان ابانی قد سقیم..... میرے باپ ابو بکرؓ بیمار ہیں۔ آپؐ عمرؓ سے

کہہ دو کہ وہ نماز پڑھیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا..... یاہی اللہ الا اباہو..... عائشہ! میں کیا کروں میرا خدا ابو بکرؓ کے علاوہ اور کسی کو میرے مصلیٰ پر کھڑا کرنے کو راضی نہیں ہے۔

چنانچہ صدیق اکبرؓ نے نبی ﷺ کی زندگی میں ۲۱ نمازیں نبی ﷺ کے مصلیٰ پر پڑھائیں اور اگر ابو بکرؓ مسلمان نہیں تھے جس طرح کہ روافض نے لکھا ہے کہ اب سوال یہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰؓ کے حق پر قبضہ کر لیا تھا تو رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں حضرت علی المرتضیٰؓ بھی تو موجود تھے۔ حضرت حسنؓ بھی موجود تھے۔ حضرت حسینؓ بھی موجود تھے۔ حضرت عباسؓ بھی موجود تھے۔ سارا پیغمبر ﷺ کا خاندان موجود تھا انہوں نے نماز کس کے پیچھے پڑھی، انہوں نے امام کس کو مانا، صدیقؓ تو مصلیٰ پر کھڑا ہے، بتاؤ! علیؓ بھی ابو بکرؓ کے پیچھے کھڑا ہے۔

حسنؓ بھی پیچھے کھڑا ہے۔

حسینؓ بھی پیچھے کھڑا ہے۔

عباسؓ بھی پیچھے کھڑا ہے۔

اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ دو سال تین مہینے دس دن تک خلیفہ رہے اور حضرت ابو بکرؓ اس ساری مدت میں مصلیٰ رسول اللہ ﷺ پر امامت کراتے رہے۔

علیؓ نمازیں پڑھتے رہے

حسنؓ نمازیں پڑھتے رہے

حسینؓ نمازیں پڑھتے رہے

عباسؓ نمازیں پڑھتے رہے

خاندان نبوت نے تو امام مان لیا، لیکن آج علی المرتضیٰؓ کا نام لینے والا بھنگی، رافضی، آج ابو بکرؓ کو کافر کہتا ہے، اب سوال یہ ہے کہ علی المرتضیٰؓ شیر خدا جس کو دو سال تک اپنا امام مانتا رہا، اگر وہ مسلمان نہیں ہے تو بتاؤ علی المرتضیٰؓ کی نمازیں کہاں جائیں گی؟ علی المرتضیٰؓ کی اقتداء کا کیا بنے گا؟

پھر عمر فاروقؓ دس سال خلیفہ رہے، علیؓ پیچھے نمازیں پڑھتے رہے، پھر بارہ سال تک عثمان غنیؓ خلیفہ رہے، علیؓ پیچھے نمازیں پڑھتے رہے۔ سوال یہ ہے کہ ۲۴ سال تک علی المرتضیٰؓ حسن و حسینؓ نے جن تینوں خلفاء کو امام مانا، انہیں تینوں کو رافضی کافر کہتا ہے۔ سوال ہے ۲۴ سال تک جو خاندان نبوت کے امام رہے۔ اگر وہ مسلمان نہیں ہیں تو خاندان نبوت کی نمازیں کہاں جائیں گی۔

حضرت فاطمہؓ کا جنازہ اور امامت

اور جس وقت حضرت فاطمہؓ فوت ہوئیں۔ حضرت فاطمہؓ کا جنازہ مسجد نبوی میں لا کر رکھا گیا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا اے جانشین رسول ﷺ ابو بکرؓ آپ فاطمہؓ کا جنازہ پڑھائیں۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا، علیؓ بیٹی نبیؐ کی ہے، بیوی تیری ہے جنازہ تم پڑھاؤ۔ حضرت علیؓ نے جو جواب دیا، وہ شیعہ کی کتاب کشف الغمہ میں مسلمانوں کی کتاب ترمذی شریف میں موجود ہے۔ جواب کیا ہے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا تھا کہ اے جانشین رسول، ابو بکرؓ میں فاطمہؓ کا جنازہ کیسے پڑھاؤں؟ میرے کانوں میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان گونجتا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا تھا..... لَا يَنْبَغِي لِقَوْمٍ فِيهِمْ أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُؤَمَّهُ غَيْرُهُ..... کہ جس قوم میں ابو بکرؓ موجود ہو، کسی اور کے لئے جائز نہیں ہے کہ مصلیٰ پر کھڑا ہو۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت فاطمہؓ کا جنازہ پڑھایا، لیکن رافضی کیا کہتا ہے۔ ابو بکرؓ نے حق چھین لیا۔ ابو بکرؓ نے فاطمہؓ کا حق نہیں دیا۔ ابو بکرؓ نے فاطمہؓ کو دھکے دیئے۔ نعوذ باللہ، اگر فاطمہؓ کو صدیقؓ نے دھکے دیئے تھے تو آج حسینؓ کی غیرت کہاں تھی؟ حسنؓ کی غیرت کہاں تھی؟ علیؓ کی غیرت کہاں تھی؟ کہ اسی ابو بکرؓ کو حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی والدہ کا جنازہ پڑھانے کے لئے مصلیٰ پر کھڑا کر رہے ہیں۔ ایسا پاگلوں والا مذہب دنیا میں کہیں بھی نہیں ہے۔

کہتے ہیں کہ امام بھی غار میں اور قرآن بھی غار میں اور خود بازار میں، سب سے

بڑا فتنہ روافض کا ہے۔

نبی ﷺ و صدیقؓ کی خوبیاں

میرے بھائیو! حضرت صدیق اکبرؓ روضہ اقدس میں آرام فرما ہیں اور پھر انہیں اللہ تعالیٰ نے یہ مقام عطا فرمایا یہ عظمت عطا فرمائی ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ صدیقؓ آج تک نبی ﷺ کے ساتھ سویا ہوا ہے۔ یہ بھی عظمت ہے، صدیقؓ نے ۴۳ سال نبی کا چہرہ دیکھا، یہ بھی عظمت ہے، علیؓ نے ۲۷ سال نبی ﷺ کو دیکھا، صدیقؓ نے ۴۳ سال نبی ﷺ کو دیکھا یہ عظمت ہے، اس کا کوئی انکار نہیں۔

لیکن میرے بھائیو! بتاؤ نمازیں اور بھی دنیا پڑھتی ہے، روزہ اور بھی لوگ رکھتے ہیں، حج اور بھی دنیا کرتی ہے، صحبت اور بھی لوگوں کو نبی ﷺ کی ملی ہے، لیکن صدیقؓ کا مقام اتنا اونچا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکرؓ کو وہ خلق عطا فرمائی، وہ شان عطا فرمائی، وہ مرتبہ عطا فرمایا، وہ عظمت عطا فرمائی کہ جو پوری دنیا میں کسی کو نہیں ملی۔

حضور ﷺ کی عمر ۶۳ سال ہے..... صدیقؓ کی عمر بھی ۶۳ سال

حضور ﷺ کی وفات سوموار کے دن..... صدیقؓ کی وفات بھی سوموار کے دن
حضور ﷺ کو وفات سے پندرہ دن پہلے بخار آیا..... صدیقؓ کو بھی وفات سے
پندرہ دن پہلے بخار آیا

حضور ﷺ کے پہلے سر میں درد ہوا..... صدیقؓ کے بھی پہلے سر میں درد ہوا
حضور ﷺ کو وفات سے دو سال پہلے زہر دیا گیا..... صدیقؓ کو بھی وفات سے دو
سال پہلے زہر دیا گیا

حضور ﷺ کو زہر یہودیوں نے دیا..... صدیقؓ کو بھی زہر یہودیوں نے دیا

حضور ﷺ کو زہر ایک لڑکی نے دیا..... صدیقؓ کو بھی زہر ایک لڑکی نے دیا

حضور ﷺ کو زہر کھانے میں دیا گیا..... صدیقؓ کو بھی زہر کھانے میں دیا گیا

حضور ﷺ کو زہر گوشت میں دیا گیا..... صدیق کو بھی زہر گوشت میں دیا گیا
حضور ﷺ کے ساتھ کھانے میں ایک صحابی شریک تھا..... صدیق کے ساتھ بھی
کھانے میں ایک صحابی شریک تھا

جو حضور ﷺ کے ساتھ شریک تھا وہ زہر کی وجہ سے شہید ہو گیا، حضور ﷺ کو خدا نے
بچا لیا..... صدیق کے ساتھ جو صحابی شریک تھا وہ زہر کی وجہ سے شہید ہو گیا صدیق کو خدا نے
بچا لیا

اس عظمت کو دیکھو..... حضور ﷺ کی پہلی جنگ، جنگ بدر ہے۔ جنگ بدر میں
چودہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم شہید ہوئے..... صدیق کی پہلی جنگ، جنگ ذوالقرنیہ ہے، جن
ذوالقرنیہ میں بھی چودہ صحابہ شہید ہوئے

حضور ﷺ کے دو داماد عشرہ مبشرہ میں حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ..... صدیق کے
بھی دو داماد عشرہ مبشرہ میں، حضرت زبیرؓ اور ایک خود حضور ﷺ یہ بھی عشرہ مبشرہ میں
حضور ﷺ کی بیٹی فاطمہؓ نے چکی پیسی..... صدیق کی بیٹی اسماءؓ نے بھی چکی پیسی
حضور ﷺ کی بیٹی زینبؓ کو دھکا دیا گیا..... صدیق کی بیٹی اسماءؓ کو بھی دھکا دیا گیا
حضور ﷺ کے نواسے حسینؓ کو شہید کیا گیا..... صدیق کے نواسے حضرت عبداللہ
بن زبیرؓ کو بھی شہید کیا گیا

حضور ﷺ کے نواسے کا سر کاٹا گیا..... صدیق کے نواسے کا بھی سر کاٹا گیا
حضور ﷺ کے نواسے کو خلافت کے مسئلے پر شہید کیا گیا..... صدیق کے نواسے کو
بھی خلافت کے مسئلے پر شہید کیا گیا

حضور ﷺ کے نواسے کو ظلماً شہید کیا گیا..... صدیق کے نواسے کو بھی ظلماً شہید کیا گیا
حضور ﷺ کی وفات مدینہ میں ہوئی..... صدیق کی وفات بھی مدینہ میں ہوئی
حضور ﷺ نے وفات سے پہلے مسواک مانگی..... صدیق نے بھی وفات سے

پہلے مسواک مانگی

حضور ﷺ کی مسواک کو بھی عائشہؓ نے چبایا..... صدیقؓ کی مسواک کو بھی عائشہؓ نے چبایا
حضور ﷺ نے آخری الفاظ فرمائے..... الصلوٰۃ الصلوٰۃ..... صدیقؓ نے بھی
آخری الفاظ فرمائے..... الصلوٰۃ الصلوٰۃ.....

حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا..... اللہم فی الرفیق الاعلیٰ..... صدیقؓ نے بھی
فرمایا..... اللہم فی الرفیق الاعلیٰ.....

وفات کے بعد جس چار پائی پر حضور ﷺ کا جنازہ آیا..... اور وفات کے بعد اسی
چار پائی پر صدیقؓ کا جنازہ آیا

جو چادر حضور ﷺ کے چہرے پر ڈالی گئی..... وہی چادر صدیقؓ کے چہرے پر ڈالی گئی
جس حجرے میں حضور ﷺ کی قبر بنی..... اسی حجرے میں صدیقؓ کی قبر بنی
اور قیامت کے دن..... جس دن نبی ﷺ اٹھیں گے..... اسی دن صدیقؓ اٹھیں گے
جس طرف نبی ﷺ جائیں گے..... اسی طرف صدیقؓ جائیں گے
نبی ﷺ حوض کوثر پر جائیں گے..... صدیقؓ بھی حوض کوثر پر جائیں گے
وہ مقام، وہ مرتبہ جو اللہ تعالیٰ نے جانشین رسول، خلیفہ رسول، خلیفہ اول صدیق
اکبرؓ کو عطا فرمایا، وہ امت میں کسی اور کو عطا نہیں کیا۔

۲۲ جمادی الثانی صدیق اکبرؓ کا یوم وفات ہے، صدیق اکبرؓ پاکستان کی ۹۷
فیصد آبادی کا امام ہے، لیکن ریڈیو، ٹیلی ویژن، اخبارات نے صدیق اکبرؓ کو کورتج نہیں دی،
صدیق اکبرؓ کے کارنامے بیان نہیں کئے۔ محرم کا مہینہ آتا ہے، تو ریڈیو اور ٹیلی ویژن سیاہ ہو
جاتے ہیں، لیکن ۲۲ جمادی الثانی سیدنا صدیق اکبرؓ کا یوم وفات ہے نہ ٹیلی ویژن بولا ہے
نہ ریڈیو بولا ہے، یہ پاکستان سنیوں کا پاکستان ہے یہ رافضیوں کا پاکستان نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ابو بکر صدیقؓ کا غلام بنائے۔ (آمین)

صدیقؓ کی غلامی نصیب کرے۔ (آمین)

قیامت کے دن صدیقؓ کے ساتھ ہمارا حشر کرے۔ (آمین)

اس سے بڑی کیا سعادت ہوگی کہ ہمارا حشر ابو بکر صدیقؓ کے ساتھ ہو۔
 ابو بکر صدیقؓ کے غلاموں کے ساتھ ہو۔ ابو بکرؓ کے ماننے والوں کے ساتھ ہو اور
 جو ابو بکر صدیقؓ کو برا کہتا ہے وہ لاشک کافر ہے، کیوں، ابو بکر صدیقؓ کی صحابیت قرآن سے
 ثابت ہے۔ قرآن نے کہا ہے..... اذ یقول لصاحبہ..... اے پیغمبر! غار میں تیرے
 دوست صدیقؓ نے کہا تھا کہ یہ دشمن سامنے آگئے ہیں تو دیکھو قرآن نے ابو بکرؓ کو نبی کا صحابی
 قرار دیا تو جو یہ کہے کہ ابو بکرؓ نے دل سے نبی کا کلمہ نہیں پڑھا تو کیا ہم قرآن کی بات مانیں
 یا اس کافر کی بات مانیں؟ (قرآن کی) اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق دے۔ آمین

میرے واجب الاحترام دوستو! جو قرآن پاک کی آیات میں نے پڑھی ہیں اس
 آیت کا نام ہے آیت ہجرت۔ اس آیت کا نام ہے آیت معیت کہ حضور سرور کائنات ﷺ
 نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی معیت میں ہجرت فرمائی اور اس ہجرت کا ذکر قرآن پاک کی
 اس آیت معیت میں ہے۔ میں اس آیت کی روشنی میں حضرت ابو بکرؓ کا مقام آپ کے
 سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔

ثانی اشنین کی تفسیر

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا..... اذ اخرجہ الذین کفروا..... اے
 پیغمبر ﷺ آپ اس وقت کو یاد کریں، اے نبی! تو اس وقت کو یاد کر..... اذ اخرجہ الذین
 کفروا..... جب کافروں نے تجھے اپنے گھر سے نکالا ہے اور..... ثانی الثین اذ هما فی
 الغار..... تجھے بھی گھر سے نکالا تھا اور تیرے ساتھ ایک دوسرا آدمی بھی تھا۔ اسے بھی اس
 کے گھر سے نکالا تھا..... ثانی..... کا جو لفظ ہے اس سے مراد حضرت ابو بکر صدیقؓ ہے۔

اور حضرت ابو بکر صدیقؓ جو ہیں ہر ایک اعتبار سے ثانی ہیں۔ یہ بات بھی یاد
 رکھیں، قرآن پاک نے سیدنا صدیق اکبرؓ کو ثانی کہا اور ثانی عربی زبان کا لفظ ہے۔ اول اور
 ثانی، پہلا اور دوسرا، تو یہاں قرآن نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو ثانی کہا ہے..... اذ اخرجہ

الذین کفروا لانی النین دو میں سے دوسرا، یعنی تو بھی گھر سے نکلا تھا اور ابوبکر بھی گھر سے نکلا تھا۔ گویا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ثانی کہا۔

علماء مفسرین کا عجیب نکتہ:

علماء نے یہاں ایک نکتہ لکھا ہے۔ ابوبکر صدیقؓ ہر معاملے میں ثانی ہیں۔ اول نہیں ہیں۔ آپ تو کہتے ہیں کہ اول خلیفہ، خلافت اپنی جگہ، لیکن ابوبکرؓ ایمان لانے میں اول نہیں ہے، ایمان لانے میں بھی ثانی ہے، اول حضور ﷺ کی ذات ہے۔ حضور ﷺ نے سب سے پہلے اللہ کا کلمہ پڑھا تو جب حضور ﷺ نے سب سے پہلے کلمہ پڑھا تو دوسرے نمبر پر کلمہ ابوبکرؓ نے پڑھا تو ابوبکرؓ ایمان لانے میں بھی ثانی ہے، تو یہاں قرآن نے حضرت ابوبکرؓ کو غار میں ثانی کہا ہے کہ غار میں پہلا نمبر حضور ﷺ کا اور دوسرا نمبر ابوبکرؓ کا، تو گویا کہ ثانی ہوئے۔

سیدنا صدیقؓ ہر اعتبار سے پیغمبر ﷺ کا ثانی

اور علماء کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ ہر بات میں ثانی ہیں، حضرت ابوبکرؓ ایمان لانے میں ثانی ہیں، پہلے ایمان حضور ﷺ لائے ہیں پھر ایمان ابوبکرؓ لائے، غار میں پہلے حضرت امام الانبیاء آئے پھر ابوبکرؓ آئے تو ثانی ہوئے، مزار میں پہلے حضور ﷺ آئے پھر ابوبکرؓ آئے تو مزار میں چودہ سو سال ہو گئے، آج تک، حضور ﷺ پہلے قبر میں اترے بعد میں صدیق اکبرؓ اترے تو گویا کہ حضرت ابوبکرؓ نبی کے ثانی ہیں، ہر اعتبار سے ثانی ہیں۔

ایمان لانے میں ثانی.....

غار میں چڑھنے میں ثانی.....

رشتہ دینے میں ثانی

جنگ میں جانے میں ثانی

ہر بات میں ثانی ہیں۔ ابوبکرؓ ثانی ہیں

سفر کا بھی ثانی

حضر کا بھی ثانی

حشر کا بھی ثانی

جب سب سے پہلے قبر شق کی جائے گی تو سب سے پہلے حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ
میں پہلے قبر سے اٹھوں گا، پھر ابو بکرؓ اٹھیں گے تو گویا کہ
غار میں بھی ابو بکرؓ کا دوسرا نمبر
مزار میں بھی ابو بکرؓ کا دوسرا نمبر

جب قیامت کے دن اٹھیں گے تو دوسرا نمبر اور حشر میں بھی دوسرا نمبر اور مقام
محمود پر بھی دوسرا نمبر، یہاں ایمان لانے میں بھی دوسرا نمبر، رشتہ داریوں میں بھی دوسرا نمبر
اور جنگوں میں بھی دوسرا نمبر، صلح کرنے میں بھی دوسرا نمبر اور رفاقت میں بھی دوسرا نمبر، پہلے
دوستی نبی ﷺ نے نبھائی پھر صدیقؓ نے نبھائی، گویا کہ ہر بات میں صدیقؓ ثانی ہے۔

اس لئے قرآن نے کہا..... ثانی النین کہ وہ جو نبی کے ساتھ دوسرا تھا یہاں
ایک بات ہے، قرآن پاک کا ایک لفظ یاد رکھیں۔ قرآن نے کہا..... اذ اخبرجه الذین
کفروا..... کہ جب کافروں نے نکالا تھا۔ حضور ﷺ کو اور حضور ﷺ کے ساتھی کو..... اذ هما
فی الغار..... جب وہ دونوں غار میں گئے۔

اب یہاں ہم شیعہ سے کہتے ہیں کہ..... لانی النین اذ هما..... ہما..... کا
معنی دو، ثانی اثنین کا معنی دو، اگر ابو بکرؓ مسلمان نہیں تھا تو پھر یہ دوسرا کون تھا؟ بڑے بڑے
شیعہ اس کا جواب نہیں دے سکتے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

فاتح روم و ایران

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ
 وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ
 أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ
 لَهُ وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَلَا نَظِيرَ
 لَهُ وَلَا وَزِيرَ لَهُ وَلَا مُشِيرَ لَهُ وَلَا مُعِينَ لَهُ وَصَلَّى عَلَى سَيِّدِ
 الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ الْمَبْعُوثِ إِلَى كَافَّةِ النَّاسِ بِبَشِيرٍ
 وَنَذِيرٍ وَدَاعِيًا إِلَى اللّٰهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا.
 قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي كَلَامِهِ الْمَجِيدِ وَالْفُرْقَانِ
 الْحَمِيدِ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ
 لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ط وَكَفَى بِاللّٰهِ شَهِيدًا.
 صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ وَنَحْنُ عَلَى ذَلِكَ
 لِمَنِ الشَّاهِدِينَ وَالشَّاكِرِينَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

قدموں میں ڈھیر اشرفیوں کا لگا ہوا
 اور تین دن سے پیٹ پہ پتھر بندھا ہوا
 اوروں کے واسطے ہے سیم و زر و بر
 اور اپنا یہ حال ہے کہ چولہا بجھا ہوا
 کسریٰ کا تاج روندنے کو پاؤں کے تلے
 اور بوریا کھجور کا گھر میں بچھا ہوا

☆☆☆☆☆

تقاضا ہے کہ پھر دنیا میں شانِ حق ہویدا ہو
 عرب کے ریگزاروں سے کوئی فاروق پیدا ہو
 بڑا غوغا ہے پھر قصرِ جہاں میں اہلِ باطل کا
 کوئی فاروق پھر اٹھے تو حق کا بول بالا ہو
 مساوات و عدالت کا زمانہ بھر میں چرچا ہو
 وہی برقی تجلی پھر افق پر آشکارا ہو

میرے واجب الاحترام، قابلِ صدا احترام ساتھیو! آپ کو معلوم ہے کہ ترحیب وار
 شہداء اسلام کے عنوان پر جمعہ کا خطبہ ہو رہا ہے، گزشتہ جمعہ حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ کے
 حالات و واقعات پر خطبہ جمعہ ہوا تھا اور آج بھی حضرت فاروق اعظمؓ پر ہی بیان ہو گا اور
 انشاء اللہ آئندہ دو تین جمعہ تک حضرت سیدنا حسینؓ کی شہادت کا واقعہ اور ان کے کارنامے
 انشاء اللہ بیان ہوں گے۔

میرے بھائیو! آپ حضرات کے سامنے حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ کے عنوان پر
 یہ بات گزر چکی ہے کہ خلیفہ ثانی، وہ شخصیت ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کے مانگنے پر نبی
 کی جھولی میں ڈالا۔ کسی کو خصوصیت کے ساتھ مانگا جائے، تو اس کی اہمیت کتنی ہوتی ہے آپ

اس کو جانتے ہیں، مانگا بھی دنیا کے سب سے بڑے سردار نے اور جس سے مانگا وہ خلاق عالم ہے ہر ایک کی نیت سے واقف ہے، ہر شخص اس ہستی کی عظمت کو پہچانتا ہے۔

ایک لاکھ چوالیس ہزار صحابہ کرامؓ میں نام لے کر اگر کسی کو مانگا گیا ہے تو وہ سیدنا فاروق اعظمؓ کی ہستی ہے، نام لے کر، یہ کوئی چھوٹی سی بات نہیں ہے۔ گزشتہ جمعہ میں نے حضرت سیدنا عمر فاروقؓ کے اسلام لانے کا واقعہ بیان کیا تھا اور آج آپ کے سامنے حضرت عمر فاروقؓ کے وہ حالات بیان کئے جائیں گے کہ جو قرآن کی اس آیت کے ضمن میں آتے ہیں..... ذَالِكْ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ کہ یہ خلفاء وہ ہستیاں ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے صرف قرآن میں نہیں کیا، بلکہ پہلے آسمانی کتابوں تورات اور انجیل میں بھی گزر چکا ہے، یہ وہ ہستیاں ہیں کہ فاروق اعظمؓ کا ذکر قرآن کے علاوہ تورات میں کیسے آیا؟ انجیل میں کیسے آیا؟ ان باتوں کا تفصیل کے ساتھ ذکر حضرت شاہ ولی اللہؒ نے ازالۃ الخفاء اپنی معرکہ الآراء کتاب میں کیا ہے۔

آج مدینہ منورہ کی زندگی کا ذکر ہوگا اور اس کے ساتھ فاروق اعظمؓ کی خلافت کا، حالانکہ خلافت فاروق اعظمؓ اتنا بڑا موضوع ہے کہ اس پر ڈھیر ساری کتابیں موجود ہیں اور اس پر بڑی لمبی لمبی تقریریں ہو سکتی ہیں۔

فاروق اعظمؓ کی خلافت کس نہج پر قائم ہوئی۔ فتوحات کتنی زیادہ ہوئیں۔ قیصر و کسریٰ کے ٹکڑے کس طرح ہوئے اور بڑے بڑے دنیا کے بادشاہوں کا غرور عمر فاروقؓ نے کیسے خاک میں ملا یا۔ یہ ایک علیحدہ عنوان ہے اور پھر وہ اتنا عظیم انسان جام شہادت کیسے نوش کرتا ہے کہ جب اسے خنجر لگا وہ بے ہوش ہوا محراب میں، ہوش آنے کے بعد کہا کہ مجھے کس نے خنجر مارا تو بتایا کہ فیروز ابولولو مجوسی ایرانی نے خنجر مارا تو فاروق اعظمؓ نے کہا اللہ کا شکر ہے کہ میں کسی مسلمان کے ہاتھوں نہیں مارا گیا اور یہ کہا کہ اگر میں بچ گیا تو بدلہ لینے کا حق دار میں خود ہوں اور اگر میں نہ بچا تو اس میرے قاتل کو بھی میرے پیچھے روانہ کر دینا اور بات آگے دربار میں ہوگی، کہ مارنے والے نے کیوں مارا، اور ذبح ہونے والا کیوں ذبح

ہوا؟ یہ سیدنا فاروق اعظمؓ کی شہادت کے وقت کے کلمات ہیں۔

سیدنا فاروقؓ کی وصیت

اور یہ عجیب و غریب کلمہ کسی نے نہیں سنا کہ جب شہادت کا وقت آیا تو اپنے بیٹے حضرت عبداللہؓ کو بلایا۔ حضرت عمر فاروقؓ کے بیٹے کا نام تھا عبداللہ ابن عمرؓ بلا کر کہا بیٹا، میں چاہتا ہوں کہ میری قبر رسول اللہؐ کی قبر کے ساتھ بنے۔

فیصلہ تو پہلے سے اللہ نے کر دیا، لیکن اس کی اجازت حضرت عائشہؓ سے لینا ضروری ہے، کیونکہ جس حجرے میں حضورؐ کی قبر تھی وہ حجرہ حضرت عائشہؓ کا تھا اور حضرت ابو بکرؓ بھی وہاں دفن تھے۔

تو حضرت عبداللہ ابن عمرؓ اجازت لینے کے لئے گئے اور جا کر کہا کہ اماں میرے والد کی خواہش ہے کہ میری اس حجرے میں قبر بنے۔ اس جگہ میری قبر بنے۔ تو اماں عائشہؓ خاموش ہو گئیں اور بعد میں فرمایا کہ میرا جی چاہتا تھا کہ جو تیسری قبر کی جگہ خالی ہے یہاں میری قبر بنے، لیکن میں اپنے اوپر عمرؓ کو ترجیح دیتی ہوں۔

لیکن ایک بات کا مجھے خیال رکھنا ہو گا کہ ایک میرے شوہر یہاں دفن ہیں، حضور اور ایک میرے والد حضرت ابو بکر صدیقؓ دفن ہیں اور عمرؓ دفن ہو تو مجھے پردہ کر کے یہاں آنا پڑے گا۔

اب دیکھو! کہ رسول اللہؐ کی بیویوں میں قبر سے پردہ ہے، حالانکہ قبر سے تو پردہ نہیں ہوتا، لیکن حیاء اور غیرت کا یہ تقاضا ہے، چنانچہ علماء کہتے ہیں کہ حافظ شمس الدینؒ کی کتاب میں یہ واقعہ نقل کیا گیا ہے کہ جس وقت حضرت عمر فاروقؓ کو بیٹے نے آکر بتایا کہ آپ کے لئے اجازت ہو گئی ہے تو حضرت عمرؓ کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا اور فرمایا کہ..... فسزت بسرب الکعبۃ..... کعبے کی رب کی قسم میں کامیاب ہو گیا کہ میری قبر رسولؐ کی قبر کے ساتھ ہوگی۔

سیدنا فاروقؓ کی روضہ رسول میں تدفین کی اجازت

آؤ مسلمانو! فاروق اعظمؓ نے یہ بھی فرمایا کہ عبداللہؓ اجازت تو ہو گئی ہے لیکن جب میری وفات ہو جائے تو یہ ضرور وہاں کہنا کہ تمہارا ایک غلام حاضر ہے اگر اجازت ہو تو اندر آئے گا۔

حافظ ثمس الدین کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ کی قبر سے باہر حضرت عمرؓ کا جنازہ رکھا گیا اور جب کہا گیا کہ تمہارا ایک غلام حاضر ہے اگر اجازت ہو تو اندر لایا جاتا ہے تو غیب سے آواز آئی..... بلغ الحبيب الى الحبيب..... دوست کو دوست کے پاس پہنچاؤ، ہم تو بہت دیر سے عمرؓ کا انتظار کر رہے ہیں۔

پہنچی وہیں یہ خاک جہاں کا خمیر تھا

میرے بھائیو! حضرت عمرؓ کو یہ موقع ملا کہ جس جگہ حضرت عمرؓ کی قبر ہے اس جگہ کو حضورؐ اپنی زندگی میں جنت کا ٹکڑا قرار دے چکے ہیں، حضورؐ فرما چکے ہیں..... ما بین بیتي ومنبري..... میرے منبر اور میرے حجرے کے درمیان ساری جگہ جنت کا ٹکڑا ہے..... ما بین بیتي ومنبري روضة من رياض الجنة..... یہ جنت کے باغوں میں ایک باغ ہے، میرے حجرے اور میرے منبر کے درمیان کی جگہ اور اسی حجرے میں حضورؐ کی قبر ہے۔

تو قبر جہاں بنی ہے علماء کہتے ہیں کہ اہل سنت علماء دیوبند کا عقیدہ سنو، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے المہند علی المہند میں لکھا ہے کہ جس جگہ پر رسول اللہؐ کی قبر ہے اور اس قبر میں جو مٹی رسول اللہؐ کے جسد اطہر کے ساتھ لگی ہوئی ہے اس مٹی کا درجہ عرش سے بھی اونچا ہے۔

اس پر علماء نے بڑی بحث کی ہے کہ اس مٹی کا درجہ عرش سے بھی اونچا ہے، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے فرمایا، مولانا خلیل احمد سہارن پوری نے وہ کتاب لکھی ہے اور حضرت

کنگنوی کا قول نقل کیا ہے کہ چونکہ مرتبہ سب سے زیادہ اسی جگہ کا ہوتا ہے جہاں اللہ تعالیٰ کی تجلی ہو اور انوارات ہوں تو حضرت کنگنوی فرماتے ہیں کہ خانہ کعبہ اور عرش سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ کے انوارات رسول اللہ ﷺ پر ہیں اور جہاں اللہ تعالیٰ کے انوارات ہو رہے ہیں، اس جگہ کا درجہ عرش سے اونچا ہوگا، چونکہ اللہ تعالیٰ کے انوارات اس جگہ پر زیادہ ہیں، حضور ﷺ کی وجہ سے۔

میرے بھائیو! جس جگہ کو نبی ﷺ نے جنت کہا اس جگہ پر فاروق اعظم کی قبر بنی تو عمرؓ جنت میں، ابو بکرؓ جنت میں۔

اور آپ کو قرآن کی ایک آیت سنا کر استدلال پیش کرنا چاہتا ہوں قرآن کہتا ہے..... مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى..... ہم مٹی سے پیدا کئے گئے اور ہمیں مٹی میں لوٹ کر جانا ہے۔ اس آیت کا معنی علماء نے لکھا ہے کہ انسان کی پیدائش کے وقت جو مٹی انسان کے خمیر میں ڈالی جاتی ہے جس جگہ کی..... اسی جگہ پر انسان کی قبر بنتی ہے، اسی لئے کہنے والے نے کہا!

بچہ وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

یعنی انسان کی پیدائش جو مٹی اس کے خمیر میں شامل ہوتی ہے جہاں اس کی قبر بنتی ہے اسی جگہ کی ہوتی ہے اس آیت کی روشنی میں کہ قرآن کہتا ہے کہ اسی مٹی سے ہم پیدا ہوئے اور جس مٹی سے انسان پیدا ہوا اسی مٹی میں اس نے دفن ہونا ہے۔

تو گویا کہ اب دیکھو کہ اس جگہ کو نبی ﷺ جنت کا ٹکڑا کہتے ہیں، اس پر غور کرو جس مٹی کو نبی ﷺ نے جنت کہا، یہ جنت کی جگہ ہے، اسی جگہ پر نبی ﷺ گئے، اسی جگہ میں ابو بکرؓ گئے اسی میں عمرؓ گئے تو گویا کہ

اسی مٹی سے نبی ﷺ بنے

اسی مٹی سے ابو بکرؓ بنے

اسی مٹی سے عمرؓ بنے

اور وہ مٹی ہے جس کو نبی جنت کا ٹکڑا کہہ چکے ہیں تو گویا کہ نبی اور ابو بکرؓ و عمرؓ بھی جنت سے تھے، گئے بھی جنت میں، یہ درجہ کسی اور کو نہیں ملا۔
جس مٹی سے انسان کا خمیر بنا اسی مٹی میں اس نے دفن ہوتا ہے، فاروق اعظمؓ روئے میں دفن ہوئے جس میں نبی ﷺ ہیں۔

فاروق اعظمؓ مکہ سے مدینہ تشریف لائے ہمارے پیغمبر نے ۲ جنگیں لڑی اور ایک بھی جنگ ایسی نہیں ہے جس میں عمرؓ نبی ﷺ کے ساتھ نہ ہو، ہر جنگ میں نبی ﷺ ساتھ ہیں اور اللہ تعالیٰ قرآن میں کیا فرما چکے ہیں۔

هو الذى ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الد
كله کہ اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو اس لئے بھیجا تھا کہ پوری دنیا کے دینوں پر اسلام کاغ
ہو اور پوری دنیا کے دینوں پر اسلام کا غلبہ نبی ﷺ کے دور میں شروع ہوا۔ ابو بکر و عمر و عثمان
علی رضی اللہ عنہم کے دور میں مکمل ہوا گویا کہ جو کام اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی ﷺ کے ذر
لگائے گئے تھے اس کام کی تکمیل فاروق اعظمؓ کے دور میں ہوئی۔

میرے بھائیو! نبی ﷺ نے ستائیس جنگیں لڑیں اور عمرؓ بھی نبی ﷺ کے ساتھ تھے
اور جب حضور ﷺ دنیا سے چلے گئے تو ابو بکرؓ خلیفہ بنے اور خلافت میں حضرت عمر فاروقؓ کا بڑ
دخل تھا اور فاروق اعظمؓ نے شر کو ختم کرنے کے لئے بے مثال کردار ادا کیا سوا دو سال تک
سب سے زیادہ ابو بکرؓ کے قریب عمر فاروقؓ رہے۔

حضور ﷺ کی زندگی میں فاروق اعظمؓ کے بارہ میں بڑی احادیث ہیں اور پیغمبر
نے فاروق اعظمؓ کی بڑی بڑی خصوصیات بیان فرمائی ہیں۔

سیدنا صدیق اکبرؓ کا فاروق اعظمؓ کو خلیفہ بنانا

سیدنا فاروق اعظمؓ خلیفہ بنے اور کیسے بنے کہ جس وقت حضرت ابو بکر صدیقؓ کی
وفات کا وقت آیا تو حضرت ابو بکرؓ نے مسجد نبوی میں خطبہ دیا اور خطبہ دے کر کہا، ایک ایسے
انسان کو میں تم پر امیر مقرر کر رہا ہوں، میرے نزدیک جس کا باطن اس کے ظاہر سے بہتر ہے۔

اور میں اللہ کی عدالت میں جا کر کہوں گا کہ اے اللہ روئے زمین پر جس کو سب سے بہتر سمجھا۔ اس کو میں تیرے نبی ﷺ کے مصلے پر کھڑا کر کے آیا ہوں۔ مسجد نبوی میں اعلان ہوا تو صحابہ رضی اللہ عنہم کہنے لگے کہ امیر المومنین، عمر فاروقؓ تو بڑے سخت ہیں۔ تو حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا، میں نرم تھا، جب عمر فاروقؓ اکیلے ہوں گے وہ نرم بھی ہوں گے سخت نہیں ہوں گے۔

سیدنا فاروق اعظمؓ کا پہلا خطبہ

فاروق اعظمؓ نے اسی خطبہ کو دہرایا کہ ابو بکر صدیقؓ نے جو خطبہ دیا تھا کہ اگر میں سیدھا سیدھا چلوں تو میرا ساتھ دینا اور اگر میں ٹیڑھا چلوں تو مجھے سیدھا کر لینا یہ نہیں کہا کہ اگر میں ٹیڑھا چلوں تو پھر بھی میرا ساتھ دینا۔ ورنہ میں تمہیں اندر کر دوں گا، ورنہ مارشل لاء لگ جائے گا، یہ نہیں کہا۔

اگر سیدھا چلوں تو ساتھ دینا نہ سیدھا چلوں تو سیدھا کر دینا، میری نافرمانی اللہ کی نافرمانی کے ساتھ میری فرمانبرداری منسلک نہیں ہے۔ میں اللہ کی نافرمانی کروں تو میری اطاعت تم پر فرض نہیں ہے، میں اللہ کا نافرمان بن جاؤں تو مجھے چھوڑ دو میرا ساتھ مت دو۔

فاروق اعظمؓ کے دور میں غلبہ اسلام

قرآن پاک کی ایک آیت ہے اس پر غور کرو کہ..... هو الذی ارسل رسوله بالهدی..... اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو بھیجا۔ ہدایت دے کر..... لیظہرہ علی الدین کملہ..... تاکہ پورے دینوں پر اسلام کا غلبہ ہو، یہ اللہ کی مشیت تھی اور نبی ﷺ کا مقصد تھا۔ علماء کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے زمانے میں غلبہ اسلام کا آغاز ہوا، اختتام نہیں ہوا۔ اختتام اس وقت ہوا کہ جب دنیا کی دو بڑی قوتیں قیصر روم اور کسریٰ ایران کا خاتمہ ہوا جس طرح آج روس اور امریکہ کی دونوں قوتیں ختم ہو جائیں اور وہاں اسلام کا پرچم بلند ہو اور ہم کہیں گے کہ اسلام کا غلبہ ہو گیا۔

اسی طرح اسلام کا غلبہ عمر فاروقؓ کے دور میں ہوا قیصر روم کو عمرؓ نے شکست دی اور کسریٰ ایران کو شکست دی۔

شہنشاہِ ایران کے نام پیغام

میرے بھائیو! ایران کا جو بادشاہ تھا، جسے شہنشاہِ ایران کہتے تھے، اس کا نام تھا یزدجر، عربی میں یزدجر ہے اور اردو میں یزدگر ہے، بلاذری نے یزدگر لکھا شہنشاہِ ایران یزدگر، یہ وہ ایران کا شہنشاہ تھا جسے شہنشاہِ ایران کو زیروزبر کرنے کے لئے حضرت فاروق اعظمؓ جیسا انسان پیدا کیا۔ اس وقت دنیا کے نصف حصے پر ایران کی حکومت تھی، شہنشاہِ ایران کی عمر ۲۵ سال تھی جب شہنشاہِ ایران کا سر کاٹا گیا تو اس کی عمر ۲۵ سال تھی اور بہت جواہر کا مالک آدمی تھا۔ فاروق اعظمؓ نے جن فوجوں کو بھیجا ان کی تعداد تھی تیس ہزار، بعض کتابوں میں ہے کہ ۳۲ ہزار اور فاروق اعظمؓ نے چودہ آدمی مقرر کئے کہ ان چودہ آدمیوں میں جس کا نام ہے نعمان، نعمان بن مقرن یہ بڑا جلیل القدر اور بہادر و جرأت مند صحابی ہے۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا نعمان میں تجھے مقرر کرتا ہوں کہ شہنشاہِ ایران کے سامنے جا کر محمد ﷺ کا دین پیش کرو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جا کر اسے اسلام پیش کیا۔

یہ نعمان بن مقرن اتنا بڑا صحابی ہے، بادشاہ کا دربار لگا ہوا ہے نعمان بن مقرن سامنے آیا اور سامنے آکر کہا کہ اے شہنشاہِ ایران، میں تمہیں کہنے آیا ہوں کہ جزیہ دینا قبول کرو، جزیہ قبول کرنے کا مطلب یہ ہے کہ عمر فاروقؓ کی اطاعت کرو، یا اسلام قبول کرو، یا جزیہ دینا قبول کرو اور اگر دونوں کام نہیں کرتے ہو تو پھر تلوار تیرا اور میرا فیصلہ میدان میں کرے گی۔

اس نے کہا کہ تم اونٹوں کی چڑیاں کھانے والے، آگے سے جواب دیا وہ فوج البلدان میں علامہ بلاذری نے لفظ لفظ اس خطے کو نقل کیا ہے کہ شہنشاہِ ایران نے کہا کہ اے بدوؤ! تم اونٹ کی چڑیاں کھاتے تھے، تمہاری اوقات ہے کہ تم اونٹ کا گوشت کھاتے ہو اور جو تمہاری دعوت کرے تو تم اسی کے گن گانے شروع ہو جاتے ہو جو تمہیں کھلائے پلائے اسی

کے لئے عربی کے اشعار اس کی شان میں پڑھنے لگ جاتے ہو، تمہاری کیا اوقات ہے تم کیسے میرا مقابلہ کرو گے۔

تو نعمان بن مقرن نے کہا کہ اے شہنشاہ ایران میرے پاس وہ قوم ہے کہ جو موت سے ایسے محبت کرتی ہے جس طرح تم شراب سے محبت کرتے ہو، تیرا اور میرا فیصلہ تلوار کرے گی۔ یہ کہا اور کہہ کر چل پڑے، بادشاہ حیران اس نے کہا کہ اگر سفیروں کو قتل کرنا جائز ہوتا تو میں تم چودہ آدمیوں کو قتل کر دیتا۔

نعمان نے کہا کہ اب فیصلہ سر قلم کرنے کا میدان میں ہوگا، چنانچہ جنگ شروع ہوئی۔ جنگ ہوئی اور یہ جنگ ایسی تھی کہ حضرت فاروق اعظمؓ نے لشکر روانہ کرنے سے پہلے صحابہ رضی اللہ عنہم کو جمع کیا یہ ایک تاریخی واقعہ تھا کہ فاروق اعظمؓ نے اعلان کیا کہ جنگ کی قیادت میں خود کروں گا۔ میں سپہ سالار بنوں گا یہ پہلی جنگ ہے کہ جس کا سپہ سالار بننے کا اعلان فاروق اعظمؓ نے خود کیا تھا اور جب لشکر روانہ ہونے لگا تو فاروق اعظمؓ خود سپہ سالار تھے، مدینہ سے نکلے تو عمرؓ سپہ سالار تھے تین میل باہر جرہم کی بستی میں پہنچے وہاں حضرت علیؓ نے کھڑے ہو کر کہا کہ اے امیر المومنینؓ یہ اسلام کی سب سے بڑی جنگ ہے اگر آپ نے قیادت کی اور شکست ہوگئی تو لوگ کہیں گے کہ خلیفہ کو شکست ہوگئی ہے، میری رائے ہے کہ آپ خود نہ جائیں اس لشکر کو روانہ فرمادیں، لشکر روانہ ہوا اور فتح سے ہمکنار ہوا۔

میرے بھائیو! میں آپ کے سامنے یہ بات رکھنا چاہتا ہوں کہ..... مثلہم فی

التوراة و مثلہم فی الانجیل.....

سابقہ کتب میں سیدنا فاروقؓ کی نشانیاں

سیدنا فاروق اعظمؓ مسجد نبوی میں بیٹھے ہوئے ہیں، اعلان کر دیا کہ میں کل کو بیت المقدس جا رہا ہوں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت عائشہؓ کے پاس آئے اور کہا کہ اماں عمرؓ سے کہو کہ بیت المقدس فتح کرنے جا رہا ہے یہ جو کپڑے ہیں اس پر سترہ پیوند ہیں یہ ٹاکیوں والا لباس عمرؓ اتار دے۔

حضرت عمر فاروقؓ نے اماں عائشہ صدیقہؓ کے کہنے پر ناکوں والا لباس اتار دیا۔ چند قدم حضرت عمر فاروقؓ چلے واپس آ گئے اور آ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہا کہ وہ جو پرانا کپڑا ہے وہی لاؤ، اس میں پسینہ جذب ہوتا ہے اور میں نے یہ سوچا ہے کہ اسلام نے عزت کپڑے میں نہیں رکھی، اسلام نے عزت دین میں رکھی ہے۔

میرے بھائیو! اس کی کوئی مثال پیش کر سکتا ہے کہ غلام کا نام اسلم تھا۔ اسلم غلام کہتا ہے کہ مجھے عمرؓ نے کہا کہ سواری پکڑو، سواری لاؤ، سواری لائے، فاروق اعظمؓ سوار ہو گئے اور میرے ہاتھ میں مہار ہے۔ بیت المقدس کو فتح کرنے کے لئے عمر فاروقؓ مدینہ سے نکلا تو ایک غلام ساتھ ہے اسلم، صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ اور سواریاں لے جاؤ تو فرمایا کہ اور سواریاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کام آئیں گی۔ مجھے ایک سواری کافی ہے۔ حضرت فاروق اعظمؓ سوار ہو گئے غلام کے ہاتھ میں مہار ہے۔

غلام کہتا ہے کہ ایک منزل یا دو منزل گزر گئی تو عمرؓ نے کہا کہ سواری بٹھاؤ میں نے کہا کہ عمرؓ قضائے حاجت کرنا چاہتے ہیں؟ لیکن کہتے ہیں کہ جب میں نے سواری بٹھائی، تو حضرت عمر فاروقؓ نے کہا کہ مہار میرے ہاتھ میں دے دے اور غلام کو کہا کہ تم سوار ہو جاؤ، غلام کہتا ہے کہ میں کیسے سوار ہو جاؤں، انہوں نے کہا کہ نہیں سوار ہو جاؤ، علامہ بلاذری نے لکھا ہے کہ

”حضرت فاروق اعظمؓ نے اس کو زبردستی کہا کہ بیٹھو، وہ رو پڑا، اس نے کہا کہ میں تو غلام ہوں، میں نوکر ہوں، جتنی حکومتیں آئی ہیں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ غلام سوار ہو اور بادشاہ نیچے چل رہا ہو، ایسا کبھی نہیں ہوا، آپ کو غلطی تو نہیں لگ رہی۔ فاروق اعظمؓ نے کہا کہ غلطی نہیں لگ رہی، اب آئندہ ایسے ہی ہوگا۔“

یہ عیسائیت و یہودیت نہیں ہے یہ عدل ہے، یہ نمونہ ہے، یہ عدل کا ترازو ہے، جسے سیدنا عمرؓ نے آنے والی نسلوں کے سامنے پیش کیا ہے۔ غلام سوار ہو گیا، حضرت عمرؓ پیدل ہیں، ہاتھ میں مہار ہے، منزلوں پہ منزلیں تبدیل کر رہے ہیں۔ میں تفصیل میں نہیں جاتا،

میں یہ بات نقل کرنا چاہتا ہوں کہ جو بڑی خوبصورت بات ہے۔

علامہ بلاذری نے لکھا ہے کہ جب بیت المقدس سامنے آیا تو حضرت فاروق اعظمؓ کے پیدل چلنے کی باری تھی اور غلام کے سوار ہونے کی باری تھی۔ غلام نے کہا کہ اب تو میرا منہ کالا نہ کرو، اب تو مجھے ذلیل نہ کرو کہ میں غلام ہوں اور آپ آقا ہیں۔ اب عمر فاروقؓ نے کہا کہ میں سوار ہو کر تیری عزت بچالوں گا، لیکن قیامت کے دن میری عزت کون بچائے گا؟..... نبی ﷺ نے پوچھا کہ باری تیرے پیدل چلنے کی تھی تو نے غلام کی باری کھالی؟ میں نبی ﷺ کو کوئی جواب نہیں دے سکتا۔

غلام کہتا ہے کہ اس سے بھی بڑی بات ہوئی کہ عمر فاروقؓ کے پاؤں کا جوتا ٹوٹ گیا۔ انہوں نے ایک ہاتھ میں رسی پکڑی ہوئی تھی ایک ہاتھ میں ٹوٹا ہوا جوتا ہے اور حضرت عمرؓ چل رہے ہیں اوپر پادری بالا خانے پر بیٹھے ہیں اور کتابیں کھولی ہوئی ہیں۔ یہودی اور عیسائی بیٹھے ہیں، ایک کہتا ہے کہ پیدل چلنے والا خلیفہ ہے دوسرا کہتا ہے کہ سوار خلیفہ ہے۔ جب قریب آئے تو سب نے کہا کہ دیکھو یہ انجیل کیا کہتی ہے کہ جو پیدل ہوگا وہی خلیفہ ہوگا۔ سب لوگ بالا خانے سے نیچے اتر آئے۔ حضرت عمرؓ بیت المقدس میں داخل ہوئے تو سارے عیسائی سامنے کھڑے ہو کر حضرت عمر فاروقؓ کو کہتے ہیں کہ یہ چابیاں آپ کے سپرد کرتے ہیں، بیت المقدس کی چابیاں حضرت عمرؓ کے سپرد کر دیں۔ ہزاروں کا اجتماع تھا اور مسلمان بھی وہاں بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے سجدہ شکرانہ ادا کیا مجمع کے اندر بیٹھ گئے، باتیں ہونے لگیں، حضرت عمرؓ نے عیسائیوں سے مسائل پوچھے، ان کے حالات دریافت کئے، مسلمان بھی تھے۔

بیت المقدس کی فتح کے بعد کا ایک واقعہ

ایک آدمی بھاگا ہوا آیا آ کر کہنے لگا کہ یہ کاغذ ہے، فاروق اعظمؓ نے وہ کاغذ دیکھا، کاغذ دیکھ کر اس بدو سے کہا کہ سفید داڑھی والا بدو ہے، اس کی عمر بہت زیادہ ہو گئی تھی، حضرت عمرؓ نے جھٹ دیکھ کر فرمایا کہ یہ نہیں ہوگا، یہ جگہ میری نہیں ہے۔ میرے باپ کی نہیں

ہے، وہ آدمی چلا گیا۔ سارا مجمع حیران ہوا۔ ہزاروں آدمی موجود تھے۔ بیت المقدس فتح ہو چکا تھا کوئی معمولی بات نہ تھی کچھ مسلمان بھی تھے۔

حضرت فاروق اعظمؓ جب باہر نکلے، بیت المقدس کی دیوار کے ساتھ، بہت لمبی دیوار ہے، حضرت فاروق اعظمؓ کھڑے ہو گئے، مسلمانوں نے کہا کہ امیر المومنین باقی تو سب باتیں بعد میں پوچھیں گے پہلے ایک بات کا تو جواب دو کہ وہ بوڑھا کون تھا، جس کے ہاتھ میں ایک پرچی تھی اور آپ کے پاس آکر کہنے لگا کہ امیر المومنین یہ پرچی ہے اور یہ آپ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے یہ آپ کے دستخط بھی ہیں یہ تحریر بھی آپ کی ہے تو آپ نے کہا تھا کہ یہ اب نہیں ہوگا یہ جگہ عمر کی نہیں ہے، عمر کے باپ کی نہیں ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ نے کہا مسلمانو! کیا پوچھتے ہو، حضرت فاروق اعظمؓ یہ بات کہہ کر ان آدمیوں کو آگے لے گئے، آگے لے جا کر کہا یہ جگہ دیکھو، بیت المقدس کے سائے کی یہ جگہ ہے اور جب دوپہر ہوتی ہے تو یہاں سایہ ہو جاتا ہے تو ایک وقت تھا کہ میری عمر ۱۴ سال تھی اور میرا باپ مجھے بکریاں چرانے کے لئے اس جگہ لایا تھا بیت المقدس کی اس سرزمین پر میں دن کو بکریاں چراتا اور دھوپ زیادہ ہوتی تو یہاں آکر سائے میں سو جاتا۔

اسی دیوار کے پاس، میں ایک دن سویا ہوا تھا کہ میں نے دیکھا کہ ایک آدمی میری پنڈلی سے کپڑا ہٹا رہا ہے۔ میری آنکھ کھلی، میں نے کہا کون ہے؟ تو میری پنڈلی سے کپڑا کیوں ہٹاتا ہے؟ اس نے کہا کہ تیرا نام کیا ہے؟ میں نے کہا کہ میرا نام عمر ہے، اس نے کہا کہ تیرے باپ کا نام خطاب تو نہیں؟ میں نے کہا ہاں، میرے باپ کا نام خطاب ہے۔ کہنے لگا! اچھا ایک بات ہے اس نے کہا ایک درخواست ہے، میں نے کہا کیا بات ہے؟ اس نے کہا کہ مجھے لکھ دے کہ جب بیت المقدس پر میری حکومت ہوگی تو یہ ساری جگہ میں تجھے دے دوں گا، اس وقت میں نے کہا وہ جگہ میری کب ہوگی میں تو یہاں بکریاں چرانے آیا ہوں میرا تو یہاں اختیار کوئی نہیں ہے۔

اس نے کہا کہ تم مجھے لکھ دو کہ میں یہ جگہ تجھے دے دوں گا اس نے کہا کہ تم مکہ سے

آئے ہو، میری کتاب کہتی ہے کہ جو مسلمانوں کا دوسرا خلیفہ ہوگا اس کی پنڈلی پر نشان ہوگا میں نے دیکھا کہ انجیل اس کے ہاتھ میں تھی، وہ انجیل کو دیکھتا تھا اور میری پنڈلی کو دیکھتا تھا میرے نام کو پوچھ کر میرے باپ کے نام کو بتا دیا۔

اب اس نے کہا کہ اے عمر میری کتاب میں لکھا ہے کہ یہ شخص مسلمانوں کا دوسرا خلیفہ ہوگا، اس لئے اس نے مجھ سے کاغذ پر دستخط کرائے اور لکھوا لیا کہ جب میری حکومت آئے گی تو میں یہ جگہ تمہیں دے دوں گا، میں نے تو جان چھڑانے کے لئے لکھا۔ مجھے کیا پتہ تھا کہ کملی والا آئے گا کیا پتہ تھا کہ مدینہ کا تاجدار آئے گا مجھے کیا پتہ تھا کہ دنیا کا سردار آئے گا مجھے کیا پتہ تھا کہ میں اس شعر کا مصداق بنوں گا۔

خود نہ تھے جوراہ پر اوروں کے ہادی بن گئے

کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

کیا پتہ تھا کہ بکریاں چرانے والا، کیا پتہ تھا کہ بدوؤں میں رہنے والا عمر بیت المقدس کا فاتح بنے گا اور دنیا کے بڑے بڑے فوجی، سپہ سالار عمر کے دروازے پر چابیاں لے کر کھڑے ہوں گے یہ کمال میرا نہ تھا یہ محمد ﷺ کی نظر کرم کا کمال تھا۔

قرآن نے اسی کو کہا ذالک مثلہم فی التوراة ومثلہم فی الانجیل..... یہ تورات و انجیل میں واقعہ گزر چکا ہے کہ عمر ایسا عظیم تھا، عمر اتنا جلیل القدر تھا جس کا ذکر تورات میں آئے، جس کا ذکر انجیل میں آئے،

جس کو عیسائیت پہچان گئی

جس کو یہودیت پہچان گئی

جس کو سکھ پہچان گئے

جس کو ہندو پہچان گئے

..... لیکن..... اس کو ایران کا خمی اسلام کا نام لے کر پہچان نہ سکا

میرا عقیدہ ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں سے برا ہے مبنی، کہ جو کافر ہوتے

ہوئے بھی عمر کو پہچان گئے لیکن یہ اسلام کا نام لے کر برسرِ اقتدار آنے والا فاروق اعظمؓ کو نہ پہچان سکا۔

قرآن نے اسی کو کہا ہے کہ ذالک مثلہم فی التوراة و مثلہم فی الانجیل یہ تو وہ ہیں کہ جن کا ذکر تورات و انجیل میں گزر چکا ہے۔

فاروقؓ کے لشکر کی کہانی

میرے بھائیو! مولانا شمس الحق افغانی اپنے خطبے میں، جو بہاولپور یونیورسٹی کے خطبات میں شامل ہے ایک عجیب واقعہ نقل کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ فاروق اعظمؓ کا یہ لشکر جو ایران فتح کرنے گیا، جب وہاں پہنچا تو پہلے دن مسلمانوں کو فتح حاصل نہ ہو سکی، چنانچہ ابو عبیدہ بن جراحؓ جو شام کے ملک میں گئے ہوئے تھے، ان کی طرف سے آٹھ ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک قافلہ منگوا لیا گیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد چالیس ہزار کے قریب ہو گئی، لشکر وہاں ہے، لیکن دشمن کی تعداد دو لاکھ سے زیادہ ہے، پہلا حملہ کیا تو ایرانیوں نے ہاتھی میدان میں بھیج دیئے ہاتھی میدان میں آئے تو مسلمانوں کی فوجیں عرب کے لوگوں نے ہاتھی کبھی نہ دیکھے تھے، عجم کے ہاتھی، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پھسل گئے، پیچھے ہٹ گئے، پھسل گئے کہ یکدم گھبرا گئے، پہلے دن کامیابی نہ ہوئی، ہاتھی تھے۔

اگلے دن پھر ہاتھیوں سے مقابلہ تھا، ان ہاتھیوں سے مقابلہ کے دوران حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ شہید ہو گئے ان کو ایک ہاتھی نے مسل ڈالا، عشرہ مبشرہ کے صحابی ہیں۔

چنانچہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سپہ سالار تھے انہوں نے مدائن کی بستی میں رہنے والے کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم سے کہا کہ ہاتھیوں کا علاج بتاؤ، انہوں نے اونٹوں پر گرم کپڑے ڈال کر ان کو میدان میں اتار دیا تو اب ایرانی سمجھے کہ ہاتھیوں کے مقابلے میں ہاتھی آگئے، میدان مار لیا صحابہ رضی اللہ عنہم نے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم پر بڑی طاقت نے حملہ کیا، یہ جو اونٹ آرہے ہیں اس کے باوجود کچھ ایسے علاقے تھے جہاں مسلمانوں کی فوج کو شکست ہوئی۔

قیدی صحابی کا میدان مارنا:

ایک آدمی کو دیکھو اس کا نام ابو مجنن تھا، بہت بڑا آدمی ہے، لیکن جس دن جنگ کا آغاز ہونا تھا اس سے اس دن ایک غلطی ہو گئی وہ آدمی تھا اس نے کچھ دن پہلے کلمہ پڑھا، مسئلے کا پتہ نہیں تھا کہ شراب حرام ہے یا حلال ہے، بغیر مسئلہ کے جاننے کے شراب پی لی۔

شراب پی تو حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے اس کے پاؤں میں بیڑی باندھ دی اور ہاتھوں میں رسیاں باندھ دیں اور اپنے بالا خانے میں قید کر دیا۔

جب جنگ کا میدان گرم ہوا ابو مجنن نے حضرت سعدؓ کی بیوی حضرت سلمیٰؓ سے کہا کہ اے سلمیٰ پیدا کرنے والے رب کی قسم ہے کہ میں بڑا جرنیل اور بہادر ہوں، لیکن مسلمانوں کی شکست ہو رہی ہے، میری بیڑیاں اور رسیاں کھول دے۔ اگر میں اپنے پروردگار کا ماننے والا ہوا تو میں جنگ میں جا کر بیڑیاں واپس آ کر خود پہن لوں گا، میری رسیاں کھول دے، میں اس میدان میں مسلمانوں کو شکست ہوتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا۔

حضرت سلمیٰؓ نے کہا کہ سعدؓ کیا کہیں گے؟ اس نے کہا کہ سعدؓ جو مرضی کہیں، اس وقت مجھے کھول دے اور نظارہ دیکھ، حضرت سلمیٰؓ نے ابو مجننؓ کی زنجیریں کھول دیں۔ ابو مجننؓ نیچے آئے اور اس زور سے حملہ کیا کہ ایک لمحے میں پورے میدان کو زیر کر دیا اور ایران کی فوجیں بھاگ گئیں مسلمانوں کو غلبہ نصیب ہو گیا شام کو غلبہ ہوا۔

حضرت سعدؓ روتے ہوئے دعا کرتے ہیں اے اللہ اس ایران کی سرزمین پر تیرے محمد ﷺ کے ماننے والوں نے غلبہ کر دیا۔

میرے بھائیو! اور ایران کی زمین فتح ہو گئی، اس ایران کی زمین کو فتح کر کے حضرت سعدؓ سجدے میں گئے۔ شام کو اپنے بالا خانے پر پہنچے تو سلمیٰؓ نے کہا کہ کیسی بنی۔ حضرت ابو مجننؓ پہلے آ کر زنجیریں پہن دے تھے، جھکڑی پہن چکے تھے اور حضرت سلمیٰؓ غر کرتی تھیں کہ اس نوجوان نے اپنے وعدے کو پورا کر دیا ہے۔ وعدہ کیا تھا کہ میں واپس آ کر زنجیریں پہن لوں گا۔

حضرت سلمیٰؓ نے کہا کہ کیسی رہی؟ تو حضرت سعدؓ نے فرمایا کہ مسلمانوں کو بڑی کمزوری تھی، لیکن ایک نوجوان آیا اللہ نے پتہ نہیں کہاں سے بھیجا، اس نے آکر ساری صفیں پلٹ دیں۔

حضرت سلمیٰؓ نے کہا کہ وہ آدمی کون تھا؟ حضرت سعدؓ نے کہا میں نے اس آدمی کی شکل نہیں دیکھی، لیکن مجھے لگتا تھا کہ اس کی چال ڈھال ابوحنجنؓ کی طرح تھی۔ حضرت سلمیٰؓ نے کہا ابوحنجنؓ تو یہاں زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔ حضرت سعدؓ خاموش ہو گئے۔ لیکن حضرت سلمیٰؓ نے کہا کہ وہ ابوحنجنؓ تھا جس نے مسلمانوں کی شکست کو دیکھ کر رو کر مجھے کہا تھا کہ میری زنجیریں کھول دے۔ تو حضرت سعدؓ نے کہا کہ جو مسلمانوں کی فوج کو فتح سے ہمکنار کرے، حضرت سعدؓ اس کو گرفتار نہیں کر سکتا۔ اس وقت ابوحنجنؓ کی رہائی کا حکم دے دیا۔

حضرت سعدؓ میدان میں آئے جو صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہوئے ان کی تجہیز و تکفین ہوئی۔ لاشوں کا انتظام ہوا۔

مال غنیمت میں سونے کی صندوقوں کا حاصل ہونا:

مسلمانو! ایک صحابی جو دریائے دجلہ کے قریب ایک جھونپڑی میں رہتا تھا کافی عرصے سے وہاں آباد تھا۔ اس نے نماز فجر کے وقت دیکھا کہ کچھ لوگ خچروں پر سامان لا کر بھاگ رہے ہیں۔ اس نے پکار کر کہا ٹھہرو، کون ہو؟ وہ آدمی بھاگ گئے، چودہ خچر نماز فجر کے وقت صندوق ان پر لدے ہوئے تھے۔ اس نے سوچا کہ مسلمانوں کو فتح ہوئی اور یہ ایرانی مجوسی ہیں۔ یہ اپنا سامان لے کر بھاگ رہے ہیں۔ حضرت سعدؓ میدان میں بیٹھے تھے اور مال غنیمت جمع ہو رہا تھا۔

یہ صحابہ رضی اللہ عنہم ان چودہ خچروں کو لے کر حضرت سعدؓ کی طرف چل پڑا۔ جب سورج نکلنا تو کیا دیکھا کہ وہ چودہ کے چودہ صندوق سونے کے بھرے ہوئے ہیں لیکن وہ حضرت سعدؓ کی خدمت میں لے گیا۔ جب حضرت سعدؓ کے سامنے چودہ سونے کے صندوق پیش کئے جب صندوق اتارے تو حضرت سعدؓ پریشان ہو گئے اتنا غنیمت کا مال تو کوئی نہ

لایا۔ حضرت سعدؓ نے اس نو جوان سے کہا کہ تو کون ہے؟ کہنے لگا کہ میں نبی ﷺ کا صحابی ہوں میں بڑے عرصے سے مسلمان ہوں۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے کہا کہ تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا کہ میں اپنا نام نہیں بتا سکتا، حضرت سعدؓ نے کہا کہ اگر تو اپنا نام بتائے گا تو میں عمر فاروقؓ کے سامنے تیرا نام لے کر فخر کروں گا کہ ایسے بھی لوگ ہیں کہ جنہوں نے غنیمت کے مال میں چودہ صندوق دیئے اور ایک روپے کی بھی خیانت نہیں کی۔

اس نے کہا کہ نہیں میں اپنا نام نہیں بتا سکتا۔ حضرت سعدؓ نے زبردستی اس کا بازو پکڑ لیا اور کہا کہ چلو نام نہ بتاؤ، لیکن اپنے سامنے صندوق تو کھلوالو۔

بلاذری کہتا ہے کہ اسی وقت لوہار منگوایا گیا۔ لوہار جب تالے توڑنے لگا تو وہ تالہ بھی سونے کا تھا، جو تاریں تھیں وہ بھی سونے کی تھیں۔ صندوق کھولے تو اس میں جواہرات تھے۔ اتنے جواہرات اور اس قدر سونا تھا کہ پوری سلطنت کے سونے کے برابر تھا، پوری مملکت کی مالیت کا سونا۔ ان چودہ صندوقوں میں بند تھا۔

حضرت سعدؓ نے اتنا غنیمت کا مال دیکھا تو حضرت سعدؓ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تو اس صحابیؓ سے کہا کہ اب تو اپنا نام بتا دے۔ اس نے کہا کہ رب کے لئے میں نے یہ صندوق لا کر دیئے ہیں وہ خدا میرے نام سے واقف ہے۔ میں نام نہیں بتا سکتا یہ کہہ کر وہ صحابیؓ خود اپس چل پڑا تو حضرت سعدؓ نے کہا کہ اتنا مال ہے کہ کل کو عمر فاروقؓ پوچھیں گے کہ کون آدمی ہے مجھے آدمی کا نام نہ آئے تو کیا ہوگا۔

حضرت سعدؓ نے ایک آدمی کو اس کے پیچھے لگا دیا اور کہا کہ جاؤ جا کر دیکھو کہ یہ آدمی کون ہے؟ رہتا کہاں ہے؟ جاتا کہاں ہے؟ وہ آدمی اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا، وہ پیدل تھا اور دو پہر تک اپنی منزل پر پہنچا۔ دریائے دجلہ کے کنارے پر، وہ شہر مدائن کے کنارے پر تھا اور دریا کے کنارے پر چند جھونپڑیاں تھیں۔ یہ صحابیؓ ایک جھونپڑی میں داخل ہو گیا وہ سواری کھڑی کر کے دوسری جھونپڑی والے کے پاس آیا اور آ کر پوچھنے لگا کہ یہ

فلاں آدمی کون ہے؟ اس نے کہا کہ تم نہیں جانتے کہ یہ ربیعہ صحابی ہے اور یہاں کچھ عرصہ سے رہتا ہے۔ اس نے کہا کہ اچھا بس میں نے نام پوچھنا تھا۔ اس نے کہا کہ نام کیا پوچھتا ہے تجھے پتہ ہے کہ ان کی حالت کیا ہے؟ اس نے کہا کہ کیا حالت ہے؟ اس نے کہا کہ سات دن ہو گئے اس کی چھوٹی چھوٹی بچیاں ہیں وہ بھوکی ہیں اور ان کے کھانے کے لئے کوئی چیز نہیں ہے، کھانے کے لئے روٹی نہیں۔

مسلمانو! تم مجھے بتاؤ کہ پیغمبر ﷺ کے ان صحابہ رضی اللہ عنہم کی عظمت کا مقابلہ کون کر سکتا ہے۔ اس سے بڑی دیانت ہو سکتی ہے؟ کوئی ایسی دیانت کا مظاہرہ کر سکتا ہے؟ کہ نبی ﷺ کا صحابی چودہ صندوق سونے کے بھرے ہوئے نعمت کے مال میں دیتا ہے۔ اور اپنا نام نہیں بتاتا، گھر میں بچیاں بھوکی ہیں اور سات دن سے کچھ نہیں کھایا۔

جب آکر اس قاصد نے حضرت سعدؓ کو واقعہ سنایا تو سعدؓ رو پڑے، اسی وقت اس کے گھر کھانے کا سامان بھیجا اور جب پورا واقعہ فاروق اعظمؓ کو مدینہ میں سنایا گیا جو حضرت سعدؓ نے لکھ کر بھیجا۔

فتح کی خوشخبری اور آیت قرآنی پر عمل

حالت یہ تھی کہ جب سے ایران کی جنگ شروع ہوئی تو حضرت عمر فاروقؓ روزانہ مدینہ سے باہر نکلتے تھے چار چار میل پیدل چلتے تھے اور کہتے تھے کہ کوئی آدمی ایران سے آئے گا اس سے پوچھوں گا؟ کہ جنگ کیسے ہوئی؟

جب جنگ ختم ہو گئی تو عمر فاروقؓ روزانہ باہر نکلتے تھے، جب قاصد فتح کا پیغام لے کر گیا تو وہ قاصد سواری پر سوار تھا، حضرت عمرؓ پیدل تھے حضرت عمرؓ نے قاصد سے پوچھا کہ تو کون ہے اس نے کہا کہ میں ایران سے آیا ہوں، انہوں نے پوچھا کہ تجھے کس نے بھیجا، اس نے کہا کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے بھیجا ہے، میں فتح کا پیغام لے کر آیا ہوں، حضرت عمرؓ نے کہا کہ بتاؤ کیسے فتح ہوئی؟

حضرت عمرؓ پیدل چل رہے ہیں وہ سواری پر جلدی جلدی ہے، حضرت عمرؓ اس کے ساتھ بھاگے بھاگے جا رہے ہیں جب مدینہ کے قریب آئے تو لوگوں نے کہا کہ اے نوجوان تو اوپر سوار ہے۔ امیر المومنینؓ نیچے چل رہا ہے اسی وقت اس نے سواری روک دی، حضرت عمرؓ نے کہا کہ تو سواری نہ روک اور سواری پر واقعہ بیان کرتا رہ، اس نے کہا کہ امیر المومنینؓ آپ پیدل ہیں میں سوار ہوں۔

حضرت عمرؓ نے کہا کیا ہوا، قرآن کی میں اس آیت پر عمل کرنا چاہتا ہوں.....
هو الذي ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله..... کہ
ایران کے ملک پر اسلام کا پرچم بلند ہوا اور پوری دنیا میں اسلام کا پرچم بلند ہوا، یہ نہ دیکھ کہ عمرؓ پیدل ہے تو واقعہ بیان کر، میرے دل میں تڑپ ہے کہ میں فتح کی خبر سنوں، جب اس کی چوک میں بات مکمل ہوئی اور چوک میں عمرؓ نے سر سجدے میں رکھ کر کہا، اے اللہ! مجھے تو بکریاں نہیں چرانا آتی تھیں، آج تیرے نام لیاؤں نے شہنشاہ ایران کا سر کاٹ کر اسلام کا پرچم ایران پر بلند کر دیا ہے۔

هو الذي ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله..... کہاں اسلامی سلطنت اور کہاں اسلام کی قوت، بڑی عظمت و ہمت والا عمرؓ اس کی سطوت کو دیکھو اور اس کی غربت کو دیکھو، اس کی فقیری کو دیکھو، اس کے پھٹے اور موٹے لباس کو تو دیکھو کہ وہ پیدل چل رہا ہے، قاصد نے کہا کہ میں فتح کا پیغام لایا ہوں، اس نے کہا کہ بیان کر کہ فتح کیسے ہوئی؟ لشکر چلا کیسے؟ اور شہید کون کون ہوا؟ دشمن کتنے مارے گئے؟ علاقہ کون سا فتح ہوا؟

اپنے غلام کو سیدنا فاروق کا جواب

یہ بیان کر رہا ہے جب مدینہ کے قریب پہنچے تو لوگوں کی زبانی معلوم ہوتا ہے کہ بھی عمرؓ ہے، اس نے کلام اور سواری روک لی، حضرت عمرؓ نے کہا کہ کلام جاری رکھو، حضرت عمرؓ نے کہا کہ محمد مصطفیٰؐ بھی ایسے کرتے تھے۔ غلام کو سوار کرتے اور خود پیدل چلتے تھے۔

اس قاصد نے کہا کہ امیر المومنین آپ پیدل ہیں، مجھے سوار کر دیا، تو حضرت عمرؓ نے روتے ہوئے کہا فرمایا تجھے یاد نہیں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی زندگی کا آخری دور تھا حضور ﷺ نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو سواری پر سوار کیا تھا اور حضور ﷺ اس کی سواری کی مہار پکڑ کر مدینہ سے باہر نکلے تھے اور حضرت معاذؓ رو پڑے تھے کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ پیدل ہیں میں سوار ہوں۔

حضور ﷺ نے اس وقت فرمایا تھا کہ اے معاذؓ! شاید تو آج کے بعد محمد ﷺ کا چہرہ نہ دیکھے، جب تو آج کے بعد مدینہ آئے تو تیرا گزر میرے روضے سے ہو، تیرا گزر میری مسجد سے ہو، لیکن میں تجھے اپنا مبلغ بنا کر یمن کے دروازے پر بھیجتا ہوں، کہ جاؤ اور انصاف کرنا..... شرک کو روکنا..... بدعات کو روکنا..... توحید کے پرچم کو بلند کرنا۔

اے نوجوان، تیرے پیغمبر ﷺ نے غلام کو سوار کیا تھا میں بھی تجھے سوار کر کے ایران کی فتح کا نقشہ پوچھ رہا ہوں۔

مسلمانو! یہ ہیں حضرت عمرؓ اور ان کی سطوت، یہ ہے وہ ہمت، یہ ہے وہ ہیبت، جس کا نظارہ سیدنا فاروق اعظمؓ نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔

قرآن پاک کی آیت پوری ہوگئی..... ہوالذی ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ..... اے نبی تیرے آنے کا مقصد یہ ہے کہ پورے عالم پر اسلام کا پرچم بلند ہو جائے اور حضرت عمرؓ کے ہاتھوں اسلام کا پرچم بلند ہوا۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

عمرؓ مرادِ رسولؐ

الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ
وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ
أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ
لَهُ وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَلَا نَظِيرَ
لَهُ وَلَا وَزِيرَ لَهُ وَلَا مُشِيرَ لَهُ وَلَا مُعِينَ لَهُ وَصَلَّى عَلَى سَيِّدِ
الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ الْمَبْهُوثِ إِلَى كَافَّةٍ لِلنَّاسِ بَشِيرًا
وُنَذِيرًا وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِأَذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا.

قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي كَلَامِهِ الْمَجِيدِ وَالْفَرْقَانِ
الْحَمِيدِ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا ط
بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ.

وقال في موضع آخر: وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ
اللَّهِ أَمْوَاتٌ ط بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ ۝ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ
بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ
وَالْأَنْفُسِ وَالْثَّمَرَاتِ ط وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا

أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ ۖ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَأَنَا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝
صَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ وَنَحْنُ عَلَىٰ ذَٰلِكَ
لَمِنَ الشَّاهِدِينَ وَالشَّاكِرِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

بزرگان محترم! آپ حضرات کو معلوم ہے کہ یہ محرم الحرام کا مہینہ ہے اور آج چھ
محرم ہے گزشتہ جمعے سیدنا عثمان غنیؓ کے حالات پر جمعہ کا بیان ہوا ہے۔ آج ہم سیدنا فاروق
اعظمؓ کے عنوان پر خطبہ جمعہ شروع کریں گے دو تین جمعوں کے بعد سیدنا حسینؓ کی فضیلت و
شہادت کے عنوان پر گفتگو ہوگی۔

میرے بھائیو! سیدنا فاروق اعظمؓ ایک ایسے خلیفہ اور ایک عظیم انسان گزرے
ہیں کہ جن کی زندگی اور جن کے کارنامے لازوال اور بے مثال ہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ کے
فضائل اور ان کی عظمت اور مناقب کتنے بلند ہیں کہ حضور ﷺ کی چند احادیث اور قرآن کریم
کی چند آیات پیش کروں گا۔

حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ کا اسلام لانا اور اسلام پر قائم رہنا اور ان کی طرف
سے اسلام کو فروغ دینا، یہ علیحدہ علیحدہ عنوانات ہیں۔ فاروق اعظمؓ حضور اکرم ﷺ کی دعا کا
شمر ہیں۔ دعائے نبوت کا شمر ہیں جیسے حضور ﷺ خود دعائے خلیل کا اثر ہیں۔ اسی طرح فاروق
اعظمؓ اسلام میں حضور ﷺ کی دعا کا شمر ہیں۔

کعبۃ اللہ میں محمد عربیؐ کی دعا

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی کعبہ میں حضور ﷺ کو مانگا تھا اور حضور ﷺ نے
بھی کعبہ میں فاروق اعظمؓ کو مانگا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جس کو مانگا وہ کئی پشتوں
کے بعد ملا اور جس کو رسول اللہ ﷺ نے مانگا وہ اگلے دن مل گیا اور کس حالت میں کہ قتل
کرنے کے لئے آرہے ہیں، دارالندوة میں میٹنگ ہوئی کہ حضور ﷺ کو قتل کر دیا جائے، اگر

رسول اللہ ﷺ کو شہید نہ کر دیا گیا شمع رسالت کو گل نہ کر دیا گیا تو پورا مکہ حضور ﷺ کا صحابی بن جائے گا۔ بڑے بڑے سردار قریشیوں کے جو خانہ کعبہ میں دارالندوة میں شریک ہوئے، یا تو رسول اللہ ﷺ کو مکہ سے نکالا جائے، یا نبی ﷺ کو قتل کر دیا جائے، یا نبی ﷺ کو گرفتار کیا جائے، یہ فیصلہ ہوا، کون شہید کرے؟ کسی کی جرأت نہ ہوئی، فاروق اعظمؓ اس وقت فاروق اعظمؓ نہ تھے، بلکہ عمر ابن خطاب تھے انہوں نے کہا کہ یہ کام میں کرتا ہوں میں جا کر شہید کرتا ہوں۔

ادھر فاروق اعظمؓ حضور ﷺ کے قتل کا وعدہ کر رہے ہیں اور عین اسی وقت کعبے میں اللہ کا پیغمبر ﷺ دعا کر رہا ہے۔ حضور ﷺ نے کعبہ میں دعا مانگی، کیا فرمایا؟ تاج رسالت نے کعبہ میں ایک دعا مانگی اور اس دعا میں حضور ﷺ نے فرمایا..... اللھم اعز الاسلام بعمر ابن خطاب ابو عمرو ابن هشام..... اے اللہ! اگر تو اسلام کو عزت دینا چاہتا ہے۔ اگر تو یہ چاہتا ہے کہ اسلام سر بلند ہو، اسلام کا نام پوری کائنات میں پہنچے، اسلام صرف مکے کی بستی اور مدینے کے صحراؤں تک نہ رہے، بلکہ اسلام مدینہ سے نکل کر قیصر و کسریٰ کے درباروں تک پہنچے۔

اے اللہ! اگر تو چاہتا ہے کہ اسلام پوری دنیا میں سر بلند ہو، تو میری ایک درخواست ہے، پیغمبر ﷺ نے درخواست کی ہے اور درخواست اس رب کے سامنے کی ہے جو درخواست پوری کر سکتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ سے ایک چیز مانگی ہے اور اللہ تعالیٰ نے وہ چیز نبی ﷺ کو عطا کر دی ہے۔ مانگنے والا کون ہے؟ دینے والا کون ہے؟

دعا کی قبولیت:

اگر اسی پر غور کریں تو فاروق اعظمؓ کی فضیلت اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتی ہے کہ مانگنے والا کون ہے؟ اور دینے والا کون ہے؟ میں کہتا ہوں کہ سارے فضائل ایک طرف، میں نے صواعق محرقہ میں ایک حدیث پڑھی، میرے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ میں نے یہ حدیث پڑھی تو میں حیران اور ششدر ہو گیا تھا کہ عمرؓ کو اللہ نے کتنی فضیلت دی ہے۔

حضرت عمار ابن یاسرؓ انہوں نے حضور ﷺ سے ایک دن سوال کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ، میری درخواست ہے کہ میرے سامنے عمر فاروقؓ کے فضائل بیان کریں، یہ کس نے کہا عمار ابن یاسرؓ نے، وہ عمارؓ جس کے والد کو ظلم و تشدد کر کے شہید کر دیا گیا، اور وہ عمارؓ جس کو اسلام کے لئے اذیتیں دے دے کر شہید کیا گیا، جس کی اماں سمیہؓ کے ٹکڑے ہوئے، اور رسول اللہ ﷺ جل کر ان کے گھر آئے فرمایا..... یا آل یاسر..... اے یاسر کی اولاد، تمہیں مبارک دیجتا ہوں، اس انعام کی، جو اس تکلیف کے بدلے میں اللہ نے جنت میں تمہارے لئے بنایا ہے۔ اس انعام کی مبارک دینے رسول اللہ ﷺ عمارؓ کے گھر آئے۔

وہ عمار ابن یاسرؓ حضور ﷺ سے عرض کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول! عمرؓ کی فضیلتیں بیان کریں، میں فاروق اعظمؓ کی فضیلت سنتا چاہتا ہوں۔ ایک طرف یہ فضیلت ہے اور فضیلت سے پہلے اللہ تعالیٰ کا رسول ﷺ اللہ سے عمرؓ مانگ چکا تھا۔ پیغمبر ﷺ نے پوری زندگی میں نام لے کر کسی کو مانگا وہ عمر ابن خطابؓ ہے، مجھے یہ دے دو۔

بازار سے تم سودا خریدتے ہو اور سودے میں برتن ہیں، سو قسم کے برتن ہیں، یا ایک ہی قسم کے سو برتن پڑے ہیں۔ اس میں سے تم ایک کا انتخاب کرتے ہو، سچکے ہیں، ٹیوب لائٹ ہے، بلب ہے، کپڑا ہے، ایک جگہ اور تمہاری خواہش ہے کہ میری خریدی ہوئی چیز کو ہر آدمی پسند کرے۔ ہر آدمی کہے کہ تو جو چیز لایا ہے بہت اچھی ہے۔ خالص ہے، بازار سے آپ گوشت خرید کر لے جائیں آپ کی بیوی کہے آپ نے اچھا گوشت نہیں خریدا، تمہیں غصہ آ جائے، تم کہتے ہو کہ اچھا میں اب نہیں خریدتا، تمہیں میری لائی ہوئی چیز پسند نہیں آتی۔ کپڑا خرید کر لے جاتے ہو، تمہاری بیوی کہتی ہے کہ یہ کیا کپڑا لائے ہو، اس پر تو بھور آ جائے گا، تم کہتے ہو کہ اچھا میں آئندہ نہیں خریدتا، تو تمہاری بات ہے کہ جو چیز تم خریدو، اس کو کوئی برانہ کہے، فطری بات ہے۔

تم اتنے سیانے اور دانا ہو کہ ہر چیز تم خریدو، اس پر تنقید برداشت نہ کرو اور جو چیز محمد مصطفیٰ ﷺ خریدیں اور محمد مصطفیٰ ﷺ مانگیں اور اس ذات سے مانگیں جو ہر چیز سے واقف

ہے۔ اگر وہ بری چیز ہو تو اللہ اپنے محمد ﷺ کو کبھی نہ دیتا۔ اگر اس میں کوئی نقص ہو تو وہ اپنے پیغمبر ﷺ کو کبھی نہ دے۔ اگر وہ عیب دار چیز ہو تو وہ اپنے نبی ﷺ کو کبھی نہ دے، دینے والا تو دیکھو اور مانگنے والا تو دیکھو، پہلے مثال تو گزر چکی ہے۔ پیغمبر ﷺ نے خدا سے کچھ چیزیں مانگیں خدا نے نہیں دیں، کیوں نہیں دیں؟ وہ چیزیں مفید نہ تھیں، نبی عالم الغیب نہیں ہوتا۔ عالم الغیب اللہ کی ذات ہوتی ہے۔ نبی ﷺ کو نہیں پتہ ہوتا کہ آئندہ اس کا رزلٹ کیا ملے گا، لیکن اللہ کو تو پتہ ہے جو دینے والا ہے، وہ تو جانتا ہے۔

حضرت نوحؑ کی دعا

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنا بیٹا مانگا، اللہ نے نہیں دیا۔ نوح علیہ السلام نے بیٹا مانگا اور کیا کہا..... رَبِّ اِنَّ اِبْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ یہ میری آل ہے میرا بیٹا ہے، اللہ نے کیا فرمایا..... اِنَّكَ لَيْتَسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ہم نے اس کو تیری آل سے خارج کر دیا ہے۔ پیغمبر رو کر کہے، ہاتھ اٹھائے پیغمبر نے کہ میرا بیٹا ہے، میرا بیٹا کلمہ سے سنوار دے، میرا بیٹا تو حید کے زیور سے سنوار دے آراستہ کر دے، میرا بیٹا میرے دین میں داخل کر دے، ہاتھ نبوت کے خالی لٹا دیئے اور کہا کہ یہ تیرا بیٹا تیرے لئے مفید نہیں ہے۔

نبی ابراہیم علیہ السلام ہے، جس نے کعبہ میں محمد مصطفیٰ ﷺ کو مانگا تھا وہ نبی جس نے تعمیر کعبہ کی، بیٹے کے گلے پر چھری چلا دی، بچے کو جنگل میں چھوڑنے کا حکم ہوا تو کامیاب ہوا، آگ میں چھلانگ لگانے کا حکم ہوا تو کامیاب ہوا۔

جب اس پیغمبر نے اپنے باپ کی مغفرت کی دعا کی تو اللہ نے نبوت کے ہاتھ خالی لٹا دیئے اور کہا کہ یہ باپ تیرے لئے مفید نہیں ہے۔

یہ بت پرست بھی ہے

بت فروش بھی ہے

بت ساز بھی ہے

تیرا باپ ہے تو نے اس کے گھر میں جنم لیا ہے، تیری پرورش اس کے گھر میں ہوئی

ہے لیکن میں تیری دعا قبول نہیں کرتا ہوں۔

حضرت نوح علیہ السلام نے بیٹا مانگا اللہ نے نہیں دیا۔ ابراہیم علیہ السلام نے باپ مانگا، اللہ نے نہیں دیا۔

اللہ کے آخر نبی محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنا چچا مانگا تو اللہ نے آیت اتار دی..... إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يُشَاءُ..... تیرا چچا ہدایت نہیں پاسکتا۔ ہدایت میرے پاس ہے تیرے پاس نہیں ہے۔

پھر اسی کعبہ میں نبی ﷺ نے عمر کو مانگا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ہاتھ خالی نہیں لٹائے، پہلے ہی دن عمر پیغمبر ﷺ کی جھولی میں ڈال دیا۔

عمر مفید نہیں تھا جھولی میں کیوں ڈالا

عمر نے فاطمہ کی توہین کرنی تھی جھولی میں کیوں ڈالا

عمر نے محمد ﷺ کے خاندان کو تنگ کرنا تھا جھولی میں کیوں ڈالا

عمر نے فاطمہ الزہراءؑ کے دروازے کو آگ لگانی تھی جھولی میں کیوں ڈالا؟

اللہ آپ کو کہہ دیتے، جس طرح صاف صاف نوح علیہ السلام سے کہہ دیا تھا، صاف صاف ابراہیم علیہ السلام سے کہہ دیا تھا، صاف صاف ابوطالب کے لئے کہہ دیا تھا۔ آج عمر کو نبی ﷺ نے کعبہ میں مانگا اللہ کہہ دیتا کہ عمر تیرے لئے مفید نہیں ہے۔

لیکن پیغمبر ﷺ نے دعا میں یہ کہا تھا..... اَللّٰهُمَّ اعْزِزْ اِسْلَامَ بَعْرِ ابْنِ خَطَّابٍ..... یہ اسلام جو چھپ کر میں کعبہ کی گلیوں میں پیش کر رہا ہوں، اسے ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔ عمر بھیج دے، اللہ نے بھیج دیا۔ اگر عمرؓ نے اسلام کا غلبہ نہیں کرنا تھا۔ نبی ﷺ نے مانگا کیوں؟ اللہ نے دیا کیوں؟..... اَللّٰهُمَّ اعْزِزْ اِسْلَامَ بَعْرِ ابْنِ خَطَّابٍ..... اسلام کی عزت چاہتا ہے تو مجھے عمر دے دے۔

فاروق اعظمؓ کو کس نے مانگا؟ (نبی ﷺ نے) میں کہتا ہوں کہ ساری فضیلتیں ایک طرف رکھو، صرف ایک فضیلت عمر کو نبی ﷺ نے خدا سے مانگا، ایک فضیلت اس سے بڑی

کوئی، بات ہو سکتی ہے؟ (نہیں) نبی ﷺ کوئی بری چیز مانگ سکتا ہے؟ (نہیں) جس میں عیب ہو نبی ﷺ پسند کر سکتا ہے؟ (نہیں) تو تو عیب دار برتن نہیں پسند کرتا، تیرے نبی ﷺ نے عیب دار آدمی کیسے پسند کر لیا؟ اور دینے والے نے دے کیسے دیا؟ اگر عمرؓ میں کوئی عیب تھا یا اس نے اسلام کے لئے مفید نہیں ہونا تھا تو پہلے تو اللہ نے نبیوں کے ہاتھ خالی لوٹائے تھے، اس موقع پر نبی ﷺ کا ہاتھ خالی کیوں نہ لوٹایا۔

نبی ﷺ نے دعا مانگی؟..... اللھم اعز الاسلام..... اے اللہ! اگر اسلام کو عزت دینا چاہتا ہے، سر بلند کرنا چاہتا ہے اسلام کو، مجھے عمرؓ دے دے اور جب تو مجھے عمرؓ دے گا پھر دیکھے گا نہ قیصر رہے گا نہ کسریٰ رہے گا..... پھر رہا قیصر و کسریٰ؟ (نہیں) لیکن عمرؓ مجھے دیدے۔
عمرؓ کی غیرت، عمرؓ کا حیا، عمرؓ کی قوت، عمرؓ کی شوکت، عمرؓ کی سطوت، عمرؓ کا رعب، عمرؓ کا دبدبہ کیسا تھا؟

غیرت فاروقیؓ کا ایک پہلو

میرے بھائیو! حضور ﷺ کی ایک بیوی حضرت سلمیٰؓ، عرب آئے کا ایک خزیرہ بناتے وہ کھانے کے لئے بھی ہوتا تھا اور عورتیں کبھی کبھی اپنا چہرہ صاف کرنے کے لئے اس کو چہرے پر لگا دیتی تھیں، ام سلمیٰؓ نے خزیرہ بتایا کھانے کے لئے، تو انہوں نے وہ خزیرہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے منہ پر مل دیا۔ حضرت زینبؓ نے، شکایت کی، کہ ام سلمیٰؓ نے خزیرہ میرے منہ پر ملا۔

تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ دوسرا خزیرہ پڑا ہے تو ان کے منہ پر مل لے، تو دوسری بیوی نے ان کے چہرے پر مل دیا۔ اب دونوں کے چہرے پر خزیرہ ملا ہوا ہے۔ اس وقت تک پردے کی آیتیں نہیں اُتری تھیں، دیکھا کہ سامنے فاروق اعظمؓ آرہے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ منہ دھولو، کہیں عمرؓ ناراض نہ ہو جائے، یہ بھی کسی اور کے لئے نہیں کہا۔

حضور ﷺ سے حضرت عمرؓ نے عمرے کی اجازت مانگی کہ مجھے عمرے کی اجازت دیں حضور ﷺ نے اجازت دے کر ایک لفظ کہا، وہ بھی کسی صحابی کے لئے نہیں کہا، حضور ﷺ

نے فرمایا..... لا تنسى من دعائك..... اپنی دعا میں مجھے بھول نہ جانا۔ یہ بھی حضرت عمرؓ کے لئے کہا، عمرؓ تو مجھے اپنی دعا میں بھول نہ جانا، عمرؓ کے لئے جاؤ میرے لئے دعا کرنا، کس نے کہا؟ (محمد مصطفیٰ ﷺ نے)

فضائل عمرؓ پیغمبر ﷺ کی زبانی

تو میں عرض کر رہا ہوں کہ حضرت عمار بن یاسرؓ نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! عمرؓ کے فضائل بیان فرمائیں۔ میری خواہش ہے کہ میں اپنے پیغمبر ﷺ سے عمرؓ کے فضائل سنوں۔ آگے سے جواب میں حضور ﷺ نے ایک بات فرمائی تو بظاہر فضائل میں سے تو نہیں ہے، لیکن فضیلتوں کی انتہا نہیں چھوڑی، حضور ﷺ نے فرمایا عمارؓ گو، کہ جو سوال تو نے مجھ سے کیا تھا، یہی سوال میں نے جبرائیل امین علیہ السلام سے کیا تھا۔

سمندری کے لوگو! اس پر غور کرو، یہ میں بالکل نئی روایت پیش کر رہا ہوں۔ بہت پرانا ذخیرہ ہے کتاب کا، اس میں سے ایک کتاب ہے صواعق محرقہ ابن حجر کی کتاب ہے۔ تو حضرت عمارؓ نے فرمایا یا رسول اللہ ﷺ! میرا جی چاہتا ہے کہ آپ حضرت عمرؓ کے فضائل بیان کریں، تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ عمارؓ تو نے مجھ سے وہ سوال کیا کہ جو سوال ایک مرتبہ میں نے جبرائیل امین علیہ السلام سے کیا تھا کہ عمرؓ کے فضائل بیان کرو، تو جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا، وہی جواب دیتا ہوں۔

جبرائیل علیہ السلام کا جواب سنو، جبرائیل امین علیہ السلام نے فرمایا اے محمد رسول اللہ ﷺ! تم عمرؓ کی فضیلت پوچھتے ہو، اگر نوح علیہ السلام کی عمر ساڑھے نو سو سال کے برابر، میں ساڑھے نو سو سال تک تمہارے سامنے عمرؓ کی فضیلت بیان کرتا رہوں تب بھی عمرؓ کی فضیلت بیان نہیں ہوگی، یہ جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کو فرمایا تھا۔

نوحؓ کی کشتی کی بناوٹ

اور حضرت نوح علیہ السلام کی دعا بھی ابن حجرؒ نے نقل کی ہے کہ حضرت نوح علیہ

السلام فرماتے تھے کہ جب میں کشتی بناتا ہوں، اللہ نے حکم دیا کشتی بناؤ، طوفان سے بچنے کے لئے، تو رات کو زمین کا کیڑا کشتی کا ایک حصہ کھا جاتا تھا۔ کشتی بناتے اور کیڑا کھا جاتا۔ صبح کو کشتی غائب، میں نے کئی دنوں کے بعد اللہ سے درخواست کی، اے اللہ! میرے ساتھ کیا معاملہ ہوتا ہے۔ آپ نے حکم دیا کہ کشتی بناؤ، لیکن کشتی کیڑا کھا جاتا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا! اس کشتی پر میری مخلوق کے اکابر کا نام لکھو، کیڑا نہیں کھائے گا۔ تو حضرت نوح علیہ السلام نے عرض کیا کہ آپ کی مخلوق کے اکابر کون سے ہیں؟ تو اللہ نے پانچ آدمیوں کا نام لیا، محمد رسول اللہ ﷺ، ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، ان کا نام کشتی پر لکھو تو کیڑا قریب بھی نہیں آئے گا۔

ابن حجر مکی نے لکھا ہے کہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا ذکر پہلی ہر کتاب میں موجود ہے۔ اور قرآن میں ایک لفظ ہے..... ذلک مثلہم فی التوراة و مثلہم فی الانجیل..... کہ ان خلفاء کا ذکر تو رات میں بھی آچکا ہے۔ انجیل میں بھی آچکا ہے، اس پر انشاء اللہ بیان ہوگا کہ..... ذلک مثلہم فی التوراة و مثلہم فی الانجیل..... اس کے تحت عمر فاروقؓ کی فضیلت کتنی ہے اور اس کے ضمن میں کتنی بشارات ہیں..... ذلک مثلہم فی التوراة و مثلہم فی الانجیل..... آج بیان ہو رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے عمرؓ کو محمد مصطفیٰ ﷺ نے مانگا ہے اور کس دعا سے مانگا ہے..... اللہ اعز الاسلام بعمر ابن خطاب او بعمر ابن ہشام..... میں نے واقعہ آپ کو سنایا کہ دارالندوة میں میٹنگ ہوئی۔ اس میٹنگ میں فیصلے کے مطابق کہ حضور ﷺ کو شہید کر دیا جائے۔ کوئی آدمی یہ ذمہ داری نہیں لیتا۔ عمرؓ نے کہا کہ یہ ذمہ داری میں لیتا ہوں کہ میں حضور ﷺ کو قتل کرتا ہوں۔

فاروق اعظمؓ اگلے دن تلوار لے کر رسول اللہ ﷺ کو شہید کرنے کے لئے جا رہے ہیں۔ راستے میں ایک صحابی ملے، انہوں نے کہا کہ عمرؓ کہاں کا ارادہ ہے؟ عمرؓ نے جواب دیا۔ نعیمؓ میں تمہارے محمد ﷺ کا سر لینے جا رہا ہوں، یہ تلوار میرے پاس ہے، عمرؓ کے نام سے لوگ

لڑتے تھے، عمرؓ بہادر تھا۔ سر لینے جا رہا ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ سر لینے کیا جا رہے ہو، بلکہ سر دینے جا رہے ہیں۔

فضیلت عمرؓ پر امیر شریعت کا قول

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ فرمایا کرتے تھے کہ سر لینے کے لئے جانا سر دینے کی تمہید تھا۔ ایسی تمہید تو دنیا میں کبھی نہیں آئی کہ سر لینے کے لئے جائے اور سر دے کر آئے تو نعیمؓ نے کہا کہ تم محمدؐ کا سر لینے جا رہے ہو، اپنے گھر کی خبر لو، تمہاری بہن فاطمہؓ بنت خطاب وہ اسی محمدؐ کا کلمہ پڑھ چکی ہیں۔ اور تمہارے جو بہنوئی ہیں سعید ابن زید وہ بھی کلمہ پڑھ چکے ہیں، تم محمدؐ کا سر لینے کے لئے جا رہے ہو، پہلے جا کر اپنے گھر کی تو خبر لو، انہوں نے کہا کہ اچھا میرے گھر میں اسلام، میرے گھر میں محمد مصطفیٰؐ کا دین آ گیا، یہ کیسے ہوا؟ گھر آئے، سر لینے کے لئے جانے والا واپس آ گیا راستے سے۔

دروازہ کھٹکھٹایا بہن کا، تو دروازے سے آواز آرہی ہے قرآن پاک کی، اب قرآن فاروقؓ کے کانوں سے ٹکرایا تو شرک کا محل ٹوٹ گیا ایک لفظ سے، اندر آئے بہن کو مارنا شروع کر دیا، بہنوئی آئے ان کو مارا، سعید تجھے کیا ہو گیا تو نے محمدؐ کا کلمہ پڑھ لیا۔ سعید کو مارا تو وہ بے ہوش ہو گئے۔ بہن بے ہوش ہو گئی، جب ہوش آیا تو وہی قرآن کی صدا، عمر فاروقؓ نے فرمایا، فاطمہ کیا ہوا؟ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں کہا، جس باپ کا خون تیری رگوں میں ہے، اسی کا خون میری رگوں میں ہے، تو مار مار کر تھک جائے گا، میں مار کھا کر نہیں تھکوں گی۔

بس یہ کہنا تھا کہ وہ بہن کہ جو ساری زندگی بھائی کے پاؤں چاٹتی تھی۔ میرے سامنے کھڑی ہو گئی ہے، وہ کون سی قوت اور طاقت ہے کہ میری بہن میرے سامنے کھڑی ہو گئی، حضرت عمرؓ نے کہا کہ وہ قرآن سناؤ، جب کہا قرآن سناؤ۔

تو بہن نے کہا کہ تو پلید ہے غسل کرو، تیرا جسم پاک نہیں، عمرؓ نے غسل کیا، حضرت فاطمہؓ بنت خطاب نے کون سی سورت پڑھی، سورۃ طہ، جب سیدہ فاطمہؓ بنت خطاب نے

سورۃ شروع کی تو عمرؓ کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب نکل پڑا، کفر و شرک کے جراثیم آنکھوں کے راستے پانی بن کر چھم چھم برس پڑے اور فرمایا کہ مجھے بھی محمد مصطفیٰ ﷺ کے دربار میں لے جا کر کلمہ پڑھا دے، بات عمرؓ کی نہیں ہے بات اس دعا کی ہے۔

حضرت فاطمہؓ سیدنا عمرؓ کو لے کر حضور ﷺ کے دروازے پر پہنچیں، حضور ﷺ کی محفل لگی ہوئی ہے، حضور ﷺ تشریف فرما ہیں، سارے صحابہ رضی اللہ عنہم تشریف فرما ہیں۔ حضرت حمزہؓ اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دور سے دیکھا کہ کسی نے کہہ دیا کہ عمرؓ آ رہا ہے، حضرت حمزہؓ نے کہا کہ ارادہ ٹھیک ہوا تو استقبال کریں گے ورنہ اس تلوار سے میں عمرؓ کا سر قلم کر دوں گا کہ عمرؓ اس ارادہ سے آیا۔

حضرت عمرؓ آئے اور آ کر نبوت کے پاس سر جھکا دیا اور کسی نے بتایا کہ عمرؓ تلوار لے کر میرا سر قلم کرنے آ رہا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ عمرؓ تم سر لینے آ رہے تھے..... کہا اب عمرؓ سر دینے آ رہا ہے۔ حضور ﷺ مجھے کلمہ پڑھا دیں۔ حضور ﷺ نے کلمہ پڑھایا حضور ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں بڑا گناہ گار ہوں۔ میں سر لینے کے ارادے سے چلا تھا میری یہ غلطی کیسے معاف ہو سکتی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب سچے دل سے تو اسلام کے دامن میں آ گیا تو اللہ تعالیٰ نے سارے گناہ معاف فرمادیئے۔

سیدنا عمرؓ کے قبولیت اسلام کی وجہ سے اسلام کی سر بلندی

ابھی سیدنا فاروق اعظمؓ کو اسلام لائے چند لمحے گزرے۔ حضور ﷺ کی محفل میں بیٹھے ہوئے حضرت عمرؓ نے کہا کہ اب اذان کعبہ میں ہوگی، دار ارقم میں نہیں، اس لئے ابن حجر عسقلانیؒ نے کہا.....

اول من اسلم اعلانیۃ فہو عمر.....

جس نے علی الاعلان نبی ﷺ کا کلمہ پڑھا وہ عمرؓ ہے.....

اول من اذان فی دار الکعبۃ فہو عمر.....

جس نے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا نام کعبہ میں بلند کیا وہ عمرؓ ہے۔
حضور ﷺ نے فرمایا مشکلات ہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم کو تکلیف ہوگی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا، اے اللہ! کے رسول ﷺ کیا ہم حق پر نہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہم حق پر ہیں، فرمایا آج پھر یہ نہ ہوگا کہ کلمہ عمرؓ پڑھ چکا ہو اور نماز دار ارقم میں ہو، آج اذان کعبہ میں ہوگی نماز اور عبادت کعبہ میں ہوگی۔

مجھے بتاؤ حضرت علیؓ بھی تو کلمہ پہلے پڑھ چکے تھے، اذان کعبہ میں کیوں نہیں ہوئی، اذان کعبہ میں ہوئی فاروق کے آنے کے بعد، ابو بکرؓ بھی کلمہ پڑھ چکے تھے، لیکن اذان کعبہ میں اس وقت ہوئی جب عمر فاروقؓ نبی ﷺ کی جھولی میں آیا۔ چنانچہ چشم فلک نے وہ نظارہ بھی دیکھا کہ چند لمحوں کے بعد اذان کعبہ میں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کا نام کعبہ میں بلند ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا نام کعبہ میں لیا گیا۔

اعلانیہ ہجرت:

اور پھر وہ وقت آیا کہ جب ہجرت کا وقت آیا۔ تو اللہ نے رسول اللہ ﷺ کو فرمایا اے میرے پیغمبر ﷺ تجھے ہجرت کی اجازت ہے لیکن رات کو، حضور ﷺ ہجرت کر رہے ہیں رات کو، ابو بکرؓ کے سے نکل رہے ہیں رات کو، صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعتیں مکہ سے مدینہ جا رہی ہیں رات کو، لیکن عمرؓ دوپہر کے وقت کعبہ میں، مقام ابراہیم علیہ السلام پر کھڑے ہو کر حضرت عمرؓ نے کہا، عمرو ابن ہشام، عقبہ، انس بن شریک، عتیبہ، آج محمد مصطفیٰ ﷺ کے حکم پر قرآن میں اجازت دے دی گئی ہے..... اُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتِلُونَ بِأَنَّهُمْ ظَالِمُونَ..... ہجرت کی اجازت قرآن نے دی ہے، اس اجازت کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم کے سے مدینہ چلے گئے، لیکن اپنے اپنے ذریعہ سے گئے، خاموش ہو کر گئے، چھپ کر گئے، لیکن اے کفر کے سردارو، قریشو! عمر خاموش ہو کر کعبہ سے نہیں جائے گا۔ عمر چپ کر کے کعبہ سے نہیں نکلے گا، بلکہ کعبہ میں کھڑے ہو کر عمرؓ نے کہا کہ میں علی الاعلان مکہ چھوڑ کر مدینہ جا رہا ہوں، حالانکہ ابو جہل نے بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم کو روکا، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ گوروکا تھا۔

حضرت سعدؓ کی قربانی:

سعد بن ابی وقاصؓ کی شادی کو ایک سال ہوا تھا اور سعدؓ کے پاس ایک بچہ تھا اور بیوی ہے، جب یہ ہجرت کرنے لگے، ابو جہل نے بیوی کو پکڑ لیا بچے کو پکڑ لیا اور کہا کہ یہ لڑکی مکے کی ہے، مکے میں رہے گی، یہ بچہ مکے کا ہے مکے میں رہے گا، ابو جہل نے کہا کہ اگر بیوی چاہتا ہے مکہ میں رہ، سعدؓ نے کہا کہ میں بیوی بھی چھوڑتا ہوں، بچہ بھی چھوڑتا ہوں، لیکن اپنے نبی ﷺ کو نہیں چھوڑتا، سعدؓ کے بچے کو روک لیا۔

اور حدیث میں آتا ہے کہ جب سعد بن ابی وقاصؓ مدینہ پہنچے، تو وہاں حضور ﷺ نے دیکھا کہ حضرت سعدؓ پریشان ہیں حضور ﷺ نے فرمایا کہ سعدؓ کیوں پریشان ہو؟ فرمایا میری بیوی اور بچہ مکہ میں ہے اور میں نے بیوی اور بچے کو چھوڑا تھا کملی والے تجھے نہیں چھوڑا، حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو نے اپنے نبی ﷺ کو نہیں چھوڑا تو گویا کہ سارے جہاں کو نہیں چھوڑا۔

چند دنوں کے بعد حضور ﷺ نے ایک قاصد بھیجا۔ اس کے سارے کو کہہ بھیجا۔ وہ ان کے بچوں کو لے کر مدینہ میں پہنچا۔

میرے بھائیو! یہ حال ہے کہ مکے سے کوئی نکل نہیں سکتا۔ ان حالات میں کہ جب بیوی کو بھی روک لیتا اور بچوں کو بھی روک لیتا۔

حضرت سراقہ بن جشم حضور ﷺ کے تعاقب میں چلے، جو انعام کے لالچ میں تھے ایسے وقت میں کہ جب چاروں طرف مشکلات ہوں اور عمر ابو جہل کو کہتا ہے عقبہ اور شیبہ کو بھی کہ میں علی الاعلان ہجرت کر کے مکے جا رہا ہوں۔ جس نے اپنے بچوں کو یتیم کرانا ہے وہ جبل ابی قیس کے پیچھے آئے اور اس پہاڑ کے پیچھے آ کر میرا راستہ روک لے۔ جس نے اپنی بیوی کو بیوہ کرانا ہو جس نے اپنے بچوں کو یتیم کرانا ہو وہ آئے اور آ کر عمر کا راستہ روک لے۔ حضرت عمرؓ علی الاعلان مکے سے ہجرت کر کے گئے اور کوئی راستہ روکنے والا نہیں تھا۔

سیدنا عمرؓ کو فاروق کہنے کی وجہ:

میرے بھائیو! فاروق اعظمؓ کی بڑی شان ہے۔ عمرؓ کیلا عمر نہیں، بلکہ فاروق لقب پیغمبرؐ نے دیا۔ فاروق کا معنی کیا ہے؟ حق اور باطل میں فرق کرنے والا۔ فاروق فرق کرتا ہے حق اور باطل کے درمیان، لقب دیا پیغمبرؐ نے فاروق اعظمؓ۔

سیدنا عمرؓ کا رعب:

رعب اور سطوت بڑی ہے عمرؓ جا رہے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم پیچھے کھڑے ہیں۔ عمر فاروقؓ نے پیچھے مڑ کر دیکھا، جتنے صحابہ رضی اللہ عنہم تھے زمین پر گر گئے رعب سے، عمرؓ کے چہرے کے رعب کی کوئی تاب نہ لاسکتا تھا۔

ایک حجام حجامت کر رہا تھا۔ عمر فاروقؓ نے کھانا، حجامت کرتے ہوئے کھانے کی آواز سن کر بے ہوش ہو کر زمین پر گر گئے کہ اگر عمرؓ مجھ سے ناراض ہو گیا تو کیا ہوگا۔ فاروق اعظمؓ نے اسے اٹھایا اور کہا کہ گھبرانے کی ضرورت نہیں، جب فاروق اعظمؓ خلیفہ بنے، صحابہ رضی اللہ عنہم کو عمر فاروقؓ نے خطبہ دیا اور عمرؓ نے کہا لوگو! تم پریشان ہو کہ میں سخت ہوں، میں نبیؐ کے دور میں سخت تھا تو میری سختی کو رسول اللہؐ نے پسند کیا تھا۔ نبیؐ نرم تھے اور میں سخت تھا، میری سختی کو انہوں نے پسند کیا تھا، لیکن اب میں خود حکمران ہوں، یہ نرمی بھی مجھ میں آگئی ہے جو نرمی ابوبکرؓ میں تھی اب مجھ میں ہے، لیکن عمرؓ ظالم کو معاف نہیں کرے گا، عمر فاروقؓ نے مجمع میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کر کے کہا کہ اگر میں تمہیں اسلام کے خلاف کوئی حکم دوں میری بات مانو گے؟ اس کو ماہر القادری نے کہا کہ

میں کوئی خلاف شرع حکم دوں تم کو اگر

کیا جھکا دو گے جبین تم میری پھر آواز پر

پھر گرج کر بولا پھر وہی سادہ یمین

پھر میری شمشیر ہو گی اور امیر المومنین

ایک بوڑھے نے کہا اگر تو قرآن کے خلاف حکم دے گا تو پھر میری تلوار ہوگی، تیرا سر ہوگا، یہ بات سن کر عمرؓ نے کیا کہا، کہ آج تو نے مجھے زندہ کر دیا۔ میں خوش ہوں کہ میری سلطنت میں اسلام کی سر بلندی کے لئے کوشاں لوگ موجود ہیں۔ جب ایسے تادیب کرنے والے نہیں رہیں گے حکومت کی روح نہیں رہے گی، حکومت کی روح تب باقی رہتی ہے کہ کوئی تعذیب کرنے والا ہو۔

پہاڑ کی حرکت اور قول نبی ﷺ

میرے بھائیو! حضور ﷺ ایک پہاڑ پر چڑھے۔ ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم ساتھ ہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ پہاڑ حرکت کرنے لگا، حضور ﷺ نے فرمایا اے پہاڑ ٹھہر جا، تجھ پر ایک نبی ﷺ ہے، ایک صدیق ہے اور دو شہید ہیں، یہ فرمایا۔ حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم کی طرف اشارہ کر کے فرمایا..... ہر نبی کے دو وزیر آسمانوں پر ہوتے ہیں، دو زمین پر ہوتے ہیں، میرے دو وزیر آسمانوں پر جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام ہیں اور زمین پر میرے دو وزیر ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا..... ابو بکر و عمر السمع والبصر..... ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم میری آنکھ ہے اور میرے کان ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا..... لو کان بعدی نبی لکان عمر اگر میرے بعد کسی نے نبی بن کر آنا ہوتا تو عمر کا سراں لائق تھا کہ اس کے سر پر نبوت کا تاج رکھا جاتا یہ عمرؓ ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا..... جس راستے سے عمرؓ گزرتا ہے شیطان اس راستے سے نہیں گزرتا، شیطان راستہ بدل لیتا ہے۔

عمرؓ مراد، علیؓ مرید

میرے بھائیو! عمرؓ کو دیکھو، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ان سے کسی نے

سوال کیا کہ علیؑ اور عمرؓ میں کیا فرق ہے؟ تو سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے فرمایا، علیؑ مرید تھے عمرؓ مراد تھے۔ علیؑ نبی ﷺ کے پاس چل کر آئے تھے اور عمرؓ کو اللہ سے نبی ﷺ نے مانگا تھا۔

امیر شریعت اور عمر کی وفا

ایک رافضی عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو کہنے لگا، میرے گھر میں کوئی بچہ نہیں ہے، دعا کریں جو بچہ ہو فوت نہ ہو جائے۔ سید صاحب نے دعا کی بچہ بچ گیا، آکر کہنے لگا شاہ بچہ بچ گیا ہے، علیؑ کا فضل ہوا، شاہ جی نے کہا فضل تو اللہ کا ہوتا ہے، لیکن اگر عمرؓ کی وفات نہ ہو تو دنیا میں بچ ہی کوئی نہیں سکتا۔ عمر جو ہوتی ہے انسان کی عمر، عمر کی وفات نہ ہو تو آدمی قبر میں چلا جاتا ہے، وفات عمر کی ہوتی ہے۔

سیدنا عمرؓ اور تائید خدا:

میرے بھائیو! قرآن کریم کی ستائیں آیتیں، شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے لکھا ہے کہ قرآن کریم کی ۲۷ آیتیں ایسی ہیں کہ جن آیتوں میں جو رائے پیغمبر ﷺ کے سامنے عمرؓ نے پیش کی وہی رائے اللہ کا قرآن بن کر اتر آیا۔ ۲۷ مقامات ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگی حضور علیہ السلام نے سارے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا کسی نے کہا کہ تحقیق کرو، کسی نے کہا کہ فلاں سے پوچھو، لیکن عمرؓ نے مجمع میں کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ جو خدا آپ کے جسم پر گندی کھسی نہیں بیٹھنے دیتا۔ وہ آپ کے بستر پر غلط عورت بھی نہیں آنے دے گا۔ عائشہؓ کا دامن پاک ہے اور جنہوں نے تہمت لگائی ہے غلط ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد قرآن کریم کی سترہ آیات اتریں۔ حضرت عائشہؓ کی صفائی میں، جن میں آخری آیت یہ تھی..... سُبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ..... کافروں کی طرف سے بہتان لگایا گیا ہے جو رائے عمرؓ نے فرش پر پیش کی ہے وہی رائے آسمانوں سے قرآن بن کر نازل ہوئی۔

شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ خلیفہ راشد، کاسینہ وحی الہی کے مشابہ تھا، خلیفہ راشد کی سوچ نبوت کی سوچ کی آئینہ دار تھی۔ خلیفہ راشد کاسینہ وہی بات قبول کرتا ہے جو اللہ کی طرف سے وحی نازل ہوتی ہے۔

دیکھیں! حضرت عائشہؓ پر تہمت لگی، فاروق اعظمؓ نے فوراً جو کہا، اللہ نے بھی وہی کہا، فاروق اعظمؓ کے دل میں خیال آیا۔

مقام ابراہیم اور سیدنا فاروقؓ کی رائے:

ایک دن حضرت فاروق اعظمؓ نے حضور ﷺ کے سامنے فرمایا۔ یا رسول اللہ ﷺ میرا جی چاہتا ہے کہ یہ جو جگہ ہے خانہ کعبہ کے سامنے مقام ابراہیم، جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاؤں کے نشان ہیں میرا جی چاہتا ہے کہ میں یہاں دو رکعت نماز نفل ادا کیا کروں، طواف کے بعد کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ بنایا، شرک کی بنیادیں اکھاڑ دیں، میرا دل چاہتا ہے کہ جب میں عمرے سے فارغ ہوں، یا طواف کروں تو یہاں دو رکعت ادا کروں، حضرت عمرؓ کو حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ میری مرضی نہیں ہو سکتی، یہ اللہ کی طرف سے ہے، میں اپنی مرضی کیسے کر سکتا ہوں، بس یہ بات ابھی ختم ہوئی کہ اسی وقت اللہ کا قرآن پڑھا..... والے خلدوا من مقام ابراہیم مصلی..... جو رائے عمرؓ نے پیش کی ہے وہی رائے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اتار دی کہ جب کوئی طواف اور عمرہ سے فارغ ہو یہاں دو رکعت نفل ادا کرے جو رائے عمرؓ نے پیش کی وہی رائے اللہ تعالیٰ کا قرآن بن کر آیا۔

بدر کے قیدیوں کے متعلق فاروقؓ کی رائے:

جنگ بدر کے شرکاء کو جنت کا ٹکٹ ملا، لیکن بدر میں جو کافر قید ہو کر آئے۔ حضور ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ کسی نے کہا ان قیدیوں کو پیسے لے کر چھوڑ دو، کسی نے کہا ان پڑھے ہوئے آدمیوں کو کہو کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے

بچوں کو پڑھاؤ، کسی نے کہا کہ ان کو گرفتار رکھو، کسی نے کچھ کہا۔

لیکن جب حضرت عمرؓ کی باری آئی، قرآن پاک میں یہ واقعہ ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میری رائے یہ ہے کہ آج کفر اور اسلام میں تمیز ہو جانی چاہئے، کیسے تمیز ہو؟ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا..... ان کافروں میں سے جو مسلمانوں کا رشتہ دار ہے اس کو اس رشتہ دار کے سپرد کر دو، وہ اپنے ہاتھ میں تلوار لے کر اس کا سر قلم کرے۔

کیوں؟ یہ پہلی جنگ ہے بدر کی، اس میں جب کوئی مسلمان اپنے ہاتھ سے قتل کرے گا تو قیامت تک دنیا کو پتہ چلے گا کہ جو محمد مصطفیٰ ﷺ کے مقابلہ میں آیا وہ کوئی رشتہ دار نہیں ہوتا۔ رشتہ داری محمد مصطفیٰ ﷺ کے دین پر قربان ہے۔

لوگوں نے کہا کہ رائے تو بہت سخت ہے، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میرا سگاماموں قیدیوں میں ہے، عاص بن وائل، میرے سپرد کرو، میں اپنے ماموں کا سر کاٹوں، تاکہ دنیا کو بتاؤں کہ ایک طرف ماموں ہے ایک طرف پیغمبر ﷺ کی محبت ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ رائے بڑی سخت ہے، حضور ﷺ نے ان قیدیوں کو رہا کر دیا، رہا کر کے واپس آئے تو قرآن کی آیت آئی..... ماکان لنبی ان یکون له امری حتی یسئخن فی الارض..... جو رائے عمرؓ نے پیش کی تھی۔ عرش سے اللہ کی وحی آئی، لیکن چونکہ فیصلہ نبی ﷺ نے کر دیا۔ اللہ نے وحی پہلے نہیں اتاری، تاکہ جو نبی ﷺ چاہتا ہے وہ ہو جائے۔

ابن ابی کے جنازے پر فاروق کی رائے:

عبداللہ ابن ابی کی نماز جنازہ پڑھانے کا وقت آیا، عبداللہ ابن ابی کا لڑکا صحابی تھا اور باپ منافق ہے لڑکا آیا حضور ﷺ کے پاس، کہ میرا باپ عبداللہ فوت ہو گیا ہے منافقین کا سردار، میرا باپ فوت ہو گیا ہے آپ قمیض دے دیں تاکہ اس میں کفن دے دوں، شاید میرے باپ کی بخشش ہو جائے۔

حضور ﷺ بڑے نرم دل تھے۔ حضور ﷺ نے اپنی قمیض دے دی وہ بھی لے گیا اور

اس نے کہا کہ یا رسول اللہ! میرے باپ کا جنازہ بھی آپ پڑھائیں، حضور ﷺ نے مان لیا۔ اب جب جنازہ پڑھانے کے لئے چلے تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ عبد اللہ ابن ابی وہ ہے کہ جس نے حضرت عائشہؓ پر تہمت لگائی، یہ عبد اللہ ابن ابی وہ ہے کہ جس نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو تنگ کیا، جس نے جنگ احد میں مسلمانوں سے بے وفائی کی غداری کی، آپ اس کا جنازہ پڑھانے جا رہے ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں رحمۃ اللعالمین ہوں، میں نے اس کے بیٹے سے وعدہ کر لیا، اس کا بیٹا چونکہ صحابی ہے، اب کیا ہوا؟

حضور ﷺ جنازہ پڑھانے چلے گئے، حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ حضور! میری رائے ہے کہ آپ اس کافر کا جنازہ نہ پڑھائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اب میں نے فیصلہ کر لیا۔ جنازہ پڑھا دیا، جب جنازہ پڑھا کر فارغ ہو گئے، فوراً قرآن کی آیت اتری۔

سنو قرآن کی آیت، قرآن کیا کہتا ہے؟ قرآن کہتا ہے:

لَا تَصِلْ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ.....

ان تستغفر لهم سبعین مرة فلن یغفر الله لهم.....

اے پیغمبر! تو نے اس کا جنازہ تو پڑھا دیا۔ آج کے بعد کسی منافق کی نماز جنازہ پڑھانے کی اجازت نہیں، اور اس عبد اللہ کی قبر پر بھی آپ کو کھڑے ہونے کی اجازت نہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا..... ان تستغفر لهم سبعین مرة..... اے میرے پیغمبر! اگر تو ستر مرتبہ بھی اس کی مغفرت کی دعا کرے گا تو تب بھی اللہ اس کو معاف نہیں کرے گا۔

یہ قرآن ہے، کھولو قرآن..... ان تستغفر لهم سبعین مرة فلن یغفر الله لهم..... اللہ پھر بھی معاف نہیں کرے گا، جو رائے عمرؓ نے فرش پر پیش کی تھی، وہی رائے اللہ کا قرآن بن کر عرش سے نازل ہوئی۔

میرے بھائیو! اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ اللہ ہمیں سیدنا فاروق اعظمؓ کی سیرت کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور بیعت رضوان

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَتُؤْمِنُ بِهِ
وَتَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَتَقُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ الْفَسَا وَمِنْ بَسَايَاتِ
أَعْمَالِنَا مَنْ يُّهْدِيهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضِلِّهِ فَلَا هَادِيَ
لَهُ وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَلَا نَظِيرَ
لَهُ وَلَا وَدَّعَ لَهُ وَلَا مُشِيرَ لَهُ وَلَا مُعِينَ لَهُ وَصَلَّى عَلَى سَيِّدِ
الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ الْمَبْقُوثِ إِلَى كَافَّةِ النَّاسِ بِشِيرَا
وَلَذِيرَا وَدَاعِيَا إِلَى اللّٰهِ بِأَذِيهِ وَسِرَاجَا مُنِيرَا.

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي كَلَامِهِ الْمَجِيدِ وَالْفَرْقَانِ
الْحَمِيدِ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ
تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ
وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا ۝ وَمَغَابِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُونَهَا ط وَكَانَ
اللّٰهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝

صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ وَلَنَحْنُ عَلَى ذَلِكَ
لِمَنِ الشَّاهِدِينَ وَالشَّاكِرِينَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

میرے واجب الاحترام، قابل صدا احترام بزرگوار ساتھیو! گذشتہ جمعہ آپ کے سامنے حضرت عثمان غنیؓ کے فضائل و مناقب پر خطبہ جمعہ کا آغاز ہوا تھا۔ حضرت عثمان غنیؓ اسلامی تاریخ کے وہ جلیل القدر انسان ہیں، جن کی مثال دنیا میں کوئی پیش نہیں کر سکتا۔ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے بعد حضرت عثمانؓ کی فضیلت اسلام میں مسلم ہے۔ میں نے گذشتہ جمعہ حضرت عثمانؓ کی زندگی کے ابتدائی واقعات بیان کیے تھے اور وعدہ کیا تھا کہ بیعت رضوان کا واقعہ آئندہ جمعہ بیان ہوگا۔ گذشتہ جمعہ جو آیت کریمہ پڑھی تھی اس میں حضرت عثمانؓ کے فضائل و مناقب اور ان کے بارے میں اسلام کی ایک بے مثال روایت اور حضور ﷺ کی طرف سے ان کے ساتھ والہانہ محبت اور اخوت کا اعلان تھا۔

میرے بھائیو! آپ حضرات کے سامنے حضرت عثمان غنیؓ کی یہ دونوں تفصیلات کہ آپ کے گھر میں حضور علیہ السلام کی دو صاحبزادیاں، جن کی وجہ سے آپ کو ذوالنورین کہا جاتا ہے اور اسی طرح آپ کو ذوالبھر تین بھی کہا گیا۔ یہ ایسے فضائل ہیں جن کی بناء پر حضرت عثمان غنیؓ کی امتیازی حیثیت نمایاں ہوتی ہے، ان باتوں میں دنیا کا کوئی شخص آپ کا شریک نہیں۔

میرے بھائیو! اسلامی تاریخ کا یہ شاندار واقعہ جس کا نام بیعت رضوان ہے تفصیل کے ساتھ انشاء اللہ آج بیان ہوگا اور قرآن پاک کی روشنی میں ان حقائق سے میں انشاء اللہ پردہ ہٹاؤں گا جو عام طور پر بیعت رضوان کے عنوان سے بھی بیان نہیں کئے جاتے۔ حضرت عثمانؓ نے سخاوت کے دریا بہا دیئے۔ دولت اسلام کے لئے اتنی لٹائی کہ اللہ کے رسول ﷺ کو یہ فرمانا پڑا غزوہ تبوک میں کہ عثمانؓ آج کے بعد اگر کوئی غلطی بھی کرے گا تو وہ عثمان غنیؓ کے نامہ اعمال پر کوئی اثر نہیں کرے گی، یہ اعزاز بھی کسی اور کے حصے میں نہیں آیا۔

بیعت رضوان کا اجمالی خاکہ:

میں نے جو آیت آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

..... لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا..... عن
المومنین ان صحابہ کے ساتھ جنہوں نے اذیبا یعونک تحت الشجرة
حدیبیہ کے مقام پر ایک درخت کے نیچے اے پیغمبر ﷺ! آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔
فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو جانتا ہے کہ ان کے دلوں
میں عثمانؓ سے کتنی محبت ہے۔

فَانزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ اللہ تعالیٰ نے ان پر سکون نازل کیا۔ ان کی
گھبراہٹ اور دل کے خوف کو اللہ نے ختم کر ڈالا۔

وَالثَّابِتُ غَارِقِيًّا اور ان کے لئے بہت جلد بڑی فتح کا فیصلہ کر دیا۔
فَجَعَلَ لَكُمْ هَذِهِ فَكُفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ وَلِتَكُونَ آيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ
وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ اے صحابہ کرام!
میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ دنیا کا مال تمہیں دوں گا اور تمہاری غریبی دور ہو جائے گی، چنانچہ
بہت کامیابیاں اللہ تعالیٰ نے نصیب فرمائیں انہیں اور آگے فرمایا: وَأُخْرَى لَمْ تَقْدِرُوا
عَلَيْهَا قَدْ أَحَاطَ اللَّهُ بِهَا.....

آج تم جن پر قابض نہیں ہو، وہ اللہ تعالیٰ تمہارے قدموں میں ڈال دے گا۔
یہ سب کچھ کیوں ہوگا؟ اس لیے کہ تم نے محمد رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کر
کے اللہ کو راضی کر لیا، یہ ہے، ان آیات کریمہ کا مفہوم! جن کا خلاصہ میں نے آپ کے
سامنے نقل کیا۔

میرے بھائیو! ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک تاریخ ساز واقعہ نقل کیا

ہے۔

پیغمبر کا خواب کیا ہوتا ہے؟

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مدینہ منورہ میں گئے ہوئے چھ سال ہو گئے۔ آپ کو
معلوم ہے کہ تیرہ سال آپ نے مکہ میں تبلیغ فرمائی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ کو پریشانیوں

اور مشکلات میں دیکھا اور مشرکین مکہ نے آپ کو اتنی تکالیف دیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہو گیا کہ اے پیغمبر! ہجرت کر کے مدینہ کی طرف چلے جاؤ! اس حکم کی تعمیل میں مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئے ہوئے چھ سال گزر گئے۔ حضور ﷺ کے دل میں بڑی تڑپ تھی کہ میں کعبہ کی زیارت کروں میں خانہ کعبہ میں عمرہ کروں۔ طواف کروں، لیکن مکہ پر کافروں کے قبضہ میں تھا۔ مشرکین مکہ کی ایک قوت اور حکومت تھی، پہلے ابو جہل ان کا سردار تھا، پھر ابوسفیان سردار ہوا۔ حضور ﷺ کے دل کی وہ خواہش دل میں رہی، چھ سال جب گزر گئے تو ایک رات حضور ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ میں مدینہ منورہ سے عمرہ کی نیت کر کے مکہ کی طرف جا رہا ہوں اور ساڑھے چودہ سو صحابہ رضی اللہ عنہم کا قافلہ پیغمبر ﷺ نے دیکھا اور آپ کو معلوم رہے کہ نبی ﷺ کا خواب بھی وحی ہوتا ہے۔ رات کو خواب آیا، صبح حضور ﷺ نے اعلان فرمایا کہ صحابیہ رضی اللہ عنہم! اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں مدینہ سے مکہ پہنچوں اور عمرہ کروں۔ کعبہ اللہ کا طواف کروں، صحابہ رضی اللہ عنہم میں یہ اعلان سنتے ہی جوش و خروش پیدا ہو گیا، چھ سال گزر گئے تھے کعبہ کو دیکھے ہوئے، ہر آدمی خوشی سے پھولانہ ساتا تھا، ہر ہر آدمی نے کپڑے سنبھالے، سواریاں تیار کیں، احرام بنائے اور ساڑھے چودہ سو صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت پیغمبر ﷺ کے ساتھ عمرے کی نیت سے چل پڑی، مدینہ سے باہر نکل کر ایک جگہ پر پڑاؤ ڈالا اور احرام باندھ لیے۔

عالم الغیب کون؟

اب آپ یہ بتائیں کہ اتنے لوگ جہاں تشریف فرما ہوں اس وقت جب احرام باندھا گیا حضور ﷺ کو پتہ تھا کہ میں کعبہ میں داخل نہیں ہو سکوں گا۔ پتہ تھا کہ نہیں؟ حضور ﷺ تو اس نیت سے جا رہے ہیں کہ میں خانہ کعبہ کی زیارت کروں گا، طواف اور عمرہ کروں گا، لیکن آپ آگے نہیں جاسکے خانہ کعبہ کا طواف اسی سفر میں نہیں کر سکے، لیکن نیت کیا تھی؟

اگر پیغمبر ﷺ عالم الغیب ہوتے تو آج یہاں سے سفر کرنے کے کیا ضرورت تھی

اور احرام باندھنے کی کیا ضرورت تھی؟ احرام تو حرم کعبہ میں داخلے کے لئے باندھا جاتا ہے۔ آپ کو یہ معلوم ہونا چاہئے تھا کہ آپ مکہ میں داخل نہیں ہو سکیں گے تو معلوم یہ ہوا کہ غیب کے سارے خزانے پروردگار عالم کے پاس ہیں غیب بھی اللہ جانتا ہے اور ہر چیز دینے والا بھی اللہ ہے۔

حضور اکرم ﷺ کا صحابہ کرام سے مشورہ:

میرے بھائیو! ساڑھے چودہ سو صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہمراہ آپ نے احرام باندھا اور عمرہ کی نیت سے مکہ مکرمہ کی طرف چل پڑے، کئی دنوں کا سفر کیا اور مکہ مکرمہ سے آٹھ دس میل پہلے ایک جگہ آتی ہے جس کا نام حدیبیہ ہے، وہاں پر پڑاؤ ڈالا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا کہ مکہ میں داخل کسی طرح ہوا جائے، وہاں حکومت ابوسفیان کی تھی، جو امیر معاویہ کے والد ہیں۔ اور خود ابوسفیان بھی بعد میں پیغمبر ﷺ کے صحابی بنے اور آپ ہی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا، لیکن اس وقت بیعت رضوان کے موقع پر مسلمان نہیں ہوئے تھے، حضور ﷺ نے لشکر کو ایک جگہ جمع کیا اور فرمایا میری رائے یہ ہے کہ ایک وفد ایک سفیر کی قیادت میں مکہ بھیجوں اور ابوسفیان سے عمرہ کی اجازت حاصل کروں۔ حضور علیہ السلام نے جب صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا تو فرمایا، عمر میری رائے یہ ہے کہ تمہیں اپنا سفیر بنا کر بھیجوں۔

فاروق اعظمؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے مکہ جانے سے انکار نہیں ہے لیکن میں بڑا سخت آدمی مشہور ہوں، میں نے مشرکین مکہ سے بڑی لڑائیاں لڑی ہیں۔ میں جب وہاں پہنچوں گا تو میرے کئی دشمن کھڑے ہو جائیں گے اور اگر آپ ﷺ کو اجازت ملنی بھی ہوئی تو میری وجہ سے اجازت نہیں ملے گی۔ بہتر ہے کہ آپ کسی اور کو بھیجیں، حضور ﷺ نے فرمایا کس کو بھیجوں؟

فاروق اعظمؓ نے عرض کیا میں ایک ایسا آدمی بتاتا ہوں آپ ﷺ اسے سفیر بنا کر بھیجیں کہ دشمن بھی جس کی تعریف کرتا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا وہ کون شخص ہے؟

حضرت عمرؓ نے فرمایا وہ عثمان غنیؓ ہے؟

حضور ﷺ نے حضرت عثمانؓ کو بلایا اور بلا کر فرمایا عثمانؓ! تم میرے سفیر ہو!!

سیدنا عثمانؓ ایک انوکھا سفیر:

کوئی پاکستان کا سفیر ہوگا!

کوئی امریکہ کا سفیر ہوگا!

کوئی انڈیا کا سفیر ہوگا!

اور وہ سفیر کسی حکومت سے معاہدہ کرے، حکومت اسے تسلیم کرتی ہے۔ آج کل ملکوں کے سفیروں کی بہت اہمیت ہے، لیکن عثمان غنیؓ محمد مصطفیٰ ﷺ کا سفیر ہے، پیغمبر ﷺ کا سفیر ہے، دنیا کے سب سے بڑے سردار کا سفیر ہے، کائنات کے رسول ﷺ کا سفیر ہے، حضور ﷺ نے فرمایا عثمانؓ! تم میرے سفیر بن کر جاؤ، عثمان غنیؓ سفیر بن کر وہاں پہنچے۔ سردار مکہ ابوسفیان سے ملاقات کی۔ اس ملاقات میں ابوسفیان نے کہا، عثمان! تم بڑے شریف آدمی ہو۔ بڑے اچھے آدمی ہو، تمہاری شرافت پر کسی کو کوئی کلام نہیں ہے۔ لیکن اے عثمانؓ! تمہارے پیغمبر کو میں مکہ داخل ہو کر خانہ کعبہ کے طواف کی اجازت نہیں دے سکتا۔ البتہ تمہیں اجازت ہے جتنا جی چاہے طواف کرو جتنے چاہو عمرے کر لو، حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا عمرہ اور طواف بہت بڑی عبادت ہے سعادت ہے، لیکن میں اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کی مرضی کے بغیر یہ عبادت نہیں کر سکتا، یہاں سے ثابت ہوا کہ عبادت بھی وہی ہوتی ہے جس میں محمد مصطفیٰ ﷺ کی مرضی شامل ہو۔

ابوسفیانؓ کا اصرار سیدنا عثمانؓ کا انکار:

میرے اور آپ کے عمرہ اور طواف میں حضور ﷺ کی مرضی نہ ہو تو عمرہ اور طواف

فضول ہے فضول! نبی ﷺ کی مرضی شرط ہے عبادت میں، پیغمبر ﷺ کی مرضی نہیں تھی، عثمانؓ نے عمرہ نہیں کیا قبلہ تو ہے مگر قبلہ نما موجود نہیں، جس نے قبلہ کا راستہ بتانا اور سمجھانا ہے جب وہی پیغمبر ﷺ موجود نہیں تو میں کعبے کا طواف نہیں کر سکتا، حضرت عثمانؓ سے ابوسفیان نے اصرار کیا کہ آپ طواف کر لیں، لیکن عثمان غنیؓ نے صاف انکار کر دیا۔ چنانچہ اُس نے عثمانؓ کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ حضرت عثمانؓ گرفتار ہو گئے جس حکومت کا سفیر گرفتار ہو جائے اس سے بڑی کوئی بات نہیں ہوتی۔ نبی ﷺ کا سفیر مکہ میں گرفتار ہو گیا۔ باقی ساتھی گرفتار ہوئے۔ لیکن چھوٹ گئے، صرف عثمان غنیؓ گرفتار ہے۔

سیدنا عثمانؓ کی قدر و منزلت نبی ﷺ کی زبانی:

اور ادھر حدیبیہ میں غلط خبر مشہور ہو گئی کہ عثمانؓ شہید ہو گئے یہ خبر غلط تھی یا صحیح تھی؟ اگر نبی عالم الغیب ﷺ ہوتا یہاں بھی پیغمبر ﷺ فرماتے کہ یہ خبر غلط ہے، لیکن نبی ﷺ نے یہ نہیں فرمایا، جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پتہ چلا کہ عثمان غنیؓ شہید کر دیئے گئے حدیث میں آتا ہے کہ نبی ﷺ کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا، پیغمبر ﷺ پریشان ہو گئے اور پریشانی کی حالت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں محمد مصطفیٰ ﷺ اپنے سفیر عثمان غنیؓ کے قتل کا بدلہ لئے بغیر واپس نہیں جاؤں گا، میں بدلہ لوں گا۔ مدینہ کے لوگو صحابیو، میں عثمانؓ کا بدلہ لوں گا، یہ کوئی معمولی بات نہیں، یہ بہت بڑی سعادت ہے جو عثمانؓ کے حصے میں آئی کہ پیغمبر ﷺ نے یہ عزم کر لیا کہ بدلہ لئے بغیر واپس نہیں ہوؤں گا، حالانکہ حضرت عثمانؓ شہید نہیں ہوئے تھے۔

بیعت رضوان کا آغاز:

سمندری کے لوگو! تم جانتے ہو کہ بدلہ لینے میں آدمی خود بھی شہید ہو سکتا ہے، اب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، میں بدلہ لوں گا۔ بالفاظ دیگر کیا کہا کہ میں عثمانؓ کے لئے خود شہید ہو جاؤں گا۔

نبی ﷺ کہے کہ عثمانؓ کے لئے میں شہید ہو جاؤں گا۔

ابوبکرؓ کھڑے ہو گئے فرمایا میں بھی شہید ہو جاؤں گا۔

عمرؓ کھڑے ہو گئے فرمایا میں بھی شہید ہو جاؤں گا۔

علیؓ کھڑے ہو گئے فرمایا میں بھی شہید ہو جاؤں گا۔

حضور ﷺ نے فرمایا کون کون آدمی عثمانؓ کا بدلہ لینا چاہتا ہے؟ ساڑھے چودہ سو صحابہ رضی اللہ عنہم نے ہاتھ بلند کر دیئے کہ ہم عثمانؓ کا بدلہ لیں گے، حضور ﷺ نے فرمایا اچھا! سب کے سب عثمانؓ کا بدلہ لو گے! صحابہ نے کہا بات عثمانؓ کی نہیں ہے بات ہے اے پیغمبر! آپ کے سفیر کی! عثمانؓ آپ کے سفیر، آپ کے نمائندہ اور آپ کے ترجمان تھے، حضور ﷺ نے فرمایا پھر ٹھیک ہے، اس مجمع میں جو آدمی عثمانؓ کا بدلہ لینا چاہتا ہے، وہ آئے اور میرے ہاتھ پر بیعت کر لے، وہ میرے ہاتھ پہ ہاتھ کر یہ عہد کرے کہ ”عثمانؓ کا بدلہ لوں گا، چاہے عثمانؓ کے لئے مجھے اپنی جان قربان کرنی پڑے“ ساڑھے چودہ سو صحابہ رضی اللہ عنہم نے قطاریں بنائی پیغمبر ﷺ درخت کے نیچے بیٹھے ہیں، ایک ایک صحابی پیغمبر ﷺ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر کہتا تھا کہ ”میں عثمانؓ کا بدلہ لوں گا، میں عثمانؓ کے لئے خود کو ذبح کر دوں گا، یہ لفظ کہہ کر آگے بڑھتے جاتے تھے۔

میرے بھائیو! یہاں سے عثمانؓ کی شانِ عظمت، رفعت اور مرتبت کا پتہ چلتا ہے کہ اللہ کا وہ رسول ﷺ، کائنات کا وہ پیغمبر ﷺ، جس کے پاؤں کی خاک پہ پوری دنیا کو ثار کر دیا جائے، جس کے قدموں کی دھول پہ ساری کائنات کے انسانوں کی جان لٹا دی جائیں۔

وہ محمد ﷺ! عثمانؓ کے لئے اپنی جان دینے کو تیار ہے۔

وہ پیغمبر ﷺ! جس کے چہرے کی قسم قرآن نے کھائی۔

وہ پیغمبر ﷺ! جس کے بارے میں مسلمانوں کا عقیدہ ہے،

نماز اچھی، روزہ اچھا، حج اچھا، زکوٰۃ اچھی

مگر میں باوجود اس کے مسلمان ہو نہیں سکتا

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ میثرب کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کال میرا ایماں ہو نہیں سکا
وہ مخیر ﷺ جس کے لئے قیامت تک آنے والا مسلمان اپنی جان کٹانا باعث
فخر سمجھتا ہے، وہ مخیر ﷺ عثمان غنیؓ کے لئے جان کا نذرانہ دینے کو تیار نظر آتا ہے۔

دینی کارکن کی اہمیت:

میرے بھائیو! ساڑھے چودہ سو صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ کے ہاتھ پر
بیعت کر کے ایک ہی موقف دہرایا کہ ہم عثمانؓ کا بدلہ لیں گے اور پھر رسول اللہ ﷺ یہ بھی تو
فرما سکتے تھے کہ اے میرے صحابیو! تم جاؤ عثمانؓ کا بدلہ لو، میری دعائیں اور اللہ کی نصرت
تمہارے ساتھ ہے، لیکن نہیں، یہاں تو مخیر ﷺ حضرت عثمانؓ کے لئے اپنی جان نچھاور
کرنے کو تیار نظر آتے ہیں، یہ ہے عثمانؓ کی رفعت مرتبہ اور مقام، یہاں سے یہ بات بھی
سامنے آتی ہے کہ کسی دینی جماعت کا کوئی کارکن شہید ہو جائے تو اس جماعت کے قائد کو
چاہئے کہ اس کا انتقام لے، تاکہ کارکن کی جان بے توقیر اور بے وقار نہ ہو، یہ کارکن کی اہمیت
ہے اسلام میں، یہ کارکن کی قیمت ہے، یہ کارکن کی اہمیت ہے، کارکن بے کار نہیں ہوتا، بے
قیمت نہیں ہوتا بلکہ انمول ہوتا ہے، رسول اللہ ﷺ اپنے کارکن کے لئے اپنی جان دینے کو تیار
نظر آتے ہیں۔

عثمان کا خون معاف نہ کرنے کی وجہ:

وہ نبی ﷺ جس نے اپنے چچا کے قاتلوں کو معاف کر دیا، وہ عثمانؓ کے قاتلوں کو
معاف کرنے کو تیار نہیں ہیں، میرے مخیر ﷺ کے گئے چچا حضرت حمزہؓ کی لاش کے بارہ
ٹکڑے ہوئے، لیکن وہی قاتل جو مخیر ﷺ کے چچا کا قاتل تھا، جب کلمہ پڑھنے کو آیا تو نبی ﷺ
نے اسے معاف کر دیا اور فرمایا وحشی بن حرب! میں تمہیں معاف تو کرتا ہوں لیکن تم میری
نگاہوں کے سامنے نہ بیٹھا کرو..... تمہیں دیکھ کر مجھے میرا چچا یاد آ جاتا ہے..... تمہیں دیکھ کر

مجھے میرا چچا یاد آ جاتا ہے..... تم سامنے بیٹھتے ہو تو مجھے چچا کی لاش کے ٹکڑے یاد آ جاتے ہیں..... اس نبی ﷺ کو دیکھو جو اپنے چچا کے قاتل کو معاف کر رہا ہے، وہ عثمانؓ کے قاتلوں سے لڑ جانے پر ساڑھے چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے موت کی بیعت لے رہا ہے۔

پیغمبر ﷺ عثمانؓ کا خون معاف کیوں نہیں کر دیتے.....؟ لوگو! مجھے بتاؤ پیغمبر ﷺ نے عثمانؓ کا خون معاف کیوں نہیں کیا؟..... حالانکہ ابھی عثمانؓ شہید نہیں ہوئے تھے..... غلط خبر ملی تھی..... پیغمبر ﷺ نے موت کی بیعت کیوں لے لی؟..... سنو سنو! پیغمبر ﷺ اسلام میں عثمانؓ کی اہمیت بتانا چاہتے ہیں کہ آج نہ سہی کل کو اگر عثمانؓ کو کسی موقع پر شہید کر دیا گیا، ایسا اگر پیغمبر ﷺ کی حیات میں ہوا، تب بھی..... اور اگر بعد میں کسی موقع پر ہوا تب بھی..... کم از کم ساڑھے چودہ سو آدمی عثمانؓ کا بدلہ لینے کے لئے اپنی جان قربان کرنے کے لئے تیار رہے..... اگر یہ بات نہ ہوتی تو بعد میں جب عثمانؓ غیؓ کے قتل کی خبر جھوٹی ثابت ہوئی پیغمبر ﷺ اس بیعت کو منسوخ کرنے کا اعلان فرما دیتے..... لیکن پیغمبر ﷺ نے یہ بیعت جو کہ قتال اور شہادت کی بیعت تھی منسوخ نہیں فرمائی۔

بیعت رضوان کو عملی جامہ پہنانا:

علماء فرماتے ہیں کہ اللہ کو تو پتہ تھا کہ آج عثمانؓ شہید نہیں ہوئے..... کل کو جب شہید ہوں گے تو آج کی بیعت کل کو بدلہ لینے کے لئے کام آئے گی..... چنانچہ جب عثمانؓ شہید ہو گئے تو ان کا بدلہ لینے کے لئے حضرت عائشہؓ نے لشکر تیار کیا اور جب جمل ہوئی۔ اگرچہ حضرت ام المومنین جنگ کے ارادے سے نہیں بلکہ فقط طالب قصاص بن کر گئیں لیکن جب حضرت علیؓ کے لشکر میں گھسے ہوئے منافقین اور قاتلان عثمانؓ نے افہام و تفہیم کو ناکام بنا کر جنگ کا ماحول پیدا کر دیا تو چشم فلک نے دیکھا کہ بیعت رضوان والے صحابہ کرامؓ قاتلین عثمانؓ سے قصاص لینے کے لئے ٹوٹ پڑے اور خون کی ندیاں بہہ گئیں۔

میرے بھائیو! اس جنگ کو جنگ جمل اس لئے کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہؓ اونٹ پر سوار تھیں..... عربی میں اونٹ کو جمل کہا جاتا ہے..... یہ جنگ چونکہ حضرت عثمانؓ کا بدلہ لینے

کے لئے تھی اور اس جنگ میں وہی لوگ شریک ہوئے جنہوں نے بیعت رضوان کے موقع پر حضور ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی کہ ہم عثمان کا بدلہ ضرور لیں گے..... تو یہ بیعت اس وقت کام آئی اور چونکہ اس نے کام آنا تھا اس لئے اللہ نے اسے برقرار رکھا.....!

عثمانؓ کی جگہ پیغمبر نے اپنے آپ کو کیوں شریک کیا؟

میرے بھائیو! حضور ﷺ کو اللہ نے بتا دیا تھا کہ عثمانؓ زندہ ہیں..... جب یہ پتہ چلا کہ عثمانؓ زندہ ہیں..... اب دیکھیں..... دائیں ہاتھ پر حضور ﷺ بیعت لے رہے ہیں۔ یہ ہاتھ، اس ہاتھ پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنا ہاتھ رکھتے جا رہے ہیں..... جب پتہ چلا کہ عثمانؓ زندہ ہیں تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا عثمانؓ کو بھی میرے ہاتھ پر بیعت کرنی چاہئے..... عثمانؓ کو بھی اقرار کرنا چاہئے کہ اگر وہ شہید ہو جائیں تو اس کے شہید ہو جانے کے بعد اس کے خون کا بدلہ لینے میں اس کی اپنی مرضی بھی شامل ہو..... اس لیے عثمانؓ کو بھی بیعت کرنی چاہئے..... اب عثمانؓ کیسے بیعت کریں؟..... وہ تو وہاں موجود ہی نہیں۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا دیکھو..... یہ میرا ہاتھ ہے، اب تم فرض کرو کہ یہ عثمانؓ کا ہاتھ ہے..... اب اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کے کہا کہ یہ عثمانؓ کا ہاتھ ہے.....

اب سوچیں کہ عثمانؓ کے ہاتھ کو نبی ﷺ نے اپنا ہاتھ کیوں کہا؟ اس لئے کہ اللہ کو پتہ تھا کہ عثمانؓ وہ شخص ہے جس نے اپنے ہاتھ سے قرآن لکھا ہے..... کاتب وحی ہیں تو اللہ کو پتہ تھا کہ کل کو ایسے لوگ آئیں گے دنیا میں، جو کہیں گے کہ عثمانؓ نے قرآن کو بدل دیا تھا۔ شیعہ کہتے ہیں نا کہ عثمانؓ نے اللہ کا قرآن بدل دیا تو اللہ نے چودہ سو سال پہلے دنیا کو بتا دیا کہ اس ہاتھ نے قرآن لکھا..... اور یہ ہاتھ اتنا دیانت دار ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے اسے اپنا ہاتھ قرار دیا..... جس ہاتھ کو نبی ﷺ اپنا ہاتھ قرار دیں وہ قرآن کو تبدیل نہیں کر سکتا۔

میرے بھائیو! یہ ہے وہ عظمت..... یہ ہے وہ بلندی کہ پیغمبر ﷺ کے ہاتھ پر صحابہ رضی اللہ عنہم بیعت کر رہے ہیں..... حالانکہ عثمانؓ ابھی زندہ ہیں..... لیکن اللہ کو عرش پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اللہ نے عرش پر اعلان کر دیا۔

لقد رضى الله عن المؤمنين اذ يبايعونك تحت الشجرة.....
درخت کے نیچے عثمان کا بدلہ لینے کے لئے جن لوگوں نے بیعت کی ہے، میں خدا
عرش سے ان کے لئے رضامندی کا اعلان کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں پر راضی ہو گئے اور
اعلان فرمادیا۔

يَسُدُّ اللّٰهُ فَوْقَ اَيْدِيهِمْ..... کہ جن لوگوں نے نبی ﷺ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا، ان
ہاتھوں کے اوپر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے ہاتھ رکھا۔
يدالله فوق ايديهم..... دیکھو! نیچے نبی ﷺ کا ہاتھ..... اس پر ساڑھے چودہ سو
صحابہ رضی اللہ عنہم کا ہاتھ..... اور ان سب کے اوپر اللہ کا ہاتھ!..... اللہ نے فرمایا..... يدالله
فوق ايديهم..... ان سب ہاتھوں پر میرا ہاتھ!

جس کا خدا ہو اس کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا:

اب آپ بتائیں! جن ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہو..... وہ ہاتھ چھوٹ سکتے ہیں؟ ایک
آدمی بازار جائے اور اس کے بچے کی انگلی اس کے ہاتھ میں ہو، وہ بچہ چھوٹ سکتا ہے؟ گم ہو
سکتا ہے؟

بازار میں بچے کی انگلی تیرے ہاتھ میں ہو تو بچہ نہیں چھوٹ سکتا! نہیں گم ہو سکتا۔
اور جن صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہاتھ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہوں، وہ کیسے چھوٹ سکتے ہیں،
کیسے گم ہو سکتے ہیں، کیسے گمراہ ہو سکتے ہیں؟ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں آ گئے۔
نیچے نبی ﷺ کا ہاتھ

اور پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہاتھ

ان سب ہاتھوں پر پروردگار کا ہاتھ

اور یہ سب کچھ کس وجہ سے؟..... عثمان رضی اللہ عنہ کی وجہ سے..... عثمانؓ تو ابھی زندہ
ہیں، اگر عثمانؓ کی شہادت کی خبر نہ ہوتی اور یہ بیعت نہ ہوئی ہوتی تو یہ قرآن کی آیت کیوں
نازل ہوتی؟

لقد رضى الله عن المؤمنين اذ يبايعونك تحت الشجرة اے پیغمبر ﷺ! اللہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے راضی ہو گیا، کیونکہ ان کے دل میں عثمانؓ کی محبت ہے۔

سیدنا عثمانؓ سے بغض رکھنے والے کو سزا

میرے بھائیو! رسول اللہ ﷺ ایک جنازہ میں تشریف لے گئے۔ صحابہؓ نے عرض کی، جنازہ آپ پڑھائیں جنازہ تو حضور ﷺ نے پڑھانا ہی تھا جب جنازے کے پاس حضور پینچے اور جنازہ کی نیت فرمانے لگے اچانک آپ ﷺ نے پوچھ لیا کہ یہ کس کا جنازہ ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ فلاں آدمی کا جنازہ ہے حضور ﷺ مصلے سے واپس ہٹ گئے صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ جنازہ کیوں نہیں پڑھاتے؟ فرمایا میں جنازہ اس لیے نہیں پڑھاتا۔

إِنَّهُ كَانَ يَبْغِضُ عُثْمَانَ اس شخص کے دل میں عثمانؓ کا بغض تھا۔

جس کے دل میں عثمانؓ کا بغض ہے۔ پیغمبر ﷺ نے فرمادیا کہ میں اس کا جنازہ نہیں پڑھاؤں گا، یعنی عثمانؓ کی محبت سے خدا اتنا خوش ہے کہ اس نے اپنی رضامندی کا اعلان کر دیا نبی ﷺ اتنا خوش ہے کہ رضامندی کا اعلان کر دیا اور جس کے دل میں بغض ہے عثمانؓ کا نبی ﷺ اس سے اتنے ناراض ہیں کہ ”رحمۃ اللعالمین“ ہونے کے باوجود اس کا جنازہ نہیں پڑھایا۔

سیدنا عثمانؓ کی قرآن سے نسبتیں

ایک اور بات آپ کو بتاؤں کہ آپ نے سنا ہوگا کہ شیعہ حافظ قرآن نہیں ہوتا اور یہ حقیقت ہے کہ کوئی حافظ شیعہ نہیں ہوتا۔
کیوں؟

علماء کہتے ہیں کہ قرآن پاک کو لکھا عثمانؓ نے

عثمان غمی کا تب قرآن ہیں۔

عثمان غمی حافظ قرآن ہیں.....

عثمان غمی جامع قرآن ہیں.....

عثمان غمی عالم قرآن ہیں.....

عثمان غمی عامل قرآن ہیں.....

اور عثمان شہید قرآن ہیں..... کہ جب شہید ہونے لگے تو ان کے خون کا پہلا قطرہ قرآن پر گرا..... اور یہ عادت مبارکہ تھی کہ دن رات میں مکمل قرآن تلاوت کیا کرتے تھے..... سات سال تک کوئی رات ایسی نہیں گزری جس رات عثمانؓ نے اللہ کا قرآن ختم نہ کیا ہو۔

قرآن اور عثمان کا ربط:

اب آپ دیکھیں!

عثمان غمی کا تب قرآن بھی ہوا.....!

عثمان غمی عالم قرآن بھی ہوا.....!

عثمان غمی عامل قرآن بھی ہوا.....!

اور جب یہ تینوں باتیں مکمل ہو گئیں! پھر..... عثمان غمی شہید قرآن بھی ہوا.....!!
..... تو جب عثمان غمی قرآن پر شہید ہو گیا تو اللہ نے قرآن کی محبت کی وجہ سے یہ

ضابطہ بنا دیا کہ.....

جس دل میں عثمان غمی نہ ہو..... اس دل میں قرآن نہ ہو!

اور جس دل میں عثمان غمی ہو..... اسی دل میں قرآن ہو!!

چنانچہ آپ دیکھیں کہ جن لوگوں کے دل میں عثمان غمی کا بغض ہے..... وہ لوگ قرآن کے حافظ نہیں ہو سکتے..... کوئی قرآن کا حافظ شیعہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ عثمان غمی کا بغض

دل میں ہے۔

بیعت رضوان کے شرکاء کے لیے پانچ انعامات:

میرے بھائیو! بیعت رضوان میں شریک ساڑھے چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اللہ نے پانچ انعام دیئے! عثمانؓ کی محبت کی وجہ سے!

(۱)..... پہلا انعام رضامندی کا..... اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں ان سے راضی ہو گیا ہوں، یعنی میں نے ان پر جنت واجب کر دی..... جنہوں نے عثمانؓ غنیؓ کا بدلہ لینے کے لئے نبی ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی۔..... عثمانؓ غنیؓ کی وجہ سے ساڑھے چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنت کا ٹکڑا ملا۔

(۲)..... دوسرا انعام..... فانزل السکينة علیہم..... ان کے دلوں میں خوف تھا کہ مشرکین مکہ نے ہمیں عمرہ اور طواف نہیں کرنے دیا کہیں ہم پر حملہ نہ کر دیں..... ان کے دلوں میں خوف تھا اللہ فرماتے ہیں اس بیعت کی وجہ سے میں نے ان کے دلوں سے خوف اتار کر ان کے دلوں میں سکون نازل کر دیا۔

(۳)..... تیسرا انعام..... "والسابع فتح احقریبہا"..... اس بیعت کے بعد اللہ نے فتح مکہ کی خوشخبری دے دی، کہ آج بے شک تم مکہ میں داخل نہیں ہو رہے۔ لیکن اس بیعت کی وجہ سے وہ وقت بہت جلد آئے گا کہ مکہ فتح ہوگا اور خانہ کعبہ پر اسلام کا پرچم لہرائے گا۔

تو عثمانؓ غنیؓ کی وجہ سے رضامندی بھی صحابہ رضی اللہ عنہم کو ملی.....!

عثمانؓ غنیؓ کی وجہ سے سکون بھی صحابہ رضی اللہ عنہم کو ملا.....!

عثمانؓ غنیؓ کی وجہ سے فتح مکہ خوشخبری بھی اللہ نے عطا فرمائی.....!

(۴)..... چوتھا انعام..... وعدهکم اللہ مغانم کثیرہ..... کہ اے صحابیو! آج تم بہت تنگدستی میں ہو بڑے غریب ہو، لیکن عنقریب اللہ تعالیٰ فتوحات کے دروازے

کھول کر مال غنیمت کے دروازے کھول دے گا، اتنا مال غنیمت آئے گا کہ تم نے کبھی دیکھا نہیں ہوگا..... مہالہ کثیرہ..... علماء فرماتے ہیں اس سے مراد جنگ حنین ہے کہ جس میں ہزاروں بکریاں اور سامان اتنا صحابہ کو ملا کہ پہلے کبھی نہیں ملا۔

ایسا کیوں ہوا؟ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ صحابہ رضی اللہ عنہم سے راضی ہو گیا تھا اور راضی ہونے کے بعد پہلے سکون کی خوشخبری دی۔
سکون کے بعد فتح مکہ کی خوشخبری دی۔

چوتھی خوشخبری غنیمت کے مال کی دی کہ جنگ حنین کے بعد تمہارے دروازوں پر غنیمت کے ڈھیر لگا دیئے جائیں گے..... آج صحابہ رضی اللہ عنہم پیٹ پر پتھر باندھتے ہیں..... وہ وقت بہت جلد آئے گا کہ مدینہ کی گلیوں میں زکوٰۃ لینے والا کوئی نہ ہوگا کوئی تنگ دست اور فاقہ کش نہیں ہوگا۔

(۵)..... پانچوں انعام۔ میں سمجھتا ہوں یہ بہت بڑا انعام ہے اور وہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے..... واخری لم تقدروا علیہا قد احاط اللہ بہا وکان اللہ علی کل شیء قدیروا..... علماء کہتے ہیں اس سے مراد بہت بڑی فتح ہے یہ کہ اے صحابیو! آج تم اس پوزیشن میں نہیں ہو کہ دنیا پر غلبہ پاسکو..... ابھی تم اس پر قادر نہیں ہو کہ دنیا کی دو بڑی سلطنتیں (جس طرح آج امریکہ اور روس کی سلطنتیں ہیں، اس وقت قیصر و کسریٰ دو بڑی سلطنتیں تھیں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا! اے میرے پیغمبر ﷺ کے صحابیو! آج تم اس قوت میں نہیں ہو کہ قیصر و کسریٰ کو الٹ سکو، لیکن اس بیعت رضوان کی وجہ سے میں خدا عرش پہ اعلان کرتا ہوں کہ..... واخری لم تقدروا علیہا قد احاط اللہ بہا.....

آج تم قیصر و کسریٰ کو فتح نہیں کر سکتے ہو لیکن بہت جلد قیصر بھی تمہارے قدموں میں ہوگا اور ایران اور روم کے بازاروں میں اسلام کا پرچم لہرا دیا جائے گا اور پوری دنیا میں

محمد مصطفیٰ ﷺ کے دین کا غلبہ عثمان غنیؓ کے قدموں کے صدقے میں ہوگا۔

واخری لم تقدر و اعلمها قد احاط الله بها مسلمانو اس سے بڑی عظمت کیا ہو سکتی ہے ایک پیغمبر ﷺ کا صحابی اللہ کا اتنا پسندیدہ ہے کہ اس کی وجہ سے اللہ نے پانچ انعامات سے نواز دیا۔ وہ انعامات جو کسی کی وجہ سے نہیں ملے۔

سیدنا عثمانؓ سے محبت جزو ایمان:

ایک لاکھ چوالیس ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم تھے۔ ان کی محبت ایک طرف! ان کی عظمت ایک طرف! ان کی بلندیاں ایک طرف! ان کا مقام ایک طرف! لیکن یہ بتاؤ کہ کس صحابی کی جان اتنی قیمتی تھی کہ جس کے لئے.....

قیصر بھی تمہارے قدموں پہ!

کسریٰ بھی تمہارے قدموں پہ!

مکہ کی فتح بھی تمہارے قدموں پہ!

غنیمت کا مال بھی تمہارے قدموں پہ!

رضا مندی کا اعلان بھی تمہارے قدموں پہ!

یہ سب کچھ حضور ﷺ کے تیسرے خلیفہ مظلوم مدینہ عثمان غنیؓ کی وجہ سے پوری

امت کو نعمت عطا فرمائی گئی۔

میرے بھائیو! ان آیات سے معلوم ہوا کہ عثمان غنیؓ کی محبت جزو ایمان ہے۔ ایمان کا حصہ ہے، لیکن میرے بھائیو! بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ایسے لوگ بھی اس دھرتی پر موجود ہیں کہ جن کا دل عثمان غنیؓ کے بغض سے بھرا ہوا ہے، غمینی نے اپنی کتاب کشف اسرار کے صفحہ نمبر ۷۰ پر لکھا کہ اللہ تعالیٰ کی ہر بات عدل کے مطابق ہے، لیکن ایک بات عدل کے مطابق نہیں۔ کہتا ہے ”میں ایسے رب کو رب تسلیم ہی نہیں کرتا جس نے عثمان غنیؓ جیسے بد قماش کو (معاذ اللہ) خلیفہ بنا دیا۔“

یہ غمینی کی کتاب ”کشف اسرار“ ہے اور اس کے صفحہ ۷۰ پر یہ عبارت موجود

-۴-

مسلمانو! تم مجھے بتاؤ کہ قرآن مجید کی اس آیت کی روشنی میں عثمان غنیؓ سے محبت واجب ہے یا نہیں؟..... مثنیٰ نے اس عثمان غنیؓ کو بد قماش لکھا ہے.....
 بد قماش آدمی کی تعریف میں اللہ تعالیٰ کے قرآن کی آیتیں اتر سکتی ہیں؟
 بد قماش آدمی کو پیغمبر ﷺ کی بیٹی کا رشتہ مل سکتا ہے؟
 جس کو تم اپنی بیٹیوں کے رشتے دیتے ہو، اسے شریف کہتے ہو..... ”ہمارا بہنوئی بڑا شریف ہے“ کہتے ہو یا نہیں؟..... لیکن جس شخص کو پیغمبر ﷺ نے یکے بعد دیگرے اپنی دو بیٹیاں نکاح میں دیں..... وہ بد قماش ٹھہرا؟
 لعنت مثنیٰ پر..... اور ہر اس شخص پر جو یہ سوچ رکھتا ہے.....!!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

شہادتِ مظلومِ مدینہؐ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَتَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَلَا نَظِيرَ لَهُ وَلَا وَزِيرَ لَهُ وَلَا مُشِيرَ لَهُ وَلَا مُعِينَ لَهُ وَصَلَّى عَلَى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ الْمَبْعُوثِ إِلَى كَافَّةِ النَّاسِ بِشِيرٍ وَنَذِيرٍ وَدَاعِيًا إِلَى اللّٰهِ بِأَذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا.

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي كَلَامِهِ الْمَجِيدِ وَالْفَرْقَانِ الْحَمِيدِ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتٌ ط بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ.....

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم..... لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيقٌ وَرَفِيقِي فِي الْجَنَّةِ عُثْمَانُ.....

صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ وَنَحْنُ عَلَى ذَلِكَ لِمَنِ الشَّاهِدِينَ وَالشَّاكِرِينَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

میرے واجب الاحترام، قابل صدا احترام ساتھیوں
گزشتہ جمعہ سے آپ کے سامنے حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کے فضائل و مناقب
شروع ہیں۔ ان کے کارنامے اور خدمات کا ذکر گزشتہ جمعہ ہو چکا ہے۔ میں نے قرآن و
سنت کی روشنی میں عرض کیا تھا کہ حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کو اللہ نے جو اعزازات دیئے ان کا
ذکر ہوا۔ اور رسول اللہ ﷺ سے رشتہ داریوں کا تذکرہ ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت عثمان غنیؓ کی وجہ سے امت کو پانچ انعامات عطا فرمائے اور ان
پانچ انعامات میں ایک انعام ساڑھے چودہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو جنت عطا کرنے کا ہے۔

ایک انعام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر سکون اتارنے کا ہے

ایک انعام غزوہ حنین میں غنیمت کا مال عطا کرنے کا ہے

ایک انعام فتح مکہ کی خوشخبری کا ہے

ایک انعام قیصر و کسریٰ کی فتح کا ہے

یہ وہ انعام ہیں، کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے حضرت عثمان غنیؓ کی وجہ سے پوری امت کو
عطا کئے ہیں۔ اور میں نے اعلان کیا تھا کہ حضرت عثمانؓ کی دردناک شہادت کا ذکر آئندہ
جمعہ ہوگا۔ اس اعلان کے مطابق آج آپ کے سامنے حضرت عثمان غنیؓ کی دردناک شہادت
مظلومیت دکھ درد اور مدینہ منورہ کے شہر میں ان کی لاش کی بے حرمتی اور ان کے جنازے پر
سنگ باری پتھر اور ان تمام باتوں کا ذکر انشاء اللہ آپ کے سامنے ہوگا۔

حضرت عثمان غنیؓ امت محمدیہ کے سب سے مظلوم انسان ہیں سب سے زیادہ
دردناک شہادت حضور ﷺ کے دور میں حضرت حمزہؓ کی ہوئی۔ جن کے بارے میں حضور ﷺ
نے فرمایا کہ حضرت حمزہؓ سید الشہداء ہے۔

اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں سب سے مظلومانہ شہادت حضرت عثمان
غنیؓ کی ہے علماء کہتے ہیں کہ قیامت کے دن ہر شہید کا اعلان دو جگہ کرے گی جس جگہ پر وہ

شہید ہوا ہے کہ وہ جگہ اعلان کرے گی کہ مجھ پر فلاں آدمی شہید ہوا۔

یہاں پاکستان میں ۱۹۶۵ء کی جنگ ہوئی۔ آپ نے سنا ہوگا کہ چوٹہ کے محاذ پر کتنے آدمی شہید ہوئے قیامت میں چوٹہ کے شہیدوں کا قبرستان جو ہے وہ گواہی دے گا کہ مجھ پر اتنے شہید ہوئے۔ جس جگہ آدمی شہید ہوتا ہے قیامت کے دن وہ جگہ اعلان کرے گی کہ مجھ پر فلاں آدمی شہید ہوا اور فلاں آدمی کے خون کے قطرات مجھ پر گرے۔

میرے بھائیو! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو بدر میں شہید ہوئے، ان کا اعلان بدر کا میدان کرے گا۔

اُحد کے شہیدوں کی گواہی اُحد کا میدان دے گا۔

خیبر کے شہیدوں کی گواہی خیبر کا میدان دے گا۔

خندق کی کھائیوں میں شہید ہونے والوں کی گواہی خندق کا میدان دے گا اور کربلا کے شہید کی گواہی کربلا کا میدان دے گا۔ مسجد نبوی کے شہیدوں کی گواہی مسجد نبوی دے گی۔

اور قرآن مجید پر شہید ہونے والے عثمان غنیؓ کی شہادت کی گواہی قرآن دے گا۔

دو عظیم قطروں کا تعارف:

میرے بھائیو! حضرت عثمان غنیؓ کی دردناک شہادت ایک عظیم سانحہ ہے۔ حضرت عثمانؓ جہاں شہید ہوئے قیامت میں وہ جگہ پکار کر اللہ کی عدالت میں کہے گی۔ اے اللہ! مجھ پر تیرے نبی ﷺ کے خلیفہ کے خون کے قطرے گرے تھے اور وہ جگہ اللہ کا قرآن ہے۔

دو قطرے بڑے قیمتی تھے اسلام میں، دونوں کو جگہ بھی اللہ نے قیمتی عطا فرمائی پہلا قطرہ صدیق اکبرؓ کی آنکھوں سے نکلا، غار کے اندر، جب سانپ نے ڈنگ مارا تھا۔ سانپ کے ڈنگ لگنے سے حضرت صدیق اکبرؓ کی آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے نکلے، وہ قطرہ اتنا قیمتی تھا کہ اللہ نے اس کو زمین پر نہیں گرنے دیا وہ گرا تو نبی ﷺ کے چہرے پر گرا۔

خبر ﷺ کے چہرے پر وہ قطرہ گرا، اب یہ قطرہ جتنا قیمتی ہوتا ہے۔ جگہ بھی اتنی ہی قیمتی ہوتی ہے اور ابوبکرؓ کے آنسوؤں کا قطرہ گرا تو نبوت کے چہرے پر اور عثمان کے خون کا قطرہ گرا تو وہ بڑا قیمتی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو جگہ عطا کی تو قرآن کی۔

ابوبکرؓ کے آنسوؤں کا قطرہ نبی ﷺ کے چہرے پر گرا اور عثمان کے خون کا قطرہ قرآن کے صفحات پر پڑا۔ قیامت میں یہ گواہی دیں گے۔ عثمانؓ تیری عظمت پر قربان جاؤں کہ جب قبۃ مت کے دن تیری شہادت کا اعلان ہوگا تو قرآن اللہ کی عدالت میں کہے گا، اے اللہ! میں تیری حرمت کا شاہکار ہوں اور عثمان غنیؓ کے خون کے قطرات کا بھی گواہ ہوں۔

حضور ﷺ کی فتنوں کے دور کے متعلق ایک عظیم پیشین گوئی:

یہ وہ اعزاز ہے جو اور کسی کو نہیں ملا۔ حضور ﷺ کی ایک حدیث سماعت فرمائیں۔ ساری کائنات کے سردار نے فرمایا۔ جب مدینہ میں فتنہ برپا ہوگا تو یہ آدمی حق پر ہوگا۔ لوگوں نے دیکھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کس کی طرف اشارہ کر رہے ہیں لوگوں نے غور تو وہ عثمان غنیؓ تھے حضور ﷺ نے انگلی کر کے کہا کہ جب مدینہ میں فتنہ آئے گا تو یہ آدمی حق پر ہوگا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ ایک اور موقع پر بھی حضور ﷺ نے عثمان غنیؓ کا نام لیا ویسے تو حدیث میں آتا ہے کہ گیارہ دفعہ اللہ کے نبی ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو نام لے کر جنتی کہا۔

اوصحابو! کون ہے تم میں جس نے جنتی دیکھنا ہے؟ سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیٹھے ہوئے ہیں فرمایا اگر تم نے جنتی دیکھنا ہے تو اس نقاب والے آدمی کو دیکھو، یہ جو آدمی گزر رہا ہے اور اس کے چہرے پر نقاب ہے۔ سارا مجمع اٹھ کر اس کی طرف گیا اور جب جا کر اس کے چہرے سے کپڑا اٹھایا تو وہ عثمان غنیؓ تھے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ نقاب پوش آدمی جنتی ہے۔ اس کو دیکھو یہ نقاب والا جنت میں جائے گا۔ یہ وہ اعزاز ہے اور کسی کو نہیں ملا۔

تین مالدار صحابہ کا تذکرہ:

سخاوت بہت کرتے تھے تین صحابہ رضی اللہ عنہم بڑے سخی تھے۔ ویسے تو پیسے والے بہت تھے۔ لیکن جن کی سخاوت کا شہرہ ہوا اور جن کی مالداری کا شہرہ ہوا وہ کتنے آدمی تھے؟ (تین)

ایک حضرت ابو بکر صدیقؓ بڑے سخی تھے، حضرت ابو بکر صدیقؓ عرب کے کپڑے کے بہت بڑے تاجر تھے اور دوسرے حضرت عثمان غنیؓ یہ غلے کے سب سے بڑے تاجر تھے عرب میں اور ایک حضرت عبدالرحمن ابن عوفؓ ان کے پاس پیسہ بہت تھا اور ان کی دولت کتنی تھی؟ ایک واقعہ سنا تا ہوں۔

خاندن فوت ہو جائے تو بیوی کو وراثت میں آٹھواں حصہ ملتا ہے۔ حضرت عبدالرحمن ابن عوفؓ کی چار بیویاں تھیں ایک ایک بیوی کو بتیس بتیس لاکھ درہم آٹھواں آٹھواں حصہ ملا۔ وراثت کا جو حصہ ملا وہ ۳۲،۳۲ لاکھ درہم تھا۔

یہاں یہ کہنا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم بھوکے ننگے تھے۔ ان کے پاس پیسہ کوئی نہیں تھا۔ یہ غلط ہے، ٹھیک ہے کچھ غریب تھے۔

یہ تین آدمی مال و دولت کے لحاظ سے بڑے مالدار تھے۔ حضرت عثمان غنیؓ کی عمر بیاسی سال تھی جب وہ شہید ہوئے۔ ساری عمر دشمن کو بھی کبھی گالی نہیں دی۔ دشمن کو بھی اُف تک نہیں کہا۔ دشمن کو بھی برا نہیں کہا ایک دن چھوڑ کر ایک دن روزہ رکھا، ہر جمعہ کے دن غلام آزاد کیا۔ لاکھوں درہم خیرات کئے اونٹوں کی قطاریں رسول اللہ ﷺ کے قدموں پر قربان کر دیں اور پیغمبر ﷺ کے نام پر سب کچھ قربان کر دیا۔

جب حضرت عثمانؓ کی شہادت کا وقت آیا تو چند بکریاں ان کے پاس تھیں ساری دولت اسلام پر خرچ کر دی ایسا انسان ہے۔

یہودیت کی سازش:

میرے بھائیو! حضرت عثمان غنیؓ جب خلیفہ بنے، یہودیوں، عیسائیوں اور

مجوسیوں نے دیکھا کہ عمر فاروق شہید ہو گئے اسلام پھیل رہا ہے ابولولو مجوسی نے حضرت عمرؓ کو شہید کیا تھا ایک یہودی عبداللہ بن سبا کا لے رنگ کا وہ مدینہ منورہ آیا۔ حضرت عثمان غنیؓ کی خلافت کا زمانہ تھا اس نے آکر اعلان کیا کہ ہر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کوئی نہ کوئی وصی ہوتا ہے جس کے لئے نبی وصیت کر کے جائے، جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کے وصی یوشع بن نون کے بارہ میں وصیت کی تھی کہ میرے یہ جانشین ہیں۔

وصی رسول کا پروپیگنڈہ:

اسی طرح حضور ﷺ کا ایک وصی ہونا چاہئے جس کے بارہ میں نبی نے وصیت کی ہے لوگوں نے کہا کہ وہ کون ہے؟ تو عبداللہ بن سبا نے کہا کہ وہ علیؓ بن ابوطالب ہیں ان کے بارہ میں نبی ﷺ نے وصیت کی کہ میرے بعد علی خلیفہ ہوں گے۔ یہ جو حضرت عثمان خلیفہ بنے ہیں یہ غلط بنے ہیں، ابوبکرؓ و عمرؓ بھی غلط خلیفہ بنے تھے۔ اس لئے حق خلافت علیؓ کو ہے یہ ہے وہ پہلا آدمی جس کا نام ہے عبداللہ بن سبا جو یہودی تھا اور یہی اس مذہب شیعہ کا بانی ہے۔ اس نے کہا کہ نبی کا جانشین علیؓ کو ہونا چاہیے عمرؓ اور ابوبکرؓ غلط تھے اور اب خلافت عثمانؓ بھی غلط ہے اس کے ساتھ اور آدمی بھی تھے اشترؓ فحشی، سودان بن حمران، عمرو ابن حق، یہ آدمی اس کے ساتھ تھے یہ کہتے تھے کہ خلافت علیؓ کا حق ہے عثمانؓ کا نہیں۔

جب مدینہ منورہ خلیفہ وقت نے پوچھا تو صاف مکر گئے۔ لیکن پھر پروپیگنڈہ شروع کر دیا۔ پھر انہوں نے پوچھا تو پھر مکر گئے۔ جب یہ اشخاص باز نہ آئے تو انہوں نے ان میں سے دس آدمیوں کو ملک شام روانہ کر دیا۔ ملک شام میں حضرت معاویہؓ گورنر تھے۔ ان کو لکھا کہ ان کی چیکنگ رکھو۔ حضرت امیر معاویہؓ نے ان کی دیکھ بھال کی جہاں بیٹھیں حضرت عثمانؓ کے خلاف بکواس، جہاں بیٹھیں ابوبکرؓ و عمرؓ رضی اللہ عنہم کے خلاف بکواس، جب خلیفہ اور گورنر بلائیں تو صاف مکر جائیں شاطر، جھوٹے، کہ خلیفہ علیؓ کو ہونا چاہئے۔

حضرت امیر معاویہؓ نے فرمایا کہ اگر تم شرارت سے باز نہ آئے تو میں تمہیں زندہ دفن کر دوں گا۔ جب پتہ چلا کہ امیر معاویہؓ ہر قدم اٹھائیں گے۔ یہاں سے نکلے اور ملک مصر

چلے گئے۔ وہاں مصر میں عمرو بن عاص کی حکومت تھی بلکہ عبداللہ بن صرہ گورنر تھے اور یہاں آکر لوگوں کو تیار کیا کہ عثمانؓ سے کہیں کہ خلافت چھوڑ دیں۔ حضرت عثمانؓ کو شہید کرنے کا پروگرام بنایا۔ اس عبداللہ بن سبائے جو شیعہ مذہب کا بانی تھا۔ اس نے ساڑھے سات سو آدمی مدینہ بھیج دیئے اور شرارت یہی کی کہ ایسا وقت ہونا چاہیے کہ جس وقت مدینہ میں لوگ کم ہوں۔ مدینہ منورہ کے لوگ حج پر ہوں تاکہ مدینہ کی اکثریت حج کرنے جائے اور اس موقع سے فائدہ اٹھائیں اور وہ موقع یہی تھا۔

بلوائیوں کی مدینہ میں آمد:

یہ ساڑھے سات سو آدمی حضرت عثمانؓ کے خلاف مصر سے چلے، کچھ شکایات بنائیں کہ عثمانؓ نے فلاں کو گورنر بنایا فلاں کو گورنر بنایا خلافت عثمانؓ کا حق نہیں بلکہ علیؓ کا حق ہے حضرت عثمانؓ کے خلاف سازشیں ہوتی گئیں۔

دور صدیقی اور فاروقی میں اسلامی سلطنت:

میرے بھائیو! حضرت ابو بکرؓ نے دو سال تین مہینے اور دس دن تک ۱۱ لاکھ مربع میل پر اسلام کا پرچم لہرایا اور حضرت عمر فاروقؓ نے ۲۲ لاکھ مربع میل پر گیارہ سال میں اسلامی پرچم لہرایا۔ یہ آپ کا پاکستان پونے تین لاکھ مربع میل پر قائم ہے یوں سمجھیں کہ ۸ پاکستان ہوں تو سیدنا فاروق اعظمؓ کا رقبہ خلافت بنتا ہے۔

دور عثمانی میں فتوحات:

اور حضرت عثمانؓ کے دور میں جو پہلے چھ سال ہیں۔ وہ چھ سال بہت زیادہ فتوحات کے ہیں۔ عثمانؓ کی فوجوں نے بڑے بڑے علاقے فتح کئے یہ آپ کے پاکستان کے اور ہندوستان کا علاقہ ساحل مکران اور سندھ کا علاقہ حضرت عثمانؓ کے دور میں فتح ہوا۔ پہلے چھ سال میں بڑی فتوحات ہیں گویا کہ عثمانؓ نے چوالیس لاکھ مربع میل پر

اسلام کا پرچم لہرایا اور پوری دنیا کا جغرافیہ ایک کروڑ بیس لاکھ مربع میل ہے خشکی کا حصہ ایک کروڑ بیس لاکھ مربع میل میں سے چوالیس لاکھ مربع میل پر حضرت عثمانؓ کی حکومت تھی۔ اور دوسرے نمبر پر سب سے بڑی حکومت حضرت امیر معاویہؓ کی تھی جنہوں نے دنیا کے نصف سے بھی زیادہ حصے پر حکومت کی یعنی ۶۴ لاکھ ۶۵ ہزار مربع میل، حضرت امیر معاویہؓ کی اتنی وسیع سلطنت تھی۔

حضرت عثمانؓ بارہ دن کم بارہ سال تک خلیفہ رہے اور علماء کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کے دور میں ۳۶۰۰ علاقے فتح ہوئے اور حضرت عثمانؓ کے دور میں پہلی بحری لڑائی ہوئی جس کے بانی حضرت امیر معاویہؓ تھے۔ اس وقت ملک شام کے گورنر تھے اور حضرت عثمانؓ کی اجازت سے انہوں نے بحر اوقیانوس میں ساڑھے پندرہ سو جہاز اتارے اور اسلام کی پہلی بحری لڑائی کا آغاز کیا۔ یہ بھی حضرت عثمانؓ کے دور کا شاہکار ہے۔

حضرت معاویہؓ کے لیے بشارت:

اور حضور ﷺ کی حدیث پوری ہوئی تھی حضور ﷺ نے فرمایا..... اول جیش یغزو البحر فقد اوجبوا الجنة..... میری امت کا وہ پہلا لشکر جو سمندروں کی پہلی جنگ لڑے گا اسلام کے لئے اس پر جنت واجب ہو چکی ہے اور پہلی جنگ لڑنے والے امیر معاویہؓ تھے اور یہ جنگ حضرت عثمان غنیؓ کے حکم پر لڑی گئی۔ اس وقت حضرت امیر معاویہؓ ملک شام کے گورنر تھے اور اسلامی فوج کے کمانڈر انچیف تھے۔

حضرت عثمان غنیؓ کا دور بارہ سال تک ۴۴ لاکھ مربع میل پر قائم رہا بڑی فتوحات ہوئیں اور حضرت عثمان غنیؓ کے دور میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ حضرت عثمان غنیؓ کے دور میں مدائن کی ساری بستیاں فتح ہوئیں۔

یہ عجیب واقعہ ہوا کہ قیصر و کسریٰ سیدنا فاروق اعظمؓ کے دور میں فتح ہو گئے تھے۔ ان میں کئی علاقوں پر کافروں نے دوبارہ قبضہ کر لیا تھا حضرت عثمان غنیؓ نے آکر کفار سے

علاقے چھینے اور ان پر دوبارہ اسلام کا پرچم لہرایا۔

عبداللہ ابن سبا کی سازش:

میرے بھائیو! آپ کو معلوم ہے کہ بارہ سال تک اسلام کا خلیفہ رہنے والا، ساری زندگی دشمن کو بھی اُف نہ کہنے والا، کسی ظالم کو بھی گالی نہ دینے والا حیا کا پیکر کس قدر مظلومیت کا شکار ہوا؟ کس قدر ظلم و ستم اور جبر و تشدد کے پہاڑ اس پر توڑے گئے۔ کس طرح اس مظلوم مدینہ کا خون رسول اللہ ﷺ کے پڑوس میں بہایا گیا کہ کس طرح اس کی لاش کو بے گور و کفن رکھا گیا؟ کس طرح اس کے جسم پر پتھر مارے گئے۔ یہ ایک ظلم کی داستان ہے۔

عبداللہ ابن سبا نے سازش تیار کی اور سودان بن حمران، کنانہ بن بشر، عمرو بن حنظل، یہ لوگ حضرت عثمان غنی کو قتل کرنے والوں میں شامل تھے۔ اور کوئی بھی شخص اس قدر مظلوم حضور ﷺ کے دور سے لے کر عثمان غنی تک کسی مسلمان کے ہاتھوں قتل نہیں ہوا تھا۔

حضرت عثمان غنیؓ کے دور سے پہلے کوئی مسلمان کسی مسلمان کے ہاتھ سے قتل نہیں ہوا حضرت عثمانؓ کو جو لوگ شہید کرنے آئے تھے۔ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے لیکن وہ نسلِ یہودی تھے، منافق تھے، شیعہ مذہب کے بانی تھے اور اپنے آپ کو اسلام کے علمبردار کہتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جس نے خنجر مارا تھا وہ بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتا تھا اور حضرت عمرؓ کو جس بندے نے خنجر مارا تھا ابولولو، جب حضرت عمرؓ کو پتہ چلا کہ تمہیں قتل کرنے والے ابولولو مجوسی ہے تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں، کہ مجھے کسی مسلمان نے نہیں مارا۔ مجھے قتل کرنے والا ابولولو مجوسی ہے اور وہ یہودی ہے۔

شہادت عثمان اور صحابیات کا غم:

میرے بھائیو! لیکن حضرت عثمان غنیؓ کو شہید کرنے والے نام اسلام کا استعمال کرتے تھے اور جنہوں نے حضرت حسینؓ کو شہید کیا تھا وہ بھی اسلام کے دعوے دار تھے۔ لیکن آپ دیکھو ظلم اور تشدد، اور اللہ سے بغاوت، خلیفہ وقت کا قتل دن دیہاڑے

قتل، ایسا ظلم چشم فلک نے نہیں دیکھا حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت پر عام انسان نہیں رویا۔
حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت پر ازواج رسول ﷺ کئی دن تک گھروں میں روتی رہیں نبی ﷺ
کی ازواج آنسو بہاتی رہیں۔ امت کی مائیں روتی رہیں۔

شہادت عثمانؓ اور صحابہ کا غم:

حضرت ابو ہریرہؓ روتے تھے کعب ابن مالکؓ روتے رہے علی المرتضیٰؓ روتے
رہے عثمان غنیؓ کی لاش پڑی ہے۔ کسی کو کفن پہنانے کی اجازت نہیں ہے ایسا انسان کہ جس کی
روح پکار کر کہتی تھی۔

میں نے تو کسی کو نہیں مارا

میں نے تو کسی کو جک نہیں کیا

میں نے تو کسی پر ظلم نہیں کیا.....!!

سیدنا عثمانؓ کا باغیوں سے خطاب:

بتاؤ..... کس جرم میں مجھے مار رہے ہو، کس جرم میں میرا سر اتارتے ہو، کس جرم
میں مجھے خنجر مارتے ہو، کس جرم میں میری بیوی کے گلے کرنا چاہتے ہو، کس جرم میں میرا
خون بہاتے ہو، میں وہ انسان ہو کہ جس نے محمد مصطفیٰ ﷺ کی ایک اہل پر مسجد نبویؐ کی جگہ
خریدی تھی میں وہ عثمان غنیؓ ہوں کہ جس نے بیٹھے پانی کا کنواں لے کر وقف کیا تھا۔ جو میں
نے کنواں خریدا تھا۔ اس سے دو قطرے پینے کی اجازت نہیں دیتے ہو، جو جگہ میں نے
خریدی تھی۔ اس مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں۔

کوئی آدمی کسی کے ساتھ جنگ کرنے جائے مقابلے میں قتل ہو جائے اتنی بڑی
مظلومیت نہیں جنگ کرنے گیا تھا، میدان میں اتر تھا، تلوار اٹھائی تھی، مقابلے میں مر گیا۔
چلو دنیا میں قتل ہوتے ہیں، مقابلے میں آیا قتل ہوا۔ ایکسڈنٹ میں مارا گیا کسی کو گالی دی،
قتل ہوا۔

لیکن اس کو دیکھو اس کی مظلومیت کو دیکھو بیسی سال عمر ہے اور جس نے گھر کے نوکر کو بھی برانہ کہا ہو، تلاوت کرے، صدقہ کرے، مظلومیت کی حد ہوگئی۔ اس مظلومیت کو دیکھو جو مظلومیت پیغمبر ﷺ کے دوہرے داماد کی ہے چلو حضور ﷺ کی حرمت کا خیال کر لیا ہوتا۔ نبی ﷺ کی نسبت کوئی چھوٹی سی بات ہے؟ کہ تیرا رسول ﷺ ایک بیٹی دے کے عثمان غنیؓ یہ رقیہ رضی اللہ عنہا ہے۔ یہ جبرائیل علیہ السلام آیا ہے اور کہتا ہے کہ میں اسے تیرے نکاح میں دے دوں۔

حضرت عثمان غنیؓ جنگ بدر میں شریک نہ ہو سکے، نبی ﷺ نے فرمایا کہ میری بیمار بیٹی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی تیمارداری کرنا تیرا کام ہے اور شرکاء بدر میں تیرا نام لکھنا اللہ کا کام ہے، چنانچہ عثمان غنیؓ کا نام شرکاء بدر میں لکھا تھا۔

اور جب پیغمبر ﷺ بدر سے فاتح بن کر آتے ہیں مدینہ میں پہلا قدم رکھا اور حضور ﷺ کو اطلاع ملی کہ آپ کی صاحبزادی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا فوت ہوگئی ہیں اور ان کا جنازہ لے کر سیدنا عثمان غنیؓ جنت البقیع میں پہنچے ہیں۔ حضور ﷺ سیدھے جنت البقیع پہنچے، تو عثمان غنیؓ اپنی بیوی کی قبر پر مٹی ڈال رہے ہیں حضور ﷺ نے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا اے اللہ میں رقیہ سے راضی ہوں تو بھی راضی ہو جا۔

اور جب کچھ دن گزر گئے تو عثمان غنیؓ کو پھر پیغمبر ﷺ نے بلایا، یہ جبرائیل علیہ السلام میرے پاس بیٹھے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ میں رقیہ رضی اللہ عنہا کی بہن ام کلثوم رضی اللہ عنہا بھی تیرے نکاح میں دے دوں وہ بھی دے دی۔

دیکھو ان کی شرافت و حیاء یہ عالم ہے کہ میرا رسول ﷺ کہے کہ میں اس عثمان غنیؓ سے حیاء کیوں نہ کروں جس سے آسمانوں کے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں اور اپنی بیٹیاں بھی نکاح میں دیں۔

اور جب دونوں بیٹیاں فوت ہو گئیں اور عثمان غنیؓ کو پیغمبر ﷺ نے غمگسار دیکھا تو نبی ﷺ نے فرمایا عثمان غنیؓ میری چالیس بیٹیاں بھی ہوتیں تو باری باری سب فوت ہوتی

جائیں، میں سب کا نکاح تیرے ساتھ کرتا جاتا۔

باغیوں کا مدینہ میں گھیراؤ:

میرے بھائیو! آج مدینہ منورہ کا گھیراؤ کر لیا گیا ذی قعدہ کا پہلا ہفتہ ساڑھے سات سو باغی مسجد نبوی میں داخل ہو گئے جمعہ کی نماز میں چند آدمی صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تھے باقی سب حج پر گئے تھے۔

میرے بھائیو! ذی قعدہ کا پہلا ہفتہ ہے شہادت تو ذی الحجہ میں ہوئی۔ باغی مسجد میں داخل ہو گئے اور جمعہ کے دن حضرت عثمان غنیؓ خطبہ دینے کے لئے منبر پر بیٹھے ہوئے ہیں تو ایک باغی جمعہ میں کھڑا ہو گیا اس نے کہا کہ عثمانؓ ہم تیری تقریر سننے کے لئے تیار نہیں حضرت عثمان غنیؓ نے خطبہ جاری رکھا۔

دوسرا کھڑا ہو گیا اس نے کہا خطبہ بند کر دیا حضرت عثمان غنیؓ نے خطبہ جاری رکھا تیسرا کھڑا ہو گیا بالآخر حضرت عثمان غنیؓ خطبہ دیتے رہے پانچویں نے پتھر اٹھا کر حضرت عثمان غنیؓ کے چہرہ اقدس پر مارا، مظلوم مدینہ منبر رسول ﷺ پر بیٹھے ہوئے پتھر مارے۔ چہرے سے لہو نکلا اور لہو اتنا بہا کہ حضرت عثمان غنیؓ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

باغیوں کا ظلم:

حضرت عثمان غنیؓ کے ہاتھ میں عصا تھا اور یہ عصا وہی تھا جس کو رسول اللہ ﷺ خطبہ کے دوران پکڑا کرتے تھے، پھر جس عصا کو ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم پکڑتے رہے، اس عصا کو پکڑ کر باغیوں نے توڑ دیا، باغیوں نے مسجد کا محاصرہ کیا ہوا ہے حضرت عثمانؓ کو صحابہ رضی اللہ عنہم نے بے ہوشی کی حالت میں اٹھایا اور اٹھا کر گھر لے گئے۔

حضرت عثمانؓ سے حضرت علیؓ کی ملاقات:

حضرت عثمان غنیؓ کے سر ہانے حضرت علیؓ بیٹھے ہیں اور تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا

حضرت عثمان غنیؓ نے ہوش آتے ہی حضرت علیؓ سے پوچھا علیؓ بتاؤ اہل مدینہ کا کیا حال ہے؟ مدینہ کس پوزیشن میں ہے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ امیر المومنینؓ مدینہ میں جتنے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں وہ آپ کا حال پوچھ رہے ہیں اور آپ مدینہ والوں کا حال پوچھ رہے ہو، حضرت عثمانؓ نے فرمایا علیؓ یہ مدینہ میرا نہیں یہ میرے محبوب کا مدینہ ہے رسول اللہ ﷺ کا مدینہ ہے۔ اگر میں اسی حالت میں دنیا سے چلا گیا تو میں اس مدینہ کا حال اپنے نبی ﷺ کو کیا بتاؤں گا۔ مدینہ ٹھیک ہے

حضور ﷺ کی وصیت حضرت عثمان غنیؓ کی زبانی:

حضرت عثمان غنیؓ کو ہوش آنے کے بعد بتایا گیا کہ اے عثمانؓ باغی کہتے ہیں کہ خلافت سے استعفیٰ دے دو تم خلافت کے اہل نہیں ہو حضرت عثمانؓ نے فرمایا۔

رسول اللہ ﷺ نے آخری وقت میں مجھے وصیت فرمائی تھی کہ اے عثمانؓ اللہ تعالیٰ تجھے خلافت کی ایک قمیض پہنائے گا اور اس خلافت میں تجھ سے کام لے گا، باغی تیرے خلاف اٹھ کر کھڑے ہوں گے اور وہ کہیں گے کہ خلافت کی قمیض اتار دے، اے عثمانؓ اگر تو نے باغیوں کے کہنے پر خلافت کی قمیض اتاری تو قیامت کے دن جنت کی خوشبو بھی نہیں پا سکے گا۔ خلافت نہ چھوڑنا۔

حضرت علیؓ کی مقابلہ کے لیے اجازت طلبی

باغیوں نے اعلان کیا خبردار آج کے بعد عثمان غنیؓ مسجد میں داخل نہیں ہو سکتے۔ عثمان غنیؓ مسجد نبویؐ میں خطبہ نہیں دے سکتے، عثمان غنیؓ مسجد نبویؐ میں جمعہ کی نماز نہیں پڑھا سکتے۔

میرے بھائیو! دو تین چار دن گزر گئے۔ حضرت عثمان غنیؓ سے رابطہ قائم کیا اور فرمایا اے عثمانؓ اے امیر المومنینؓ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اگر آپ اجازت دیں ہم مقابلہ کر کے ان

باغیوں کو نکال دیں حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے کہا امیر المومنینؓ آپ ہمیں اجازت دیں کہ ہم باغیوں کا مقابلہ کریں۔ اگر اجازت نہیں دیتے پھر ہمارے تین مطالبے ہیں۔

ایک یہ کہ ہم آپ کو مدینہ سے مکہ بھیج دیں جہاں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود ہیں۔
دوسرا ملک شام میں حضرت امیر معاویہؓ کے پاس چلے جائیں۔

تیسرا ہم باغیوں سے جنگ لڑتے ہیں اور ایک باغی بھی زندہ نہیں رہنے دیں گے۔
حضرت علیؓ اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم کو حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا دیکھو آپ کو مجھ سے محبت ہے یا کسی اور سے محبت ہے؟ حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا کہ جس کو میری جان سے محبت اور انس ہے، میں اس کو حکم دیتا ہوں کہ چپ کر کے گھر میں بیٹھ جائے باغیوں کا مقابلہ کرنے کی اجازت نہیں۔

اور میں دکھوں کی اس گھڑی میں رسول اللہ ﷺ کا شہر چھوڑ کر چلا جاؤں؟ نہ میں مدینہ چھوڑ دوں گا اور نہ میں تمہیں مدینہ میں قتل عام کی اجازت دوں گا۔
اے علیؓ میں ایسا خلیفہ نہیں بننا چاہتا کہ جس کے دور میں محمد مصطفیٰؐ کے شہر کی گلیوں میں خون بہتا ہو اور مسلمانوں کی لاشیں تڑپتی ہوں۔

ٹھیک ہے اس کے مقابلہ میں، میں شہید ہو جاؤں گا مجھے اپنی شہادت کا کوئی دکھ نہیں ہوگا میں شہید ہو سکتا ہوں لیکن میں پیغمبر ﷺ کے شہر کی گلیوں کو خون آلود نہیں کر سکتا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا پانی پہنچانا:

میرے بھائیو! پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیارے جانشین کی مظلومیت دیکھیں، دس دن گزر گئے اعلان ہوا خبردار، کوئی آدمی عثمان غنیؓ کے گھر کھانا نہیں پہنچا سکتا، باغیوں کا محاصرہ ہے اور حضرت عثمان غنیؓ گھر میں بند ہیں۔

ایک حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا گھر میں موجود ہیں اور کوئی نہیں آ سکتا عثمانؓ کے پاس کوئی کھانا نہیں لے جاسکتا، پانی نہیں لے جاسکتا۔

پندرہ دن کے بعد حضرت علیؓ آئے اور پوچھا کسی چیز کی ضرورت ہے تو فرمایا کہ

پانی پہنچاؤ، حضرت علی المرتضیٰؑ پانی کا مشکیزہ لے کر آئے۔ باغیوں نے مشکیزہ پر تیر اندازی کی اور سارا پانی بہہ گیا اور ایک قطرہ بھی نہ بچا، پانی کا مشکیزہ لے کر حضرت علیؑ آئے اور جب آدمی بے بس ہو جائے تو اس کے جواب میں اپنی پگڑی اس کی جھولی میں ڈال دیتا تھا۔ چنانچہ حضرت علی المرتضیٰؑ نے اپنے سر کی پگڑی اتار کر حضرت عثمان غنیؓ کی جھولی میں دیوار کے اوپر سے پھینکی کہ میں اس پگڑی کو آپ کی جھولی میں ڈالتا ہوں۔ امیر المومنینؑ میں پانی لایا تھا لیکن باغیوں نے آپ تک نہیں پہنچنے دیا۔

حضرت عثمانؓ تلاوت میں مصروف:

میرے بھائیو! حضرت عثمان غنیؓ قرآن کی تلاوت میں مصروف ہیں بیس دن گزر گئے پچیس دن گزر گئے، حضرت علیؑ نے پوچھا امیر المومنینؑ اتنے دن ہو گئے نہ کھانا پہنچانا پانی پہنچا، کیا کرتے ہو؟

حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا جب بھوک لگتی ہے نماز پڑھتا ہوں، جب پیاس لگتی ہے قرآن پڑھتا ہوں۔

حضرت عثمان غنیؓ کا باغیوں سے خطاب:

تیس دن گزر گئے کوئی شخص کچھ نہیں کر سکتا تھا، حضرت عثمان غنیؓ بار بار فرماتے تھے کہ جس کو میرے ساتھ محبت ہے چپ کر کے گھر میں بیٹھ جائے، میری وجہ سے خون نہیں بہنا چاہئے، میں شہید ہو جاؤں یہ منظور ہے لیکن میری وجہ سے پیغمبر ﷺ کا شہر خون آلود ہو..... بد امنی ہو..... فساد ہو..... قتل عام ہو..... یہ میں برداشت نہیں کر سکتا۔

یہ ہے اسلامی خلیفہ کے ریمارکس اسلامی خلیفہ کا جذبہ اسلامی خلیفہ کہتا ہے کہ مجھے ذبح کر دو، مجھے منظور ہے لیکن میرے شہر میں کسی مسلمان کا خون نہیں بہنا چاہئے یہ ہے جذبہ کہ جو اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کا ثبوت ہے۔

تیس دن جب گزرے، حضرت عثمان غنیؓ مکان کی چھت پر کھڑے ہو گئے ا

باغیوں کو خطاب کر کے کہا باغیو! تم مجھے نہیں پہچانتے ہو میں وہی عثمان ابن عفان ہوں جس کے نکاح میں پیغمبر ﷺ نے دو بیٹیاں دی تھیں میرا حیا نہ کرو۔

باغیو! میں تم سے کچھ نہیں مانگتا جو بیٹھے پانی کا کنواں میں نے خرید کر وقف کیا ہے اس کنوئیں سے تم مجھے دو قطرے پینے کی اجازت نہیں دیتے۔

باغیو..... مسجد کی جگہ میں نے خریدی تھی میری خریدی ہوئی جگہ پر تم مجھے دو رکعت پڑھنے کی اجازت نہیں دیتے۔

باغیوں نے کہا کہ عثمان غنی ساری باتیں ٹھیک ہیں جب تک خلافت سے استعفیٰ نہیں دو گے ہم تمہاری کوئی بات نہیں مانیں گے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم گھروں میں پریشان ہیں رو رہے ہیں، حضرت علیؑ نے فرمایا حسنؑ و حسینؑ جاؤ مجھے خطرہ یہ آدمی کہیں تمہارے چچا کو شہید نہ کر ڈالیں جاؤ جا کر اپنے چچا کے دروازے پر، حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہم پہرہ دینے لگے۔

دو دن گزر گئے تیسرا دن تھا حضرت عثمان غنیؓ شہادت والے دن تہجد کے وقت اٹھ بیٹھے اور اٹھ کر فرمایا ناکلہ رضی اللہ عنہا میری شہادت کا وقت قریب آچکا ہے حضرت ناکلہ رضی اللہ عنہا رو پڑیں، حضرت عثمانؓ کی وفادار بیوی ہیں، رو کر کہتی ہے امیر المومنین باغی آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت کریں گے۔

سیدنا عثمانؓ کو خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت:

حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا ناکلہ رضی اللہ عنہا رات خواب میں مجھے رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی ہے حضور ﷺ نے فرمایا عثمانؓ جو روزہ تم نے چالیس دن سے رکھا ہوا ہے، آج اللہ نے حوض کوثر پر اس کی افطاری کا انتظام کر دیا ہے، ناکلہ رضی اللہ عنہا آج میری شہادت کا دن ہے، مجھے پاجامہ پہناؤ چادر اتاری اور پاجامہ پہنا، نماز پڑھی اور تلاوت میں مشغول ہو گئے، جمعہ کا دن تھا، روزہ ہے، صبح دس بجے کا وقت ہے، نبی ﷺ کا شہر ہے، پیغمبر ﷺ کا پڑوس ہے، نبی ﷺ کا جوار ہے، قریب ہی محمد مصطفیٰ ﷺ کا روضہ ہے، اس مظلوم کو

دیکھو، سفید داڑھی ہے، قرآن کی تلاوت کر رہا ہے، ۸۲ سال کی عمر ہے، کبھی دشمن کو بھی گالی نہیں دی۔

باغی آئے دروازہ کھولنا چاہتے ہیں، حضرت حسن و حسینؑ نے دروازہ کھولنے نہ دیا پچھے کی طرف سے دیوار پھلانگ کر باغی اندر داخل ہو گئے اور ایک باغی نے آ کر حضرت عثمانؓ کی داڑھی پکڑ لی جب حضرت عثمانؓ نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔ اس نے داڑھی چھوڑ دی ایک اور باغی آگے آیا اس باغی کا نام اشتر نخعی تھا اور اس ملعون نے حضرت عثمانؓ کے قریب جا کر عثمانؓ غمیؓ کے چہرے پر تھوک دیا۔ قرآن پڑھ رہے ہیں چہرے پر تھوکا حضرت عثمانؓ غمیؓ پڑھتے تھے ایک اور باغی آگے آیا اور اس کا نام عمرو بن حنظل تھا اس نے لوہے کی ایک لٹھ لے کر حضرت عثمانؓ غمیؓ کے سر اقدس پر ماری، خون لکلا اور قرآن کے صفحات کو رنکھیں کر گیا۔

کر بلا کا میدان کر بلا کے شہیدوں کی گواہی دے گا۔

اُحد کا پہاڑ اُحد کے شہیدوں کی گواہی دے گا۔

میرے بھائیو! یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی عدالت میں آ کر قیامت کی صبح کو عثمانؓ کے خون کے قطروں کی گواہی دے گا! مسجد نبویؐ کے شہید کو دیکھو مسجد نبویؐ کا شہید ہے صرف مسجد نبویؐ کا نہیں، مصلیٰ رسول اللہ ﷺ کا ہے مصلیٰ رسول اللہ ﷺ کا نہیں محراب رسول اللہ ﷺ کا۔ محراب رسول اللہ ﷺ کا نہیں فجر کی نماز کا ہے۔ علماء کہتے ہیں کہ قیامت کے دن مسجد نبویؐ کا مصلیٰ اللہ کی عدالت میں آئے گا کہے گا کہ اے اللہ! میں تیرے نبی ﷺ کے سجدوں کا بھی گواہ ہوں میں فاروق اعظمؓ کے خون کے قطروں کا بھی گواہ ہوں۔ وہ گواہ بھی بڑا بے مثال ہے۔ قرآن بھی بے مثال ہے کہ قرآن کے سارے صفحات خون آلود ہو گئے۔ عثمانؓ کو دفعتاً ہوش آیا ایک اور باغی آگے بڑھا، اس بد معاش نے حضرت عثمانؓ غمیؓ کے سینے پر خنجر مارنا چاہا اور وہ خنجر مارنا چاہتا تھا۔ حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا کی انگلیاں کٹ کر زمین پر گر پڑیں۔ عثمانؓ نے دفعتاً دیکھا۔ آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ اے اللہ! میری ناموس پر حملہ ہو گیا ہے

میری عزت کو آج تیرے سوا بچانے والا کوئی نہیں، عثمانؓ نے کلمہ شہادت پڑھا۔ جان جان آفرین کے سپرد کردی۔ ایک اور باغی آگے آیا اس نے عثمان غنیؓ کے بازو پکڑے۔ بوڑھے انسان کو ۸۲ سال کے بوڑھے انسان کو مدینے کے مظلوم کو جس نے دشمن کو کبھی گالی نہیں دی تھی۔ حدیث میں آتا ہے روایت موجود ہے۔ عثمان غنیؓ وہ حیاء والا انسان ہے کہ جس نے ۸۲ سال تک غسل خانے کے اندر بھی کپڑے اتار کر غسل نہیں کیا تھا، ہائے! آج اپنے گھر میں قرآن کے اوپر شہید ہو کر گر پڑا ہے۔ اس کے بازوؤں کو پکڑ کر مکان کے اندر گھسیٹا گیا اور مکان کے صحن میں کوڑا کرکٹ پر لا کر اس کی لاش کو پھینک دیا گیا۔

بے گور و کفن لاشہ:

باغیوں نے کہا کہ خبردار! عثمان غنیؓ کا جنازہ کوئی نہیں اٹھا سکتا۔ حضرت عثمان غنیؓ کو کفن کوئی نہیں پہنا سکتا۔ حضرت عثمان غنیؓ کی قبر کوئی تیار نہیں کر سکتا۔

میرے بھائیو! ایسا ظلم دنیا میں کبھی نہ ہوا ہوگا۔ نالکہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں مظلوم مدینہ کی لاش پہ بیٹھی ہوں کہ چہرے پہ کپڑا ڈال دوں..... میں نے مکان میں دیکھا کپڑا کوئی نہ بچا تھا..... سارے کپڑوں کو آگ لگ گئی تھی..... سارا سامان جلا دیا گیا تھا، میں نے سر کا دوپٹہ اتار کر حضرت عثمان غنیؓ مظلوم مدینہ کے چہرے پہ ڈال دیا۔ آج سارا دن گزر گیا مسجد نبوی سے اذان کی آواز نہیں آئی..... مسجد نبوی سے نماز کی آواز نہیں آئی..... حضرت نالکہ رضی اللہ عنہا ساری رات بیٹھی رہیں چوبیس گھنٹے گزر گئے۔

میرے بھائیو! جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے، اس کا بھائی آتا ہے، اس کا بیٹا آتا ہے اور اس کا باپ آتا ہے، سر پہ ہاتھ رکھتا ہے۔ بیٹی کوئی بات نہیں، تیرا سہاگ اجڑ گیا تو کوئی بات نہیں، ہم تیرے وارث موجود ہیں، بہن کوئی بات نہیں تیرے وارث موجود ہیں..... لیکن نالکہ رضی اللہ عنہا ۲۴ گھنٹے عثمان غنیؓ کی لاش پہ روتی رہی اس کو تسلی دینے کے لیے مدینہ کی گلی سے کوئی نہیں آیا۔

میرے بھائیو! حضرت عثمان غنیؓ کی لاش پہ حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہے صبح کا وقت ہے چوبیس گھنٹے گزر گئے ہیں۔ حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں دفعتاً ایک آدمی نے دروازہ کھولا۔ دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ میں نے کہا کہ یہ عثمان کا نمکسار ہوگا جو دکھ بٹانے آیا ہوگا، میرے ساتھ نمکساری کرے گا لیکن قریب آ کر اس بے ایمان نے عثمان غنیؓ کے چہرے سے کپڑا ہٹایا اور ایک زوردار طمانچہ حضرت عثمان غنیؓ شہید کے چہرے پر مار دیا۔ طمانچہ مار کر تھوک کر چلا گیا۔ حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، اللہ کی طرف منہ کر کے کہا اے اللہ! حضرت عثمان غنیؓ کا کوئی قصور نہیں تھا یہ قرآن کا شہید ہے، یہ تو شہید قرآن ہے، اے رب العالمین اس کی ناموس کو تیرے سوا بچانے والا کوئی نہیں..... چوبیس گھنٹے اور گزر گئے۔

سیدہ ام حبیبہ کا باغیوں سے خطاب:

میرے بھائیو! یہ تین دن گزر گئے مدینہ کی گلیوں میں کھرام ہے سکتہ کا عالم ہے۔ ابو ہریرہؓ کہتے ہیں..... آج آسمان پھٹ جاتا تو حق تھا۔
آج زمین پھٹ جاتی تو حق ہوتا۔
آج سمندروں کا پانی اچھل جاتا تو حق ہوتا۔
آج کائنات تبدیل ہو جاتی تو حق ہوتا۔
آج قیامت برپا ہو جاتی تو حق ہوتا۔

آج تین دن گزر جانے کے بعد امیر معاویہؓ کی بہن پیغمبر علیہم السلام کی بیوی ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے نہ رہا گیا۔ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا عثمان غنیؓ کی سگی چچا زاد بہن ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی بیوی ہے امیر معاویہؓ کی بہن ہے اس سے رہا نہ گیا روتی ہوئی مسجد نبوی کی سیڑھیوں پر چڑھ گئیں اور سیڑھیوں پر چڑھ کر کہا او باغیو آج تم نے عثمان غنیؓ کا جنازہ نہ اٹھانے دیا تو میں محمد ﷺ کی بیوہ سر سے دوپٹہ اتار کر مدینہ کی گلیوں میں آ جاؤں گی اور روؤں گی، میں چلاؤں گی اور عثمان غنیؓ کا جنازہ تنہا اٹھا کر لے جاؤں گی۔

باغیوں نے سوچا نبی ﷺ کی بیوی بازار میں آئے گی، نبی کی بیوی شہر میں آئے

گی۔ آسمان سے پتھر برسیں گے۔ زمین پھٹ جائے گی۔ باغی دہل گئے۔ باغیوں نے کہا حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا! چار آدمیوں کو لے جا کر حضرت عثمان غنی کا جنازہ اٹھا سکتی ہو۔ شام کا وقت ہے۔ نماز عشاء کے بعد حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا آتی ہیں جنازہ تیار ہوتا ہے جنازہ کو اٹھانے کے لئے حضرت علیؓ حضرت حسنؓ ہیں، چار آدمی جنازہ اٹھانے کے لئے آرہے ہیں، جنازہ کیا اٹھنا ہے..... نماز عشاء کے بعد کا وقت ہے کفن پہنایا گیا حضرت مالکہ رضی اللہ عنہا اپنی کٹی ہوئی انگلیوں کے ساتھ چراغ لے کر آگے جا رہی ہے چار آدمیوں سے زیادہ جنازہ کوئی نہیں اٹھا سکتا۔

میرے بھائیو! جب جنازہ اٹھا کر رسول اللہ ﷺ کے روضہ کے قریب پہنچا۔ پیغمبر ﷺ کی قبر کے قریب جنازہ گیا۔ صبر کے سارے بندھن ٹوٹ گئے۔ صحابہ کی چیخیں نکل گئیں۔ عورتیں مرد گھروں میں بیٹھے رو رہے ہیں، نبی ﷺ کے روضہ کے سامنے جنازہ پہنچا غیب سے آواز آئی کہ ٹھہر جاؤ جنازہ رکھ دیا گیا، جنازہ رکھنے کی دیر تھی کعب ابن مالکؓ نے اپنے مرثیہ میں لکھا، جنازہ رکھا گیا تو غیب سے آواز آئی اے روضہ میں سونے والے پیغمبر ﷺ! ذرا قبر سے چہرہ اٹھا کر اس مدینہ کے مظلوم کو تو دیکھ لے! کعب نے چیخ کر کہا کہ او کعب ابن مالک! تو اپنے باپ مالک کی وفات پر روتا ہے..... عثمانؓ کی شہادت پر آنسو کیوں بہاتا.....؟

جس کی شہادت سے پہاڑوں میں زلزلہ آیا.....!

جس کی شہادت سے زمین و آسمان میں زلزلہ آیا.....!

جس کی شہادت پہ قیامت برپا ہو گئی.....!!!

میرے بھائیو! حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ نے لکھا کہ جس دن حضرت عثمان غنیؓ شہید ہوئے اسی دن حضرت حسنؓ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا..... حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نانا کو دیکھا کہ پیغمبر علیہم السلام کھڑے ہیں اتنے میں حضرت ابو بکر صدیقؓ آئے۔ رسول اللہ ﷺ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہو گئے، پھر میں نے حضرت دیکھا فاروقؓ

اعظم آئے اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہو گئے اور اس کے بعد میں نے دیکھا کہ حضرت عثمان غنیؓ آئے اور رسول اللہ ﷺ کے دروازے پہ آئے فرمایا یا رسول اللہ ﷺ! ان ظالموں سے یہ تو پوچھو کہ کس جرم میں مجھے ذبح کیا گیا۔ حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ عرش الہی ہٹنے لگا اور آسمان سے زمین کی طرف خون کے دو نالے بہا دیئے گئے اور آواز آئی کہ اب قیامت تک لوگوں کا خون اسی طرح بہتا رہے گا کہ اتنے مظلوم کو تم نے ذبح کیا۔

قاتلین عثمان کا انجام بد:

عبداللہ ابوموسیٰ اشعری کہتے ہیں کہ میں ملک شام میں گیا..... میں دیکھتا ہوں کہ امیر معاویہؓ دمشق کی جامع مسجد میں خطبہ دے رہے ہیں..... اور ان کے ہاتھ میں حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا کی کٹی ہوئی انگلیاں اور حضرت عثمان غنیؓ کا خون آلود کرتہ ہے..... ساتھ ہزار سفید داڑھیوں والے شیوخ مسجد میں بیٹھے ہیں لوگو تم یہاں سوئے بیٹھے ہو، تمہارے خلیفہ کو مدینہ کی گلیوں میں اس طرح ذبح کر ڈالا جس طرح گائے کو ذبح کیا جاتا ہے، کہتے ہیں میں نے دیکھا ساتھ ہزار آدمی دھاڑیں مار مار کر رونے لگے اور انہوں نے کہا اس وقت تک چین سے نہ بیٹھیں گے جب تک عثمان غنیؓ کے خون کا بدلہ نہ لے لیں گے، سر پر تیل نہیں لگائیں گے، چار پائی پر نہیں سوئیں گے، کنگھا نہیں کریں گے، جب تک مدینے کے مظلوم کا بدلہ نہ لے لیں گے، باہر نکلا تو دیکھا کہ جامع مسجد کے باہر ایک آدمی پڑا ہے، اس کے پاؤں کوئی نہیں، کئے پڑے ہوئے ہیں میں قریب ہوا۔ اس نے کہا ابوموسیٰ پیچھے ہٹ جاؤ، میں بد نصیب انسان ہوں، حضرت ابوموسیٰؓ کہتے ہیں میں نے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا! اے ابوموسیٰؓ میں وہ بد نصیب انسان ہوں جس نے عثمانؓ کو قتل کیا تھا دیکھو میرے ہاتھ ٹوٹ چکے ہیں، میرے پاؤں ٹوٹ چکے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؓ کہتے ہیں میں کعبۃ اللہ میں طواف کر رہا تھا کہ میں

نے دیکھا ایک آدمی طواف کر رہا ہے طواف کرنے کے بعد وہ غلاف کعبہ پکڑ کر رو رہا ہے میں نے قریب ہو کر سنا کہ وہ کیا کہتا ہے اے اللہ مجھے معافی دے، لیکن مجھے پتہ تو ہے تو مجھے معاف نہیں کرے گا میں نے اسے کہا بھائی تو کون ہے؟ اس نے کہنا شروع کیا..... میں وہ عمرو بن حنظل بن عدی بن حصیب ہوں جس نے حضرت عثمان غنیؓ کے سر پر لٹھ ماری تھی، جس ہاتھ سے میں نے لٹھ ماری تھی دیکھو عبداللہؓ یہ ہاتھ میرا لکڑی بن چکا ہے چالیس سال سے میں رو رہا ہوں میری شنوائی کوئی نہیں ہوتی، عبداللہ نے اسے پاؤں کا ٹھنڈا باہر آ کر مارا اور کہا دفعہ ہو جا زمین میں تیرے سے برا کوئی نہیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

.....

اوصاف و کمالات، خلیفہ سوم

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

تمہید

میرے واجب الاحترام بزرگوار دوستو! حضرت سیدنا عثمانؓ اسلام کے تیسرے خلیفہ ہیں۔ ان کی قربانیاں، ان کے کارنامے، ان کی عظمتیں اسلام میں برحق ہیں، حضرت عثمانؓ وہ جلیل القدر صحابی ہیں کہ جن کو حضور ﷺ نے دنیا میں کئی دفعہ جنت کی خوشخبری دی ہے۔ حضرت عثمان غنیؓ کا نام لے کر دس مرتبہ جنت کی خوشخبری دی گئی ہے۔

میرے بھائیو! حضرت عثمان غنیؓ کے اوصاف و کمالات کا احاطہ ممکن نہیں ہے۔ پیغمبر علیہ السلام کے صحابہ کرامؓ میں ایک عظیم المرتبت صحابی ہیں، جس طرح ہر صحابی کے اوصاف اپنی اپنی جگہ مسلم ہیں، حضرت عثمانؓ بھی منفرد اعزازات کی حامل شخصیت ہیں۔

حضرت عثمانؓ کی حضور ﷺ سے چار رشتہ داریاں

حضرت عثمانؓ کے بارے میں ایک دو باتیں آپ یاد رکھیں بلکہ میں آپ سے کہتا ہوں کہ حضرت عثمان غنیؓ کی حضور ﷺ کے ساتھ رشتہ داری تھی۔ آپ بتا سکتے ہیں کہ کتنی رشتہ داریاں تھیں۔ اس مجمع میں کوئی آدمی بتائے کہ عثمان غنیؓ کی پیغمبر ﷺ کے ساتھ رشتہ داریاں کتنی ہیں۔ بتا سکتا ہے کوئی آپ بڑے مطالعے والے لوگ ہیں، پڑھا لکھا مجمع ہے اور ساری

زندگی یہاں علماء کی تقریریں سنی ہیں یہ بڑا آسان سامنے سوال کیا ہے، لیکن میں اس کا جواب خود ہی آپ کو دیتا ہوں اس لئے کہ عام طور پر بات ذہن میں نہیں ہوتی، پڑھی ہوئی ہوتی ہے، لیکن ذہن میں نہیں رہتی۔

حضرت عثمانؓ کی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چار رشتہ داریاں ہیں۔

(۱) پہلی رشتہ داری یہ ہے کہ چھٹے نمبر پر عرب کے سرداروں میں جو رسول اللہ ﷺ کے دادا ہیں وہی حضرت عثمان غنیؓ کے دادا ہیں۔

(۲) دوسری رشتہ داری یہ ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ کی والدہ کا نام ہے اروئی بنت کریم والدہ کا نام ہے اور نانی کا نام ہے ام حکیم البیضاء یہ ام حکیم البیضاء حضرت عثمان غنیؓ کی سگی نانی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی سگی پھوپھی ہیں تو حضرت عثمان غنیؓ کی سگی نانی رسول اللہ ﷺ کی سگی پھوپھی کیسے کہ یہ ام حکیم البیضاء حضور ﷺ کے والد حضرت عبد اللہ کے ساتھ جڑواں پیدا ہوئی تھیں جب یہ جڑواں پیدا ہوئی تھیں تو رسول اللہ ﷺ کی سگی پھوپھی بنی اور اروئی کی والدہ ہے تو عثمان غنیؓ کی سگی نانی بنی۔ عثمان غنیؓ کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ یہ دوسرا رشتہ ہے کہ عثمان غنیؓ کے دوسرے رشتہ میں بڑے قریب ہیں۔

(طبقات ابن سعد ج ۸، صفحہ ۴۲)

(۳) تیسری رشتہ داری یہ ہے کہ عثمان غنیؓ کے گھر میں رسول اللہ ﷺ کی دو

بیٹیاں تھیں۔ یہ بات آپ سن چکے ہیں تو یہ اعزاز اتنا بڑا ہے کہ ابن عساکر اور ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے کہ عثمان غنیؓ پوری امت محمدیہ ﷺ میں ایک ایسا شخص ہے، بلکہ پوری دنیا میں یہ خصوصیت کسی اور کو حاصل نہیں کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء میں کوئی نبی ایسا نہیں جس کی دو بیٹیاں یکے بعد دیگرے کسی ایک شخص کے نکاح میں آئی ہوں۔ سوائے عثمان غنیؓ کے یہ اعزاز ہے حضرت عثمان غنیؓ کا۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۴۹)

(۴) چوتھی رشتہ داری یہ ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ کی ایک بیوی کا نام حضرت رقیہؓ

ہے اور رقیہؓ کا ایک بیٹا عبد اللہ ہے۔ یہ حضرت عثمان غنیؓ کا صاحبزادہ ہے اس کے بارے

میں دورِ روایتیں ہیں۔ ایک روایت ہے کہ آٹھ سال کی عمر میں مرغ کی چونچ اس کی آنکھ میں لگا اور یہ فوت ہو گیا، لیکن دوسری روایت یہ ہے کہ یہ لڑکا فوت نہیں ہوا بلکہ بچ گیا تھا اور بعد میں جنگ یرموک میں جا کر شہید ہوا۔ فاروق اعظمؓ کے دور میں، اور اس سے پہلے عبداللہ بن عثمانؓ کا نکاح ہوا تھا۔ حضرت امیر معاویہؓ کی لڑکی رملہ بنت معاویہؓ کے ساتھ، اور یہ رملہ کس کی لڑکی تھی؟ امیر معاویہؓ کی، لیکن امیر معاویہؓ کی تین بیویاں تھیں، اور تین بیویوں میں اس بیوی کی یہ لڑکی تھی، جس بیوی کا نام قریبہ الصغریٰ تھا اور قریبہ الصغریٰ رسول اللہؐ کی سالی ہے۔ تو گویا کہ جو رسول اللہؐ کی سالی قریبہ الصغریٰ ہے اس کی لڑکی کا نکاح پیغمبر ﷺ کے نواسہ کے ساتھ ہوا۔ تو یہ عثمان غنیؓ کی کتنی رشتہ داریاں پیغمبر ﷺ کے ساتھ تھیں؟ چار! میں کہتا ہوں کہ چار رشتہ داریاں نہ بھی ہوں، صرف ایک رشتہ داری ہوتی، ایک تعلق ہوتا، صرف حضرت عثمانؓ کا صحابی ہوتا تو تب بھی عثمان غنیؓ کا مقام دنیا میں بہت بلند ہوتا۔ ۸۲ سال کی عمر میں چہرے پر چمک کے چار پانچ داغ ہیں، رنگ بڑا خوبصورت ہے، متوازی قد ہے، زندگی بھر متواتر ایک دن روزہ رکھا ایک دن افطار کیا۔ عثمان غنیؓ عرب کا سب سے مالدار انسان ہے۔

مدینہ میں قحط اور عثمان غنیؓ کا ایثار

لیکن وہی عثمان غنیؓ خلافت کے آخری سالوں میں کہتے ہیں کہ میرے پاس ایک بکری اور ایک اونٹ کے سوا کچھ نہیں بچا۔ میں نے سارا مال اللہ تعالیٰ کے دین پر لٹا دیا۔ میرے بھائیو! عثمان غنیؓ کتنا بڑا نئی تھا۔ آپ کو معلوم ہے، بیڑ رومہ خرید کے دیا۔ یہ بھی پتہ ہے اونٹوں کی قطاریں دیدیں یہ بھی پتہ ہے، لیکن ایک واقعہ جو ابھی میں دہرانا چاہتا ہوں، شاید اس کا علم نہ ہو۔ البدایہ والنہایہ میں حافظ عماد الدین ابن کثیر نے لکھا ہے کہ عثمان غنیؓ ابو بکر صدیقؓ کے دور میں صدیق اکبرؓ کے وزیر اور مشیر تھے۔ قحط پڑا مدینے میں، اتنا قحط پڑا مدینے میں کہ لوگوں نے کہا ہم مدینہ چھوڑتے ہیں۔ صدیق اکبرؓ نے ہاتھ اٹھائے۔ اللہ سے دعا مانگی کہ اے اللہ! تیرے نبی ﷺ کا شہر ہے۔ اس قحط کو دور کر دے۔ دعا قبول ہو

گئی۔ نماز جمعہ کے بعد صحابہ کرامؓ نے سلام پھیرا تو ملک شام کی طرف دیکھا کہ اونٹوں کے پاؤں کی خاک اڑتی ہوئی نظر آئی اور تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ ایک ہزار سوانٹ غلے کے لدے لدائے مدینہ میں داخل ہوئے اور لوگ خوش ہو گئے کہ قحط دور ہو گیا۔ غلہ آگیا، لیکن یہ پتہ نہ چلا کہ غلہ کس کا ہے، شام کو پتہ چلا کہ یہ سارا غلہ عثمان غنیؓ کا ہے، ایک ہزار اونٹ غلے کے لدے لدائے تو سارے بیوپاری جمع ہو کر عثمان غنیؓ کے پاس گئے اور جا کر کہا: اے عثمانؓ! یہ جو اونٹ ہیں ہم اکٹھے خریدنا چاہتے ہیں۔ اور اکٹھے لے کر مدینہ کے لوگوں کو صبح بچ دیں گے سستے داموں بچ دیں گے۔ حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا کتنا منافع دو گے؟ تو انہوں نے کہا کہ شام کی خریداری پر دس روپے منافع دیں گے مثلاً چالیس روپے من کے حساب سے گندم آئی ہے تو ہم دس روپے منافع دیں گے۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا مجھے اس سے زیادہ مل رہا ہے۔ انہوں نے کہا میں روپے دے دیں گے، حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا مجھے اس سے زیادہ مل رہا ہے انہوں نے کہا کہ ہم تیس روپے دے دیں گے۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا مجھے اس سے زیادہ مل رہا ہے تو تاجروں نے کہا کہ مدینہ کے بیوپاری تو ہم ہیں تم کس کو بچ رہے ہو؟ جو اتنا منافع دے رہا ہے تو عثمان غنیؓ نے فرمایا کہ میں جس تاجر کے ہاتھ پہ غلہ بچ رہا ہوں وہ تاجر دس گنا دنیا میں دے رہا ہے اور ستر گنا آخرت میں دے رہا ہے۔ فرمایا اے لوگو! گواہ ہو جاؤ سارا غلہ میں نے مدینہ کے فقیروں میں تقسیم کر دیا۔

یہ واقعہ بڑا حیرت انگیز ہے، لیکن اس سے اگلی بات اس بھی حیرت انگیز ہے کہ حضرت عثمانؓ نے جس دن یہ خیرات کی حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ البدایہ والنہایہ میں ان کا یہ خواب موجود ہے کہ رات کو خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی تو میں نے اپنے نانا کو ساری زندگی اتنا خوش کبھی نہیں دیکھا تھا کہ ایک ترکی گھوڑے پر آپ سوار ہیں اور بڑی جلدی میں جا رہے ہیں تو میں نے کہا کہ نانا جی! آپ آج ٹھہرتے نہیں ہیں اتنی جلدی میں ہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا! حسنؓ! تجھے نہیں پتا آج عثمان غنیؓ نے فرش پر اتنی بڑی خیرات کی ہے کہ سارے عرش پر چرچا ہو گیا اور آج عثمان غنیؓ کی خیرات پر اللہ تعالیٰ نے ایک حور کا

نکاح عثمان غنیؓ کے ساتھ کرنا ہے اور میں اس نکاح کی محفل عروسی میں شرکت کے لئے جا رہا ہوں۔ ایسا نئی انسان جس کے چہرے آسمانوں پر ہوں کہ جس نے اونٹوں کی قطاریں غرباء میں تقسیم کر دی ہوں۔

(عثمان بن عفانؓ۔ از عہد اس محمود عقاد صفحہ ۷۱)

حیاء عثمانؓ

میرے بھائیو! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے۔ حضور ﷺ گھر میں تشریف فرما تھے۔ حجرے میں تشریف فرما تھے اور حضور ﷺ گھر میں بے تکلف بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ آئے تو حضور ﷺ کی پنڈلی برہنہ تھی، حضور ﷺ نے اجازت دے دی اور پنڈلی اسی طرح رہی، عمر فاروقؓ آئے حضور ﷺ اسی طرح بیٹھے رہے، جب عثمان غنیؓ آئے تو حضور ﷺ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا! یا رسول اللہ ﷺ میرے باپ ابوبکرؓ آئے آپ اسی طرح برہنہ پنڈلی کے ساتھ بیٹھے رہے، فاروق اعظمؓ آئے آپ اسی طرح بیٹھے رہے، لیکن عثمانؓ آئے تو آپ نے پنڈلی بھی ڈھانپ لی اور آپ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے، شاید اس لئے بیٹھ گئے کہ عثمانؓ آپ کے داماد ہیں اور آپ نے اپنے داماد کا حیاء کیا اور ابوبکر و عمرؓ آئے تو آپ کے خسر تھے۔ سر تھے۔ آپ ان کے لئے نہیں اٹھ کر بیٹھے داماد کیلئے بیٹھے ہیں تو حضرت عائشہؓ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ عائشہؓ میں اس عثمانؓ سے حیاء کیوں نہ کروں جس سے آسمانوں کے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں، اس لئے میں سیدھا ہو کر نہیں بیٹھا کہ وہ میرا داماد ہے، اس لئے کہ اس سے آسمانوں کے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں۔

(کتاب الناقب باب فضائل عثمان بن عفان، کنز العمال ج ۱۵ صفحہ ۵۵، طبقات ابن سعد ج ۳ صفحہ ۴۱)

علماء کرام نے لکھا ہے کہ عثمان غنیؓ نے بیاسی سال کی عمر پائی ہے اور بیاسی سال کی عمر میں کفر کی حالت میں بھی اور اسلام کی حالت میں بھی حیاء کا اتنا غلبہ تھا کہ کپڑے اتار کر غسل خانے میں بھی غسل نہیں کیا، غسل خانے میں بھی کپڑے پہن کر غسل کیا ہے، غسل

خانے میں بھی برہنہ نہیں ہوئے ہیں، یہ حیا کا عالم ہے، پیکر حیا ہے، خوبصورتی کا پیکر۔
لوگ کہتے تھے کہ ہم نے مسجد میں ایسا خوبصورت آدمی دیکھا کہ پوری مسجد میں ایسا آدمی نہیں
تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ عثمان غنیؓ ہوگا، لوگوں نے جا کر دیکھا تو وہ عثمان غنیؓ تھے۔

غزوہ تبوک میں صحابہ و صحابیات کا ایثار

حضور ﷺ کے لئے سب کچھ لٹایا اور یہ اعزاز بھی کسی کو نہیں ملا کہ جنگ تبوک میں
ابوبکرؓ نے سارا گھر کا سامان دے دیا اس میں کوئی شک نہیں کہ خواجہ دل محمد مجذوب نے کہا!

صحاب پاک مصطفیٰ ﷺ کو حق نے کیا جگر دیا

بہر قوم بے دھڑک سب نے مال و زر دیا

کسی نے ٹکٹ لا دیا کسی نے نصف گھر دیا

مگر عائشہ کے باپ نے دیا تو اس قدر دیا

خدا کے نام کے سوا جو کچھ تھا لا کے در دیا

یہ صدیق اکبرؓ کے بارہ میں تھا، لیکن صدیق اکبرؓ نے گھر کا سارا سامان دے دیا۔

(زرقاتی ج ۳ صفحہ ۶۲) فاروق اعظمؓ نے گھر کا آدھا سامان دے دیا۔ (ترمذی ج ۵) تیس

ہزار صحابہؓ کا اڑھائی لاکھ روپیوں سے مقابلہ تھا، جنگ تبوک میں یہ وہی جنگ تبوک ہے،

جس کو قرآن پاک نے جیشِ عمرہؓ کہا، یعنی جنگی والا غزوہ جس میں صحابہ کرامؓ بڑے تنگ

دست تھے۔ صحابہؓ بڑے پریشان تھے۔ صحابہ کرامؓ کے پاس کوئی دولت نہیں تھی تیس ہزار

صحابہؓ سے ایک وقت کے کھانے پر کتنے پیسے خرچ ہوتے ہوں گے۔

حضور ﷺ نے چندہ مانگا تو صدیقؓ نے سارا سامان دے دیا، حضور ﷺ نے پھر

اپیل فرمائی اور صدیقؓ نے ٹاٹ کا لباس پہن لیا اور کپڑے بیچ کر پیسے، رسول اللہ ﷺ کو

دے دیئے۔

اور اس جنگ میں حضور ﷺ نے پھر اپیل فرمائی تو ایک عورت نے سر کے بال

اتار کر نبی ﷺ کے قدموں میں رکھ دیئے کہ جس گھوڑے کیلئے رسی نہ ہو تو میرے بالوں سے

رسی بنالی جائے۔

پھر حضور ﷺ نے چندے کی اپیل فرمائی تو ایک آدمی نے ساری رات ایک یہودی کی دیوار بنائی اور صبح کو دو سیر چھوہارے مزدوری میں ملے اور وہ دو سیر چھوہارے بھی لا کر رسول اللہ ﷺ کے قدموں میں رکھ دیئے یہ وہ جنگ ہے۔

اس جنگ میں صحابہ کرامؓ نے عشق و محبت کی و مثالیں پیش کی ہیں کہ جس کی کوئی مثال پیش نہیں کر سکتا کہ ایک عورت نے تین مہینے کا ایک بچہ بھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بہن اس بچے کو کیا کروں گا؟ اس نے عرض کیا کہ حضور ﷺ میرے پاس جوان بیٹا ہوتا تو آج آپ کی اپیل پر وہ پیش کر دیتی۔ یہ تین مہینے کا بچہ ہے۔ جب دشمن سے لڑائی ہو، جس صحابی کے پاس ڈھال نہ ہو، میرا بچہ اس کے سپرد کر دیتا، تیر میرے بچے کے حلق سے گزر جائے گا، میں قیامت کے دن تیری عدالت میں فخر کروں گی کہ اللہ میں تیرے نبی ﷺ کے نام پر بچے کے ٹکڑے کرا کر لائی ہوں۔ یہ جنگ ہے یہ سارے واقعات سننے کے بعد، آپ وہ واقعہ بھی سنیں کہ جس واقعہ میں ایک ایسا اعزاز عثمان غنیؓ کو ملا کہ وہ اعزاز ان میں سے کسی اور کے حصہ میں آیا ہی نہیں، حضور ﷺ نے چندہ مانگا تو وہ تو چند دنوں کا کھانے کا خرچہ پورا نہ ہوا۔

حضرت عثمانؓ کی سخاوت

تو حضور ﷺ نے اپیل فرمائی، سب لوگوں نے چندہ دے دیا، اب اس مجمع میں سے کوئی اور آدمی بولے، کوئی آدمی نہیں بولا، تو پھر عثمان غنیؓ کھڑے ہو گئے، عثمان غنیؓ نے فرمایا، ایک سواونٹ غلے کے لدے لدائے دیتا ہوں۔ دو سواونٹ دیتا ہوں، یہ علیحدہ جنگ ہے، وہ تین سواونٹوں کی خیرات کا واقعہ بعد میں پیش آیا ہا صدیق اکبرؓ کے دور میں، دو سواونٹ غلے کے لدے لدائے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے عثمانؓ تو نے اپنے نبی ﷺ کو خوش کیا۔ اب کوئی اور اٹھے مجمع میں سے کوئی نہ اٹھا صحابہؓ تو غریب لوگ تھے بے چارے، جب کوئی نہ اٹھا تو پھر عثمان غنیؓ اٹھے فرمایا تین سواونٹ اور دیتا ہوں جب چوتھی مرتبہ حضور ﷺ

نے فرمایا۔ کوئی نہ اٹھا، تو عثمان غنیؓ پھر اٹھے اور فرمایا دو سوانٹ اور دیتا ہوں۔

حدیث میں آتا ہے کہ عثمان غنیؓ پھر پانچویں دفعہ اٹھے۔ نو سوانٹوں کا وعدہ کیا اور حضور ﷺ نے فرمایا کہ عثمانؓ اب تم بیٹھ جاؤ، اب کوئی اور اٹھے، مجمع میں پھر کوئی نہ اٹھا، تو عثمانؓ اٹھ کر اپنے گھر گئے ایک ہزار اشرفیاں، نو سوانٹوں کی مالیت سے بھی زیادہ تھیں۔ ایک ہزار اشرفیاں اٹھا کر آئے اور آکر وہ رسول اللہ ﷺ کی جھولی میں ڈال دیں۔

حضرت عثمانؓ نے ایک ہزار اشرفیاں پیش کیں

اور جب حضور ﷺ نے ایک ہزار اشرفیاں دیکھیں، بخاری شریف میں آتا ہے۔ مسلمانو! اس سخاوت جیسی سخاوت دنیا میں نہیں ہے۔ پیغمبر ﷺ کی جھولی میں ایک ہزار اشرفیاں، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ رسول اللہ ﷺ ان اشرفیوں کو ہاتھوں پر پلٹتے تھے اور آپ کا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا۔ آپ کے چہرے پر رونق آگئی۔ آپ کے دانتوں کی سفیدی کو دنیا نے دیکھ لیا تھا کہ حضور ﷺ اتنے خوش ہوئے کہ آپ کے دانت بھی لوگوں کو نظر آئے۔

اور آپ نے اس طرح اشرفیوں کو پلٹتے ہوئے ایک بات فرمائی تھی اس کیلئے میں نے یہ سارا واقعہ نقل کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا ماضر عثمان ما عمل بعد الیوم اے عثمانؓ! آج تو نے اتنی بڑی نیکی کی ہے۔ محمد ﷺ کو اتنا خوش کیا ہے کہ آج کے بعد تو کوئی غلطی کرے گا خدا تیری غلطی بھی نیکی بنا کر لکھے گا۔ یہ اعزاز ہے، نام لے کر فرمایا اور یہ اعزاز کسی اور کے حصے میں نہیں آیا۔

ہاں جنگ بدر کے شرکاء کے لئے فرمایا ہے کہ اعملوا ما شئتم قد غفرت لکم بدر کے غازیو، تم جو مرضی کرو تمہیں کوئی عمل نقصان نہیں پہنچائے گا، لیکن نام لے کر کسی سے کہا ہو، صرف اور صرف عثمان غنیؓ سے کہا ہے ماضر عثمان ما عمل بعد الیوم ۷ غلطی بھی کرے گا خدا تیری غلطی بھی نیکی بنا کر لکھے گا یہ اعزاز کسی اور کو نہیں ملا۔

(فتح الباری جلد ۷ صفحہ ۴۴)

مسجد نبوی کی توسیع میں حضرت عثمانؓ کا حصہ

مسلمانو! مسجد نبوی میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، یہ مسجد کی جگہ تنگ ہے، پانی آتا ہے، مسلمان پانی میں بھیک جاتے ہیں، مسجد میں لوگ پورے نہیں آتے اور مسجد کے ساتھ یہ جگہ فروخت ہو رہی ہے۔ اس پورے مجمع میں، میں اعلان کرتا ہوں کہ جو شخص یہ جگہ خرید کر دے گا گواہ ہو جاؤ کہ وہ جنتی ہے، میں محمد ﷺ اس کی جنت کا اعلان کرتا ہوں، مسجد کی جگہ کیلئے اعلان ہوا۔ صحابہ کرامؓ ایک دوسرے کو دیکھتے تھے، پیسہ کسی کے پاس نہیں تھا۔ حضرت عثمان غنیؓ اس مجمع میں کھڑے ہو گئے، فرمایا یا رسول اللہ ﷺ میں جگہ خرید کر وقف کرتا ہوں۔ میں خریدتا ہوں، چنانچہ مسجد نبوی کی جو جگہ آج موجود ہے اس کا اکثر حصہ عثمان غنیؓ کے پیسوں سے خریدا ہوا ہے۔

مسجد نبوی میں آپ لوگ جائیں، اللہ آپ کو لے جائے، نبی ﷺ کا روضہ دکھائے، ایک ہے مسجد نبوی، جو رسول اللہ ﷺ کے دور میں مسجد تھی، ایک ابتدائی مسجد ہے، حضرت اب ایوب انصاریؓ کے مکان کے پاس بنائی گئی تھی وہ تو آٹھ دس پندرہ آدمیوں کیلئے نماز کی جگہ تھی، لیکن جو اصل مسجد کی شکل اور تصویر ہے مسجد کی شکل، مسجد کی تصویر، وہ عثمان غنیؓ کے پیسے سے خریدی گئی، وہ کافی جگہ تھی اور حضرت عثمان غنیؓ نے اپنے پیسے سے وہ جگہ خریدی اور جب رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا کہ یہ جگہ عثمان غنیؓ نے خریدی ہے اور اللہ کے گھر کیلئے وقف کی ہے تو حدیث میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر فرمایا، اے اللہ! میں حضرت عثمانؓ سے راضی ہوں تو بھی راضی ہو جا۔

بیسر رومہ کو خرید کر وقف کیا

ایک اور بڑی تنگی تھی مسلمانوں کو وہ بڑی تنگی تھی یہ تھی کہ مدینہ منورہ میں کوئی میٹھے پانی کا کنواں نہیں تھا۔ کھارا پانی تھا اور میٹھے پانی کا کنواں ایک یہودی کے پاس تھا۔ مسلمان اس سے جا کر پانی لیتے، وہ کبھی پانی نہ دیتا، کبھی زیادہ پیسے لیتا، پانی فروخت کرتا،

بڑی تنگی تھی، یہودی نے کہا میں مفت پانی کسی مسلمان کو نہیں دے سکتا، حضور ﷺ نے فرمایا بھائی یہ بیئر رومہ جو خرید کر وقف کرے گا میں اس کی جنگ کا اعلان کرتا ہوں۔ حضرت عثمانؓ نے بارہ ہزار درہم اسی وقت خرچ کئے اور پھر دوسری دفعہ آٹھ ہزار درہم دے کر اور وہ کنواں خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔

(انساب الاشراف ج ۱ صفحہ ۵۳۶)

قدرت کے عجائبات

ایک مدینہ منورہ کے پاس ہے بیئر عریض جو لوگ حج کرنے جاتے ہیں میں ان کی معلومات کے لئے ایک بات کہنا چاہتا ہوں کہ مدینہ منورہ کے تقریباً بیس پچیس میل ملک شام کے اندر سے راستہ جاتا ہے اس راستے کے بس بائیس میل کے آگے حمزہ آباد ایک علاقہ ہے اس میں ایک کنواں ہے اور مجھے مدینہ کے ایک شیخ نے کہا تھا کہ حضور ﷺ کے دور سے جو چیزیں من و عن چلی آرہی ہیں وہ بیئر عریض ہے ہم بیئر عریض پر گئے۔

میں نے بیئر عریض پر جا کر دیکھا کہ وہاں ایک بوڑھا آدمی بیٹھا ہے اس نے کہا کہ حضور ﷺ کا ایک قافلہ یہاں آیا تھا، صحابہ کرامؓ کے ساتھ اور اس جگہ آ کر اس قافلے کے پانی کے مشکیزے ختم ہو گئے، اور حدیث شریف میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دُعا مانگی تھی کہ اے اللہ! یہاں کے جانور پیاسے ہیں مسلمان پیاسے ہیں ان کے لئے پانی کا انتظام کر دے، تو نبوت نے ہاتھ اٹھائے اور ہاتھ اٹھانے کے فوراً بعد جب آپ ﷺ نے ہاتھ منہ پر پھیرے، ابھی ہاتھ نیچے نہیں آئے تھے کہ یہ پانی کا چشمہ بیئر عریض اسی وقت شروع ہو گیا اور یہ بیئر عریض اس وقت سے ہے۔

اور میں نے خود اس بیئر عریض کا پانی پیا ہے۔ ٹھنڈا پانی ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ صدیوں سے اس طرح کا پانی آرہا ہے اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئی، جس طرح رسول اللہ ﷺ کے دور میں تھا آج بھی اسی طرح ہے کوئی تبدیلی نہیں یہ بیئر عریض ہے عام لوگوں کو اس کا پتہ ہی نہیں ہے اور بہت ایمان افروز جگہ ہے۔ آدمی وہاں جاتا ہے پانی پیتا ہے تو ایسے

معلوم ہوتا ہے کہ میرا دل ٹھنڈک محسوس کرتا ہے اور مجھے راحت آتی۔ ٹھنڈا پانی ہے، اس چشمے کے پانی میں عجیب لذت ہے۔ پانی جتنا مرضی نکالو، پانی اسی طرح موجود ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرتیں ہیں۔ یہ تو رسول اللہ ﷺ کا معجزہ ہے۔ حضور ﷺ نے دُعا مانگی اور پانی کا چشمہ جاری ہو گیا اور کئی اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں کہ جہاں پتہ ہی نہیں چلتا کہ کسی کی دُعا کے بغیر ہی اللہ نے چشمے جاری کر دیئے یہ اللہ تعالیٰ کی نشانی ہے۔

میں پچھلے سال آسٹریلیا گیا تو وہاں ہے فچی آئی لینڈ، اس میں بھی اللہ کی بڑی نشانیاں ہیں، وہ ایک جزیرہ ہے چار سو میل کا ایک پہاڑ ہے سمندر کے درمیان، ارد گرد سارا سمندر ہے تو ہم ایک جگہ لہا لہے اور لہا لہے کے آگے ایک جگہ ہے تو وہاں سمندر کے بالکل کنارے پر ہم نے ایک چشمہ دیکھا۔ گرم پانی کا چشمہ اور وہاں سے گرم پانی نکلتا ہے، ابلتا ہوا اور وہ قطرہ اگر کسی کے جسم پر لگ جائے تو جسم جل جائے اور لوگ وہاں برتنوں میں گوشت رکھ کر پکا رہے ہیں۔ گرم پانی چشمے سے اُبل کر نکل رہا ہے۔ یہاں سمندر کا پانی ٹھنڈا ہے اور اس کے بالکل ساتھ پانی گرم ہے۔ چشمہ سے نکل رہا ہے اور پوری دنیا کے سیاح اس کو دیکھنے آرہے ہیں اور کہتے ہیں کہ کئی بیماریوں کا علاج ہے اور ہم اس سے تقریباً آٹھ فٹ کے فاصلے پر کھڑے نہیں ہو سکتے تھے، اتنا گرم پانی تھا اور اس کی ہوائ تھی، حالانکہ اس کے آس پاس سمندر تھا تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نشانی ہے کہ گرم پانی ہے اور نشانی اللہ کی ہے اور وہاں سالن پکایا جا رہا ہے اور اتنا ابلتا ہوا پانی ہے۔ آدمی ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ تو یہ سب اللہ کی نشانیاں ہیں پانی ہے پہاڑ ہیں چشمے ہیں۔

یہاں سعودی عرب میں پہاڑوں کو دیکھو کہ سعودی حکومت نے آج سے بیس سال پہلے چھ سات پہاڑوں کی کھدائی کی پانی کیلئے تو جو پہاڑ کھودا اس کے نیچے سے سونا نکل آیا۔

قدرت نے نوازا

حضور ﷺ نے فرمایا تھا جب صحابہؓ کے پیٹ پر پتھر بندھے ہوتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے ایک وقت آئے گا کہ عرب کی یہ دھرتی سونا اُگلے گی، آج ہر پہاڑ کے

بچے سے سونا نکل رہا ہے یہ اللہ کی نشانیاں ہیں، تیل ہے، ۱۹۴۲ء میں یعنی آج سے پچاس سال پہلے، پورے سعودی عرب میں ایک گاڑی بھی نہیں تھی اور گدھوں پر ڈاک تقسیم ہوتی تھی، یہ نواب آف بہاولپور ۱۹۴۵ء میں حج کرنے گیا اس کے پاس دو گاڑیاں تھیں جو بحری جہاز پر رکھ کے لے گیا۔ شاہ سعود نے سلطان عبدالعزیز ابن سعود نے فیصل کے باپ نے بندرگاہ پر آکر اس کا استقبال کیا۔ نواب آف بہاولپور کا اور کہا کہ دیکھو کتنا بڑا نواب آ رہا ہے کہ جس کے پاس دو گاڑیاں ہیں، پورے عرب کے لوگ گاڑیاں دیکھنے باہر نکل آئے۔

خجروں پر سواری ہوتی تھی۔ ۱۹۴۳ء میں پچاس سال پہلے اور جب نواب آف بہاولپور نے حج کر لیا تو سلطان عبدالعزیز ابن سعود ساتھ تھا۔ جب آخر میں وہ رخصت ہونے لگا تو سلطان نے کہا کہ اگر آپ محسوس نہ کریں تو ایک گاڑی ہمیں دے دیں۔ اللہ کی نشانیاں دیکھو تو سلطان نے کہا کہ آپ والی حرمین ہیں آپ نے مانگی ہے چیز، میں دونوں گاڑیاں تمہیں دیتا ہوں، اس نے دونوں گاڑیاں دے دیں۔

اب دیکھو وہ نواب آف بہاولپور، بہاولپور میں ہے یہ عباسیوں کی اولاد ہیں اور ان کی اولاد جاسیداد کے جھگڑے میں تباہ ہو گئی اور ایک گاڑی بھی پورے پاکستان میں اور ہر شہزادہ سعودی کے پاس گاڑی ہے۔ ۱۹۴۳ء میں وہاں گدھوں پر ڈاک تقسیم ہوتی تھی اور وہاں سے اب ہر جگہ سے تیل نکل رہا ہے، سونا نکل رہا ہے، پانی مہنگا ہے پٹرول سستا ہے اور کبھی ایسے ہوتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے پیٹ پر بھی پتھر بندھے ہوتے تھے، یہ ہے اللہ کی غیبی مدد جو اللہ تعالیٰ نے فرمائی۔

حضرت عثمان غنیؓ کو اللہ نے یہ اعزاز بخشا کہ ساری زندگی جو کچھ کمایا تھا جو کچھ دولت بنائی تھی ساری دولت رسول اللہ ﷺ کے قدموں پر لٹائی، اونٹوں کی قطاریں لٹائیں دولت لٹائی، پیسے لٹائے ان کی راتیں مصلے پر گزرتی تھیں۔

حقوق کی ادائیگی ضروری ہے

ایک حضرت عثمان غنیؓ ہیں، اور ایک عثمان ابن مظعونؓ ہیں یعنی ان کی بات ان کی

بیوی حضرت عائشہؓ کے پاس آئی حضرت عائشہؓ نے پوچھا کہ تو اچھے کپڑے کیوں نہیں پہنتی، تجھے صاف سترے کپڑے پہننے چاہئیں تو اس بی بی نے کہا کہ میں کس کیلئے کپڑے پہنوں؟ میرا خاوند تو سارا دن اور ساری رات مسجد میں رہتا ہے دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو عبادت کرتا ہے۔ میں کس کیلئے اچھے کپڑے پہنوں، کس کیلئے خوشبو لگاؤں۔

تو حضور ﷺ کو حضرت عائشہؓ نے بتایا، حضور ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعونؓ کو بلایا، اور بلا کر کہا کہ ان نفسک علیک حق وان عینک علیک حق، وان لزوجک علیک حق اے عثمان ابن مظعونؓ تو محمد مصطفیٰ ﷺ سے بھی زیادہ عبادت کرنے لگ گیا ہے؟ تیری بیوی کا تجھ پر حق نہیں، تیری آنکھوں پر تجھ پر حق نہیں، تیری جان پر تجھ پر حق نہیں، جاؤ پہلے جا کر لوگوں کے حقوق ادا کرو، پھر اللہ تعالیٰ کے دروازے پر آؤ، پھر ساری رات جاگو، جو وقت بچ جائے۔

اس کے بعد حضرت عثمان بن مظعونؓ کی بیوی حضرت عائشہؓ کے پاس آئی تو ان کے کپڑوں پر خوشبو تھی۔ اچھے کپڑے زیب تن تھے۔ فرمایا میرے خاوند نے رسول اللہ ﷺ کی بات سن کر ساری رات رو کر کہا میری عبادت بھی محمد مصطفیٰ ﷺ کے حکم کے تابع ہے۔ میں تو نبی ﷺ کے اشارہ ابرو کے بغیر عبادت بھی نہیں کرتا، جو حکم نبی ﷺ کا ہے سر تسلیم خم ہے۔

حضرت عثمانؓ کا اعزاز

میرے بھائیو! حضرت عثمان غنیؓ کی فضیلت یہ ہے کہ جن کے نکاح میں پیغمبر ﷺ کی دو بیٹیاں آئیں یکے بعد دیگرے اور دوسری بات کہ عثمان غنیؓ کی وجہ سے ساڑھے چودہ سو صحابہ کو اللہ نے جنت کا ٹکٹ دیا۔ اور تیسری بات کہ عثمان غنیؓ کو نام لے کر نبی ﷺ نے فرمایا:

ماضر عثمان ما عمل بعد اليوم

آج کے بعد اگر تو کوئی غلطی کرے گا، خدا تیری غلطی بھی نیکی بنا کر لکھے گا، یہ اعزاز اللہ تعالیٰ نے کسی اور کے حصے میں نہیں لکھا۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

فضائل سیدنا علیؑ

الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ
وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ
أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ
لَهُ وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَلَا نَظِيرَ
لَهُ وَلَا وَزِيرَ لَهُ وَلَا مُشِيرَ لَهُ وَلَا مُعِينَ لَهُ وَصَلَّى عَلَى سَيِّدِ
الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ الْمُبْعُوثِ إِلَى كَافَّةِ النَّاسِ بِشِيرًا
وَنَذِيرًا وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِأَذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا.
قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي كَلَامِهِ الْمَجِيدِ وَالْفَرْقَانِ
الْحَمِيدِ فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدْ اهْتَدَوْا.
قال النبي صلى الله عليه وسلم..... أَصْحَابِي كَالنُّجُومِ
بِأَيِّهِمْ اقْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ.....
صَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ وَنَحْنُ عَلَى ذَلِكَ
لِمَنِ الشَّاهِدِينَ وَالشَّاكِرِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

میرے بھائیو! حضرت علیؑ کی شخصیت اسلام کے حوالہ سے تاریخی شخصیت ہے۔
حضرت علیؑ کا مرتبہ آپ کے ساتھ اور آپ کا کردار، بہادری، جرأت، فصاحت، بلاغت،
تاریخی اہمیت کے واقعات ہیں۔

حضرت علیؑ جیسا فصیح و بلیغ، حضرت علیؑ جیسا شستہ بیان کرنے والا، حضرت علیؑ
جیسا فیصل، تمام صحابہ رضی اللہ عنہم میں کوئی نہیں ہے، ہر ایک کی علیحدہ علیحدہ خصوصیات ہیں،
لیکن حضرت علیؑ کی خصوصیات ہیں وہ کسی اور میں نہیں اور جو حضرت ابو بکر صدیقؓ و حضرت
عمر فاروقؓ کی خصوصیات ہیں وہ کسی اور میں نہیں، جو عثمان غنیؓ کو مرتبہ حاصل ہے وہ کسی اور کو
نہیں۔

تو حضرت علی المرتضیٰؑ کی شہادت اور فضیلت پر آج کے اس مختصر سے خطبے میں
بیان ہوگا۔

لفظ علی کا معنی اور سیدنا علیؑ سے مطابقت

حضرت علیؑ کا نام ہی نرالا ہے، علیؑ کا معنی ہے بلند اور علیؑ واقعی بلند تھے۔ کردار میں
بھی بلند تھے، گفتار میں بھی بلند تھے اور فیصلوں میں بھی بلند تھے، قرآن پاک میں جتنی آیات
صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان میں ہیں ان میں حضرت علیؑ بھی شامل ہیں۔

خاندان نبوت کی سخاوت:

حضرت علیؑ کے پاس کھانے پینے کو کچھ بھی نہ تھا۔ ایک دودھ کا پیالہ آیا۔ ایک
روٹی کہیں سے آئی اور گھر میں کسی نے کھانا نہیں کھایا اور وہ روٹی بھی فقیر کو دے دی۔ جب
اس نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ اے آل رسول، اے خاندان نبوت، میں نے کچھ کھایا پیا نہیں تو
حضرت علیؑ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے سارا سامان اسے دے دیا اور اس پر یہ آیت
اتری جو میں نے ابھی پڑھی ہے..... ويطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیم
واسیرا..... وہ بھی اللہ کے برگزیدہ لوگ ہیں کہ جو اپنے اوپر غریبوں کو اور مسکینوں کو ترجیح

دیتے ہیں۔

اولین اسلام لانے والے

حضرت علیؓ کی عمر دو سال تھی، جب وہ رسول اللہ ﷺ کے گھر آئے، کلمہ حضور ﷺ کا سب سے پہلے حضرت علیؓ نے پڑھایا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پڑھا، چار کا نام پہلے نمبر پر آتا ہے، تو امام ابوحنیفہؒ نے اس پر تطبیق کی۔ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں۔ اس میں جھگڑنے کی ضرورت نہیں۔

جوانوں میں سب سے پہلے کلمہ ابوبکرؓ نے پڑھا۔
 غلاموں میں سب سے پہلے کلمہ زید بن حارثہؓ نے پڑھا۔
 بچوں میں سب سے پہلے کلمہ علی المرتضیٰؓ نے پڑھا۔
 عورتوں میں سب سے پہلے کلمہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے پڑھا۔
 تو مسئلہ حل ہو گیا، کوئی جھگڑا نہیں تطبیق ہو گئی۔

ابوطالب کا اصلی نام

حضرت علیؓ کے والد کا نام ہے عبد مناف، ابوطالب ان کی کنیت ہے اور نام ہے ان کا عبد مناف، عبد مناف کا معنی ہے، بت کا بندہ، یہاں پر شیعہ اور ہمارے لاعلم صوفی ایک غلطی کھا جاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوطالب نے نبی ﷺ کا کلمہ پڑھا تھا اور مسلمان ہو گئے تھے، شیعہ کا نقطہ نظریہ ہے، حالانکہ حقیقت کے خلاف ہے، جب حضور ﷺ نے فرمایا کہ چچا میرا کلمہ پڑھو تو ابوطالب نے جواب دیا تھا..... اخْتَرْتُ النَّارَ عَلَى الْقَارِ..... اے میرے بھتیجے میں آگ کو پسند کر سکتا ہوں عار کو پسند نہیں کر سکتا، کہ لوگ کہیں گے کہ مرتے وقت بھتیجے کے دین کو قبول کر لیا یہ ابوطالب نے کہا تھا۔

اور ابوطالب بلاشبہ وہ انسان ہے کہ مشرکین مکہ میں سے حضرت رسول اللہ ﷺ کی پرورش کی ہے اور پیغمبر ﷺ کے سر پرست تھے۔ یہ بات کہ ابوطالب نے نبی ﷺ کو کھلایا ہے

یہ درست نہیں ہے۔ ابوطالب نبی ﷺ کے سر پرست تھے اور پرورش کنندہ تھے۔ حضرت ابوطالب غریب آدمی تھے۔ ان کے اپنے بچے دوسروں کے گھروں میں تھے۔ علی کو حضور ﷺ کے گھر بھیجا اور عقیل کو حضرت عباسؓ کے گھر بھیجا اور حضرت جعفرؓ کو کسی اور کے گھر بھیجا اور ان کے اپنے بچے دوسروں کے گھروں میں تھے، لیکن بچپن سے سہارا اور سر پرستی ابوطالب کرتے تھے، اس میں کوئی شک نہیں ہے اور ابوطالب کا ہی قول علماء نے کتابوں میں لکھا ہے کہ یہ شعر ہے ابوطالب کا، بہت بڑے شاعر تھے:

ان دین محمد خیر ادیان البریۃ

”میرے بھتیجے محمد ﷺ کا دین ساری دنیا کے دینوں کا سردار ہے“

یہ کہا، لیکن جب حضور ﷺ نے فرمایا کہ چچا تمہاری وفات کا وقت قریب ہے میرا کلمہ پڑھو میں قیامت کے دن حجت پوری کر دوں گا کہ آج اگر تم میرا کلمہ پڑھ لو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے سفارش کرالوں گا تمہارا آخری وقت ہے کلمہ پڑھو۔

تو ابوطالب نے کہا تھا کہ بھتیجے میں تیرا کلمہ نہیں پڑھ سکتا..... اختبرت النار علی العار..... میں آگ کو پسند کر سکتا ہوں، عار کو پسند نہیں کر سکتا، اس پر قرآن کی یہ آیت اتری..... اِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ اَخْبَتَ وَلَكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِي مَنْ يُّشَاءُ..... اے میرے محمد مصطفیٰ ﷺ ہدایت کی کنجیاں تیرے پاس نہیں میرے پاس ہیں۔ ہدایت کے خزانے میرے پاس ہیں تو اگر عطا کرتا ہوں تو حبشہ کے بلال کو تیرے قدموں میں بٹھا دیتا ہوں، غلام بنا دیتا ہوں اور اگر نہیں دیتا تو تیرے گھر میں رہتے ہوئے تیرے چچا کو تیرے کلمے سے محروم کرتا ہوں..... انک لا تھدی..... تو ہدایت نہیں دے سکتا..... من اخبت..... جس کو تو پسند کرتا ہے کہ اسے ہدایت آجائے اور اللہ چاہے کہ نہ آئے تو تو اسے ہدایت نہیں دے سکتا تو مختار کل کہاں گئے؟

لوگ کہتے ہیں کہ نبی مختار کل ہوتا ہے، ہر چیز کا اختیار ہوتا ہے ہر چیز کا اختیار ہے تو

یہاں اختیار کہاں گیا؟

میں نے کہا کہ بتاؤ نبی ﷺ چچا کو کلمہ دل سے پڑھانا چاہتے تھے یا اوپر اوپر سے؟
(دل سے) ایک چیز پیغمبر دل سے چاہتا ہے نہیں ہوتی، کیوں نہیں ہوا؟ کیونکہ اختیارات
کے سارے خزانے اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں اور کسی کے پاس نہیں، عقیدے کی اصلاح
ضروری ہے۔

آپ نمازیں پڑھو..... روزے رکھو..... حج کرو..... زکوٰۃ ادا کرو..... جو مرضی
کرو، لیکن آپ کا اگر عقیدہ ہی درست نہ ہوا، آپ یہ عقیدہ رکھیں کہ اللہ کے سوا بھی کوئی.....
حاجت روا ہے..... مشکل کشا ہے..... مختار کل ہے..... کوئی اور بگڑی بنا سکتا ہے..... آپ
کی نماز نماز نہیں، آپ کا روزہ روزہ نہیں، توحید کے بارہ میں یہ عقیدہ رکھو کہ خدا خدا ہوتا ہے
نبی نبی ہوتا ہے۔

”پنجتن پاک“ کی حقیقت

حضرت علی المرتضیٰؓ ان کی عظمت اور رفعت شان سننے سے پہلے ایک بات یاد
رکھیں کہ شرک پیدا ہوتا ہے نیک آدمیوں کا نام لے کر ہمیشہ اور بدعت پیدا ہوتی ہے نیکی کا
نام لے کر۔

اس پر غور کریں یہ آدمی بڑا اچھا ہے اس کی قبر پر سجدے میں کوئی حرج نہیں، نیک
آدمی کا نام لیا، اس کا نام لے کر شرک کیا۔

اور آپ حیران ہوں گے کہ مسلمان یہ شرک کرتے ہیں۔ حضرت علیؓ ہیں۔
حضرت حسنؓ ہیں، حضرت حسینؓ ہیں، حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا ہیں، ان کا نام اس
لئے لینا کہ یہ پنجتن پاک ہیں اور پنجتن پاک کا نام لے کر باقی صحابہ رضی اللہ عنہم کو رد کیا جائے
یہ روافض کی اصطلاح ہے، پنجتن پاک، اس لئے کہ ان کے نزدیک ایک لاکھ چوالیس ہزار
سارے صحابہ رضی اللہ عنہم میں اور خاندان میں صرف پانچ تن پاک تھے باقی ناپاک تھے۔ یہ
ان کا نقطہ نظر ہے۔ اللہ تعالیٰ اور پانچ تن پاک، لفظ شیعہ کا ہے، اب آریاسینوں میں، یہ پانچ

تن پاک ہیں یا سارے تن پاک ہیں؟ (سارے تن پاک ہیں) حضرت محمد، فاطمہؓ، علیؓ، حسن، حسینؓ، پاک ہیں تو ابو بکرؓ و عمرؓ کیا ہیں؟ یہ پاک ہو گئے اور باقی سارے صحابہ؟ پانچ تن پاک کا لفظ تو شیعہ کا ہے اس کا استعمال سنیوں نے کیا اور اگر روکو تو کہتے ہیں کہ یہ ولیوں کو نہیں مانتے، یہ نہ ماننے کی بات ہے، پانچ تن پاک اور باقی؟ باقی کہاں گئے؟ ابو بکرؓ و عمرؓ کہاں گئے؟ سارا خاندان نبوت کہاں گیا؟ یہ کوئی بات ہے۔ سوچو، غلط الفاظ استعمال کرنے سے زکوٰۃ، اور باطل اور گمراہ فرقوں کی بنائی ہوئی اصطلاحات سے رکنا مسلمان کا فرض ہے۔

من گھڑت رسمیں من گھڑت باتیں من گھڑت اصطلاحات ان چیزوں نے دین کا حلیہ بگاڑ دیا.....

سیدنا علیؓ اور مسلمانوں کا عقیدہ:

حضرت علی المرتضیٰؓ شیر خدا کے نام پر کتنے لوگوں نے شرک کے دروازے کھولے، ایک آدمی ہے، حضرت علی المرتضیٰؓ کون ہیں؟ عظمتوں والے، رفعتوں والے، ابھی ان کی عظمت میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں، کتنا اونچا مرتبہ اور کتنا اونچا مقام، لیکن ان کا نام لے کر شرک پیدا ہوا، یا علی مدد، اے علی تو مدد کر، مدد حضرت علیؓ سے مانگی گئی، اور خود حضرت علی المرتضیٰؓ سے پوچھو کہ شیر خدا جب تجھ پر مشکل آئی تھی تو تو نے مدد کس سے مانگی؟ اے علی آپ بتاؤ؟ قاتل مسجد میں تمہارے پیچھے ہے اور اس قاتل کا پتہ نہیں ہے اور اگر غیب کا علم آئمہ کو ہوتا جیسا کہ شیعہ کا عقیدہ ہے کہ امام کو ذرے ذرے کا علم ہوتا ہے تو اگر یہ بات صحیح ہے تو پیچھے قاتل کھڑا ہے اور اس کے پاس خنجر ہے اور اس کا کیوں نہیں پتہ چلا؟

تم خدا کا مقابلہ کرتے ہو کچھ تو انسان کو اس کا خیال کرنا چاہئے۔ نماز پڑھتے ہو، روزہ رکھتے ہو، حج کرتے ہو، زکوٰۃ ادا کرتے ہو اور بات شرک کی کرتے ہو، قرآن کہتا ہے..... وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ..... کہ اللہ کے سوا کوئی مدد نہیں دے سکتا، جیسا کہ گزشتہ جمعہ میں نے بتایا..... اور جس وقت حضرت علیؓ خیبر کے میدان میں گئے اور انہوں

نے اللہ کا نام لیا، اللہ کا نام بلند کر کے آگے آئے اور علی المرتضیٰ کی مدد تو اللہ کرے اور جب کربلا کی وادی میں نواسہ رسول گئے اور حضرت حسینؑ کربلا میں شہید کر دیئے گئے تو وہاں نجف اشرف قریب تھا جہاں حضرت علیؑ دفن تھے، نجف اشرف سے حضرت علیؑ اپنے بیٹے کی مدد کرنے کے لئے نہیں آئے۔ بیٹے شہید ہو گئے، بچے شہید ہو گئے، بچیاں شہید ہو گئیں، بہتر تن قربان ہو گئے نواسے شہید ہو گئے، حضرت علیؑ اپنے بچوں کی مدد کرنے کے لئے تو نہیں گئے، جناب پاکستان میں تیری مدد کرنے ضرور آئیں گے۔ یا علی مدد کتاب میں لکھا ہے۔ امام باڑے میں لکھا ہے، گاڑیوں پر لکھا ہے کچھ تو حیا کرنا چاہئے کہ مدد اللہ کے سوا کوئی نہیں دے سکتا، جب خدا مدد کرتا ہے جب قرآن کا فیصلہ ہے..... وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ..... کہ اللہ کے سوا کوئی مدد نہیں کرتا، لیکن تو روافض کے دھوکے میں آ کر علی سے مدد مانگتا ہے، علی کو تو مدد خود اللہ نے دی ہے، ولیوں کو مدد اللہ نے دی ہے اور تم علی کا نام لے کر مدد کے لئے پکارتے ہو، تیری نمازوں کا کیا بنے گا، تیرے روزے کا کیا بنے گا، جب تک تیرا عقیدہ درست نہیں، تیرا ایمان کامل نہیں، تو جب تک خدا کو مشکل کشا نہیں مانتا تیری عبادت کیسی، تیری ریاضت کیسی، نمازوں کا کیا ہوگا، عبادات کا کیا ہوگا؟

مجھے بتاؤ حضرت حسینؑ کربلا میں شہید ہوئے یا نہیں ہوئے؟ (ہوئے) ظلماً مارے گئے کہ نہیں؟ (مارے گئے) ان کے ساتھ زیادتی ہوئی کہ نہیں ہوئی؟ (ہوئی) اس دن مدد کا مستحق کون تھا؟ کہ جن کو پیا سے ذبح کر دیا گیا، چھریوں سے جن کے تنوں کو بقول مورخین کے کاٹ دیا گیا، وہاں تو حضرت علیؑ نہیں پہنچے اور یہاں تیرے پاس آئیں گے ضرور، کچھ انسان کو سوچنا چاہئے، خدا کا مقابلہ تو نہ کرو، اللہ کے مقابلے میں اس کے بندوں کو کھڑا نہ کرو، اللہ کے مقابلے میں اللہ کی مخلوق کو نہ لاؤ۔ ایسے ظلم تو نہ کرو، خدا خدا ہوتا ہے، نبی نبی ہوتا ہے، ولی ولی ہوتا ہے۔

بچوں میں سب سے پہلے اسلام کس نے قبول کیا؟

حضرت علیؓ عظمت والے تھے دو سال کی عمر میں رسول اللہ ﷺ کے گھر آئے۔ دو سال کی عمر سے ۲۹ سال کی عمر تک یعنی ستائیس سال تک حضرت علیؓ نے رسول اللہ ﷺ کا چہرہ دیکھا، ستائیس سال تک حضرت علیؓ پیغمبر ﷺ کے گھر رہے۔ ۲۷ سال تک علیؓ نے پیغمبر علیہ السلام کی زیارت کی ۲۷ سال تک جہاں جہاں آرائے نبوت کا حضرت علیؓ نے دیدار کیا۔ بچوں میں سب سے پہلے حضرت علیؓ نے نبی ﷺ کا کلمہ پڑھا، چھ سال کی عمر تھی یا سات سال کی عمر تھی۔

جب نبی ﷺ دنیا میں آخری نبی ﷺ مبعوث ہوئے سر پر نبوت کا تاج رکھا گیا۔ ابوطالب کو حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرا کلمہ پڑھو تو حضرت کے والد نے کہا کہ میں آپ کا کلمہ نہیں پڑھ سکتا، یہ مجھ سے نہیں ہوتا، یہ جو تم نماز پڑھتے ہو، سجدہ کرتے ہو، یہ تم کیا کرتے ہو، سجدے میں آدمی جاتا ہے تو آدمی اچھا نہیں لگتا، نعوذ باللہ، یہ ابوطالب نے کہا۔

یہاں ایک ضمنی بات کہتا ہوں تاکہ عقیدے کی اصطلاح ہو جائے، ابوطالب کے چار لڑکے تھے۔ ایک لڑکے کا نام طالب تھا جس کی وجہ سے ان کو ابوطالب کہتے ہیں، طالب کے باپ، وہ بچپن میں فوت ہو گیا، دوسرے لڑکے کا نام عقیل ابن ابی طالب، تیسرے لڑکے کا نام جعفر ابن ابی طالب، چوتھے کا نام علی ابن ابی طالب، حضرت علی المرتضیٰؓ سب سے چھوٹے صاحبزادے تھے۔ ابوطالب کے۔

اور دوسری بات ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ان سے ہوا اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی سب سے چھوٹی بیٹی تھیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ابوطالب مسلمان ہوئے۔ یہ بالکل غلط روایت ہے، اس کا اسلام کی ہٹری میں کوئی وجود نہیں ہے۔ شیعہ کا نقطہ نظر ہے کہ ابوطالب مسلمان ہوئے، اور ابوطالب نے کلمہ پڑھا یہ روایت درست نہیں۔

افضلیت علیؓ کی زبانی

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے علیؓ! تو میرے لئے ایسے ہے کہ جس طرح موسیٰ علیہ

السلام کے لئے ہارون علیہ السلام تھے۔ یہ حضور ﷺ کی حدیث ہے، تو شیعہ یہ کہتے ہیں کہ دیکھو موسیٰ علیہ السلام کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام تھے اور حضور ﷺ کے بعد حضرت علی کا درجہ ہے۔ اس حدیث کے مطابق کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس طرح موسیٰ علیہ السلام کا بھائی ہارون تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کے بعد ہارون علیہ السلام کا درجہ تھا۔ اسی طرح میرے بعد تیرا درجہ ہے، چنانچہ شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جانشین حضرت ہارون علیہ السلام بنے۔ اس طرح حضور ﷺ کے بعد حضرت علی کو جانشین بننا چاہئے۔ اس کا جواب بھی انشاء اللہ ہوگا۔

ایک بات اور یاد رکھیں کہ حضور ﷺ جس کو کلمہ پڑھاتے تھے تو اس کا اگر نام شرکیہ ہوتا تھا تو اس کا نام بدل دیتے، جیسے حضرت ابو بکر صدیق کا نام تھا، عبد الکعبہ یعنی کعبہ کا بندہ یہ شرکیہ نام ہے اللہ کا بندہ ہوتا ہے کعبہ کا نہیں، تو حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر کو جب کلمہ پڑھایا تو سب سے پہلے ان کا نام تبدیل کر کے عبد الکعبہ سے عبد اللہ رکھا۔ اسی طرح حضرت ابو ہریرہ کا نام تھا عبد الشمس، یعنی سورج کا بندہ تو یہ بھی شرکیہ نام ہے، تو اللہ کے نبی ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ کو کلمہ پڑھایا تو ان کا نام رکھا عبد اللہ، اللہ کا بندہ۔

تو جس کو بھی آپ کلمہ پڑھاتے اگر اس کا نام شرکیہ ہوتا تو سب سے پہلے آپ اس کا نام تبدیل کرتے، شرکیہ نام بدل دیتے، اگر ابوطالب نے کلمہ پڑھا ہے تو ابوطالب کا نام تھا عبد مناف اور عبد مناف شرکیہ نام ہے عبد مناف بت کا بندہ۔

اگر ابوطالب مسلمان ہو گئے تھے تو جس کا یہ عقیدہ ہے کہ ابوطالب مسلمان ہو گئے تھے اس سے سوال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبد مناف سے اس کا نام تبدیل کیوں نہیں کیا؟ اگر رکھا تو کون سا نام رکھا؟ تو اس بنیاد پر یہ بات ہے کہ ابوطالب نے نبی ﷺ کا کلمہ نہیں پڑھا تھا لیکن پیغمبر ﷺ کی سرپرستی آخری وقت تک رہی۔ پیغمبر ﷺ کی سرپرستی کرتے رہے۔ ابوطالب پیغمبر ﷺ سے شفقت کرتے تھے ابوطالب سے رسول اللہ ﷺ کو محبت تھی۔

آخری وقت میں جب ابوطالب دنیا سے رخصت ہوئے تو پیغمبر اسلام بڑے پریشان تھے۔ ابوطالب کی بیوی کا نام تھا فاطمہ بنت اسد، یہ حضرت علیؑ کی والدہ ہیں اور حضور ﷺ کے ساتھ بچوں کی طرح شفقت کرتی تھیں۔

حضرت علیؑ کی والدہ کا ایک انوکھا اعزاز

فاطمہ بنت اسد کون تھیں علماء کہتے ہیں کہ وہ خاتون ہیں کہ جن کی قبر میں رسول اللہ ﷺ خود اترے، بلکہ فاطمہ بنت اسد کی قبر میں آپؐ لیٹے اور لیٹ کر آپؐ نے کہا کہ فاطمہ بنت اسد کی قبر تو بڑی فراخ ہے، بڑی کھلی ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا کلمہ پڑھا تھا حضرت علیؑ کی والدہ مسلمان ہوئی تھیں۔

میرے بھائیو! حضرت علیؑ فاطمہ بنت اسد کے لطن سے پیدا ہوئے۔ پیدا کہاں ہوئے، اس میں کئی قول ہیں کہ شیعہ کہتے ہیں حضرت علیؑ کعبہ میں پیدا ہوئے اور کعبہ میں پیدا ہونا اس کی کیا حیثیت ہے اسلام میں، کہ ایک بچہ کعبہ میں پیدا ہوا، یہ بات قائل غور ہے، تمام مورخین کی اکثریت یہ کہتی ہے کہ حضرت علیؑ کعبہ میں پیدا نہیں ہوئے، اہل سنت کا یہ موقف ہے لیکن شیعہ کہتے ہیں کہ کعبہ میں پیدا ہوئے۔ میں ایک منٹ کے لئے مان لیتا ہوں کہ کعبہ میں پیدا ہوئے، لیکن کعبہ میں پیدا ہونا یہ کہاں کی دلیل ہے کہ جو کعبہ میں پیدا ہوئی وہی خلیفہ اول ہے؟ شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ چونکہ کعبہ میں پیدا ہوئے، اس لئے خلیفہ اول ہیں۔ اگر کعبہ میں پیدا ہونے سے پہلے خلافت ملتی ہے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے حقیقی بھانجے حضرت حکیم بن حزام وہ بھی حضرت علیؑ سے پندرہ سال پہلے کعبہ میں پیدا ہوئے پھر ان کو پہلا خلیفہ ہونا چاہئے تھے۔

طبری میں جہاں حضرت علیؑ کی ولادت کعبہ میں ہونے کا ذکر ہے وہاں حکیم بن حزام کی ولادت کعبہ کا ذکر ہے یہ بھی کعبہ میں پیدا ہوئے۔ جب حضرت علیؑ کعبہ میں پیدا ہوئے اس وقت کعبہ کی کیا حیثیت تھی؟ کعبہ میں ۳۶۰ بت رکھے ہوئے تھے حضرت علیؑ کی والدہ کسی کام سے وہاں آئیں اور وہاں بچہ پیدا ہو گیا۔ یہ اتفاقی واقعہ ہے یہ اتفاق ہے، آج

کسی مسجد میں عورت کے ہاں بچہ پیدا ہو جائے تو یہ اتفاقی واقعہ ہے۔

اگر یہ بات کہ کعبہ میں پیدا ہونا یہ عظمت کی بات ہے تو اللہ اپنے پیغمبر ﷺ کو بھی کعبہ میں پیدا کرتے۔ کعبہ عبادت خانہ ہے ولادت خانہ نہیں ہے۔ کعبہ ولادت خانہ نہیں، خانہ کعبہ عبادت کی جگہ ہے کہ یہاں بچے ہوتے ہیں اور جناب یہ میٹرنٹی ہال ہو، کہ کعبہ اس لئے نہیں بنایا گیا تھا کہ کعبہ میں پیدا ہونا یہ اتفاقی واقعہ ہے اور اہل سنت کا نقطہ نظریہ ہے کہ حضرت علیؑ فاطمہ بنت اسد کے گھر میں پیدا ہوئے۔

میرے بھائیو! حضرت علیؑ نے چھ سال کی عمر میں نبی ﷺ کا کلمہ پڑھا اور حضرت علیؑ واحد نبی ﷺ کے صحابی ہیں اور حضرت ابو بکرؓ واحد پیغمبر ﷺ کے صحابی ہیں اور میں حضرت عثمانؓ کو بھی ان میں شامل کرتا ہوں کہ جنہوں نے ہر جنگ میں نبی ﷺ کے ساتھ شرکت فرمائی اور ہر شریہ میں شرکت کی۔

جنگوں میں شریک نہ ہونے کے باوجود شرکت کا اعزاز کن کو

ملا؟

دو صحابی ایسے ہیں کہ جنہوں نے دو جنگوں میں شرکت نہیں کی، لیکن ان کو جنگوں میں شریک رسول اللہ ﷺ نے شمار کیا، مثلاً حضرت عثمان غنیؓ ہیں یہ جنگ بدر میں نہیں گئے اور مجھے ایک رافضی نے پوچھا کہ جنگ بدر اسلام کا پہلا معرکہ ہے، حضرت عثمانؓ تو اس میں نہیں گئے، حضرت عثمانؓ جنگ بدر میں نہیں گئے کہ جنگ بدر کے شرکاء کے متعلق قرآن میں ہے کہ یہ سارے جنتی ہیں تو اس جنگ میں حضرت عثمان غنیؓ نہیں گئے؟ تو کیسے پھر ان کی فضیلت ہے؟ کیوں نہیں گئے؟

میں نے کہا کہ حضرت عثمان غنیؓ جنگ میں نہیں گئے اس کا جواب میں بعد میں دوں گا، پہلے تم یہ بتاؤ کہ حضرت علیؑ المرتضیٰؑ جنگ تبوک میں کیوں نہیں گئے؟ میں نے کہا کہ حضرت عثمانؓ جنگ بدر میں نہیں گئے پیغمبر ﷺ کے حکم کی وجہ سے

اور حضرت علیؓ تبوک میں نہیں گئے حضور ﷺ کے حکم کی وجہ سے۔

میں نے کہا کہ حضرت عثمانؓ جنگ بدر میں جانے لگے تو حضور ﷺ کو پتہ چلا کہ حضور ﷺ کی بیٹی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا جو عثمان غنیؓ کی بیوی ہیں وہ بیمار ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا کہ عثمانؓ تم میری بیٹی کی تیمارداری کرو، اللہ تعالیٰ تمہارا نام شرکاء بدر میں خود شامل کر لے گا اور حضرت عثمانؓ جنگ بدر میں نہیں گئے اور جس وقت جنگ بدر ختم ہو گئی۔ حضور ﷺ واپس آئے تو حضرت عثمانؓ اپنی بیوی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی قبر پر مٹی ڈال رہے تھے۔ پیغمبر کی بیٹی فوت ہو چکی تھیں۔ حضور ﷺ قبر پر کھڑے ہو کر آنسو بہاتے رہے اور پیغمبر ﷺ دکھ کا اظہار کرتے رہے اور جب بدر کے شرکاء میں غنیمت کا مال تقسیم کیا گیا تو جتنا حصہ شرکاء بدر کو ملا اتنا حصہ حضرت عثمان غنیؓ کو ملا تو حضرت عثمان غنیؓ کو پیغمبر ﷺ نے شرکاء بدر میں شامل کیا۔

اور اسی طرح جنگ تبوک میں حضرت علیؓ نہیں گئے اور کیوں نہیں گئے؟..... حضور ﷺ کی حدیث ہے، شیعہ اس سے غلط استدلال کرتا ہے اس کا جواب دینا چاہتا ہوں، حضور ﷺ نے فرمایا..... اما لرضیٰ باعلیٰ ان تکنون منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ..... کہ اے علیؓ تیری مثال ایسے ہے کہ جس طرح موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام کی مثال ہے اے علیؓ تو میرے ساتھ ایسے ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام کی مثال تھی۔

شیعہ کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد ہارون علیہ السلام کا مرتبہ ہے، اسی روایت کے مطابق حضور ﷺ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کا درجہ ہے۔ میں نے کہا کہ یہ استدلال غلط ہے۔

پہلے تو یہ سمجھیں کہ حضور ﷺ نے یہ حدیث کب فرمائی اور کیوں فرمائی؟ اگر اس کے پس منظر پر غور کریں تو یہ استدلال باطل ہونے کا پتہ دیتا ہے۔

حضور ﷺ جب جنگ تبوک میں جانے لگے تو حضور ﷺ نے حضرت علیؓ کو فرمایا اے علیؓ! میں تبوک میں جا رہا ہوں اور میں تجھے اپنا قائم مقام بنا کر جا رہا ہوں۔ تم

مدینہ میں میرے قائم مقام ہو، حضرت علیؑ مدینہ میں ٹھہر گئے اور حضور ﷺ تبوک میں تشریف لے گئے تیس ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم کا لشکر تھا۔ اڑھائی لاکھ رومیوں سے مقابلہ تھا۔ جب لشکر روانہ ہوا تو یہ چونکہ تاریخ اسلام کا عظیم لشکر تھا، تو عورتیں حضرت علیؑ کے پاس آئیں اور آکر کیا کہا؟ اے علیؑ تم بڑے بہادر ہو، جنگ جو ہو، کیا وجہ ہے کہ تم عورتوں اور بچوں میں رہ گئے، اور اتنی بڑی جنگ میں تمہیں جانا چاہئے تھا تم بڑے جنگ جو ہو اور پیغمبر ﷺ تمہیں یہاں چھوڑ گئے، اور اس جنگ میں تمہارا جانا ضروری تھا۔ عورتوں نے حضرت علیؑ میں اتنا جذبہ جہاد پیدا کیا کہ حضرت علیؑ ان کی باتیں سن کر مدینہ سے چل پڑے، مدینہ سے نکلے اور اس مقام پر پہنچے جہاں حضور ﷺ نے پڑاؤ ڈالا تھا۔ لشکر اسلام موجود تھا۔ تبوک کے سفر میں آپ جارہے تھے۔ رات کو آپ نے راستے میں قیام کیا اور صبح حضور ﷺ نے حضرت علیؑ کو دیکھا اور حضرت علیؑ کو دیکھ کر کہا اے علیؑ، تم کیوں آئے؟ میں نے تجھے مدینہ میں اپنا قائم مقام بنایا تھا۔

تو حضرت علیؑ نے آگے سے کیا جواب دیا، حضرت علیؑ نے فرمایا تھا اے پیغمبر! آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑ کر آ گئے، یہ بہت بڑی جنگ ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ میں اس جنگ میں شریک ہوں، حضور ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا! اے علیؑ..... اما ترضی یا علی ان تكون منی بمنزلة هارون من موسى..... اے علیؑ تو میرے ساتھ ایسے ہے کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ حضرت ہارون علیہ السلام تھے۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام طور پہاڑ پر گئے تو حضرت ہارون علیہ السلام کو قوم کے پاس قائم مقام بنا کر گئے، اسی طرح میں بھی تجھے اپنا سمجھ کر تبوک میں جا رہا ہوں اور اپنا قائم مقام بنا کر جا رہا ہوں۔ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے طور کے موقع پر قائم مقام بنایا تھا۔ اسی طرح تبوک کے موقع پر میں تجھے قائم مقام بنا رہا ہوں۔

اب آپ بتائیں کہ حضرت علیؑ کو حضور ﷺ کے بعد ان کو خلیفہ اول مانتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کی مشابہت طور پہاڑ کے موقع پر تھی

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت ہارون علیہ السلام کی زندگی میں فوت ہو گئے تھے بعد میں ان کے جانشین بھی نہیں بنے، تو اس حساب سے حضرت علیؓ حضور ﷺ کے بعد خلیفہ اول کیسے، وہ تو اس موقع کے ساتھ خاص تھا۔

واقعہ فتح خیبر

میرے بھائیو! حضرت علیؓ نے حضور ﷺ کی زندگی میں ۲۷ جنگوں میں سے ۲۶ جنگوں میں شرکت کی ہے اور ہر جنگ میں بہادری کے جوہر دکھائے کہ جن کی مثال کوئی نہیں۔ جنگ بدر میں بڑے بڑے کفار حضرت علیؓ کی تلوار سے جہنم رسید ہوئے۔ حضرت علیؓ نے غزوہ اُحد میں کفار کے رؤسا قتل کئے اور بڑی بڑی جنگوں میں بہادری کے جوہر دکھائے اور جنگ خیبر میں تو خیبر کا قلعہ فتح کرنے کے لئے بڑے لوگوں نے زور لگایا اور حضور ﷺ نے شام کو فرمایا کہ کل میں یہ پرچم اس آدمی کے ہاتھ دوں گا کہ جس کے ہاتھوں خیبر فتح ہو جائے گا اگلے دن صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ ہم دیکھتے ہیں کہ کس کے ہاتھ پرچم آتا ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ علیؓ کہاں ہے؟ تو بتایا گیا کہ علیؓ خیمے میں ہے اور ان کی آنکھوں میں درد ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ علیؓ کو بلاؤ، حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میری آنکھوں میں تکلیف ہے حضور ﷺ نے نبوت والا لعاب علیؓ کی آنکھوں پر لگایا تو آنکھیں ایسی ہو گئیں کہ جیسے درد کبھی نہیں ہوا۔

حضور ﷺ نے پرچم حضرت علیؓ کو دیا اور حضرت علیؓ کے ہاتھوں خیبر کا قلعہ فتح ہوا۔ فتح کیسے ہوا کہ وہ پہلوان تھا قریشیوں کا، جس کا نام تھا مرحب، حضرت علیؓ جو ان تھے، تھوڑی عمر تھی ۲۵، ۲۰ سال کے قریب عمر ہوگی اور مقابلہ مرحب کے ساتھ تھا جس کی ۵۵ سال عمر تھی، حضرت علیؓ اور اس کی لڑائی ہوئی کشتی بھی ہوئی، حضرت علیؓ نے اس موقع پر فرمایا.....

انسا الذی سمتی امی حیدرہ

کلیث غابات کریہ المنظرہ

اے مرحب میں وہ علی ہوں کہ جس کی ماں نے جس کا نام حیدر رکھا ہے، حیدر کا

معتی وہ شخص جس کو شکست کبھی نہ آئے۔ حیدر کا معنی وہ آدمی جو بہادر ہو، حضرت علیؑ نے تلوار اٹھائی اور کہا..... انا الذی سمتی امی حیدرہ کلیت غابات کربہ المنظرہ..... میں وہ آدمی ہوں جس کی ماں نے مجھے پتھر سے ہی اس کا نام حیدر رکھا ہے۔ جب وہ نیچے گرا تو اس نے شعر کہے اس کا ترجمہ کسی نے کیا ہے اس نے نیچے گر کر کہا!

یہ شکست فاش مجھ کو آج پہلی بار ہے

لگتا ہے کہ تو یہی حیدر کرار ہے

حضرت علیؑ اس کے سینہ پر بیٹھ کر کہنے لگے اے اللہ! تیری محبت میں، تیری توحید کے لئے، تیرے سب سے بڑے دشمن کو علیؑ نے زمین پر گرا کر تیرے دین کو بلند کیا اور دنیا کو بتا دیا کہ میں اس پر ایسے چھانا ہوں کہ شیر جیسے کجاوے سے نکل کر دشمن کی قطاروں کو توڑ دیتا ہے، اے اللہ! میں نے آج شرک کے پوپ کو گرا کر توحید کا پرچم بلند کر دیا ہے۔

میرے بھائیو! حضرت علیؑ عظمت والے تھے، بلندی والے تھے، رفعت والے تھے۔ علماء نے حضرت علیؑ کے فضائل میں بڑی کتابیں لکھی ہیں۔ حضرت علیؑ پر ابھی تازہ کتاب مولانا نافع صاحب کی آئی ہے۔ تقریباً سات سو صفحے کی کتاب ہے ”علیؑ ابن ابی طالب“ میں آج یہ بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ علی المرتضیٰؑ پر آج تک کوئی اتنی عظیم کتاب نہیں چھپی۔ عربی میں کتب ہیں، لیکن یہ عظیم کتاب ہے جو نافع صاحب نے لکھی ہے اور مولانا جھنگ کے ہیں اور مولانا محمد انور شاہ کاشمیریؒ کے شاگردوں میں سے ہیں، یہ ان کی یادگار تصنیف ہے۔

میں کہتا ہوں کہ جو طبقہ حضرت علیؑ کا نام لے کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھونکتا ہے ان کے ہاں بھی کوئی کتاب ایسی نہیں چھپی اور بھی بڑی بڑی کتابیں آئیں لیکن یہ لا جواب کتاب ہے۔

مشکل میں حضرت علیؑ کا مشکل کشا:

میرے دوستو! حضرت علیؑ شیر خدا، علیؑ کو اسد اللہ کا لقب حضور ﷺ نے دیا لیکن

شیر خدا کے ساتھ ساتھ علی کو مشکل کشاء کہتا ہے یا علی مدد کے نعرے لگاتا ہے۔

ایک پہاڑ پر حضرت علی المرتضیٰ کے دو اونٹ چر رہے تھے۔ اس وقت شراب حرام نہیں ہوئی تھی۔ حضرت حمزہؓ نشے کی حالت میں تھے اور ان اونٹوں کے گلے پر چھری چلائی۔ اونٹ ذبح کر دیئے، اونٹ ذبح ہو گئے۔ حضرت علیؓ نے دیکھا کہ میرا تو سارا سرمایہ یہی اونٹ تھے۔ حضرت علیؓ روتے ہوئے حضور ﷺ کے پاس آئے کہ یا رسول اللہ ﷺ چچا حمزہؓ نے اونٹوں کو ذبح کر دیا۔ حضور ﷺ خود پہاڑ پر تشریف لے گئے اور آپ نے دیکھا کہ حمزہؓ وہاں موجود ہیں آپ وہاں سے دیکھ کر واپس آ گئے۔

حضرت علیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے تو چچا کو کچھ نہیں کہا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ حمزہؓ نشے میں تھا۔ اگر میں کچھ کہتا نشے میں وہ میری بات رد کر دیتا، ایمان کی روشنی سے خالی ہو جاتا۔

میرے دوستو! علی المرتضیٰؓ روتے ہوئے پیغمبر ﷺ کے پاس آئے۔ حدیث میں موجود ہے، تاریخ میں موجود ہے، اونٹوں کے ذبح کرنے کے بعد حضرت علیؓ روتے ہیں، مشکل کشاء بھی کبھی رویا ہے، داتا بھی کبھی روتا ہے اور جو رو پڑے وہ مشکل کشاء ہوتا ہے؟ اونٹ ذبح ہو گئے۔

مشکل کشاء تھا اونٹوں کو زندہ کر دیتا

مشکل کشاء تھا روتانا

مشکل کشاء تھا حمزہؓ کو روک دیتا

مشکل کشاء تھا پیغمبر ﷺ کے پاس روتا ہوا نہ آیا

سیرت و کردار سیدنا حیدر کرار ﷺ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ
وَتَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ
أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ
لَهُ وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَلَا نَظِيرَ
لَهُ وَلَا وَزِيرَ لَهُ وَلَا مُشِيرَ لَهُ وَلَا مُعِينَ لَهُ وَصَلَّى عَلَى سَيِّدِ
الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ الْمُبْعُوثِ إِلَى كَافَّةِ النَّاسِ بِشِيرَا
وَنَذِيرَا وَدَاعِيَا إِلَى اللّٰهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا.

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي كَلَامِهِ الْمَجِيدِ وَالْفَرْقَانِ
الْحَمِيدِ وَيُطْعَمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا.

(پارہ ۲۹ سورۃ الدھر آیت: ۸)

وقال في موضع اخر وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ
رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللّٰهِ
وِرِضْوَانًا لِّسِمَائِهِمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ ط
ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ ۚ كَزَرْعٍ
أَخْرَجَ شَطَنَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سَوْكِهِ فَيُعْجَبُ

الزَّرَّاعَ لِيَفْغِظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ط (ب ۲۶ فتح: ۲۹)

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم..... اَمَا تَرْضٰی یَا عَلِیُّ اَنْ
تَکُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوسٰی.....

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم..... اَلْفَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِنِّیْ
مَنْ اِذَاهَا فَقَدْ اِذَا بِنِی..... او کما قال النبی صلی اللہ علیہ
وسلم.....

صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ
لَمِنَ الشّٰهِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

جس دور پہ نازاں تھی دنیا اب ہم وہ زمانہ بھول گئے
اوروں کو جگانا یاد رہا خود ہوش میں آنا بھول گئے
منہ دیکھا لیا آئینے میں پر داغ نہ دیکھا سینے میں
دل ایسا لگایا جینے میں مرنے کو مسلمان بھول گئے
اذان تو اب بھی ہوتی ہے مسجد کی فضا میں اے انور
جس ضرب سے دل مل جاتے تھے وہ ضرب لگانا بھول گئے

میرے واجب الاحترام، قابل صدا احترام علماء کرام اور راولپنڈی کے غیور مسلمانو
اور دوستو! میں نے آپ کے سامنے قرآن مقدس کی آیت اور حدیث تلاوت کی ہیں۔ کل
۲۱/رمضان تھا اور ۲۱/رمضان حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کا یوم شہادت ہے، اس لئے میں
مناسب سمجھتا ہوں کہ فضائل قرآن کے ساتھ ساتھ کچھ باتیں حضرت علی المرتضیٰ کے فضائل
کے حوالہ سے آپ کے سامنے عرض کروں۔

قرآنی نسبت کی طاقت:

میرے دوستو! قرآن دنیا کی سب سے عظیم کتاب ہے جس قوم کو قرآن سے

نسبت ہے وہ قوم کبھی شکست نہیں کھا سکتی۔ ہمیں قرآن سے نسبت ہے، لیکن ہمارا عمل قرآن والا نہیں، قیام پاکستان سے لے کر اب تک جو حکمران آیا وہ قرآن کا مذاق اڑاتا رہا، ہم صبح اٹھتے ہیں اور ایک رکوع قرآن کا پڑھنے کے بعد سارا دن قرآن کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔

ہمارا عقیدہ قرآن کے مطابق نہیں

ہمارا عمل قرآن کے مطابق نہیں

ہماری زندگی قرآن کے مطابق نہیں

ہمارا اٹھنا بیٹھنا قرآن کے مطابق نہیں

ہم نے تراویح میں سوا سپارہ سنا، ہم نے صبح کو ایک رکوع پڑھ لیا اور ہم یہ سمجھے کہ جناب قرآن کے وارث بن گئے، ایک مسلمان جو قرآن کی تلاوت بھی کرے، تراویح میں قرآن بھی سنے، پورے قرآن کو اپنا طلاء اور ماویٰ بھی قرار دے، لیکن جب عقائد کی بات آئے جب عمل کی بات آئے وہ غیروں کے در پر سر بھی جھکائے قرآن یہ کہے کہ

اللہ کے سوا معبود کوئی نہیں

اللہ کے سوا حاجت روا کوئی نہیں

اللہ کے سوا عزت ذلت دینے والا کوئی نہیں

اللہ کے سوا داتا کوئی نہیں

جب یہ کہے اللہ کے سوا مشکل کشا کوئی نہیں اور ہم قرآن پڑھنے کے بعد مشکل کشاء علی کو کہیں، قرآن پڑھنے کے بعد ہم داتا خدا کے بغیر ولیوں کو کہیں۔

مشکل کشا کون!

میرے دوستو! قرآن تو کہتا ہے کہ آمنہ کے دُرّ قیم کا داتا ایک خدا ہے، ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کا داتا ایک خدا ہے، ہر ایک کا مشکل کشاء ایک خدا ہے، لیکن تو قرآن پڑھنے کے بعد بھی یہ کہتا ہے کہ

میرا داتا علی جھویری ہے

میرا داتا پیران پیر ہے

میرا داتا بابا فرید ہے

میرا داتا معین الدین اجمیری ہے

میرے دوستو! تو کروڑ مرتبہ قرآن پڑھتا رہے، قرآن کے دعوے کرتا رہے جب تک قرآن کے اس حکم پر اپنا مشکل کشا ایک خدا کو نہیں بناتا، اپنا داتا ایک خدا کو نہیں بناتا۔

تیرے قرآن پڑھنے کا کوئی فائدہ نہیں

تیری تلاوت و تراویح کا کوئی فائدہ نہیں

میرے دوستو! قرآن کہتا ہے کہ پیغمبر کا داتا اللہ ہے۔ اللہ کے سوا داتا کوئی نہیں۔

تیرے داتے گلی گلی میں۔ تیرے داتے شہر شہر میں۔ تیرے داتے بستی بستی میں۔ تیرے

داتے جہاں قبر ہے وہاں تیرا داتا ہے۔ جہاں آستانہ ہے وہاں تیرا داتا ہے، جہاں سبز چادر

ہے، وہاں تیرا داتا ہے۔

انبیاء کا مشکل کشا

میرے دوستو! ایک داتا بنا۔ حضرت نوح علیہ السلام، حضرت زکریا علیہ السلام،

حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور خود آمنہ کا درہیم ہے۔ خدا کے

دروازے میں سجدے میں پڑا ہے، اور رو کر کہتا ہے..... اللھم ان تھلک ہذہ

العصا بے لا تعبد فی الارض..... بدر کے میدان میں میرے پیغمبر ﷺ سے داتا خدا کو

بنایا اور اُحد میں داتا خدا کو بنایا، فاران کی چوٹی پر داتا خدا کو بنایا،

زکریا علیہ السلام کو بچہ مانگنے کی ضرورت پڑی تو خدا کو داتا بنایا،

ابراہیم علیہ السلام کو دیکھو، بیٹا مانگنے کی ضرورت پڑی تو داتا خدا کو بنایا،

یعقوب علیہ السلام کو اپنا گم شدہ بیٹا مانگنا پڑا تو خدا کو داتا بنایا

ہر نبی کا داتا خدا ہے، لیکن تیرا داتا ٹالی شاہ..... تیرا داتا کیکر شاہ..... تیرا داتا

سوڑی شاہ..... تیرا داتا بھنس شاہ..... تیرا داتا گھوڑے شاہ..... جب تک ان داتاؤں کو ایک طرف کر کے ایک خدا کو اپنا داتا نہیں بناتا، کلمہ پڑھتا جا، قرآن پڑھتا جا، تیرے قرآن کا کوئی اعتبار نہیں ہے، کلمے کا کوئی اعتبار نہیں۔

حضرت علی اور مشکل کشا:

میرے دوستو! حضرت علی المرتضیٰؑ کی آنکھوں میں تکلیف ہے۔ خیر کی لڑائی میں، حضور ﷺ نے بلایا اور فرمایا علیؑ تیرے ہاتھ میں جھنڈا دینا چاہتا ہوں، علیؑ نے عرض کیا کہ میری آنکھوں میں تکلیف ہے۔ حضور ﷺ نے اپنا لعاب حضرت علیؑ کی آنکھوں میں لگا دیا اور یہ لعاب مبارک لگانا، یہ پیغمبر ﷺ کا معجزہ تھا۔

علیؑ مشکل کشا ہوتا، اپنی اس مشکل کو حضور ﷺ کے سامنے پیش کیوں کرتا؟ اور خود مشکل کشائی کر لیتا، نبی ﷺ نے لعاب دہن لگایا، حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ آنکھیں ایسی ہو گئیں کہ جیسے آنکھوں میں کبھی تکلیف آئی ہی نہیں، یہ پیغمبر ﷺ کا معجزہ ہے۔

میرے دوستو! تو تم آج کہتے ہو کہ علیؑ مشکل کشا ہے۔ علیؑ حاجت روا ہے۔ علیؑ میری مشکل کو حل کرے گا۔ علیؑ میری مدد کو آئے گا۔ کربلا کے میدان میں حضرت حسینؑ شہید ہوئے، کربلا کے میدان میں چھوٹے چھوٹے بچے شہید ہوئے، کربلا کے میدان میں بہتر تن شہید ہوئے، کربلا کے میدان میں گردنیں علیحدہ ہیں، کربلا کے میدان میں کپڑے خون آلود ہیں۔ عورتوں کے بچوں کے، جوانوں کے، علی المرتضیٰؑ اس وقت کہاں تھے؟ حضرت حسینؑ شہید ہو گئے۔ حضرت حسینؑ پر قیامت ٹوٹی ہے۔ کربلا کے میدان میں نجف اشرف پر قیامت ٹوٹی ہے۔ کربلا کے میدان میں نجف اشرف تو کربلا کے قریب تھا۔ نجف اشرف میں علی المرتضیٰؑ کی قبر تھی۔ جب حضرت حسینؑ کی گردن کاٹی گئی اور علیؑ ان کی مشکل کشائی کے لئے نہیں پہنچے۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کی مشکل کشائی کے لئے نہیں پہنچے، جو علیؑ اپنے بیٹے کی مشکل کشائی کے لئے نہیں آسکا، وہ آج پاکستان میں بھی تیری مشکل کشائی کے لئے نہیں آسکتا، مشکل کشا صرف ایک ہے۔

حضرت علیؓ کا مشکل کشا کون؟

میرے دوستو! ایک داتا بنا۔ حضرت نوح علیہ السلام، حضرت زکریا علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دیگر تمام انبیاء کرام، حتیٰ کہ خود آمنہ کا دریتیم ہے۔ خدا کے دروازے میں سجدے میں پڑا ہے، اور رو کر کہتا ہے..... اللہم ان تہلک هذه العصابة لا تعبد فی الارض..... بدر کے میدان میں میرے پیغمبر ﷺ سے داتا خدا کو بنایا اور اُحد میں داتا خدا کو بنایا، فاران کی چوٹی پر داتا خدا کو بنایا،

زکریا علیہ السلام کو بچہ مانگنے کی ضرورت پڑی تو خدا کو داتا بنایا،

ابراہیم علیہ السلام کو دیکھو، بیٹا مانگنے کی ضرورت پڑی تو داتا خدا کو بنایا،

یعقوب علیہ السلام کو اپنا گم شدہ بیٹا مانگنا پڑا تو خدا کو داتا بنایا

ہر نبی کا داتا خدا ہے، لیکن تیرا داتا ٹالی شاہ..... تیرا داتا کیکر شاہ..... تیرا داتا

سوڑی شاہ..... تیرا داتا بھینس شاہ..... تیرا داتا گھوڑے شاہ..... جب تک ان داتاؤں کو

ایک طرف کر کے ایک خدا کو اپنا داتا نہیں بناتا، کلمہ پڑھتا جا، قرآن پڑھتا جا، تیرے قرآن کا

کوئی اعتبار نہیں ہے، کلمے کا کوئی اعتبار نہیں۔

میرے دوستو! حضرت علی شیر خدا، علی کو اسد اللہ کا لقب حضور ﷺ نے دیا لیکن

شیر خدا کے ساتھ ساتھ علی کو مشکل کشا کہتا ہے یا علی مدد کے نعرے لگاتا ہے۔

ایک پہاڑ پر حضرت علی المرتضیٰؓ کے دو اونٹ چر رہے تھے۔ اس وقت شراب حرام

نہیں ہوئی تھی۔ حضرت حمزہؓ نشے کی حالت میں تھے اور ان اونٹوں کے گلے پر چھری چلائی۔

اونٹ ذبح کر دیئے، اونٹ ذبح ہو گئے۔ حضرت علیؓ نے دیکھا کہ میرا تو سارا سرمایہ یہی

اونٹ تھے۔ حضرت علیؓ روتے ہوئے حضور ﷺ کے پاس آئے کہ یا رسول اللہ ﷺ چچا حمزہؓ

نے اونٹوں کو ذبح کر دیا۔ حضور ﷺ خود پہاڑ پر تشریف لے گئے اور آپ نے دیکھا کہ حمزہؓ

وہاں موجود ہیں آپ وہاں سے دیکھ کر واپس آ گئے۔

حضرت علیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے تو چچا کو کچھ نہیں کہا۔ حضور ﷺ

نے فرمایا کہ حمزہؓ نشے میں تھا۔ اگر میں کچھ کہتا نشے میں وہ میری بات رد کر دیتا، ایمان کی روشنی سے خالی ہو جاتا۔

میرے دوستو! علی المرتضیٰؑ روتے ہوئے پیغمبر ﷺ کے پاس آئے۔ حدیث میں موجود ہے، تاریخ میں موجود ہے، اونٹوں کے ذبح کرنے کے بعد حضرت علیؑ روئے ہیں، مشکل کشاء بھی کبھی رویا ہے، داتا بھی کبھی روتا ہے اور جو رو پڑے وہ مشکل کشاء ہوتا ہے؟ اونٹ ذبح ہو گئے۔

مشکل کشاء تھا اونٹوں کو زندہ کر دیتا

مشکل کشاء تھا روتا نہ

مشکل کشاء تھا حمزہؓ کو روک دیتا

مشکل کشاء تھا پیغمبر ﷺ کے پاس روتا ہوا نہ آتا!

میرے دوستو! حضرت علی المرتضیٰؑ کی آنکھوں میں تکلیف ہے۔ خیبر کی لڑائی میں، حضور ﷺ نے بلایا اور فرمایا علیؑ تیرے ہاتھ میں جھنڈا دینا چاہتا ہوں، علیؑ نے عرض کیا کہ میری آنکھوں میں تکلیف ہے۔ حضور ﷺ نے اپنا لعاب حضرت علیؑ کی آنکھوں میں لگا دیا اور یہ لعاب مبارک لگانا، یہ پیغمبر ﷺ کا معجزہ تھا۔

علیؑ مشکل کشاء ہوتا، اپنی اس مشکل کو حضور ﷺ کے سامنے پیش کیوں کرتا؟ اور خود مشکل کشائی کر لیتا، نبی ﷺ نے لعاب دہن لگایا، حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ آنکھیں ایسی ہو گئیں کہ جیسے آنکھوں میں کبھی تکلیف آئی ہی نہیں، یہ پیغمبر ﷺ کا معجزہ ہے۔

میرے دوستو! تو تم آج کہتے ہو کہ علیؑ مشکل کشاء ہے۔ علیؑ حاجت روا ہے۔ علیؑ میری مشکل کو حل کرے گا۔ علیؑ میری مدد کو آئے گا۔ کربلا کے میدان میں حضرت حسینؑ شہید ہوئے، کربلا کے میدان میں چھوٹے چھوٹے بچے شہید ہوئے، کربلا کے میدان میں بہتر تن شہید ہوئے، کربلا کے میدان میں گردنیں علیحدہ ہیں، کربلا کے میدان میں کپڑے خون آلود ہیں۔ عورتوں کے بچوں کے، جوانوں کے، علی المرتضیٰؑ اس وقت کہاں تھے؟ حضرت

حسینؑ شہید ہو گئے۔ حضرت حسینؑ پر قیامت ٹوٹی ہے۔ کربلا کے میدان میں نجف اشرف پر قیامت ٹوٹی ہے۔ کربلا کے میدان میں نجف اشرف تو کربلا کے قریب تھا۔ نجف اشرف میں علی المرتضیٰؑ کی قبر تھی۔ جب حضرت حسینؑ کی گردن کاٹی گئی اور علیؑ ان کی مشکل کشائی کے لئے نہیں پہنچے۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کی مشکل کشائی کے لئے نہیں پہنچے، جو علیؑ اپنے بیٹے کی مشکل کشائی کے لئے نہیں آسکا، وہ آج پاکستان میں بھی تیری مشکل کشائی کے لئے نہیں آسکتا، مشکل کشا صرف ایک ہے۔

شیر خدا کی توہین کے مرتکب:

شیعہ کہتے ہیں کہ سنی علیؑ کو نہیں مانتے، علیؑ ہے ہی سنیوں کا، علیؑ امام ہی سنیوں کا ہے، شیعہ کا تعلق علیؑ سے کوئی نہیں، جو تصویر علیؑ کی شیعہ نے پیش کی ہے، وہ تصویر علیؑ کی ہے ہی نہیں کہ شیعہ کہتا ہے کہ علیؑ مشکل کشا ہے، علیؑ حاجت روا ہے، علیؑ سے مدد مانگی جاسکتی ہے، میں حیران ہوتا ہوں، ادھر علیؑ کو کہتا ہے کہ مشکل کشا ہے اور ادھر یہ کہتا ہے کہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا جس وقت باغ فدک کا حصہ لینے کے لئے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خدمت میں تشریف لے گئیں تو حضرت ابو بکرؓ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حصہ نہیں دیا۔ ابو بکرؓ سے ناراض ہو کر فاطمہ رضی اللہ عنہا واپس آ گئیں، اور بعض ان کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ابو بکرؓ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دھکا دیا، اور فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ساری زندگی ابو بکرؓ سے کلام نہیں کیا، ادھر کہتے ہیں کہ علیؑ مشکل کشا ہیں ادھر کہتے ہیں کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ابو بکرؓ کی کچھریوں کے چکر لگاتی رہیں اور ابو بکرؓ سے حصہ مانگتی رہیں، ابو بکر صدیقؓ نے حصہ نہیں دیا اور مایوس ہو کر واپس آئیں۔

میں کہتا ہوں کہ کوئی آج میری بیوی کو دھکا دے، میری غیرت گوارہ نہیں کرتی۔ میں اس کو گولی سے اڑا دوں گا۔ اس لئے کہ اس نے میری غیرت پر ہاتھ ڈالا ہے اور ادھر رافضی کہتا ہے کہ

علیؑ مشکل کشا ہے

علیؑ اسد اللہ الغالب بھی ہے

علیؑ سے مدد بھی مانگی جاسکتی ہے

اور ادھر علیؑ کی بیوی ہے، پیغمبر ﷺ کی بیٹی ہے، وہ ابو بکرؓ کی پچھریوں کے چکر بھی لگاتی ہے اور اس کے بعد بھی اس کو حصہ نہیں ملتا، بلکہ دھکے بھی مارے جاتے ہیں اور علیؑ خاموش ہے۔ علیؑ کی بہادری کہاں گئی..... علیؑ کی مشکل کشائی کہاں گئی.....؟

اور اگر کل قیامت کے دن میرے پیغمبر ﷺ نے علیؑ سے پوچھ لیا، اگر علیؑ واقعی مشکل کشاء تھا۔ حاجت روا تھا، پیغمبر ﷺ نے پوچھ لیا کہ اے علیؑ میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا تیرے سپرد کی تھی۔ یہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تیری عزت بنائی تھی، اس کی حرمت تیرے ہاتھ میں تھی، بتا جب اس کو صدیقؑ نے دھکا دیا، تیری غیرت کہاں تھی؟ تیری بہادری کہاں تھی؟ تیری عظمت کہاں تھی؟ اور تو اتنا بہادر بنا پھرتا ہے جنگوں کا فاتح بنا پھرتا ہے، بتا اس وقت تیری بہادری کہاں تھی؟

میں آج پاکستان کے رافضی سے پوچھتا ہوں کہ اگر قیامت کے دن پیغمبر ﷺ نے علیؑ سے یہ پوچھ لیا، علیؑ کیا جواب دیں گے؟ یہ تیرا علیؑ ہوگا کہ جو دھکے برداشت کرے، یہ تیرا علیؑ ہوگا جو بزدل بن کر گھر میں بیٹھ گیا، یہ تیرا علیؑ ہوگا، جس میں غیرت نہ رہی ہو۔

میرا علیؑ وہ ہے جو فاتح خیبر ہے

میرا علیؑ وہ ہے جو حسین کا والد ہے

میرا علیؑ وہ ہے جو فاطمہؓ کا شوہر ہے

میرا علیؑ وہ ہے جو خدا کو داتا کہے

میرا علیؑ وہ ہے جو خدا کو مشکل کشاء کہے

میرا علیؑ وہ ہے جو مصطفیٰ ﷺ کا امتی ہے

میرا علیؑ وہ ہے جو شیر خدا ہے

تمہارا علیؑ بزدل ہوگا، محمد مصطفیٰ ﷺ کا علیؑ بزدل نہیں ہے، ادھر کہتے ہیں کہ شیر خدا

ہیں اور ادھر کہتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا حضرت ابو بکر صدیقؓ سے حصہ لینے کے لئے گئیں اور ابو بکرؓ نے حصہ نہیں دیا۔ اس سے بڑا جھوٹ اور اس سے بڑا فراڈ دنیا میں کوئی نہیں۔ یہ غلط روایت ہے ہم ہر ایسی روایت کو ماننے کے لئے تیار نہیں، اگر باغ فدک کا حصہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بنتا تھا، ابو بکرؓ نے حصہ نہیں دیا، علیؓ کو چاہئے تھا کہ عمر فاروقؓ سے مانگتے، عمر فاروقؓ نے باغ فدک کا حصہ نہیں دیا تو عثمان غنیؓ کے دور میں عثمان غنیؓ سے مانگتے، اگر عثمانؓ نے بھی حصہ نہیں دیا، خود علیؓ کا دور آیا تھا پونے پانچ سال تک علی المرتضیٰؓ خلیفہ رہے تھے تو اپنے دور خلافت میں وہ حصہ لے کر فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بچوں کو دے دیتے۔ وہ حصہ لے کر اپنے خاندان کو دے دیتے۔ اگر حصہ بنتا ہوتا علیؓ لے لیتا، حصہ تو بنتا نہ تھا۔

اس لئے کہ پیغمبر ﷺ نے فرمایا تھا کہ ہم جتنے بھی نبی ہیں ہماری وراثت دنیا کا مال نہیں ہوتا، دنیا کا پیسہ نہیں ہوتا، بلکہ ہماری وراثت علم و حکمت ہے اور اس فیصلے کو علیؓ نے تسلیم کر لیا تھا۔

لیکن تو ایسا علیؓ کا دشمن ہے کہ علیؓ نے تو ابو بکرؓ کا فیصلہ مان لیا لیکن آج تو ابو بکرؓ سے دشمنی کر کے علیؓ کا فیصلہ نہیں مانتا، یاد رکھا اگر تیرا تعلق ابو بکرؓ سے نہیں ہے تو تیرا تعلق علیؓ سے بھی نہیں ہے، حسینؓ سے بھی نہیں ہے۔

امامت صدیق اور اقتدار علیؓ:

میرے دوستو! حضور ﷺ نے اپنی زندگی میں ابو بکر صدیقؓ کو مصلے پر کھڑا کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا..... مروا ابابکر فلیصل بالناس..... جمع الفوائد کی روایت ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ابو بکر صدیقؓ کو بلاؤ، ابو بکر میرے مصلے پر نماز پڑھائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا..... ان ابانی قد سقیم..... میرے والد ابو بکر بیمار ہیں۔ آپ عمرؓ کو کہہ دیں کہ عمر آ کر نماز پڑھائیں۔ حضور ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا، ابو بکرؓ کو بلاؤ، وہی آ کر میرے مصلے پر نماز پڑھائے، تو تینوں مرتبہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میرے باپ ابو بکرؓ بیمار ہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا، عائشہ! یا بای اللہ الا ابابکر..... میں کیا کروں میرا خدا

ابوبکرؓ کے علاوہ اور کسی کو میرے مصلے پر کھڑا کرنے کے لئے راضی نہیں ہوتا۔
چنانچہ ابوبکر شریف لائے۔ ابوبکر صدیقؓ نے حضور ﷺ کی زندگی میں ۷ نمازیں حضور ﷺ کے مصلے پر پڑھائیں اور وہ سترہ نمازیں ابوبکرؓ کے پیچھے علی المرتضیٰؓ نے پڑھیں وہ سترہ نمازیں حسینؓ نے پڑھیں۔

میرے دوستو! اگر ابوبکرؓ پر تجھے اعتراض ہے تو اعتراض پہلے علیؓ پر کر، علیؓ سے پوچھ کہ یہ سترہ نمازیں تو نے ابوبکرؓ کے پیچھے کیوں پڑھیں۔ اگر تو کہتا ہے کہ ابوبکرؓ کے پیچھے علیؓ نے نماز نہیں پڑھی، تو مجھے بتا کہ علیؓ کہاں تھے؟ علیؓ نے کوئی علیحدہ مسجد بنائی تھی، علیحدہ جماعت کرائی تھی، گھر میں نماز پڑھی تھی، اس کا ثبوت کو پیش کر۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ کس نے پڑھایا:

اور جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بیمار ہو گئیں مجھے بتا کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تیمارداری کرنے والا کون تھا؟ فاطمہ جب فوت ہو گئیں تو غسل دینے والا کون تھا؟ جنازہ پڑھانے والا کون تھا؟

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بیمار ہیں اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کا زمانہ ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنی بیوی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس کو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تیمارداری کرنے کے لئے گئیں۔ چار دن تک سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تیمارداری کرتی رہیں۔ جب فاطمہ رضی اللہ عنہا دنیا سے رخصت ہو گئیں تو حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیوی نے سیدہ کو غسل دیا۔ ابوبکر صدیقؓ کی بیوی نے سیدہ کو کفن پہنایا۔ ابوبکر صدیقؓ کی بیوی نے سیدہ کا جنازہ تیار کیا۔

اور جب جنازہ تیار ہو گیا، تو جنازہ اٹھا کر مسجد نبوی کے دروازے کے باہر لا کر رکھا گیا، جنازہ پڑھانے کا وقت ہے، ابوبکرؓ کی خلافت کا زمانہ ہے۔ علیؓ بھی موجود ہیں، حسنؓ بھی موجود ہے، حسینؓ بھی موجود ہے تو تحفۃ العوام شیعہ کی کتاب میں لکھا ہے جلاء العیون کی

روایت ہے کہ جب جنازہ مسجد نبوی کے سامنے رکھا گیا، تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا علیؓ یہ بیوی آپ کی ہے، بیٹی پیغمبرؐ کی ہے، اس کا جنازہ آپ پڑھائیں تو حضرت علی المرتضیٰؓ نے حضرت ابو بکرؓ سے کہا کہ اے ابو بکرؓ میں نے حضورؐ سے سنا ہے حضورؐ نے فرمایا..... لا ینبغی لقوم فیہم ابا بکر ان یؤمہم غیرہ..... کہ جس قوم میں ابو بکر موجود ہوں کسی اور کے لئے جائز نہیں کہ مصلے پر کھڑا ہو۔

چنانچہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت علیؓ کی بیان کردہ اس حدیث کے بعد جو ترمذی شریف میں بھی موجود ہے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے پڑھایا اور صدیقؓ کی بیوی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غسل دے، یہ اعتراض علیؓ پر کر کے تو نے صدیقؓ کی بیوی کو گھر میں آنے کیوں دیا؟ اور جب جنازہ پڑھا گیا اعتراض علیؓ پر کر کے تو نے اے علیؓ ابو بکرؓ سے جنازہ کیوں پڑھایا؟ اور جب جنازے کی نیت ابو بکرؓ نے باندھی تو

علیؓ بھی پیچھے کھڑا ہے

حسنؓ بھی کھڑا ہے

حسینؓ بھی کھڑا ہے

عباسؓ بھی کھڑا ہے

بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم پیچھے کھڑے ہیں

اگر اعتراض ابو بکرؓ پر ہے تو پہلے اعتراض علیؓ پر کر، علیؓ سے پوچھ کہ تو علیؓ کھڑا کیوں ہوا؟ حسنؓ تو نے اپنی ماں کا جنازہ صدیقؓ کے پیچھے کیوں پڑھا؟ اے حسینؓ تو نے اپنی ماں کا جنازہ صدیقؓ کے پیچھے کیوں پڑھا؟

اے دشمن ابو بکرؓ، تیری دشمنی ابو بکرؓ سے بعد میں ہے، پہلے تو دشمن علیؓ کا ہے، پہلے تو دشمن حسینؓ کا ہے، پہلے تو دشمن حسنؓ کا ہے، اگر واقعی تیرا اعتراض ابو بکرؓ پر ہے تو بتا یہ اعتراض ابو بکرؓ پر بنتا نہیں، ابو بکرؓ تو مصلے پر، امامت پر، علیؓ نے کھڑا کیا ہے، تو علیؓ سے دشمنی رکھتا ہے تیرے سے بڑا علیؓ اور حسینؓ کا دشمن دنیا میں کوئی نہیں۔

خلفاء ثلاثہ کی سیدنا علی سے محبت :

ان کا آپس میں کوئی اختلاف نہ تھا۔ ان کی آپس میں کوئی لڑائی نہ تھی۔ ان کا آپس میں کوئی جھگڑا نہیں تھا، اگر ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم درمیان سے نکال دیں، جس طرح رافضیوں کی کتابوں میں لکھا ہے میں نے ان کی سات کتابوں میں پڑھا ہے وہ کہتے ہیں کہ ابو بکر و عمر اسلام سے خارج ہیں، ابو بکر و عمر کے اسلام کا اعتنا نہیں۔

میں کہتا ہوں کہ تم ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم کو درمیان سے نکال دو، نکال کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی ثابت نہیں کر سکتے۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو علیؑ کے گھر میں بھیجنا ثابت نہیں کر سکتے۔

مجھے بتاؤ کہ جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حضرت علیؑ سے شادی ہوئی۔ اس کی تحریک کس نے چلائی، اس کا آغاز کس نے کیا؟ ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم ایک مجلس میں بیٹھے ہیں، ابو بکرؓ نے کہا اے علیؑ، فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا پیغمبر ﷺ کے گھر میں موجود ہے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کا رشتہ مانگو نبی ﷺ سے۔

اس زمانے میں کسی کی بیٹی کا رشتہ مانگنا کوئی عیب نہیں تھا اور یہ عیب ہونا بھی نہیں چاہئے کہ کوئی کسی کے گھر میں جا کر اس کی بیٹی کا رشتہ مانگے، یہ کوئی عیب نہیں۔

حضرت علیؑ لمرقضیؓ سے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ پیغمبر ﷺ کے گھر میں بیٹی موجود ہے اور آپ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا رشتہ مانگیں، علیؑ شریف لے گئے اور جا کر سلام کر کے بڑے ادب سے جا کر کہا یا رسول اللہ ﷺ میں فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے آیا ہوں۔ حضور ﷺ نے جب حضرت علیؑ کی بات سنی، تو پیغمبر ﷺ کو جلال نہیں آیا، نبی ﷺ کو غصہ نہیں آیا، پیغمبر ﷺ نے علیؑ کی بات سنی اور سننے کے بعد فرمایا..... اھلا وسھلامو حبا..... یہ لفظ بولے اور علیؑ لمرقضیؓ نے یہ لفظ سنے اور یہ لفظ سن کر واپس آئے، ان کی مجلس میں، علیؑ نے آکر سارا ماجرا سنایا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم سے، کہ حضور ﷺ نے جواب میں یہ فرمایا تو ابو بکرؓ نے کہا علیؑ تجھے مبارک ہو، پیغمبر ﷺ نے تیرے لئے فاطمہ رضی اللہ عنہا کا رشتہ منظور کر لیا

ہے، یہ تاویل..... اہلا و مہلامر حبا..... کی ابو بکرؓ نے بتائی کہ تیرے لئے فاطمہ رضی اللہ عنہا کا رشتہ منظور ہو چکا ہے۔

اب جناب رشتہ تو منظور ہو گیا، دو چار دس دنوں کے بعد حضور ﷺ نے علیؓ کو بلایا اور بلا کر فرمایا علی تیرے پاس کوئی چیز ہے؟ علیؓ نے فرمایا کہ میرے پاس دو چیزیں ہیں، ایک تلواریں ہے ایک زرہ ہے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ تلواریں جہاد کے لئے ہے اور زرہ کو بازار میں لے جا کر بیچ دو، تاکہ اس زرہ کے خرچے سے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی میں تیرے ساتھ کر سکوں، فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے سامان خریداجائے۔

حضرت علیؓ وہ زرہ لے کر مدینہ کے بازار میں آئے اور مدینہ کے بازار میں زرہ لے کر جا رہے ہیں۔ عثمان غنیؓ سے ملاقات ہو گئی عثمان غنیؓ نے فرمایا! علیؓ کس طرح آئے ہو، تو فرمایا کہ نبی ﷺ کی بیٹی سے شادی کا وقت قریب آ گیا ہے اور میں یہ زرہ بیچنے آیا ہوں، تاکہ اس خرچے سے شادی ہو جائے، عثمان غنیؓ نے فرمایا کتنے پیسے زرہ کے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا ۳۸۰ درہم، اور ایک کتاب میں ہے ۵۰۰ درہم، قیمت مقرر ہو گئی، عثمان غنیؓ نے پانچ سو یا پونے پانچ سو درہم علی المرتضیٰؓ کے سپرد کئے اور زرہ لے لی، جب حضرت علیؓ چلنے لگے تو عثمان غنیؓ نے فرمایا میرا دل چاہتا ہے کہ نبی ﷺ کی بیٹی کی شادی کے اخراجات میں، میں بھی حصہ ڈالوں، اس لئے زرہ بھی واپس لے لو، عثمانؓ نے زرہ کے پیسے دے دیئے تھے، لیکن جب حضرت علیؓ چلنے لگے تو فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی میں حصہ ڈالنے کے لئے عثمانؓ نے زرہ بھی واپس دے دی۔

حضرت علیؓ نے فرمایا! زرہ واپس کیوں دیتا ہے؟ عثمانؓ نے کہا میں چاہتا ہوں کہ رشتہ پیغمبر ﷺ کی بیٹی کا ہو اور خرچہ سارا عثمان غنیؓ کا ہو۔ حضرت عثمان غنیؓ نے زرہ بھی واپس دے دی، کتابوں میں موجود ہے۔ تاریخ کہتی ہے کہ جب حضور ﷺ کے پاس جا کر علی المرتضیٰؓ نے یہ واقعہ سنایا کہ عثمان غنیؓ نے مجھے اس طرح زرہ بھی واپس دے دی ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا اے اللہ میں عثمانؓ سے راضی ہوں تو بھی راضی ہو جا، اس وقت

حضور ﷺ نے دعا فرمائی۔

میرے دوستو! شادی کی تاریخ طے ہو گئی حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم کو بلایا اور بلا کر فرمایا کہ یہ پیسے ہیں اور اس سے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے کپڑے خریدو، سامان خریدو۔

اب دیکھو یہ جہیز کا سامان ہے، خریدنے کے لئے پیغمبر ﷺ نے کس کو بلایا؟ ابوبکرؓ کو، عمرؓ کو، ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جہیز کا سامان خریدنے کے لئے جائیں اور حضرت عثمانؓ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی میں اخراجات برداشت کریں۔

سیدنا علیؓ کی شادی اور گواہ:

جب شادی کا دن آیا تاریخ متعین ہو گئی، تو شادی کے وقت سے پہلے حضور ﷺ نے فرمایا علیؓ جاؤ، باراتی بلا لو، باراتی ابوبکرؓ ہیں، عمرؓ ہیں، عثمانؓ ہیں، سعد بن عبادہؓ ہیں، عبدالرحمن ابن عوفؓ ہیں، سعد ابن ابی وقاصؓ ہیں اور بڑے جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم کو پیغمبر ﷺ نے بلایا، مجلس لگ گئی، نکاح کی مجلس ہے۔

ابوبکرؓ موجود ہے.....

عمرؓ موجود ہے.....

دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم موجود ہیں.....

حضور ﷺ نے اس موقع پر جو خطبہ نکاح ارشاد فرمایا، اس خطبہ سے پہلے نکاح پیغمبر ﷺ نے کیسے پڑھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے اللہ! تو گواہ رہنا میں اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا رشتہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم کو گواہ بنا کر علیؓ کے ساتھ کر رہا ہوں، پانچ سو درہم کے بدلہ میں۔

میرے بھائیو! فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح علیؓ کے ساتھ ہو گیا اور جب فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ہوا گواہ ابوبکرؓ ہے، گواہ عمرؓ ہے، آج کا رافضی ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم کا دشمن ہے، ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم کو دائرہ اسلام سے خارج کہے، عثمانؓ کو کافر کہے، اے رافضی ابوبکر

و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم سے دشمنی رکھ کر فاطمہ رضی اللہ عنہا کو علیؑ کے گھر نہیں بھیج سکتا، فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ثابت نہیں کر سکتا۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کی اس مجلس کو برقرار نہیں رکھ سکتا۔

میرے دوستو! آپس میں اتنی محبت ہے کہ خرچہ دینے والا عثمان غنیؓ ہے، گواہ بننے والا ابوبکر و عمرؓ ہے، اور جس وقت نکاح ہو گیا، اب گھر میں فاطمہ رضی اللہ عنہا موجود ہے، فاطمہ رضی اللہ عنہا کو رخصتی کے لئے تیار کرنا ہے، رخصتی کے لئے تیار کرنے والا کون ہے؟ ام سلمہ رضی اللہ عنہا گھر میں موجود ہے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا گھر میں موجود ہے۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کپڑے سنوارے
عائشہ رضی اللہ عنہا فاطمہ رضی اللہ عنہا کو رخصت کرنے کے لئے گٹھڑی باندھے
عائشہ رضی اللہ عنہا فاطمہ رضی اللہ عنہا کو رخصت کرنے کے لئے چکی کا سامان
تیار کرے.....

عائشہ رضی اللہ عنہا فاطمہ رضی اللہ عنہا کو رخصت کرنے کے لئے سامان تیار
کرے.....

اور سامان کیا ہے؟ ایک تو اہے، ایک مصلے ہے، ایک لوٹا ہے، باقی تھوڑا سا سامان
ہے، ایک گدہ ہے، کھجوروں کی چھال کا، ایک تکیہ ہے کھجوروں کی چھال کا، مجھے بتا!

تو عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی برا کہے

تو ابوبکرؓ کو بھی برا کہے

اور عائشہ رضی اللہ عنہا گھر میں فاطمہ رضی اللہ عنہا کو سنوارے اور ابوبکرؓ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا گواہ ہو، تو ان کو برا کہو کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی علیؑ سے کر ہی نہیں سکتا ہے، تیری دشمنی اگر ابوبکرؓ سے ہے، تو نہیں ابوبکرؓ سے دشمنی بعد میں ہے، فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پہلے ہے، علیؑ سے پہلے ہے، علیؑ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا سے دشمنی کا اظہار کر، اس لئے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم سے دشمنی حقیقت میں علیؑ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا سے دشمنی ہے۔

تیرے جیسا منحوس اور ملعون کائنات میں کوئی پیدا نہیں ہوا ہے کہ جو خاندان نبوت سے محبت کرے اور خاندان نبوت کے متوالوں اور نکاح کے گواہوں کو کافر کہے ایسا ذلیل اور ایسا کمینہ اور کافر روئے زمین میں کوئی نہیں کہ جو علیؑ سے محبت کا اعلان کرے اور صدیق و عمر رضی اللہ عنہم سے دشمنی رکھے۔

نکاح کوئی ثابت کر سکتا ہے؟ (نہیں) یہ رخصتی ہے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا گھر میں موجود ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سر پر نبوت نے ہاتھ رکھا اور فرمایا بیٹی میں تجھے آج ایک ایسے آدمی کے سپرد کروں گا کہ جو مدینہ میں بہت بڑا علم والا ہے یہ حضرت علیؑ کی فضیلت ہے۔

شوہر کے آداب:

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے فاطمہ رضی اللہ عنہا آج میں تجھے ایسے آدمی کے گھر میں بھیجنا چاہتا ہوں کہ جو زہد میں بہت بڑا ہے، جو علم میں بہت بڑا ہے، فاطمہ رضی اللہ عنہا اگر علیؑ تجھ سے ناراض ہو گیا، نکاح کے بعد، تو پیغمبر ﷺ کے گھر میں تیرے لئے کوئی جگہ نہیں، یہ آداب ہے، یہ آداب ہیں شوہر کے جو پیغمبر ﷺ نے اپنی بیٹی کو سکھائے ہیں۔

والدہ کی یاد پر آنسو:

اب نبی ﷺ رخصت کرنے لگے ہیں، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی والدہ مکرمہ تھیں۔ وہ زندہ نہیں تھیں۔ دنیا میں موجود نہیں تھیں۔ جب فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کا وقت آیا تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کے کان میں کہہ دیا کہ اے کاش! اس وقت خدیجہ رضی اللہ عنہا فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اماں زندہ ہوتیں، یہ بات کہنے کی دیر تھی، نبوت کی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے، پیغمبر ﷺ کی آنکھوں قطاریں لگ گئیں، جب گھروں میں بیٹیوں کی رخصتی کا وقت آتا ہے تو باپ کو پتہ ہوتا ہے، بھائیوں کو پتہ ہوتا ہے کہ کتنی قیامت ہوتی ہے اور ماں موجود ہو، تو ماں بیٹی کو پھر کس طرح رخصت کرتی

ہے، وہ ماں کو پتہ ہوتا ہے۔

ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا نے کہہ دیا اگر خدیجہ رضی اللہ عنہا زندہ ہوتی تو حضور ﷺ کی آنکھوں سے آنسو آگئے، فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی رونے لگیں اور صبر کے سارے بندھن ٹوٹ گئے۔

میرے بھائیو! یہ دیکھو حضرت علی المرتضیٰؑ جو دولہا بن کر حضور ﷺ کے گھر آیا تھا اور بارات نبی ﷺ کے گھر میں موجود ہے، اس بارات کے باراتیوں کو کوئی چھوڑ سکتا ہے، کوئی نظر انداز کر سکتا ہے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پیار کرنے والی، عائشہ رضی اللہ عنہا کو چھوڑ سکتا ہے۔

خلیفہ اول اور آئمہ کرام

میرے دوستو! جو آدمی ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم کا دشمن ہے حقیقت میں وہ علیؑ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا دونوں کا دشمن ہے۔ ایک بات اور ذہن میں رکھیں، میں کہا کرتا ہوں کہ ابو بکرؓ کو درمیان سے نکال کر شیعہ لوگ اپنے بارہ امام ثابت نہیں کر سکتے، ابو بکر صدیقؓ کے تین لڑکے تھے اور تین لڑکیاں تھیں۔

بڑے لڑکے کا نام عبدالرحمنؓ

دوسرے لڑکے کا نام عبداللہؓ

تیسرے لڑکے کا نام محمدؓ

بڑی لڑکی کا نام اسماء رضی اللہ عنہا

دوسری لڑکا کا نام عائشہ رضی اللہ عنہا

تیسری لڑکی کا نام ام کلثوم رضی اللہ عنہا

یہ تین لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں، حضرت ابو بکر صدیقؓ کی۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے لڑکے عبدالرحمنؓ کے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی اس لڑکی کا نام حضرت عبدالرحمنؓ نے اپنی بڑی بہن کے نام پر اسماء رکھا۔ سب سے چھوٹے لڑکے محمدؓ کے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوا،

انہوں نے اپنے لڑکے کا نام قاسم رکھا۔ یہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کا پوتا لگا اور وہ اسماء حضرت ابو بکر صدیقؓ کی پوتی لگی اس پوتے اور پوتی کا نکاح ہوا۔ اس نکاح کے نتیجے میں ایک لڑکی پیدا ہوئی اس لڑکی کا نام تھا ام فروئی۔

اس لڑکی کا نکاح کس سے ہوا؟ حضرت علی المرتضیٰؓ شیر خدا کے صاحبزادے کا نام حضرت حسینؓ ہے۔ حضرت حسینؓ کے صاحبزادے کا نام زین العابدینؓ ہے۔ زین العابدینؓ کے لڑکے کا نام امام باقرؓ ہے اس امام باقرؓ کے ساتھ ابو بکرؓ کی اس پڑپوتی اور دھوتی ام فروئی کا نکاح ہوا اور اس ام فروئی کے لطن سے امام جعفر صادقؓ پیدا ہوئے۔

حضرت جعفر اور خلیفہ اول کی رشتہ داری:

اسی لئے امام جعفر صادقؓ فرمایا کرتے تھے کہ ابو بکرؓ نے مجھے دو دفعہ جنا، ابو بکرؓ میرا دھیال ہے۔ ابو بکرؓ میرا نھیال ہے۔ میں کہا کرتا ہوں کہ تم ابو بکرؓ کو کافر کہو، ابو بکرؓ کے گھر والوں کو کافر کہو اور امام جعفرؓ کو اپنا امام کہو، تیرے سے بڑا ابو بکرؓ کا دشمن کون ہے؟ ابو بکرؓ کی تعریف تو امام جعفرؓ کرے۔ امام جعفرؓ کہے کہ روئے زمین پر ابو بکرؓ سے بہتر کوئی نہیں، پیغمبر ﷺ کے بعد امام جعفرؓ کا قول ہے امام جعفرؓ کہے کہ ابو بکرؓ میرا دھیال ہے، ابو بکرؓ میرا نھیال ہے، ابو بکرؓ میرا پیشوا ہے، ابو بکرؓ میرا مقتدا ہے، ابو بکرؓ میرا بڑا ہے، ابو بکرؓ روئے زمین پر پیغمبر ﷺ کا پہلا جانشین ہے۔

امام جعفرؓ ابو بکرؓ کو اپنا امام کہے، ابو بکرؓ کو پیشوا کہے اور امام جعفرؓ کو پیشوا مان کر صدیق اکبرؓ کو برا کہے تیرے سے بڑا امام جعفرؓ کا دشمن دنیا میں کوئی نہیں، اس عشق کو دیکھو علیؓ سے محبت کرنے کا دعویٰ کرنے والو، ابو بکر صدیقؓ کے ساتھ یہ رشتہ داری ہے۔

دشمن کا اعتراض اور اس کا جواب

حضرت علیؓ کی دوسری رشتہ داری حضرت عمرؓ سے تھی۔ علماء تشریف فرما ہیں، میں ایک بات کہتا ہوں، حضرت علیؓ کی آٹھ بیویاں تھیں یکے بعد دیگرے آٹھ بیویوں سے

حضرت علیؑ کی شادی ہوئی اور آٹھ بیویوں کے پندرہ لڑکے اور اٹھارہ لڑکیاں تھیں۔

ایک رافضی مجھے کہنے لگا کہ جب میں نے کہا کہ ابو بکر صدیقؓ کی چار بیویاں تھیں، یکے بعد دیگرے، اس نے کہا کہ ابو بکرؓ کا ایک بیوی پر گزارہ نہیں ہوتا تھا، میں نے کہا ابو بکرؓ کی چار پر اعتراض ہے، علی المرتضیٰؓ کی آٹھ ہیں اور بیک وقت ابو بکرؓ کی چار نہیں تھیں، ایک سے زائد صدیقؓ نے کسی سے شادی نہیں کی۔ ایک فوت ہو جاتی تو دوسری شادی ہوتی۔ اگر چار صدیقؓ اکٹھے بھی کرتے تو جائز تھا۔ علی المرتضیٰؓ نے چار اکٹھے رکھیں۔ پانچ نہیں کیں۔

ابو بکر صدیقؓ کی چار بیویاں تھیں، حضرت عمر فاروقؓ کی چھ بیویاں تھیں، عثمان غنیؓ کی آٹھ اور ایک روایت کے مطابق سات بیویاں تھیں۔ عمر فاروقؓ کے سات لڑکے تھے اور چھ لڑکیاں تھیں۔ عثمان غنیؓ کے سات لڑکے تھے اور سات لڑکیاں تھیں اور علی المرتضیٰؓ کی بیویاں آٹھ تھیں، لڑکے پندرہ تھے، لڑکیاں اٹھارہ تھیں۔

میں نے کہا کہ دیکھو اگر تم کہتے ہو، علیؑ کا ابو بکرؓ سے اختلاف تھا، عمرؓ سے اختلاف تھا، عثمانؓ سے اختلاف تھا، چلو خلافت پر بقول تمہارے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم نے زبردستی قبضہ کر لیا بقول تمہارے زبردستی چھین لیا، لیکن یہ تو مجھے بتاؤ کہ علی المرتضیٰؓ کے پندرہ لڑکوں میں تین لڑکوں کا نام ابو بکرؓ تھا، ایک فوت ہو جاتا تو دوسرے کا نام ابو بکرؓ رکھ دیتے۔

تین لڑکوں کا نام ابو بکر

تین لڑکوں کا نام عمر

دو لڑکوں کا نام عثمان

ایک لڑکے کا نام طلحہ

علیؑ کی ایک لڑکی کا نام عائشہ

علیؑ کی ایک لڑکی کا نام حفصہ

علیؑ کی ایک لڑکی کا نام میمونہ

تو کہتا ہے کہ علیؑ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی دشمنی تھی، تو کہتا ہے کہ علیؑ اور ابو بکرؓ

دشمنی تھی، تو کہتا ہے کہ علیؑ اور عمرؓ کی دشمنی تھی۔

میں سوال کرتا ہوں کہ کوئی آدمی اپنے دشمن کے نام پر بچے کا نام رکھتا ہے؟ اپنے دشمن کے نام پر بچی کا نام رکھتا ہے، دشمنی اگر ہوتی تو علیؑ اپنے بیٹے کا نام ابو بکرؓ نہ رکھتے۔ علیؑ اپنے بیٹے کا نام عمرؓ نہ رکھتے، علیؑ اپنے بیٹے کا نام عثمانؓ نہ رکھتے، عائشہؓ، حفصہؓ، میمونہؓ اپنی بیٹیوں کا نام نہ رکھتے، ان کی دشمنی کوئی نہ تھی، یہ بغض و عداوت، یہ کفر و شرک، یہ غلامت یہ بکواس یہ حسد، یہ دشمن صحابہ کے دل میں ہے، علیؑ ابو بکرؓ کا محبت تھا اور ابو بکرؓ علیؑ کا محبت تھا، خاندان نبوت سے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم سے کوئی اختلاف نہیں ہے۔

دشمن کی غلط فہمیت:

ایک رافضی مجھے کہنے لگا کہ علیؑ نے اپنے بچوں کا نام اپنے دشمنوں کے ناموں پر اس لئے رکھا تا کہ دشمن ہر وقت سامنے رہے، کتنی بڑی جہالت ہے کہ دشمن کے نام پر بچوں کا نام اس لئے رکھا کہ دشمن ہر وقت سامنے رہے۔

میں نے کہا کہ پھر تم اس طرح کرو کہ اپنے کسی بیٹے کا نام شمرؓ رکھو، کسی کا نام یزیدؓ رکھو، کسی کا نام ابن زیادؓ رکھو، تمہارے دشمن ہر وقت تمہارے سامنے رہیں، صبح و شام تک ان کی پٹائی بھی کرتے رہو اور اپنا غصہ بھی ٹھنڈا کرتے رہو۔

حدیث کا غلط مفہوم:

ایک آدمی کہنے لگا کہ حضور ﷺ نے فرمایا.....

من كنت مولاه فعلي مولاه.....

جس کا میں مولا اس کا علی مولا.....

میں نے کہا کہ بالکل ٹھیک ہے، میں نے کہا کہ دیکھو، اس سے خلافت اول کیسے

ثابت ہوئی۔

و ما دم مست قلندر

علی دا پہلا نمبر

حضور ﷺ نے فرمایا..... من كنت مولاه فعلي مولاه..... جس کا میں مولا اس کا علی مولا..... میں نے کہا کہ یہ عربی کا مولا ہے، یہ پنجابی کا مولا جٹ نہیں ہے۔ عربی میں مولا کے انتیس معنی آتے ہیں۔ آپ کہتے ہو کہ مولا کا معنی خلیفہ اول، یہ تو ان انتیس معنی میں کوئی معنی نہیں ہے۔

مولا کا معنی آقا

مولا کا معنی سید

مولا کا معنی دوست

مولا کا معنی دوست

مولا کا معنی رشتہ دار

مولا کا معنی خالہ زاد بھائی

مولا کا معنی ماموں زاد بھائی

مولا کا معنی صبح کا ساتھی

مولا کا معنی دوپہر کا ساتھی

مولا کا معنی شام کا ساتھی

مولا کا معنی پڑوس کا ساتھی

مولا کا معنی ہر وقت کا ساتھ رہنے والا

مولا کا معنی بچپن کا ساتھی

مولا کے انتیس معنی ہیں۔

ان انتیس معنوں میں کوئی معنی خلیفہ بلا فصل کا نہیں آتا ہے اور یہاں مولا کا معنی کیا ہے؟ آپ کہتے ہو کہ خلیفہ اول میں کہتا ہوں کہ مولا کا معنی چچا زاد بھائی..... من كنت مولاه فعلي مولاه..... میں علی کا چچا زاد بھائی، علی میرا چچا زاد بھائی، اس سے خلافت اول

کیسے ثابت ہوگئی۔

میں علم نبوت کا شہر اور علی دروازہ:

اس نے کہا کہ چلو یہ تو ٹھیک ہے حضور ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ..... اَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا..... میں علم نبوت کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے، میں نے کہا کہ بالکل حضور ﷺ نے فرمایا، لیکن حضور ﷺ سے اتنی حدیث نہیں ہوئی کہ میں علم نبوت کا شہر ہوں اور شہر تو عمارت کو کہتے ہیں اور شہر کس کو کہتے ہیں؟ رونق، پیغمبر ﷺ نے رونق کا ذکر کیا اور بعد میں دروازے کا ذکر دیا یہ تو پیغمبر ﷺ کے اعجاز کلام کے خلاف ہے کہ پیغمبر ﷺ عمارت کے بغیر دروازے کا ذکر کریں۔

پنڈی کے دوستو! تم بتاؤ، بغیر عمارت کے کہیں دروازہ کھڑا دیکھا؟ شاید آپ کے علاقے میں بغیر عمارت کے دروازہ کھڑا ہوتا ہو، پیغمبر ﷺ نے فرمایا..... اَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا..... اگر چھٹی یا ساتویں ہجری میں رافضیت کے پروپیگنڈے کی وجہ سے حدیث شریف کے شروع مشکوٰۃ میں درج نہیں ہو سکے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ پیغمبر ﷺ کی حدیث ہی اتنی ہے؟ تفسیر جمل میں پوری حدیث موجود ہے تفسیر عزیزی میں پوری حدیث موجود ہے۔

حضور ﷺ سے کسی نے پوچھا، آپ کی امت میں ابو بکر کا کیا مقام ہے، عمر کا کیا مقام ہے، عثمان کا کیا مقام ہے؟ علی کا کیا مقام ہے؟ حضور ﷺ نے ترتب وار تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے مقام بتلائے۔

اگر میں ایک منٹ کے لئے مان لوں کہ حدیث صرف اتنی ہے کہ جتنی تم بیان کرتے ہو کہ..... اَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا..... میں علم نبوت کا شہر ہوں اور علی اس شہر کا دروازہ ہے اور تم کہتے ہو کہ دروازے کی اجازت کے بغیر اندر کوئی نہیں جاسکتا۔ علی دروازے پر کھڑا ہے تو میں سوال کرتا ہوں کہ دو آدمی چودہ سو سال پہلے اندر چلے گئے تھے، وہ

ابو بکرؓ و عمرؓ دروازے سے ہی گزر کر اندر گئے تھے۔ اگر علیؓ دروازہ ہے تو یہ بتاؤ وہ دونوں جو اندر گئے تھے وہ علیؓ سے پوچھ کر گئے تھے یا زبردستی چلے گئے تھے۔ اگر وہ علیؓ سے پوچھ کر گئے تو میں ملنگ سے پوچھتا ہوں کہ تجھے کیا تکلیف ہے اگر وہ علیؓ سے پوچھ کر ہمیشہ کے لئے نبی کے پاس چلے گئے تو پھر ملنگ کو کیا تکلیف ہے اور اگر یہ زبردستی چلے گئے تو پھر ان کو چاہئے کہ آج کے بعد علیؓ کو مشکل کشاء نہ کہیں اور یہ تو اس وقت ہے کہ جب حدیث کا آخری ٹکڑا مانا جائے۔

لیکن آپ کو میں پوری حدیث سنانا چاہتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا.....

أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَأَبُوبَكْرٍ أَسَاسُهَا.....

میں علم نبوت کا شہر ہوں، ابو بکرؓ اس شہر کی بنیاد ہے.....

وَأَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعُمَرُ جِدَارُهَا.....

میں علم نبوت کا شہر ہوں عمرؓ اس شہر کی دیواریں ہیں.....

وَأَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعُثْمَانُ سَقْفُهَا.....

میں علم نبوت کا شہر ہوں اور عثمانؓ اس شہر کی چھت ہے.....

وَأَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا.....

میں علم نبوت کا شہر ہوں اور علیؓ اس شہر کا دروازہ ہے۔

میں نے کہا کہ دروازہ چوتھے نمبر پر ہوتا ہے۔ علیؓ کا چوتھا نمبر ہے، بنیاد پہلے

صدیقؓ پہلے، دیوار دوسرے نمبر پر، عمرؓ دوسرے نمبر پر، چھت تیسرے نمبر پر، عثمانؓ تیسرے نمبر پر، دروازہ چوتھے نمبر پر علیؓ چوتھے نمبر۔

مولودِ کعبہ اور خلافت:

ایک آدمی نے کہا کہ حضرت علیؓ مولودِ کعبہ ہیں۔ میں نے کہا کہ کعبہ میں پیدا ہونا عظمت کی دلیل نہیں، اگر عظمت کی دلیل ہوتا تو اللہ اپنے نبی ﷺ کو کعبہ میں پیدا کرتا اور

حضرت علیؑ سے پہلے حضرت حکیم بن حزامؓ بھی کعبہ میں پیدا ہوئے تھے۔

حکیم بن حزام کی خیرات:

حضرت حکیم بن حزامؓ نے ایک محل بنایا دمشق میں جس پر اُسی لاکھ درہم خرچہ آیا۔ پھر اس محل کو فروخت کرنے کا پروگرام بنا تو وہ محل ۶۰ لاکھ درہم میں فروخت ہوا۔ اس کو خریدنے والا امیر معاویہ بن ابوسفیانؓ تھا۔ جب حضرت معاویہؓ ۶۰ لاکھ درہم دے کر چلے گئے، تو حکیم بن حزامؓ کے پاس لوگ افسوس کرنے آ گئے کہ حکیم بن حزامؓ آپؐ نے ساٹھ لاکھ درہم کا محل دے کر گویا کہ مفت دے دیا۔ اس کی قیمت اُسی لاکھ درہم تھی۔ امیر معاویہؓ فائدے میں رہے۔

جب لوگ افسوس کرنے لگے تو حضرت حکیم بن حزامؓ نے علاقے میں اعلان کر دیا کہ سارے غرباء اور فقراء جمع ہوں، جب وہ لوگ جمع ہو گئے تو امیر معاویہؓ سے لی ہوئی رقم فقیروں اور غرباء میں بانٹ دی، اور بانٹ کر کہا کہ اب بتاؤ میں نفع میں رہا یا معاویہؓ نفع میں رہا۔ یعنی ساٹھ لاکھ درہم خیرات کر کے ان کو پتہ تھا کہ دس گنا دنیا میں ملے گا اور ستر گنا آخرت میں ملے گا تو انہوں نے کہا کہ اب بتاؤ میں نفع میں رہا یا معاویہؓ نفع میں رہا؟ یہ حکیم بن حزامؓ کی عظمت ہے۔

کہتے ہیں کہ کعبہ میں ولادت عظمت کی دلیل ہے، مسجد میں شہادتِ رفعت کی دلیل ہے، تو میں نے کہا کہ اگر مسجد میں شہادتِ بلندی کی دلیل ہے تو تم عمرگو گالیاں دیتے ہو، حضرت علیؑ کو کوفہ کی جامع مسجد کے دروازے پر شہید ہوئے، لیکن حضرت عمرؓ تو مدینہ میں شہید ہوئے۔

مدینہ میں نہیں مسجد نبویؐ میں

مسجد نبویؐ میں نہیں پیغمبر ﷺ کے مصلے پر

مصلے پر نہیں نبی ﷺ کے محراب میں

محراب میں نہیں نماز فجر کی حالت میں

..... اس عمر لوگالیاں دیتے ہو.....

فاطمہ حضور ﷺ کے جگر کا ٹکڑا:

شیعہ کا ایک اہم سوال ہے وہ کہتے ہیں کہ دیکھو، حضور ﷺ نے فرمایا.....
 الْفَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِنِّي مَنْ أَذَاهَا فَقَدْ أَذَانِي فاطمہ رضی اللہ عنہا محمد ﷺ کے جگر کا ٹکڑا
 ہے جس نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی، اور کہتے ہیں کہ یہ
 حدیث حضور ﷺ نے ابو بکرؓ کے لئے فرمائی کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس
 نے فاطمہ کو تنگ کیا اس نے مجھے تنگ کیا۔

میں نے ایک رافضی سے پوچھا کہ حضور ﷺ نے یہ حدیث ابو بکرؓ کے لئے کیوں
 فرمائی؟ اس نے کہا کہ اس لئے حضرت ابو بکرؓ کا حضور ﷺ کو پتہ تھا کہ اس نے میری بیٹی کو تنگ
 کرنا ہے۔ نعوذ باللہ، اس نے میری بیٹی کو دھکے دینے ہیں، اس لئے حضور ﷺ نے ابو بکرؓ کے
 لئے فرمایا کہ جس نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تنگ کیا اس نے مجھے تنگ کیا۔

میں نے کہا پاگل کہیں کے، تو دشمنی اور بغض کو کہاں تک لے گیا۔ میں نے کہا کہ
 میں تجھے بتاتا ہوں کہ یہ حدیث حضور ﷺ نے کس کے لئے فرمائی۔ اگر حضور ﷺ نے ابو بکرؓ
 کے لئے حدیث فرمائی تھی تو حضور ﷺ ابو بکرؓ کو بلا کر کہہ دیتے کہ ابو بکرؓ دیکھنا میری بیٹی کو تنگ
 نہ کرنا۔ صبح و شام تو ابو بکرؓ نبی ﷺ کے ساتھ رہتے تھے علیحدہ حدیث بیان کرنے کی کیا
 ضرورت تھی؟

میں نے کہا کہ آؤ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ تاریخ کی کتابیں کہتی ہیں کہ حضور ﷺ
 نے یہ حدیث اس موقع پر فرمائی کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا روتی ہوئی علی المرتضیٰؑ
 کے گھر سے نبی ﷺ کے گھر آئی۔ حضور ﷺ نے پوچھا بیٹی کیوں روتی ہے؟ تو فاطمہ رضی اللہ
 عنہا نے جواب دیا یا رسول اللہ! ابا جان میں اس لئے روتی ہوں کہ تمہارے چچا زاد بھائی علیؑ
 نے ابو جہل کی لڑکی عکرمہ کی بہن سے شادی کا ارادہ کر لیا ہے اور باقاعدہ منگنی ہو چکی ہے میں

اس لئے روتی ہوں کہ جس گھر میں محمد ﷺ کی بیٹی ہوگی اس گھر میں محمد ﷺ کے دشمن کی بیٹی کیسے آئے گی؟

حضور ﷺ نے جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بات سنی، اسی وقت علیؑ کو بلایا اور علی المرتضیٰؑ کو بلا کر کہا اے علیؑ تجھے پتہ نہیں:

الفاطمہ بضعة منی من اذاها فقد اذانی.....

فاطمہ محمد ﷺ کے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے فاطمہ کو تنگ کیا اس نے مجھے تنگ کیا۔
اور فرمایا کہ تو فاطمہ کو تنگ کرتا ہے؟ حضرت علی المرتضیٰؑ نے اسی وقت اسی مجلس میں اعلان کر دیا کہ میں نے ابو جہل کی لڑکی سے شادی کا ارادہ ترک کر دیا ہے۔
یہ حدیث حضور ﷺ نے حضرت علیؑ کے لئے فرمائی، لیکن تو ابو بکرؓ کی دشمنی میں آ کر حدیث کو غلط جگہ فٹ کرتا ہے تجھے شرم آنی چاہئے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نام لیتے ہو..... سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا تو مثالی کردار یہ ہے کہ سیدہ کا آخری وقت ہے فرماتی ہیں کہ علیؑ میرا جنازہ رات کو اٹھے، فرمایا، تیرے جنازے میں چکوں کے لوگ شامل ہوں گے، فرمایا! علیؑ میں وہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہوں کہ جس کے چہرے کو یا مصطفیٰ ﷺ نے دیکھا ہے یا المرتضیٰؑ نے دیکھا ہے، میں چاہتی ہوں کہ میرے کفن پر بھی کسی کی نظر نہ پڑے۔

علی سب سے بہتر:

میرے بھائیو! حضور ﷺ نے فرمایا کہ..... اقضاهم..... علیؑ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؑ کے بارے میں فرمایا تھا..... لولا علی لہلک عمر..... آج اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمرؓ ہلاک ہو جاتا، تو میں نے کہا کہ یہی بات حضرت معاذؓ کے بارے میں بھی فرمائی ہے..... لولا معاذ لہلک عمر..... آج اگر معاذؓ نہ ہوتے تو عمرؓ ہلاک ہو جاتا۔

حضرت علیؓ کا حیران کن فیصلہ

حضرت علیؓ مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہیں۔ ایک آدمی کا گزر رہا پولیس اس کو گرفتار کر کے لے جا رہی ہے، حد لگانے کے لئے کوڑوں کی، وہ نوجوان لڑکا تھا۔ اس نے کہا کہ مجھے بے گناہی کے باوجود سزا مل رہی ہے حضرت علیؓ نے پوچھا کہ تجھے کیسے سزا مل رہی ہے؟ اس لڑکے نے کہا کہ یہ جو عورت سامنے آرہی ہے۔ یہ عورت میری ماں ہے، جب اس لڑکے نے کہا کہ یہ عورت میری ماں ہے، تو وہ عورت چیخ کر کہنے لگی اے علیؓ میں اس کی ماں نہیں ہوں، میری تو ابھی تک شادی نہیں ہوئی، اس عورت کا بھائی کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ اس نے کہا کہ یہ میری ماں ہے یہ لڑکا جھوٹ بولتا ہے، ہماری بہن کی تو ابھی شادی نہیں ہوئی۔ ہماری بہن ابھی تک کسی کے گھر گئی نہیں، یہ لڑکا کیسے پیدا ہوگا، تو گویا کہ اس لڑکے نے ہماری بہن پر ناجائز تہمت لگائی ہے، کسی آدمی سے ملنے کی، اس ناجائز تہمت کی وجہ سے اس لڑکے کو اسی کوڑوں کی سزا مل رہی ہے۔

حضرت علیؓ بڑے حیران ہوئے کہ یہ لڑکا کہتا ہے کہ یہ میری ماں ہے اور عورت کہتی ہے کہ میری ابھی تک شادی نہیں ہوئی، یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ بڑی عجیب بات تھی۔ حضرت علی المرتضیٰؓ کی غیرت کی انتہا نہ رہی۔ حضرت علی المرتضیٰؓ کی غیرت کی انتہا نہ رہی۔ حضرت علی المرتضیٰؓ اسی وقت اٹھے اور جا کر حضرت فاروق اعظمؓ سے کہا، اس کیس کی تفتیش مجھے دے دی جائے، حضرت علیؓ نے اس کیس کی تفتیش اپنے ذمہ لے لی اور تفتیش لینے کے بعد حضرت علیؓ دونوں فریقین کو لے کر مسجد نبویؐ میں آ گئے، مسجد نبویؐ کے ایک کونے میں آ کر کہا کہ جو فیصلہ میں کروں وہ تجھے منظور ہے؟ اس نے کہا منظور ہے، حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ایک کاغذ پر لکھ دے، اس عورت نے لکھ دیا، کہ جو فیصلہ علی المرتضیٰؓ کریں وہ مجھے منظور ہے پھر اس کے بعد اس لڑکے سے کہا کہ فیصلہ میں کروں وہ تجھے منظور ہے؟ لڑکے نے بھی کہا کہ مجھے منظور..... تو دونوں نے لکھ دیا۔

لکھوانے کے بعد اب حضرت علی المرتضیٰؓ نے دوبارہ تفتیش شروع کی، شیر خدا

نے فرمایا لڑکے سے، کہ تو واقعی اس عورت کا لڑکا ہے؟ اس نے کہا کہ واقعی یہ میری ماں ہے، علیؑ نے فرمایا کہ تیرے پاس اس کا کوئی گواہ ہے، اس لڑکے نے کہا کہ اس کا میرے پاس کوئی گواہ ہے، یہ میرے ماموں ہیں، یہ میری ماں ہے، گواہ میرا اور کون ہوتا، ماموں گواہ ہوتے ہیں، میرا باپ فوت ہو چکا ہے، اور میرا چچا کوئی نہیں۔

اس عورت سے کہا کہ واقعی یہ تیرا لڑکا نہیں، کہا کہ میرا لڑکا نہیں، اس نے کہا کہ میری تو ابھی تک شادی نہیں ہوئی۔ حضرت علیؑ نے پوچھا کہ اس بات کے گواہ ہیں، اس نے کہا کہ ہاں بالک یہ میرے بھائی گواہ ہیں کہ میری ابھی تک شادی نہیں ہوئی، بڑی عجیب بات ہے۔

حضرت علی المرتضیٰؑ کی ذہانت اور عقل کا اندازہ کریں، حضرت علی المرتضیٰؑ نے فرمایا اچھا اب میں فیصلہ کرنے لگا ہوں۔ تم دونوں نے لکھا ہے کہ منظور ہے۔ عورت سے کہا کہ تیری شادی واقعی نہیں ہوئی؟ (نہیں جی) لڑکے سے کہا کہ واقعی تیری ماں ہے؟ (جی میری ماں ہے) حضرت علی المرتضیٰؑ نے اس عورت سے تصدیق کی کہ میری شادی نہیں ہوئی۔

حضرت علی المرتضیٰؑ نے اس لڑکے کا ہاتھ پکڑا اس مجلس میں لڑکے کا ہاتھ پکڑ کر اس عورت کے ہاتھ کے قریب کرتے ہوئے کہا کہ اے عورت میں نے تیرا نکاح اس لڑکے کے ساتھ ۵۰۰ درہموں کے بدلہ میں کر دیا۔

اور لڑکے کو حکم دیا کہ اس بیوی کو لے کر چلے جاؤ اور آٹھ دن کے بعد آ کر مجھے بتانا کہ میاں بیوی کے تعلقات ٹھیک ہیں یا نہیں۔ اپنے گھروں میں زندگی گزارو، بس اس کے بعد تمہارا فیصلہ ہوگا۔ جب اس لڑکے کے ہاتھ میں اس عورت کا ہاتھ آیا اور وہ لڑکا اس عورت کو لے کر جانے لگا، تو وہ عورت چیخ کر کہنے لگی کہ ماں کے ساتھ بیٹے کا نکاح نہیں ہو سکتا۔ اس نکاح نے یہ ثابت کر دیا، عورت کو بولنے پر مجبور کر دیا کہ واقعی میں اس لڑکے کی ماں ہوں اور ماں کے ساتھ بیٹے کا نکاح نہیں ہو سکتا۔

حضرت علی المرتضیٰؑ نے فرمایا تو نے یہ جھوٹ کیوں بولا کہ یہ میرا لڑکا نہیں ہے تو وہ عورت کہنے لگی، میرا خاوند جس سے یہ لڑکا ہے وہ فوت ہو چکا ہے اس کی بہت بڑی جائیداد ہے اور میرے بھائی میرا کسی اور جگہ رشتہ کرنا چاہتے ہیں اور اس جائیداد پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے مجھے زور دیا کہ تو انکار کر دے کہ میری اولاد کوئی نہیں، تاکہ یہ جائیداد ہمیں مل جائے اس لئے میں نے جھوٹ بولا۔

میرے دوستو! جب یہ سارا واقعہ حضرت عمرؓ کے پاس آ کر کھولا گیا تو حضرت فاروق اعظمؓ نے علی المرتضیٰؑ کی ذہانت و فطانت کو دیکھ کر کہا.....
لولا علی لہلک عمر.....

آج اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمرؓ ہلاک ہو جاتا۔
شہر علم کا تاجدار انہی کو کہتے ہیں۔ تقویٰ کے ساتھ علوم کی گہرائی اسی کو کہتے ہیں، لیکن مقام ہر ایک کا اپنی جگہ پر ہے۔

حضرت علیؑ کا ایک اور اہم فیصلہ:

میرے بھائیو! حضرت علی المرتضیٰؑ کے بارے میں یہ بات حضرت عمر فاروقؓ نے فرمائی تھی ایک دفعہ..... لولا علی لہلک عمر..... کہ آج اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمرؓ ہلاک ہو جاتا۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ ایک واقعہ ایسا پیش آیا کہ اس واقعہ کی وجہ سے حضرت عمر فاروقؓ کو یہ بات کہنی پڑی، ایک آدمی کو حضرت عمر فاروقؓ کی عدالت نے سزائے موت سنائی، کس جرم میں؟..... کہ اس نے اپنے مالک کو قتل کیا تھا۔

حضرت علیؑ بازار سے گزر رہے تھے۔ فیصلہ اس لڑکے کے خلاف ہو چکا تھا کہ مالک کے قتل کے بدلہ میں اس کو قتل کر دیا جائے اور اسے قتل کرنے کے لئے سپاہی لے جا رہے تھے۔ راستے میں حضرت علی المرتضیٰؑ ملے، اس لڑکے نے کہا کہ اے علیؑ! میں بے گناہ ہوں، مجھے بغیر جرم کے مارا جا رہا ہے میری سزا قتل نہیں بنتی۔

حضرت علیؑ کھڑے ہو گئے، سپاہیوں سے کہا کہ ٹھہرو، حضرت علیؑ نے فرمایا کہ تو

کیسے بے گناہ ہے؟ اور حضرت علیؑ نے سپاہیوں سے پوچھا کہ اس کا جرم کیا ہے؟ انہوں نے کہا اس نے مالک کو قتل کیا ہے؟ حضرت علیؑ نے اس سے پوچھا کہ تو نے واقعی قتل کیا ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں قتل کیا ہے۔ تو حضرت علیؑ نے فرمایا کہ پھر تو بے گناہ کیسے ہے؟ اس لڑکے نے کہا کہ میرا مالک مجھ سے زیادتی کرنا چاہتا تھا۔ بد فعلی کرنا چاہتا تھا۔ تو میں نے اپنی عزت بچانے کے لئے اسے مارا ہے۔ اگر عزت بچانے کے لئے کوئی کسی کو مارے تو اس کی سزا قتل نہیں ہے۔ میں نے عزت کو بچانے کے لئے اسے قتل کیا ہے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ اس سلسلہ میں تیرے پاس کوئی گواہ ہے کہ اس نے تیرے ساتھ بد فعلی کا ارادہ کیا اور اس وجہ سے تو نے اسے مارا؟ اس نے کہا کہ کوئی گواہ نہیں، لیکن یہ حقیقت ہے کہ اس نے میرے ساتھ برائی کا ارادہ کیا اور مجھ سے بد فعلی کرنے لگا تو میں نے اسے جان بچانے کے لئے قتل کیا۔

حضرت علیؑ حضرت عمرؓ کے پاس پہنچے اور فرمایا کہ اس آدمی کے بارے میں فیصلہ ہو چکا ہے لیکن اس فیصلے پر نظر ثانی کے لئے مجھے اجازت دی جائے تو میں اس قتل کی تفتیش کروں۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اجازت دے دی۔ جب حضرت علیؑ اس قاتل کو لے کر اور سپاہیوں کو لے کر چلے تو حضرت علیؑ نے پوچھا کہ تیرے مالک کی قبر کہاں ہے؟ یہ دنیا کی تاریخ کا انوکھا واقعہ ہے کہ حضرت علیؑ نے پوچھا کہ تیرے مالک کی قبر کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ قبرستان میں، قبرستان چلے، مالک کو قتل ہوئے سات دن گزر چکے تھے، مالک کی قبر پر پہنچے، حضرت علیؑ نے فرمایا کہ اس کی قبر کو کھولو، مالک کی قبر کھولی گئی جب قبر کھولی تو وہ مردہ موجود نہیں۔

اس مالک کے رشتہ داروں کو بلایا۔ اور رشتہ داروں سے پوچھا کہ اس کے مالک کی قبر یہی ہے، انہوں نے کہا کہ یہی ہے۔ تصدیق ہو گئی کہ مالک اسی قبر میں ہے، اور قبر میں مالک نہیں تھا۔ حضرت علیؑ واپس آئے حضرت عمر فاروقؓ سے کہا کہ لڑکا بے گناہ ہے اس کو چھوڑ دو۔

حضرت عمر فاروقؓ نے پوچھا کیسے؟ انہوں نے حضور ﷺ کی ایک حدیث پیش کی،

حضرت علیؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک حکم ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی لڑکوں کے ساتھ بد فعلی، غیر فطری فعل کا مرتکب ہوگا جب وہ مرے گا، اس کو دفن کیا جائے گا تو دفن کرنے کے ۲۳ گھنٹے کے اندر اندر اس کی لاش کو قوم لوط کے قبرستان میں پہنچا دیا جائے گا۔ یہ حضور ﷺ کی حدیث ہے، سات دن ہو گئے اس کی قبر کو کھولا یہ اس قبر میں موجود نہیں ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی لاش کو قوم لوط کے قبرستان میں پہنچا دیا گیا اور اس کا مطلب یہ ہے کہ واقعی وہ بد فعلی کا ارادہ کرتا تھا اس لئے اس لڑکے نے اپنی عزت بچانے کے لئے مالک کو قتل کیا۔

اے امیر المومنینؑ اس کو قتل کے بدلہ میں قتل نہیں کیا جاسکتا۔ حضرت علیؑ کے استدلال کو سن کر اور پیغمبر ﷺ کی حدیث سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا تھا..... لولا علی لہلک عمر..... آج اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمرؓ ایک بے گناہ کو قتل کر کے ہلاک ہو جاتا۔

میرے بھائیو! حضرت علی المرتضیٰؑ کی ذہانت، فطانت، مسلمہ حقیقت ہے۔ حضرت علیؑ کے بارہ میں علماء نے لکھا ہے کہ روحانیت کے چاروں سلسلہ کے بانی حضرت علیؑ ہیں۔

حضرت علیؑ روحانی سلسلوں کے بانی ہیں

حضرت علیؑ فاتح خیبر ہیں

حضرت علیؑ صاحب الاسرار ہیں

حضرت علیؑ صاحب ذوالفقار ہیں

حضرت علیؑ اس تلوار ذوالفقار کے مالک ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے انہیں دی تھی۔

حضرت علیؑ عظمت والے ہیں

حضرت علیؑ بیان والے ہیں

حضرت علیؑ فقیہ ہیں

حضرت علیؑ ۲۶ علوم کے ماہر ہیں

حضرت علیؑ بلند یوں والے ہیں

حضرت علیؓ رفعتوں والے ہیں

حضرت علیؓ قاضی ہیں

أَقْضَاهُمْ عَلِيٌّ..... حضور ﷺ نے فرمایا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا علیؓ ابن طالب ہے، علی المرتضیٰ ہیں۔

میرے بھائیو! نام علیؓ ہے، لقب مرتضیٰؓ ہے، نام علیؓ ہے لقب اسد اللہ الغالب بھی ہے، نام علیؓ ہے لقب ابوالحسن ہے..... نام علیؓ ہے کنیت ابوتراب بھی ہے..... نام علیؓ کنیت ابوالحسن بھی ہے..... علیؓ کی کنیت ابوالحسن بھی ہے..... علیؓ کی کنیت ابوزید بھی ہے..... یہ حضرت علیؓ کی کنیتیں ہیں۔

میرے بھائیو! حضرت علیؓ حضور ﷺ کے رشتہ دار ہیں ایک تو حضور ﷺ کے چچا زاد بھائی اور ایک پیغمبر ﷺ کی بیٹی اور چیت بیٹی فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے شوہر حضرت علی المرتضیٰؓ اتنی عظیم ہستی ہے، کتنے بلند ہیں کتنے اعلیٰ مقام والے ہیں، لیکن اس علیؓ کو دیکھو کہ اتنی بلندی والا علیؓ ہے، اتنی عظمتوں والا علیؓ ہیں، حضور ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰؓ کے بارے میں فرمایا کہ اے علیؓ تیری مثال میری امت میں حضرت عیسیٰ ابن مریم کی ہے کہ عیسیٰ ابن مریم کی وجہ سے پچھلی قوموں کے دو طبقات گمراہ ہو گئے اور اے علیؓ تیری وجہ سے میری امت کے دو طبقات گمراہ ہوں گے۔

تین طبقات اور کامیابی:

حضور ﷺ نے فرمایا کہ تیری مثال عیسیٰ ابن مریم کی ہے۔ ان سے یہودیوں نے بغض رکھا۔ عیسیٰ اللہ کے سچے نبی تھے۔ یہودی ان کی دشمنی میں اتنے آگے چلے گئے کہ سرٹ عیسیٰ علیہ السلام کو برا کہتے ہوئے حدود کراس کر گئے۔ وہ یہودیوں کا طبقہ گمراہ ہوا۔ اور ایک طبقہ عیسائیوں کا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا بنانے لگا، وہ بھی گمراہ ہو گیا، یعنی ایک طبقہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بغض رکھا وہ بھی گمراہ ہوا ایک نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا بنایا وہ بھی گمراہ ہوا۔

اے علی! میری امت میں تیری مثال عیسیٰ ابن مریم کی ہے کہ تیرے ساتھ ایک طبقہ اتنی محبت کرے گا کہ وہ تجھے خدا کہے گا، تجھے مشکل کشاء کہے گا، تیرے نام کے نعرے لگائے گا، یا علی مدد کے کتبے لگائے گا، یعنی تجھے خدا کی جگہ پر بٹھادے گا، وہ طبقہ بھی گمراہ ہوگا اور ایک طبقہ تجھ سے نفرت کرے گا خارجیوں والا طبقہ، جو حضرت علیؑ کی توہین کرتا ہے کراچی میں بھی وہ طبقہ ہے، وہ خارجی گروہ ہے، شیعہ حضرت علیؑ کو خدا کی مسند پر بٹھاتا ہے اور خارجی حضرت علیؑ سے نفرت کرتا ہے۔

میرے پیغمبر ﷺ نے فرمایا کہ جس طرح عیسیٰ علیہ السلام کی وجہ سے دو طبقات گمراہ ہوئے کہ ایک نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہا وہ بھی گمراہ ہوا، ایک نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے نفرت کی وہ بھی گمراہ ہوا۔ تیسرا طبقہ مسلمانوں کا ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا نبی مانتا ہے خدا نہیں مانتا۔ اللہ کا بندہ مانتا ہے خدا نہیں مانتا۔ وہ مسلمانوں کا طبقہ ہے، وہ کامیاب ہوا۔

اسی طرح میری امت میں اے علی! تجھے خدا کی مسند پر بٹھائے گا، وہ بھی گمراہ ہوگا، ایک طبقہ تجھ سے نفرت کرے گا وہ بھی گمراہ ہوگا، تیسرا طبقہ سچا ہوگا جو تجھے تیری حیثیت میں رکھے گا اور وہ اہل سنت والجماعت ہوگا۔

رافضی حضرت علیؑ کو خدا کی مسند پر بٹھاتا ہے اور خارجی ان سے نفرت کا اظہار کرتا ہے میرے پیغمبر ﷺ نے فرمایا کہ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وجہ سے دو طبقات گمراہ ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے نفرت کرنے والا بھی گمراہ ہوا اور وہ طبقہ گمراہ ہوا اور محبت میں غلو کر کے ابن اللہ بنانے والا بھی گمراہ ہے اور سچا طبقہ اہل سنت کا ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ○ بسم اللہ الرحمن

الرحیم ○

الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ
وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ
أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ
لَهُ وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَلَا نَظِيرَ
لَهُ وَلَا وَزِيرَ لَهُ وَلَا مُشِيرَ لَهُ وَلَا مُعِينَ لَهُ وَصَلَّى عَلَى سَيِّدِ
الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ الْمَيِّمُوثِ إِلَى كَافَّةِ النَّاسِ بِشِيرَا
وَنَذِيرَا وَدَاعِيَا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُبِيرَا.

قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي كَلَامِهِ الْمَجِيدِ وَالْفَرُقَانِ
الْحَمِيدِ فِي صُحُفِ مُكْرَمَةٍ ○ مَرْفُوعَةٍ مُطَهَّرَةٍ ○
بِأَيْدِي سَفَرَةٍ ○ كِرَامِ بَرَرَةٍ ○ قُتِلَ الْإِنْسَانُ مَا أَكْفَرَهُ ○
مِنْ أَيْ شَيْءٍ خَلَقَهُ ○ مِنْ نُطْقَةٍ خَلَقَهُ فَقَدَرَهُ ○ ثُمَّ
السَّبِيلَ يَسْرَهُ ○

وَقَالَ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ: وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنْ

الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ ۖ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ. (پ ۱۱ التوبہ: ۱۰۰)

وَقَالَ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ: أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ.
وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ اجْعَلْ مُعَاوِيَةَ
هَادِيًا مُهْدِيًا. (ترمذی)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ عَلِّمَهُ الْكِتَابَ
وَالْحِسَابَ وَفِيهِ الْعَذَابُ. (کنز العمال)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مُعَاوِيَةُ إِنْ وَلِيتَ
الْأَمْرَ فَاتَّقِ اللَّهَ. (بخاری)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْعَثُ اللَّهُ مُعَاوِيَةَ يَوْمَ
الْقِيَمَةِ عَلَيْهِ رِذَاءٌ مِنْ نَوْرِ الْإِيمَانِ. (کنز العمال)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَذْكُرُوا مُعَاوِيَةَ إِلَّا بِخَيْرٍ.
وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاحِبُ السَّرِيِّ مُعَاوِيَةُ
وَمِنْ أَحِبِّهِ فَقَدْ نَجَى وَمَنْ أَبْغَضَهُ فَقَدْ هَلَكَ.

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ جَيْشٍ يَفْزُوا الْبَحْرَ
فَقَدْ أَوْجَبُوا أَوْ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

صَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ وَنَحْنُ عَلَى ذَلِكَ
لِمَنِ الشَّاهِدِينَ وَالشَّاكِرِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

امیر شام تیری جاہ و منزلت کی قسم
تیرے نام کا ڈنکا بجا کے چھوڑوں گا
تیرے نام سے جو چلتے ہیں ملحد و زندیق
ان کو خدا کے غضب سے ڈرا کے چھوڑوں گا

میرے واجب الاحترام، قابل صدا احترام، جامع مسجد عمر فاروق کے ساتھیو! شب برأت گزر چکی ہے اور آج جمعہ المبارک ہے، رات بھی جو میں نے جامعہ محمدیہ میں تقریر کی ہے بیماری اور تکلیف میں، اور آپ کو ابھی تک میری آواز سے معلوم ہو رہا ہے۔ لیکن جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ یا کسی صحابی کا نام لیتا ہوں تو میرے اندر توانائی آ جاتی ہے۔ اللہ کے فضل اور توفیق سے خصوصاً حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جن کا ابھی میں نے آپ کے سامنے تذکرہ کرنا ہے۔

کیونکہ ملک سے باہر ہونے کی وجہ سے یہ عنوان باقی تھا۔ آج اس جلیل القدر ہستی کا ذکر ہوگا۔ جس کے کارناموں سے پوری امت مسلمہ، اس کے احسانات کا بدلہ نہیں دے سکتی، اور یہ بات بڑے افسوس سے کہنی پڑتی ہے کہ لوگ اپنے آپ کو سنی کہتے ہیں، مسلمان کہتے ہیں، لیکن وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں غلط فہمیوں کا شکار ہیں۔

صداقت علیؓ و معاویہؓ

کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ کی اور حضرت معاویہؓ کی لڑائی ہوئی۔ میں مانتا ہوں کہ لڑائی ہوئی لیکن وہ قاتلین عثمانؓ سے لڑائی ہوئی۔ حضرت علیؓ سے نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوجوں میں قاتلین عثمانؓ شامل تھے ان سے لڑائی ہوئی۔ یہ قابل افسوس بات ہے۔

اور جب دو آدمی آپس میں لڑتے ہیں تو ضروری نہیں کہ دونوں میں سے ایک جھوٹا ہو۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ دونوں سچے ہوتے ہیں۔ لڑائی ہوتی ہے لیکن دونوں سچے ہوتے ہیں۔

میں نے اسلام آباد میں تقریر کی، سیمینار تھا، یونیورسٹی کے لڑکے تھے وہاں، انہوں نے کہا کہ ایسا نہیں ہو سکتا کہ دو آدمی آپس میں لڑیں اور دو میں سے ایک جھوٹا نہ ہو، ایسا نہیں ہو سکتا۔ کبھی نہیں ہوا۔

میں نے کہا کہ آپ کی معلومات میں کمی ہے۔ ایسا ہوتا رہتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایسا نہیں ہوتا۔ وہ لڑکے بڑے ضدی تھے۔ میری عادت ہے لڑائی نہ کرنے کی۔ میں نے ان کو بڑے تحمل سے سمجھایا، لیکن وہ نہیں مانے۔

میں نے کہا کہ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دو آدمی آپس میں لڑتے ہیں اور ان میں سے جھوٹا کوئی نہیں ہوتا۔ یہ حقائق ہیں اس کا کوئی آدمی جواب نہیں دے سکتا۔

میری تقریر سے پہلے دو باتیں یاد رکھیں۔ آپ کو یہ باتیں کام دیں گی۔ آپ میں سے کچھ سکولوں کا لجنوں کے لڑکے بھی ہوں گے اور یہ بات آپ کے آئندہ کام آئے گی۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عنوان پر میں آپ کے سامنے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی لمبی گفتگو کر سکتا ہوں۔ میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایک کتاب لکھی ہے ۲۰۰ صفحے کی اور وہ کتاب دس سال پہلے چھپی ہے۔ اب دوبارہ چھپی ہے۔ بلکہ کئی ایڈیشن اس کے چھپ چکے ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عنوان پر ایک سو سے زائد کتابوں کا میں مطالعہ کر چکا ہوں۔

میں نے جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر کتاب لکھی تو ایک عالم نے خط لکھا کہ میں اگر یہ کتاب نہ پڑھتا تو جہنم چلا جاتا۔ میں نے اس دن سوچا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کام جو مجھ سے لیا ہے محض اپنے فضل و کرم سے لیا ہے۔ میرا اس میں کوئی کمال نہیں ہے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دل میں ایک بات ڈالتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے۔ بہت سارے ایسے کام ہیں جن میں میرا تصور بھی نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وہ کام لیے۔

میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ انسان کے اپنے اختیار میں کچھ نہیں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا عنوان اتنا طویل اور لمبا ہے میں آپ کے سامنے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر چند اہم اور اصولی باتیں عرض کروں گا تاکہ ایک جلیل القدر

صحابی پیغمبر کا نقشہ آپ کے سامنے آئے۔

پہلی بات یہ ہے کہ دو آدمی آپس میں لڑیں تو ان میں ایک جھوٹا ضرور ہوگا، یہ کلیہ ہی غلط ہے۔ روافض اور سنی مؤرخ کا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے جو اختلاف ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان کی جنگ ہوئی، یہ موجود ہے کتابوں میں آپ نے پڑھا ہے کہ جنگ صفین ہوئی، بی اے کی کتابوں میں موجود ہے۔ اور نصاب کی کتابوں میں بعض مؤرخین نے تنقید کی ہے کہ دیکھو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان کی لڑائی ہوئی، کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ لڑکے کالجوں کے ہیں یا سکولوں کے بچے ہیں، ان کو جو غلط فہمی ہے وہ دور ہو جائے، غلط فہمی نہ رہے، میں اس عنوان پر تقریر کرنا چاہتا ہوں۔

تو میرے بھائیو! دو آدمیوں کی آپس میں لڑائی ہو اور ایک جھوٹا ضرور ہوتا ہے، یہ کلیہ غلط ہے۔ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ دونوں سچے ہوتے ہیں۔ میں نے اسلام آباد کی یونیورسٹی کے لڑکوں سے کہا کہ ایسا ہو یہ ضروری نہیں۔ اس نے کہا کہ ایسا ہوا ہے۔

میں نے کہا دیکھیں، قرآن پاک میں دو آدمیوں کی لڑائی کا ذکر ہے ان میں سے کس کو جھوٹا کہوں؟ میں تمہاری بات مان لوں گا، میں کسی اور تاریخ کا حوالہ نہیں کہتا۔ میں قرآن پاک کی بات کرتا ہوں کہ آؤ قرآن سے پوچھتے ہیں کہ جب دو آدمی آپس میں لڑتے ہیں تو واقعی ان میں سے ایک جھوٹا ہوتا ہے۔ اور کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کوئی بھی نہیں جھوٹا ہوتا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا جو اختلاف ہے یہ غلط فہمی کی بنیاد پر ہے اور لڑائی تھی قاتلین عثمان سے، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا قصور نہیں۔ اگر شرعی جنگ ہوتی، کفر اسلام کی جنگ ہوتی تو پھر بتاؤ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے لوگ شہید ہوئے تھے، جنازے ان کے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ پڑھاتے تھے۔ اس کا جواب دے دو۔ کیوں؟ اور کھانا اکٹھے کھا رہے ہیں اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اس جنگ میں شہید ہوئے اور ان کا ہاتھ پہلے شل ہوا تیر سے، اور جب حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی لاش کو اٹھا کر

رکھنے لگے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خبردار یہ میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، ان کا جو ہاتھ شل ہوا ہے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے شل ہوا ہاتھ چوما اور چوم کر کہا کہ یہ ہاتھ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں دیکھا ہے۔ کیسے تم اس کو کفر اسلام کی لڑائی سمجھتے ہو۔ اختلاف اپنی جگہ ہوتا ہے۔ قاتلین عثمان سے بدلہ لینے کے لئے اختلاف تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا موقف تھا کہ میں ابھی بدلہ نہیں لے سکتا قاتلین سے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا موقف تھا کہ اگر ابھی بدلہ نہ لیا گیا تو قتل ضائع ہو جائے گا۔ میں جانوں اور قاتل جانیں، یہ بات ہے۔

اب یہ بات کہ دو آدمی آپس میں لڑیں تو ان میں سے ایک جھوٹا ضرور ہوتا ہے، یہ بات یاد رکھو کہ یہ اصول کے خلاف ہے۔ قرآن پاک میں دو آدمیوں کی لڑائی کا ذکر ہے اور ان دونوں میں سے ایک کو جھوٹا نہ میں کہہ سکتا ہوں نہ آپ کہہ سکتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب طور پہاڑ پر جانے لگے تو اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام سے کہا کہ دیکھنا یہ قوم پھڑے کو پوجنے نہ لگ جائے۔ انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام چلے گئے۔ قوم زور آور تھی۔ قوم پھڑے کو پوجنے لگی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام واپس آئے تو ساری قوم پھڑے کو پوج رہی ہے۔

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے جذباتی، غصہ جلدی آ جاتا تھا۔ اس لیے ایک قبلی کو مکارا دیا تھا۔ جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے..... فوقضہ موسیٰ فقضی علیہ..... ماشاء اللہ مکارا ہو موسیٰ علیہ السلام کا، پھر کیا رہتا ہے! حضرت موسیٰ علیہ السلام جلدی جلدی شہر چھوڑ کر چلے گئے، کیونکہ نیت تو مارنے کی نہیں تھی تو قرآن کریم میں اس کا ذکر آتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام جلالی طبیعت کے آدمی تھے۔ ماشاء اللہ جلال آ گیا۔ پوچھا نہیں کہ قوم پھڑے کو کیوں پوج رہی ہے۔ پوچھا کسی سے نہیں۔ آتے ہی حضرت ہارون علیہ السلام کی داڑھی پکڑ لی۔ اور یہ واقعہ تاریخ میں نہیں ہے۔ قرآن میں ہے۔ قرآن پاک کا سولہواں پارہ کھولو، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آ کر حضرت ہارون علیہ السلام کی

داڑھی پکڑ لی اور داڑھی پکڑ کر اس طرح گھسیٹا، اور بازار میں لے آئے۔ اور جھگڑ پڑے۔
قرآن کریم میں ذکر ہے، حضرت ہارون علیہ السلام رو پڑے اور رو کر کہا..... یا ابنِ امّ لا
تأخذ بلحیتی ولا برأسی..... اے میرے ماں جائے بھائی، میری داڑھی نہ پکڑو،
میرے سر کے بالوں کو نہ پکڑو، میرا کوئی قصور نہیں۔

میں نے کہا کہ دیکھو دو آدمی آپس میں لڑے ہیں، لڑائی کا ذکر قرآن مجید میں
ہے، ان میں سے کسی ایک کو جھوٹا کہو!

تو وہ یونیورسٹی کے لڑکے سمجھ دار تھے، ضدی لوگ بھی تو ہوتے ہیں کہ آپ جتنی
مرضی دلیلیں دیں وہ نہیں مانتے لیکن عقل مند اور سمجھ دار، دانا اور پڑھا لکھا آدمی بھی وہی ہوتا
ہے کہ جب دلیل سمجھ میں آ جائے تو فوراً مان لیا۔

برطانیہ میں ایک یادگار لیکچر

میں نے برطانیہ کے ایک شہر برٹل میں کئی سال پہلے ایک لیکچر دیا تھا۔ ایک مکان
کے اندر، باہر جگہ نہیں تھی تو مکان میں لیکچر دیا۔ اسلامی مسائل پر اور جو لوگ لیکچر کرانے
والے تھے ان کا عقیدہ بھی اور تھا۔ وہ بے چارے رسم و رواج کے قائل تھے، تو ان کی طرف
ان کا ذہن تھا، تو جب میں نے تقریر ختم کی تو سارے کے سارے یکدم ہی بدل گئے۔ کہنے
لگے کہ آج ہم بھی بدل گئے، جو عقیدہ آپ نے بتایا ہم اس پر قائم ہو گئے اور ہمارا موقف
سارا ہی غلط تھا۔ ضد نہیں، لیکن ہمارے ہاں ماشاء اللہ جتنی مرضی باتیں کرتے جاؤ، لیکن ماننا
نہیں کہ ہمارے مولوی نے تو یہ کہا ہے۔

بھائی، اللہ تعالیٰ کے بندے! قرآن مجید نے جو کچھ کہا، جب بات قرآن کی آ
گئی تو ساری باتیں ختم ہو گئیں۔ میں آج قرآن مجید سے ثابت کروں گا کہ حضرت امیر
معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقام بہت بلند ہے۔

آپ کہتے ہیں کہ تاریخ کہتی ہے کہ حضرت امیر معاویہ نعوذ باللہ حضرت علی رضی

اللہ عنہ کو برا کہتے تھے۔ تاریخ کہتی ہے کہ امیر معاویہ ؓ ٹھیک نہیں تھے۔ میں کہتا ہوں کہ تاریخوں کو چھوڑو، تاریخیں تو بہت بعد کی ہیں، تاریخ تو ۱۵۰ سال کے بعد بنی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے ہائے سالوں کے بعد لکھی گئی۔

مقام صحابیت پر کھنے کیلئے معیار

اور امیر معاویہ ؓ کی موجودگی میں جو اللہ تعالیٰ کا قرآن اُترا، اس کا اعتبار کریں۔ یا ۱۵۰ سال بعد والی تاریخ کا اعتبار کریں؟ سیدھی بات ہے ایک اصولی بات۔ دوسری اصولی بات ہے کہ صحابی کو پر کھنے کا پیمانہ کیا ہے! صحابی کو ہم نے کیسے پر کھنا ہے؟ کسی صحابی کو ہم نے تو لٹا ہے اس کے لیے کون سا ترازو استعمال کریں۔ یہ اصول ہے کہ ایک لاکھ چوالیس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں، ان میں سے ہر ایک کو ہم نے پر کھنا کیسے ہے؟ کیا صحابی کو پر کھنے کے لیے ہمیں تاریخ کا سہارا لینا چاہئے؟ یا ان کو پر کھنے کے لئے حضور کی حدیث کا سہارا لینا چاہئے؟ یا ان کو پر کھنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے قرآن کا سہارا لینا چاہئے۔ ایک اصولی بات ہے۔ صحابی کا پر کھنا، صحابی کا تو لٹا کس ترازو میں ہے..... تاریخ کے ترازو میں؟.....

قرآن کے ترازو میں؟.....

حدیث کے ترازو میں؟.....

مقام صحابیت تو لٹنے کے لئے ترازو

یہ ہم نے ابھی فیصلہ کرنا ہے جب یہ فیصلہ ہو گیا تو اگلی بات آپ کو سمجھ میں آجائے گی۔

سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عالم اور بزرگ اور مناظر گزرے ہیں، جنہوں نے اسلام کی حقانیت اور صحابہ کرام ؓ کے دفاع میں بہت ساری کتابیں لکھی ہیں، تنظیم اہل سنت کے سربراہ تھے۔ انہوں نے اپنی ایک کتاب لکھی ہے

”اصحاب رسول“۔ شیعہ کی ایک کتاب ہے ”احباب رسول“، شیعہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف یہ کتاب لکھی۔ اس کے بعد اس کے جواب میں سید نور الحسن شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب ”اصحاب رسول بجواب احباب رسول“ اس کتاب کی ایک بات نقل کرتا ہوں۔ اور یہ کتاب مولانا نور الحسن شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مقدس ہاتھوں سے مجھے دی تھی کہ بیانات مطالعہ کرنا۔ جب نئی نئی یہ چھپی تھی تو شاہ صاحب زندہ تھے، تو میں ان کی خدمت میں ملتان حاضر ہوا، تو انہوں نے شفقت فرمائی۔

اس میں ایک بات لکھی ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ بات یاد رکھیں، ایک ہوتا ہے عطر اور ایک ہوتی ہے کستوری، کوئی آدمی آپ سے کستوری کے بارے میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں کستوری کو لے کر لکڑی کے ٹال پر تولنے جاتا ہوں۔ ایسے نہیں ہوتا۔

ایک آدمی اگر یہ کہے کہ یہ کستوری اس کو میں لکڑی کے ٹال پر تولوں گا تو سارے لوگ کہیں گے کہ یہ پاگل ہے، یہ احمق ہے، اس نے کستوری کی قدر نہیں پہچانی، تو کستوری کو بھی بھلا کوئی لکڑی کے ٹال پر تولتا ہے کہ لکڑی کے ٹال پر لکڑی ٹل رہی ہے اور چیزیں ٹل گئی ہیں۔ تو آپ کہیں کہ میں کستوری بھی لکڑی کے ٹال پر تولتا ہوں۔

تو جو آدمی کستوری کو لکڑی کے ٹال پر تولتا ہے وہ کستوری کا قدر شناس نہیں ہے۔ اس کو پتہ نہیں ہے کہ اس کی اہمیت کیا ہے۔ وہ کستوری سے واقف نہیں ہے اور جو آدمی کستوری سے واقف ہے۔ وہ کہے گا اس کے تولنے کے لیے جوہری کے پاس جائے، کسی قدر شناس کے پاس جائے اور جوہری کے ترانہ میں تولے۔

تو شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مثال کستوری کی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مثال مشک و عنبر کی ہے، جس طرح کستوری کو لکڑی کے ٹال پر نہیں تولایا جاسکتا۔ اسی طرح صحابہ کرام کو تاریخ کے ترانہ پر نہیں تولایا جاسکتا۔

تاریخ کا جو ٹال ہے اس پر ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو نہیں تولایا جاسکتا۔ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی مثال کستوری کی ہے، اور کستوری کو تولنے کے لیے جوہری کے پاس جانا چاہیے۔ اور جوہری یا اللہ کا قرآن ہے یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

تو صحابہ رضی اللہ عنہم کو تو لے کے لیے اس قرآن وحدیث کے جوہری کی ضرورت

ہے۔ یہ جوہری ہے۔

شیخ الاسلام کا فرمان

حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے ایک بات لکھی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ کسی حدیث میں، صحیح حدیث میں کوئی ایسی روایت آئے کہ جو کسی صحابی کے خلاف جاتی ہو، اس حدیث کی تاویل کرنا واجب ہے۔ کیوں؟ صحابی کی شان اللہ تعالیٰ کا قرآن بیان کر چکا ہے۔

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث سے کسی صحابی کی نعوذ باللہ توہین نہیں، کسی صحابی پر حرف آتا ہو، تو ہم کہیں گے کہ اس حدیث کا یہ معنی نہیں ہے جو اس کے خلاف جاتا ہے۔ بلکہ یہ معنی ہے کہ جو حق میں جاتا ہے۔

حدیث کی تاویل کرنا از روئے شریعت واجب ہوگا کیونکہ قرآن پاک ساڑھے سات سو آیات میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان بیان کر رہا ہے۔ تو جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان قرآن بیان کر رہا ہے تو پھر تاویل کرنا حدیث میں واجب ہے۔ اور پھر تاریخ کا کیا اعتبار رہا؟؟

تاریخ تو ۱۵۰ سال کے بعد بنی۔ قصے، کہانیاں اور سنی سنائی باتوں سے تاریخ بن گئی، اور اسی سے اب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تو لے کے لیے ہم تاریخ سے پوچھیں؟..... نہیں! ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کردار کے لیے تاریخ سے نہیں پوچھیں گے، قرآن سے پوچھیں گے۔

اب میں آپ کے سامنے ایک ترازو لا رہا ہوں۔ ایک میزان مقرر کر رہا ہوں، ایک کشت پیش کر رہا ہوں۔ ایک معیار، ایک پیمانہ، ایک کسوٹی، ایک سانچہ، ایک ڈائی آپ کے سامنے کھولتا ہوں اور اس کے اندر ہم امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو پرکھتے ہیں..... اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جب ہم پرکھیں گے تو فیصلہ آپ نے کر کے بتانا ہے کہ جس معیار پر ہم امیر

معاویہ رضی اللہ عنہ کو پرکھتے ہیں، کیا وہ صحیح ہے یا چودہ سو سال کے بعد تاریخ ہمارے سامنے آئی ہے۔ جو تھمیرے آئے ہیں۔ طبری اور مسعودی اور ابی تحف جیسے شیعہ مؤرخوں کی لکھی ہوئی تاریخیں ہیں۔ امیر معاویہ ؓ کو اس پر پرکھیں، یا اللہ کے قرآن پر پرکھیں؟ کس پر پرکھنا چاہئے؟ (قرآن پر) صحابی کو کس پر پرکھا جائے؟ (قرآن پر) صحابی کو پرکھنے کے لیے قرآن ہے اور قرآن جو راستہ بتاتا ہے اس پر عمل کرنا چاہیے۔ اس کے لیے ایک آیت اور ایک حدیث پیش کرتا ہوں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے دو باتیں پیش کرتا ہوں۔

جو آیات میں نے خطبے میں تلاوت کی ہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں۔ نواحادیث میں نے پیش کی ہیں۔ نواحادیث کے لئے میں نے تین کتابوں کا مطالعہ کیا۔ ورنہ مشکوٰۃ میں ۱۲ احادیث، بخاری شریف میں ایک حدیث، ترمذی شریف میں ایک حدیث، لیکن میں نے نواحادیث ابھی آپ کو سنائیں۔

جو آیات پڑھی ہیں یہ سورۃ عبس وقلی کی ہیں۔ یہ تیسویں پارے کی سورت ہے۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے چند آیات میں کاتبان وحی کا ذکر کیا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی وحی لکھنے والے، یعنی اللہ تعالیٰ کے قرآن کو لکھنے والے، ان کی کیا حیثیت ہے۔

حضرت معاویہ اور کتابت وحی

بخاری شریف کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی کے تیرہ کاتب تھے۔ ان تیرہ کاتبوں میں چھٹا نمبر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا تھا۔ اور کاتبان وحی میں پہلا نمبر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا تھا۔ اور دوسرا نمبر حضرت زید بن ثابت ؓ کا ہے، اور تیسرا نمبر حضرت کعب ؓ کا ہے، چوتھا نمبر حضرت عبداللہ ؓ کا ہے، اس طرح یہ نمبر ہیں اور چھٹا نمبر حضرت معاویہ ؓ کا ہے۔

حضرت معاویہ ؓ کا تب وحی ہیں اور کراچی کی گفتگو میں ایک شیعہ نے اعتراض کیا تھا کہ آپ حضرت امیر معاویہ ؓ کو کاتب وحی کہتے ہیں۔ کیوں کہتے ہیں؟ میں نے کہا

کہ اور کیا کہوں؟ اس نے کہا کہ ہماری جو تحقیق ہے، اس کے مطابق حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے قرآن نہیں لکھا، بلکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطوط لکھتے تھے۔

میں نے کہا کہ پاگل کہیں کا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خط بھی وحی ہوتا ہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا خط بھی وحی ہوتا ہے اور یہ بھی یاد رکھو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری دنیا کے بادشاہوں کے نام ۱۰۶ خطوط لکھوائے اور ان میں ۷۲ خطوط حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں سے لکھے ہوئے تھے۔

ایک آدمی آڑھت پر نشی ہو تو اگر یہ پتہ چلے کہ یہ نشی خیانت کار ہے تو وہ مالک اسے نشی نہیں رکھتا، اور جس کو تیرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پاک لکھنے کے لئے رکھا وہ خیانت کار ہے؟ تیرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کو وحی الہی کے لیے کاتب رکھا اس پر تنقید جائز ہوگئی؟ آڑھت کا نشی غلط ہو، ایک دن نہیں نکالتا اور چار سال حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے، اور اللہ تعالیٰ کا قرآن لکھتے رہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خطوط لکھتے رہے۔

اور آج کوئی آدمی کہو اس کرے کہ تاریخ کہتی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ غلط تھے۔ میں تاریخ کے تھمڑوں کو پاؤں کی ٹھوکر سے اڑا دوں گا۔ اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید صحیح ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان صحیح ہے۔ ان کے مقابلہ میں کسی کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

عظمت معاویہ قرآن کی زبانی

میرے بھائیو قرآن کی جو آیات ہیں اس پر غور کریں کہ قرآن کہتا کیا ہے۔ قرآن کا ارشاد کیا ہے..... فی صحف مکرمة..... قرآن پاک کے صفحات بڑے پاکیزہ..... فی صحف مکرمة..... قرآن پاک کے صفحات بڑے عزت والے ہیں۔ قرآن عزت والے صفحے ہیں۔ اور آگے کیا فرمایا مرفوعة مطهرة مرفوع کہتے ہیں بلند کو، رفعت والے کو، بلندی والا..... قرآن کہتا ہے کہ یہ صفحات بلندی والے اور رفعت والے ہیں۔ پاکیزگی والے ہیں۔

قرآن کے صفحے عزت والے.....

قرآن کے صفحے بلندی والے.....

قرآن کے صفحے رفعت والے.....

قرآن صحیفۃ انقلاب..... بلندی والا..... رفعت والا اور آگے کیا ہے، تیسری آیت میں فرمایا..... بایدی سفرۃ..... جن ہاتھوں نے قرآن لکھا وہ چمکنے والے ہیں۔ اگر صرف اتنی بات ہوتی کہ ہاتھ چمکنے والے تو آج دشمن یہ کہہ سکتا تھا کہ امیر معاویہ ؓ کے ہاتھ تو ٹھیک تھے لیکن ان کی نیت صحیح نہیں تھی۔ (نعوذ باللہ) یا ان کا دل ٹھیک نہیں تھا یا ان کا کردار ٹھیک نہیں تھا اور اللہ تعالیٰ کو اس بد باطنی کا پتہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کو ان (دشمنوں) کی دہنی خیانت کا بھی پتہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب بھی چودہ صدیاں پہلے دے دیا اور کہا بایدی سفرۃ کرام بردۃ..... کہ جن ہاتھوں نے قرآن لکھا وہ انسان روئے زمین کے سب سے بہترین انسان ہیں۔

عربی زبان میں کرام کا لفظ ہے، اکرام ایک لفظ ہے جس کا معنی ہے عزت کرنا۔ اور ایک ہوتا ہے کرام، اس کا معنی ہے بہت عزت والا، کرام اسم مبالغہ کا صیغہ ہے۔ علماء سے پوچھو کہ کرام کا معنی کیا ہے۔ جاؤ عربی لغت کھول کر دیکھو، اگر اکرم کا لفظ ہوتا اس کا معنی بھی عزت والا، کرم کا لفظ ہوتا اس کا معنی بخشش والا۔

لیکن یہاں لفظ نہ کرم کا ہے نہ اکرم کا ہے، یہاں لفظ ہے کرام کا، کرام کا معنی کہ کائنات میں جتنے لوگ عزت والے ہیں، ان عزت والوں میں یہ تیرہ آدمی بطور امتیاز کے، بطور انتخاب کے ممتاز ہیں، نمایاں ہیں، دنیا کے سب سے اچھے لوگ ہیں۔

کائنات کے جو اچھے لوگ ہیں ان میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا چھٹا نمبر ہے، تو یہ بات تاریخ نے نہیں کہی، یہ بات تو اللہ تعالیٰ کے قرآن مجید نے کہی ہے۔

لاؤ ترازو..... لائو پیمانہ..... لائو کسوٹی..... لائو معیار..... معیار کیا ہے؟..... اس ترازو میں، میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو لاتا ہوں اور دوسری طرف میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے یہ قرآن کی آیت کرام بردۃ کو رکھتا ہوں۔ اب تم فیصلہ

کرو کہ ایک طرف کرام ہورہ ہو اور ایک ترازو لاؤ، ایک میزان قائم کرو، اور اس میزان میں ایک طرف یہ لفظ رکھے کرام ہورہ یہ لفظ لکھے، اور دوسری طرف چودہ سو سال کی تاریخیں رکھیں۔

ایک طرف کرام ہورہ..... ایک طرف ساری دنیا کی تاریخیں.....

فیصلہ میں تم پر چھوڑتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا قرآن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بہترین انسان کہتا ہے۔ اور ڈیڑھ سو سال بعد لکھی جانے والی تاریخ ان پر تنقید کرتی ہے..... بتاؤ کرام ہورہ کا پلڑا جھک جائے گا یا نہیں؟..... کیوں! کرام میرا لفظ نہیں، یہ تیرا لفظ نہیں، یہ لفظ اس پروردگار کا ہے جو معاویہ رضی اللہ عنہ کی نیت سے بھی واقف تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ارادوں سے بھی واقف تھا۔

قرآن کہتا ہے..... بایدی سفرۃ..... جن ہاتھوں نے قرآن لکھا، بایدی، ید کی جمع ہے ”ید“ ہاتھ کو کہتے ہیں، سفرۃ کا معنی چمکنے والا، چمکنے والا ہاتھ، جس ہاتھ کو اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید چمکنے والا کہے، اس کو کوئی بد فطرت خیانت کار کہے، کوئی مؤرخ اس پر تنقید کرے، کوئی مصنف اسے برا کہے، میں اس کی ساری تحقیق کو گندی ٹوکری کی نذر کر دوں گا اور کرام ہورہ کی عظمت کو سینے سے لگا لوں گا۔

لاؤ ترازو..... لاؤ پیانہ..... لاؤ معیار..... صحابی کو میں تاریخ کے ترازو پر نہیں تول سکتا۔ میں صحابی کو قرآن کے ترازو پر تولتا ہوں۔ صحابی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے ترازو پر تولتا ہوں۔ تو تاریخ کی بات کرتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ قرآن مجید کی ایک آیت کا مقابلہ نہ تورات کر سکتی ہے..... نہ انجیل کر سکتی ہے..... نہ زبور کر سکتی ہے..... ۱۲۷ صحیفے بھی نہیں کر سکتے..... جبکہ قرآن خود کہتا ہے:

ذالک مثلہم فی التوراة و مثلہم فی الانجیل.....

میرے تو وہ صحابہ ہیں جن کی عظمتوں کے پھریرے میں نے تورات میں بھی لہرا دیے، میں نے انجیل میں بھی لہرا دیے، تم تاریخوں کی بات کرتے ہو، میں اللہ تعالیٰ کے

قرآن کی بات کرتا ہوں۔

فی صحف مکرمة مرفوعة مطهرة بایدی سفرۃ..... انہی کی تعریف میں ایک اور آیت سنا تا ہوں، قرآن کا لفظ ہے۔

تین طبقات کا ذکر

والسابقون الاولون من المهاجرین والانصار.....

اسلام میں مقام سب سے پہلے جن لوگوں کا ہے وہ مهاجرین ہیں، ان کی تعداد ۱۱۴ ہے، جنہوں نے مکے سے مدینہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی اور انصاریوں کی تعداد ایک لاکھ سے زائد ہے۔ وہ انصار ہیں جنہوں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں سہارا دیا۔ وہ بھی بہت بڑی تعداد میں ہیں۔

ایک طبقہ مهاجرین کا.....

ایک طبقہ انصار کا.....

تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مهاجرین میں داخل نہیں، اس وقت کلمہ نہیں پڑھا تھا۔ انصار میں بھی داخل نہیں۔ اس لیے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ پہنچے اس وقت، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مسلمان نہیں ہوئے تھے۔

لیکن اسی آیت میں ایک تیسرے طبقے کا ذکر ہے۔ اور وہ طبقہ کون سا ہے؟.....
والذین تبعوہم..... کہ جس تیسرے طبقے نے ان دونوں کی پیروی کی، وہ تیسرا طبقہ ہے اور ان تینوں کے بارے میں قرآن نے کہا رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ.....

صرف مهاجرین کو رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ نہیں کہا.....

صرف انصار کو رضی اللہ عنہم نہیں کہا.....

بلکہ فرمایا..... والذین تبعوہم..... جنہوں نے ان دونوں کی پیروی کی ان سے بھی عرش پر خدا راضی ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے راضی ہو جائے اور چوڑا کہے کہ میں ناراض ہوں، تو اس کی اس بات پر غور کیا جاسکتا ہے؟..... (نہیں!)

میرے بھائیو! قرآن پاک نے جو شان، جو عظمت صحابہ ؓ کی ان آیات کریمہ میں رکھی ہے، اس کی مثال کوئی پیش نہیں کر سکتا۔ یہ ہے قرآن کی ایک آیت کہ ہم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کس کسوٹی میں پرکھنا چاہتے ہیں اور یہ کسوٹی قرآن ہے۔ یہ ترازو قرآن ہے۔

اب کوئی شخص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کوئی بات کہے، اس کو کہو کہ بات ختم ہو گئی۔ ہم نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو تاریخ کے حوالے سے نہیں دیکھا۔ ہم نے تو قرآن کے حوالہ سے دیکھا ہے۔

جو آدمی امیر معاویہ ؓ کے بارے میں بات کرے، اس کو کہو کہ بتاؤ، امیر معاویہ ؓ نبی کریم ﷺ کی وحی کے کاتب تھے یا نہیں؟ وہ کہے گا کہ کاتب تھے۔

تو اس کو کہو کہ قرآن نے کہا، کرام برورہ..... قرآن کہتا ہے کہ جو کاتبان وحی ہیں ان سے اچھا آدمی کوئی نہیں۔ وہ روئے زمین کے بہترین آدمی ہیں۔ کرام کے معنی بہت عزت والے، اور برورہ کا معنی پوری انسانیت، برورہ انسانوں کو کہتے ہیں عربی میں۔ پوری انسانیت میں ان تیرہ آدمیوں کو منتخب کیا ہے، اللہ تعالیٰ نے، اور انتخاب کر کے فرمایا یہ سب سے عزت والے لوگ ہیں۔

حضرت معاویہ ؓ کے لئے جنت کی خوشخبری

اب ایک حدیث پیش کرتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اُم ہانی رضی اللہ عنہا کے ہاں دوپہر کے وقت آرام فرماتے تھے مکہ مکرمہ میں، اس حدیث میں سمندر بند ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے ہیں، حضرت اُم ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر میں دوپہر کے وقت، اٹھتے تو حضرت اُم ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ دیکھا، تو مجھے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ چمک رہا ہے، میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہیں۔

میں نے دیکھا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بڑے خوش ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آج آپ بڑے خوش نظر آ رہے ہیں۔ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُم ہانی! تجھے نہیں پتہ ابھی میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میری امت کے کچھ لوگ سمندروں میں اسلام کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ یہ بات کہاں فرمائی؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ بات فرمائی کہ میں نے ابھی خواب دیکھا کہ میری امت کے کچھ لوگ سمندروں میں اسلام کی جنگ لڑ رہے ہیں، یہ اس وقت کی بات ہے کہ جب سمندر میں بحری جہاز بھی نہیں تھا۔ کشتی بھی نہیں تھی، سمندر میں کیا چلتا تھا؟ اور تصور یہ تھا کہ کشتی یا جہاز ہو تو سفر ہو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذہن میں اسلام کے غلبے کا فکر تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ بات فرمائی کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ میری امت کا ایک لشکر سمندروں میں اسلام کی جنگ لڑ رہا ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اور یہ بات بخاری شریف میں ہے، یہ کسی جھوٹی کتاب میں نہیں ہے، بخاری شریف کی بات سنا رہا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو الفاظ فرمائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اوّل جیش یغزوا البحر فقد اوجبوا..... اس وقت آپ نے نیند سے بیدار ہو کر فرمایا کہ جو لشکر سمندروں میں اسلام کی جنگ لڑے گا اس پر جنت واجب ہو چکی ہے۔

اور یہ بات میرے اور تیرے سامنے نہیں فرمائی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے فرمائی اور یہ بات کسی چھیدے میں نہیں آئی۔ یہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض ترجمان سے الفاظ نکلے، اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیے۔ یہ کوئی جھوٹی سی بات ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا..... اوّل جیش..... پہلا لشکر، جو اسلام کی جنگ کے لیے سمندروں میں اترے گا، میں محمد آج اعلان کرتا ہوں اس پر جنت واجب ہو چکی ہے..... اوّل جیش یغزوا البحر فقد اوجبوا..... جنت واجب ہو گئی۔

اس محفل میں ایک لڑکی بیٹھی تھی۔ اس لڑکی کا نام اُم حرام رضی اللہ عنہا ہے۔ اس لڑکی کی عمر ۹ سال تھی۔ جب اس لشکر کے لیے وجوب جنت کا اعلان کیا، تو اس بچی سے رہانہ

گیا۔ اس نے کہا کہ یا رسول اللہ! میرے لیے دعا کریں کہ میں بھی اس لشکر میں شریک ہوں۔ اس نو سالہ بچی نے کہا، اس بچی کا نام اُم حرام تھا، یہ بات ختم ہوگئی۔ کسی کو خیال بھی نہ آیا یہ کیسے ہوگا۔

حدیث میں آتا ہے۔ اُم حرام رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہجرت ہوئی۔ ہم مکہ سے مدینہ چلے گئے۔ ہمیں یقین تھا کہ صادق و مصدق پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کبھی غلط نہیں ہوگی۔ قیامت نہیں قائم ہوگی، عزرائیل میرے پاس نہیں آئے گا، جب تک میں اس جنگ میں شریک نہیں ہوں گی۔ کیونکہ فرمان رسول اللہ ﷺ کا تھا۔

اُم حرام رضی اللہ عنہا کہتی ہے کہ میں مدینہ میں پہنچی اور وہاں میرا نکاح ایک صحابی سے ہوا، جن کا نام حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ ہے، مدینہ منورہ میں ان سے نکاح ہوا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نکاح پڑھایا۔ ہمیں علم ہی نہیں کہ ابھی کیا واقعہ ہوگا۔ کچھ سالوں کے بعد میرے نکاح کے، اولاد بھی اللہ نے دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور وہ بھی چلے گئے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ آئے وہ بھی چلے گئے، لیکن میرے سامنے چڑھتے سورج کی طرح یہ بات یقینی تھی کہ جب تک میں اس جنگ میں شریک نہیں ہوں گی اس وقت تک میری موت نہیں آئے گی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا، کچھ سال گزر گئے تو میرے کانوں نے یہ آواز مدینہ میں سنی کہ ایک آدمی مدینہ کی گلیوں میں اعلان کر رہا تھا، مدینہ کے لوگو! ملک شام میں ایک لشکر بحری جہازوں پر مشتمل امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے تیار کیا ہے، اور سمندروں میں اسلام کی جنگ ہونے والی ہے۔ اس لشکر میں جو جانا چاہتا ہے جو جنت کا طلب گار ہے وہ اس لشکر میں شریک ہو جائے۔ کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا..... اول جیش یغزوا البحر فقد اوجبوا..... جو آدمی پہلی بحری اسلامی لڑائی میں شریک ہوگا اس پر جنت واجب ہوگئی ہے۔

اُم حرام رضی اللہ عنہا کہتی ہے کہ جب میرے کانوں نے یہ بات سنی، میں نے

اپنے شوہر سے کہا کہ سارے کام چھوڑ دو، سارے کاروبار چھوڑ دو جنت حاصل کرنے کا وقت آچکا ہے۔ میں نے سامان باندھا، سواریاں تیار کیں اور جب ہم ملکِ شام پہنچے، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تختِ خلافت پر بیٹھے تھے اور میں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ امیر المؤمنین اے امیر معاویہ! اے گورنرِ شام! یہ حدیث جو میرے رسول ﷺ نے فرمائی، اس کی میں راوی ہوں..... اول جيش يغزو البحر فقد اوجبوا..... میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے لیے جنت کے وجوب کا ٹکٹ دیا ہے۔ سارے لوگ مجمع میں دھاڑیں مار کر رونے لگے۔ اور ستر بحری جہاز حضرت امیر معاویہؓ نے بحر اوقیانوس میں اتار دیئے۔ اور ستر بحری جہازوں میں سات سو قرآن کے قاری تھے۔ ستر ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم تھے، جنہوں نے سمندروں میں اتر کر قسطنطنیہ کے سمندر میں اتر کر یورپ کے دروازے پر محمد ﷺ کا اسلام پہنچایا۔ اور جب وہ لشکرِ سمندر میں اتر تو پاپائے روم نے کہا کہ اسلام کو عرب سے نکال کر عجم تک عمر فاروقؓ نے پہنچایا اور عجم سے نکال کر اب یورپ تک معاویہ بن ابی سفیانؓ نے پہنچایا۔

اگر یہ لشکر یہاں سے چلا سمندر کا سینہ چیر دیا گیا۔ تو اسلام کو دنیا کی کوئی طاقت روک نہ سکے گی، پھر دنیا نے دیکھا کہ یہ ام حرام رضی اللہ عنہا بھی اس لشکر میں شریک ہے۔ اس کا خاوند عبادہ بن ثابتؓ یہ بھی اس لشکر میں شریک ہے۔

اور یہ لشکر چلا تو ام حرام رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا اور سمندر کے کنارے پر ام حرام رضی اللہ عنہا کی قبر بنی اب تم بتاؤ، میرے پیغمبر ﷺ کی حدیث جس عورت نے سنی وہ دھاڑیں مار مار کر روتی تھی کہ اس لشکر پر جنت واجب ہو چکی ہے۔

قرآن کہے..... کرام برة..... میرے پیغمبر ﷺ فرمائیں..... اول جيش يغزو البحر فقد اوجبوا..... مجھے بتاؤ کہ میں قرآن و حدیث کے ترازو کے مقابلہ میں امیر معاویہؓ کی عظمت کے بارے میں کسی تاریخ کو کیسے اٹھاؤں۔

حضرت معاویہ بن ابوسفیانؓ کی اس عظمت کو کائنات میں کوئی نہیں پاسکتا۔ حضرت معاویہؓ نے اس لشکر میں ستر ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم کو شامل کیا۔ سات سو قرآن کے

قاری بھی تھے۔

انگریز مورخ کا اعترافِ عظمت

اور ایڈورڈ گکین نے اپنی انگریزی کی تاریخ میں لکھا ہے کہ معاویہ ابن سفیانؓ واحد آدمی ہے کہ جس نے اسلام کے لیے سمندروں میں جنگ لڑی، اور بحری لشکر اسلام کا بنایا۔ اور ساڑھے سترہ سو بحری جہاز امیر معاویہؓ نے تیار کیے۔ جس میں سے ستر ایک طرف، سو ایک طرف، دو سو ایک طرف اور تین سو جزیروں میں سات سو قرآن کے قاری، اس کے علاوہ تھے۔

اور ان قاریوں کو کہا کہ تمہارے بچوں کو وظیفہ حکومت دے گی تم نے واپس نہیں آنا۔ تمہارا کام کیا ہے کہ جس جزیرے میں تمہارا جہاز اترے، تم نے اس میں اتر جانا ہے اور جزیروں میں اللہ کا قرآن اور نبی ﷺ کا فرمان پہنچانا ہے۔

میرے بھائیو! حضرت معاویہؓ کی اس عظمت کو اور اس بلندی کو کہ تین سو جزیروں میں اللہ کا قرآن پہنچانے والا حضرت معاویہ بن ابوسفیانؓ ہے۔

اور قرآن کا یہ ارشاد ہے..... ان علينا جمعه وقرآنہ..... کہ قرآن کو جمع کرنا، قرآن کو عام کرنا یہ میرے نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ذمہ ہے۔

اب آپ مجھے بتائیں کہ حضرت عثمان غنیؓ نے قرآن جمع کیا۔ قرآن عام کیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے قرآن جمع کیا۔ عثمان غنیؓ نے قرآن کے نسخے تیار کر کے پوری دنیا میں پھیلانے اور حضرت معاویہؓ نے تین سو جزیروں میں، جو خدا کے اسلام اور فرمان سے کوئی آشنا نہیں تھا۔ وہاں قرآن کے سات سو قاری بھیجے اور ان کے بیوی بچوں کے لیے وظیفے مقرر کئے۔ اور پوری دنیا میں محمد مصطفیٰ ﷺ کے دین کا ڈنکا بجا دیا۔

عظمت معاویہ بزبان رسالت

میرے بھائیو! پیغمبر ﷺ کی ایک اور حدیث سماعت فرمائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا..... یبعث اللہ معاویہ یوم القيمة وعلیہ رداء من نور الایمان..... کہ

قیامت میں معاویہؓ اللہ کی عدالت میں ایسے پیش ہوگا کہ ان کے چہرے پر نور ایمان کی چادر ہوگی۔

حضور ﷺ کی ایک حدیث ہے..... صاحب السری معاویہ..... معاویہؓ میرا رازدان ہے..... من احبه فقد نجی..... ومن ابغضه فقد هلك..... جس نے معاویہؓ سے محبت کی وہ نجات پائے اور جس نے معاویہؓ سے بغض رکھا وہ ہلاک ہوا۔
حضور ﷺ نے فرمایا..... اللہم علمہ الكتاب والحساب وقہ العذاب..... اے اللہ! معاویہؓ کو کتاب بھی سکھا، حساب بھی سکھا اور دوزخ کے عذاب سے بھی بچا۔

حضور ﷺ نے فرمایا..... اللہم اجعل معاویہ ہادیاً مہدیاً..... اے اللہ! معاویہؓ کو ہادی بھی بنا مہدی بھی بنا۔

حضرت معاویہؓ کی سیدنا علیؓ سے محبت:

جب حضرت علی المرتضیٰؓ کی شہادت کی خبر حضرت امیر معاویہؓ کو ملی تو حضرت معاویہؓ شام میں تھے۔ کھانا چھوڑ دیا، کھانا چھوڑ کر رونے لگے اور رو کر کہا کہ علی المرتضیٰؓ کے قدم آل ابوسفیان سے بہتر ہیں۔ تم کہتے ہو کہ حضرت امیر معاویہؓ حضرت علیؓ کو گالی دیتے تھے۔ یہ روافض کی تاریخ ہے۔ کوئی گالی کا تصور نہیں، بلکہ حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت علیؓ کی شان میں مشاعرہ کرایا۔

صواعق محرقہ کتاب اٹھا، یا ابن حجر کی کتاب ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ نے مشاعرہ کرایا اور مشاعرے میں جو شاعر حضرت علیؓ کی زیادہ شان بیان کرتا، تو حضرت معاویہؓ چومتے اور کہتے خدا کی قسم حضرت علیؓ اس سے بھی اچھے تھے۔ حضرت علیؓ اس سے بھی بہتر تھے۔

حضرت علیؓ کا ملک شام میں استقبال

حضرت علیؓ کے خصوصی خادم ملک شام گئے۔ حضرت معاویہؓ ان کا استقبال کرنے کے لیے باہر آئے اور جب کھانے کا وقت آیا تو حضرت معاویہؓ نے فرمایا۔ علیؓ کی شان بیان

کرو، تو خادم حضرت علیؑ کی شان بیان کرنے لگے۔ تو حضرت امیر معاویہؓ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

قاتلان عثمان کے سلسلہ میں اختلاف

حضرت امیر معاویہؓ کا حضرت علی المرتضیٰؑ سے قاتلان عثمانؓ کے سلسلہ میں اختلاف ہوا۔ تو اس وقت قیصر روم نے خط لکھا حضرت امیر معاویہؓ کو کہ مجھے معلوم ہے کہ علیؑ تجھ پر چڑھائی کرنا چاہتا ہے، علیؑ تیرے خلاف ہے، اگر مجھے حکم ہو تو میں تیری مدد کروں۔ تو اس کے جواب میں حضرت معاویہؓ نے جو خط لکھا وہ بھی تاریخوں میں ہے کہ حضرت معاویہؓ نے رومی بادشاہ کو لکھا اور خط کا عنوان یہ ہے، جب مدد کے لیے کہا!

”اور روم کے کتے، اگر تو نے میرے چچا زاد بھائی علیؑ کی طرف میلی

آنکھ سے دیکھا تو میں تیرے روم کو جلا ہوا کوئلہ بنا دوں گا۔“

یہ حضرت امیر معاویہؓ کا وہ قول ہے کہ جو تاریخ کی کتابوں میں موجود ہے۔ چند روافض کی لکھی ہوئی تاریخوں سے امیر معاویہؓ کے تقدس کو مجروح نہیں کیا جاسکتا۔ حضرت معاویہؓ کی خدمات اور قربانیوں سے اسلامی تاریخ بھری ہوئی ہے، لیکن ایک مخصوص طبقے نے شیعیت کو پھیلانے کے لیے، رافضیت کو جنم دینے کے لیے حضرت معاویہؓ کے خلاف باتیں لکھی ہیں، جبکہ میں نے قرآن و حدیث کی روشنی میں حضرت معاویہؓ کے تقدس کو آپ کے سامنے رکھا۔

یہودی عالم کا نظریہ:

برطانیہ کے پچھلے سفر میں برمنگھم سے مانچسٹر جاتے ہوئے ٹرین میں ایک یہودی سے میری ملاقات ہوئی اور جب میں نے اس سے گفتگو شروع کی۔ وہ بہت بڑا عالم تھا تو رات کا، اپنے آپ کو حافظ کہتا تھا۔ انجیل کا بھی حافظ کہتا تھا اور قرآن کے چودہ پارے بھی اس کو یاد تھے میں نے جب گفتگو کی تو میں نے اس سے ایک عجیب بات پوچھی، اس کا نام مارٹن تھا۔ میں نے اسے کہا مسٹر مارٹن! یہ بتاؤ کہ اسلام میں تمہیں کوئی اچھی چیز نظر آئی۔

اس کا جواب یہ تھا کہ اسلام میں کوئی اچھی چیز نہیں۔ یہ اس کا جواب تھا۔ میں نے کہا کہ اسلام کی اچھائیوں کو دنیا کے بڑے بڑے دشمن مان چکے ہیں۔ تم کہتے ہو کوئی اچھائی نہیں۔ میں نے کہا کہ چلو اسلام میں کوئی اچھا آدمی آپ کو نظر نہیں آیا۔ اسلام میں آپ سب سے اچھا کس کو سمجھتے ہیں؟ اور سب سے برا کس کو سمجھتے ہیں؟ تو اس یہودی کی بات سن کر میرے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ اس نے کہا کہ اسلام میں اچھا تو کوئی آدمی بھی نہیں، لیکن ایک آدمی کچھ اچھا ہے۔ میں نے کہا وہ کون؟ کہنے لگا وہ علی ابن طالب، وہ علی ہیں۔

میں نے کہا حضرت علیؑ کو جس پیغمبر ﷺ کی وجہ سے عظمت ملی کیا وہ پیغمبر ﷺ اچھا نہیں؟ اس نے کہا اعلیٰ اس نبی ﷺ کی وجہ سے اچھے نہیں۔

میں نے کہا چلو حضرت علیؑ کچھ اچھے ہیں۔ کوئی آدمی اسلام میں بہت برا بھی آپ کو نظر آیا؟ اس نے کہا اسلام میں تو سارے ہی آدمی برے ہیں۔ لیکن ایک آدمی بہت برا ہے۔ میں نے کہا وہ کون؟ کہنے لگا وہ معاویہؓ!

میں نے اس سے کہا کہ علیؑ کو تم کہتے ہو کہ کچھ اچھا ہے اور معاویہؓ کو کہتے ہو کہ یہ بہت ہی برا ہے۔ تو اس کا جو جواب تھا وہ بڑا حیرت انگیز تھا۔ اور ہمارے پڑھے لکھے لوگوں کے سمجھنے کے لائق تھی وہ بات۔ اس نے کہا کہ علیؑ کچھ اچھا اس لیے ہے کہ اس کے دور میں ایک انج زمین فتح نہیں ہوئی۔ اس کے دور خلافت میں مسلمانوں کا باہمی اختلاف رہا۔ جس کی وجہ سے زمین کوئی فتح نہیں ہوئی۔ جب کوئی زمین فتح نہیں ہوئی تو اس کا مطلب ہے کہ وہ کچھ اچھا ہے اور معاویہؓ سب سے برا اس لیے ہے نعوذ باللہ کہ امیر معاویہؓ نے جن جن کر یہودیوں کو قتل کیا اور جو یہودی جنگ خیر کے بعد سے مدینہ کی ریاست سے بے گھر ہوئے چودہ سو سال تک وہ پوری دنیا میں در بدر پھرتے رہے۔ بالآخر ۱۹۲ء میں ان کو اسرائیل کی ایک چھوٹی سی ریاست ملی جہاں آکر انہوں نے حکومت قائم کی۔ یہ ساڑھے تیرہ سو سال جو یہودی در بدر پھرتا رہا یہ سارا قصور معاویہ بن ابی سفیانؓ کا تھا۔ لیکن آپ دیکھو یہاں پر تو ایک یہودی حضرت معاویہؓ سے دشمنی کی وجہ یہ بیان کرے کہ اس نے دنیائے کفر کا جنازہ نکالا..... اور ایک سنی طبری کا حوالہ دے..... ابن ہشام کا حوالہ دے..... ابن ابی تحنف اور کلبی کا حوالہ دے..... حضور علیہ السلام کی وفات کے تین سو سال کے بعد بنو عباس کی طرف

سے بنو امیہ کی دشمنی میں ترتیب دی جانے والی تاریخ کا سہارا لے کر امیر معاویہؓ کو کوئی برا کہے..... فاسق و فاجر کہے..... ان کے دور کو ظالمانہ کہے..... اور ان کے دور کو چنگیزی دور کہے۔ اس سے بڑا جھوٹ دنیا میں کوئی نہیں۔

میرے دوستو! میں نے قرآن کی آیت کی روشنی میں حضرت معاویہؓ کی شان بیان کی۔ میں نے پیغمبر ﷺ کی حدیث کی روشنی میں حضرت معاویہؓ کی شان بیان کی۔ اسی طرح ایک کراچی کا مؤرخ اٹھا۔ اس نے کہا کہ تاریخ کہتی ہے کہ حضرت معاویہؓ غلط تھے۔ کراچی کا مؤرخ بھی حوالہ تاریخ کا دے کر علیؓ کے خلاف لکھے، حضرت حسنؓ کے خلاف لکھے، حضرت حسینؓ کو باغی لکھے اور ایک لاہور کا مؤرخ ہے وہ تاریخ کا حوالہ دے کر حضرت معاویہؓ کو مجرم لکھے، عمرو بن عاصؓ کو مجرم لکھے..... کراچی کا مؤرخ بھی میرے سامنے تاریخ پیش کرے..... لاہور کا مؤرخ بھی میرے سامنے تاریخ پیش کرے..... جو تاریخ سو سال بعد لکھی گئی..... اس تاریخ کا حوالہ لے کر میں علیؓ کو برا کہوں..... اس تاریخ کا حوالہ لے کر میں معاویہؓ کو برا کہوں..... اور میرا قرآن سات سو آیتوں میں کہتا ہے..... سارے صحابہ رضی اللہ عنہم جنتی تھے..... قرآن و حدیث کے مقابلہ میں ساری تاریخوں کو، سارے چیتھڑوں کو، ساری کتابوں کو گندی ٹوکری میں پھینکا جاسکتا ہے۔ کسی صحابیؓ پر کسی دھبے اور داغ کو برداشت نہیں کیا جاسکتا۔

نوٹ:- موضوع میں جامعیت کے لیے حضرت فاروقی شہید کی جامع مسجد محمدیہ سمندری کی تقریر سے اقتباس پیش خدمت ہے۔

بنو امیہ اور بنو عباس کی رشتہ داریاں:

حضور ﷺ کے ایک جدا مجد تھے جس کا نام ہے عبد مناف، عبد مناف کے دو بیٹے تھے۔ ایک بیٹے کا نام امیہ تھا۔ اور دوسرے بیٹے کا نام ہاشم تھا۔ امیہ کی اولاد کو بنو امیہ کہتے ہیں۔ اور ہاشم کی اولاد کو بنو ہاشم یا بنو عباس کہتے ہیں۔ یہ دو خاندان ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم میں۔ یہ تاریخ اسلام کے دو بڑے خاندان ہیں۔

ایک بنو امیہ کا خاندان

اور ایک بنو عباس کا خاندان

حضور ﷺ کی پیدائش ہوئی بنو ہاشم میں، اور حضرت عثمانؓ اور حضرت معاویہؓ کی پیدائش ہوئی بنو امیہ میں، خاندان تبدیل ہو گئے۔ لیکن جدا جدا ایک ہے۔

تاریخ کی بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ بنو امیہ اور بنو عباس کا شروع سے اختلاف تھا۔ جس طرح خاندانی رقابت ہوتی ہے۔ یہ غلط بات ہے کہ بنو امیہ اور بنو عباس کا شروع سے اختلاف تھا۔ میں ایسی تحریر کو ماننے کے لیے تیار نہیں۔ اس لیے کہ شواہد ہمیں بتاتے ہیں کہ بنو امیہ اور بنو عباس کا شروع سے کوئی اختلاف نہیں تھا۔ اس لیے کہ بنو عباس کی رشتہ داری بنو امیہ سے تھی۔ اور بنو امیہ کی رشتہ داری بنو عباس سے تھی۔

حتیٰ کہ آپ دیکھتے کہ حضور ﷺ کی دو پھوپھیاں تھیں۔ ایک پھوپھی کا نام ہے صفیہ بنت عبدالمطلب، اور ایک پھوپھی کا نام ہے بیضاء بنت عبدالمطلب، حضور ﷺ کی یہ دونوں پھوپھیاں بنو امیہ کے لوگوں کے نکاح میں گئیں۔ یعنی ایک قریظ بن ربیع کے نکاح میں گئی اور ایک حارث کے نکاح میں گئی۔ حارث کے نکاح میں جو صفیہ گئیں اور قریظ ابن ربیع کے نکاح میں بیضاء بنت عبدالمطلب گئی۔ یہ اس لیے بنو امیہ کی لڑکیاں بنو عباس کے خاندان میں گئیں کہ ان دونوں خاندانوں کا کوئی اختلاف نہیں تھا۔

اگر دونوں کی لڑائی شروع سے ہوتی۔ دونوں کا اختلاف شروع سے ہوتا۔ دونوں کی جنگ شروع سے ہوتی۔ تو حضور ﷺ کی پھوپھیاں بنو ہاشم کی لڑکیاں بنو امیہ کے خاندان میں کیوں بیاہی جاتیں۔ اختلاف نظر آتا ہے؟ (نہیں)

ہاشم کے لڑکے کا نام عبدالمطلب ہے۔ عبدالمطلب کے بیٹے کا نام عبد اللہ ہے۔ عبد اللہ کے لڑکے کا نام محمد رسول اللہ ﷺ ہے۔

اور اسی طرح امیہ کے لڑکے کا نام حرب ہے۔ حرب کے لڑکے کا نام صحر ہے۔ صحر کو ابوسفیان کہتے ہیں۔ صحر کے لڑکے کا نام معاویہ بن ابوسفیان ہے۔ یہ خاندان ہے۔ امیہ کے لڑکے کا نام حرب ہے اور حرب کی آگے اولاد ہے۔ اس اولاد میں ایک لڑکے کا نام صحر ہے۔ ایک لڑکے کا نام عفان ہے۔ ایک لڑکے کا نام حکم ہے۔ یہ تین لڑکے ہوئے۔

ایک لڑکا صحر ہے

ایک لڑکا عفان ہے

ایک لڑکا حکم ہے

صحرا کے لڑکے کا نام امیر معاویہؓ ہے اور حکم کے لڑکے کا نام مروان ہے۔ اور عفان کے لڑکے کا نام عثمان ہے۔ یہ خاندانوں کی محبت ہے۔

یعنی عبد مناف جد امجد ہے۔ عبد مناف حضور ﷺ کے بھی دادا ہیں۔ اور امیر معاویہؓ کے بھی دادا ہیں۔ عبد مناف حضور ﷺ کے بھی دادا ہیں اور حضرت عثمانؓ کے بھی دادا ہیں۔ عبد مناف حضور ﷺ کے بھی دادا ہیں اور مروان کے بھی دادا ہیں۔ ابوسفیان کے بھی دادا ہیں۔

اس رشتے کو ذہن میں بٹھائیں اور گہری نظر سے ان واقعات پر غور کریں۔ تاکہ آپ کو اسلام کی ساری تاریخ سمجھ میں آجائے۔

حضور ﷺ کے بنو امیہ کے خاندان سے بڑے تعلقات تھے۔ اس تعلق کی یہ بھی نشانی ہے کہ حضور ﷺ کی چار صاحبزادیوں میں سے تین صاحبزادیاں بنو امیہ کے خاندان میں گئیں۔ مثلاً حضور ﷺ کی بڑی صاحبزادی کا نام ہے زینب، ان کا نکاح ابوالقاسم ربیع ابن اموی کے ساتھ ہوا۔ اور قاسم ابن ربیع اموی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے ہیں۔ یہ بھی بنو امیہ میں سے تھے۔

اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی دوسری صاحبزادی ہیں۔ ان کا نکاح حضرت عثمان غنیؓ سے ہوا۔ وہ بھی بنو امیہ میں۔ اور جب رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا تو ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح بھی عثمان غنیؓ سے ہوا۔ وہ بھی بنو امیہ میں۔ تو پیغمبر ﷺ کی چار بیٹیوں میں تین بیٹیاں بنو امیہ کے نکاح میں گئیں۔ دو پھوپھیاں بنو امیہ کے نکاح میں گئیں۔

حضور ﷺ کی بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بنو امیہ میں سے

حضور ﷺ کی بیوی میمونہ بنت حارث بنو امیہ میں سے

حضور ﷺ کی بیوی ام حبیبہ بنت ابوسفیان بنو امیہ سے

پیغمبر ﷺ کی بیویاں بنو امیہ میں سے، نبی ﷺ کی لڑکیاں بنو امیہ کے گھر میں،

پیغمبر ﷺ کی پھوپھیاں بنو امیہ کے گھر میں، ان رشتوں کے بعد بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ بنو امیہ اور بنو عباس کا اختلاف ہے۔ جو ان خاندانوں کے اختلاف کا ذکر کرتا ہے۔ حقیقت میں وہ پیغمبر ﷺ کی رشتہ داری سے واقف نہیں، نبی ﷺ کی محبت سے واقف نہیں، حضور ﷺ کے ساتھ بنو امیہ کی رشتہ داری ہے۔ بنو امیہ سے تعلق ہے۔

اسلام کی پوری تاریخ میں یہ خاندان بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ ان دونوں خاندانوں میں، بنو ہاشم کے خاندان میں ابو جہل آیا۔ ابولہب آیا۔ بڑے بڑے کافر آئے۔ اور بنو امیہ کے خاندان میں بھی بڑے بڑے کافر آئے اس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ لیکن بنو امیہ کے سب سے بڑے کافر نے جس کا نام ابوسفیانؓ ہے اس نے تو محمد مصطفیٰ ﷺ کا کلمہ پڑھ لیا۔ لیکن ابو جہل نے تو کلمہ نہیں پڑھا۔ ابولہب نے تو کلمہ نہیں پڑھا۔ یہ تو بنو ہاشم سے تھا۔

حضور ﷺ کے دور میں دونوں خاندانوں میں کافر بھی تھے اور مسلمان بھی تھے۔ بہت سارے لوگ حضور ﷺ کی خدمت میں آ کر مسلمان ہو گئے۔ کئی مسلمان نہیں ہوئے۔

لوگوں کو سونے سے تشبیہ آقا کی زبانی

اور حضور ﷺ کی ایک حدیث ہے، حضور ﷺ نے فرمایا:

الناس معادن او كمعادن الذهب والفضة خيارهم في الجاهلية خيارهم في الاسلام.....

(بخاری ج ۱ ص ۹۴۶)

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں کی مثال سونے کی کان کی ہوتی ہے۔ جس طرح سونا کان کے اندر ہوتا ہے تو وہ اتنا ہی قیمتی ہے، جب کان سے باہر نکل کر زیور بنتا ہے تو اتنا ہی قیمتی ہوتا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔ جو لوگ کفر میں خاندانی تھے۔ وہ اسلام میں بھی خاندانی تھے۔ جو کفر کی حالت میں نسب والے تھے۔ وہ اسلام میں آ کر بھی اعلیٰ نسب والے ہیں۔ چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا تھا۔ ابوسفیان اگر کفر میں سردار تھا تو ابوسفیان جب اسلام میں آیا تو

تب بھی سردار ہے۔ عمر فاروقؓ جب کفر میں بڑا تھا۔ جب محمد ﷺ کا کلمہ پڑھا تو اس وقت بھی بڑا تھا۔ یہ بات نہیں کہ کفر میں وہ کمی ہو اور اسلام میں آ کر سردار بن گیا ہو۔ اور کفر میں وہ سردار ہو اور اسلام میں آ کر کمی بن گیا ہو۔

یہ بات ٹھیک ہے کہ ابوسفیانؓ نے حضور ﷺ کا مقابلہ جنگ بدر میں کیا، جنگ احد میں کیا، جنگ خندق میں کیا۔ ابوسفیانؓ امیر معاویہؓ کے والد تھے اور انہوں نے حضور ﷺ کا مقابلہ کیا۔ لیکن تمہیں یہ بھی پتہ ہونا چاہیے کہ نبی ﷺ کو ابوسفیانؓ کی باتوں سے تکلیف پہنچی۔ احد میں تکلیف پہنچی، خندق میں تکلیف پہنچی، لیکن جب فتح مکہ کے موقع پر حضرت ابوسفیانؓ نے محمد مصطفیٰ ﷺ کا کلمہ پڑھا تو نبی ﷺ نے فرمایا..... من دخل دار ابی سفیان فہو امن..... جو ابوسفیانؓ کے گھر داخل ہو جائے گا اس کو امن مل جائے گا۔

گویا کہ ابوسفیانؓ کا اتنا مرتبہ ہے۔ اور یہ مرتبہ پیغمبر ﷺ نے بتلایا ہے کہ جو ابوسفیانؓ کے گھر آتا ہے۔ نبی ﷺ اس کو امن دے دیتے ہیں۔ لیکن نبی ﷺ جس کو امن دیتے ہیں۔ اس ابوسفیانؓ کو تم گالیاں دو برا کہو۔

سیدنا ابوسفیانؓ کا مقام

یہ ابوسفیانؓ وہی ہے کہ جو جنگ حنین میں کفار کا مقابلہ کرتا ہے۔ ایک تیر ابوسفیانؓ کی آنکھ میں لگتا ہے۔ ڈھیلہ باہر نکل آتا ہے۔ حضرت ابوسفیانؓ اپنی آنکھ کا ڈھیلہ لے کر حضور ﷺ کے پاس آئے عرض کیا اللہ کے نبی ﷺ، یہ میری آنکھ ہے اور آنکھ کے لیے دعا فرمائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ابوسفیانؓ جنت چاہتا ہے یا آنکھ چاہتا ہے؟ ابوسفیانؓ نے عرض کیا۔ اللہ کے نبی ﷺ میں جنت چاہتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس آنکھ کے ڈھیلے کو دفن کر دے۔ چنانچہ حضرت ابوسفیانؓ نے اس آنکھ کے ڈھیلے کو دفن کر دیا۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر ابوسفیانؓ کہتا کہ مجھے آنکھ چاہیے تو نبوت اپنے ہاتھوں سے ابوسفیانؓ کی آنکھوں میں ڈھیلہ لگا دیتی۔ اور وہ آنکھ ٹھیک ہو جاتی۔ لیکن ابوسفیانؓ نے آنکھ کے بدلہ میں نبوت سے جنت کا ٹکٹ لے لیا۔

حضرت ابوسفیانؓ بہت جلیل القدر فاتح تھا۔ حضور ﷺ کا کلمہ پڑھا۔ فتح کے موقع پر، لوگ کہتے ہیں کہ ڈر ڈر کر پڑھ لیا، پڑھ تو لیا، نبی ﷺ سے ڈر گیا تو نبی سے ڈرنا عیب ہے؟ کوئی نبی ﷺ سے ڈرے، کوئی خدا سے ڈرے، عیب ہے؟ خدا سے ڈرنا بھی عیب ہوتا ہے؟ (نہیں) اگر حضرت ابوسفیانؓ اللہ تعالیٰ سے ڈر گیا تو اس کی اچھائی ہے یا نہیں؟ لیکن ابو جہل تو آخر دم تک اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرا۔

تم نے تو وہ بات کی کہ ایک پٹھان جنگل میں بیٹھا اللہ اللہ کرتا تھا۔ ایک آدمی نے آ کر کہا کہ یار یہ جو پٹھان ہے یہ بڑا بہادر ہے کہ جنگل کے چیتوں سے نہیں ڈرتا، اس کو اللہ کے سوا کسی کا ڈر نہیں، صرف اللہ سے ڈرتا ہے۔ اس نے کہا کہ خوچہ وہ خدا سے بھی نہیں ڈرتا۔ اب دیکھو وہ ولی رہ گیا ہے؟ (نہیں) خدا سے ڈرنا تو ولایت ہے۔ تو حضرت ابوسفیانؓ خدا سے ڈرے، اور کلمہ پڑھ لیا تو بات ساری ختم ہو گئی یا نہیں؟ ہو گئی۔

سیادت معاویہؓ

اور حضرت امیر معاویہؓ حضرت ابوسفیانؓ کے لڑکے تھے۔ اور بہت بہادر تھے۔ حضرت امیر معاویہؓ کو بچپن سے ایک نجوی نے حضرت معاویہؓ کا سر دیکھ کر کہا تھا جب وہ بستر پر لیٹے ہوئے تھے فرمایا! اس لڑکے کا سر کہتا ہے کہ کسی وقت میں دنیا کا حکمران بن کر رہے گا۔ امیر معاویہؓ کے دل میں نبی ﷺ کی محبت تھی اور جس محبت کے بڑے بڑے شاہکار تاریخ کی کتابوں میں موجود ہیں۔ حضرت امیر معاویہؓ نے حضور ﷺ کا کلمہ پڑھا، کب پڑھا؟ صلح حدیبیہ کے موقع پر۔ جب حضور ﷺ حدیبیہ کی صلح کرے طے گئے۔ یعنی حضور کی وفات۔ چار پانچ سال پہلے امیر معاویہؓ نے کلمہ پڑھا۔ لیکن اس کلمے کا اظہار نہیں کیا۔ معاویہؓ کہتے تھے کہ میں اپنے والد سے ڈرتا تھا کہ میرا والد نہ مجھے مارے۔ کہ اس وقت ابوسفیانؓ نے تو اس وقت کلمہ نہیں پڑھا تھا۔

اور حضرت امیر معاویہؓ نے کلمے کا اظہار کیا۔ فتح مکہ کے موقع پر جب مکہ فتح ہوا تو انہوں نے اپنے باپ کے سامنے کلمے کا اظہار کر دیا۔

سیدنا معاویہؓ کی آقا سے رشتہ داری:

حضرت امیر معاویہؓ کو حضور ﷺ سے بڑی محبت تھی اور حضور ﷺ سے رشتہ داری بھی تھی کہ ابوسفیانؓ نے حضور ﷺ کا کلمہ پڑھنے سے پہلے اپنی لڑکی، ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضور ﷺ سے کر دیا تھا۔ امیر معاویہؓ کی بہن ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضور ﷺ سے ہو چکا تھا۔ تو گویا کہ نبی اکرم ﷺ سے امیر معاویہؓ کی بھی رشتہ داری ہے کہ ان کی بہن پیغمبر ﷺ کی بیوی ہے۔ ابوسفیانؓ کی بیٹی نبی ﷺ کی بیوی ہے۔ گویا کہ حضرت ابوسفیانؓ پیغمبر ﷺ کا سر لگتا ہے۔ نبی ﷺ کا سر لگتا ہے۔ حضرت معاویہؓ پیغمبر ﷺ کے سالے لگتے ہیں۔ حضرت امیر معاویہؓ اس لحاظ سے پوری امت کے ماموں ہیں۔ نبی ﷺ کی بیوی امت کی ماں ہوتی ہے اور یہ ماموں بنے تو ماموں تو باپ کی جگہ پر ہوتا ہے۔ جو باپ کو گالی دے اس کے حرامی ہونے میں شک ہی کوئی نہیں ہوتا۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی محبت رسول ﷺ:

آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ ابوسفیانؓ نے جب ایک مرتبہ کلمہ نہیں پڑھا تھا۔ اپنی بیٹی سے ملاقات کے لیے اپنی بیٹی کے گھر میں آئے مدینہ منورہ میں، تو جب اپنی بیٹی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو ملے تو ان کو پیار کرنے کے بعد بستر پر بیٹھنے لگے۔ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے وہ بستر لپیٹ لیا اور لپیٹ کر کہا ابا جان تم اس بستر پر نہیں بیٹھ سکتے۔ یہ محمد ﷺ کا بستر ہے اور تم نے نبی ﷺ کا کلمہ نہیں پڑھا۔ یہ وہ بستر ہے کہ جس پر آسمانوں سے وحی آتی ہے۔ اور تم ابھی تک مشرک ہو، اس لیے تم ناپاک ہو، اور اس وجہ سے تم بستر رسالت پر نہیں بیٹھ سکتے۔

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے جب ایمان کا یہ مظاہرہ کیا۔ ابوسفیانؓ کہتا ہے کہ میں نے دنیا میں بڑے بڑے لوگ دیکھے لیکن جس طرح نبی ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی ﷺ سے محبت کی ہے ایسی محبت کرنے والے چشم فلک سے نہیں دیکھے۔

سیدنا معاویہؓ کی حکومت پر فرمان رسالت:

میرے دوستو! حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کی اہلیہ ہیں۔ حضرت ام حبیبہ

رضی اللہ عنہا بیوی ہو کر نبی ﷺ کے پاس آئی۔ یہ حضرت ابوسفیانؓ کی بیٹی ہیں اور حضرت امیر معاویہؓ کی بہن ہیں۔ حضرت امیر معاویہؓ نبی ﷺ کی خدمت میں رہا کرتے تھے۔

حضرت امیر معاویہؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن نبی کریم ﷺ کے لیے پانی کا برتن لے کر آیا۔ حضور ﷺ نے اس پانی سے وضو فرمایا۔ وضو کرنے کے بعد پیغمبر ﷺ نے پانی اپنی انگلیوں پر رکھا۔ پانی اپنے ہاتھوں میں لے کر وضو کے بعد کھڑے ہو کر پانی کے چھینٹے میرے چہرے پر مارے اور اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا..... یا معاویہ ان ولیت الامر فائق اللہ..... اے معاویہ! جب تجھے حکومت ملے تو اللہ سے ڈر کے رہنا۔

اگر امیر معاویہؓ کی حکومت غلط ہوتی، اگر امیر معاویہؓ کی سلطنت غلط ہونا تھی۔ اللہ تعالیٰ کا نبی ﷺ فرماتا۔ اے معاویہؓ حکومت کو حاصل نہ کرنا۔

حضرت امیر معاویہؓ فرماتے ہیں کہ جب میرے پیغمبر نے فرمایا۔ اے امیر معاویہؓ جب تجھے حکومت ملے تو اللہ سے ڈر کے رہنا تو میں نے سمجھا کہ جس طرح باپ اپنے بیٹے کو وصیت کرتا ہے۔ اسی طرح میرے پیغمبر نے مجھے وصیت فرمائی اور جب حضور ﷺ نے مجھے بتایا اس وقت سے میں نے سوچ لیا کہ اے معاویہؓ اس وقت تک تیری موت نہیں آئے گی جب تک تجھے دنیا میں حکومت نہیں ملے گی۔

نصف دنیا کا فاتح:

امیر معاویہؓ اتنا بڑا جرنیل ہے۔ اتنا بڑا سپہ سالار ہے۔ اتنا عظیم حکمران ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ حضور ﷺ کی وفات کے بعد دو سال تین مہینے دس دن تک خلیفہ رہے اور گیارہ لاکھ مربع میل پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اسلام کا پرچم لہرایا۔ حضرت عمر فاروقؓ تشریف لائے۔ انہوں نے دس سال چھ مہینے تک ساڑھے بائیس لاکھ مربع میل پر اسلامی حکومت قائم فرمائی۔ عثمان غنیؓ تشریف لائے انہوں نے بارہ دن کم بارہ سال تک ۴۴ لاکھ مربع میل پر اسلامی حکومت قائم فرمائی۔ حضرت علیؓ تشریف لائے انہوں نے پونے پانچ سال تک ساڑھے بائیس لاکھ مربع میل زمین پر اسلامی حکومت قائم فرمائی۔ ان کے بعد

جب ان کے بیٹے حضرت حسنؑ خلیفہ بنے۔ حضرت حسنؑ نے چھ مہینے تک ساڑھے بائیس لاکھ مربع میل زمین پر اسلامی حکومت قائم کی۔ اور جب حضرت امیر معاویہؓ کے ہاتھ پر حضرت حسنؑ نے بیعت فرمائی۔ اور اپنی خلافت میں ملک شام کے ایک شہر مقام سکن پر، نہر جدیل کے کنارے پر ملک شام میں حضرت امیر معاویہؓ کے ہاتھ پر حضرت قیس ابن سعد ابن عبادہ کے اصرار پر ان دونوں بھائیوں نے جب حضرت امیر معاویہؓ کو اپنی خلافت سپرد کر دی۔ ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ تو معاویہؓ نے تنہا ۶۳ لاکھ ۶۵ ہزار مربع میل زمین پر ۱۹ سال تک حکومت قائم فرمائی۔ امیر معاویہؓ کی حکومت سب سے بڑی ہے۔ ان کی سلطنت سب سے بڑی ہے۔ ان پر تنقید ہو۔

اس کا یہ قصور تھا کہ وہ کاتب وحی تھا
 اس کا یہ قصور تھا اس نے روم کے علاقے فتح کیے
 اس کا یہ قصور تھا کہ اس نے کسریٰ کے گنجرے توڑ دیئے
 اس کا یہ قصور تھا اس نے پرتگال کی سرحدوں پر اسلامی پرچم لہرا دیا تھا
 امیر معاویہؓ نبی ﷺ کی خدمت میں موجود ہے۔ امیر معاویہؓ وہ جلیل القدر انسان ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا..... اللھم عملہ علما..... اے اللہ معاویہؓ کے سینے کو علم سے بھر دے۔
 حضور ﷺ نے فرمایا..... احلسم من امتی معاویہؓ..... میری امت میں سب سے زیادہ بردبار امیر معاویہؓ ہے۔

امیر معاویہؓ کی زندگی کا ایمان افروز واقعہ

میرے دوستو! حضرت معاویہؓ حضور ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہیں۔ ایک شہزادہ آ کر کہتا ہے یا رسول اللہ! میں عیسائیوں کا شہزادہ ہوں۔ غستان کی ریاست سے آیا ہوں۔ میرا باپ بادشاہ ہے۔ میں نے تورات اور انجیل میں اپنے راہیوں اور پادریوں سے سنا ہے کہ آپ آخر الزمان نبی ہیں۔ میں اسی علاقے میں آیا تھا تو میں زیارت کے لیے آ گیا۔ وہ چلنے لگا تو کہنے لگا یا رسول اللہ! میں اگر تحفہ اور ہدیہ آپ کو دوں تو آپ قبول کریں گے؟

حضور ﷺ نے فرمایا ضرور میں تیرا تحفہ قبول کروں گا۔ اب وہ رخصت ہوتا ہے تو کہتا ہے میرا سامان چھ میل کے فاصلے پر ایک جگہ پڑا ہے۔ آپ کسی خادم کو میرے ساتھ بھیج دیں جو ہدیہ لے آئے۔ حضور ﷺ کے خصوصی خدام میں حضرت انسؓ کا نام مشہور ہے یا حضرت زیدؓ کا نام مشہور ہے، لیکن اس وقت ان دونوں میں کوئی نہیں تھا۔ حضرت معاویہؓ حضور ﷺ کی خدمت میں بیٹھے تھے اور ان کی ۲۴ سال تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا معاویہ! جاؤ اس عیسائی کے ساتھ، شہزادے کے ساتھ جاؤ، جو چیز تمہیں دے لے آؤ۔ حضرت معاویہؓ اس شہزادے کے ساتھ چل پڑے۔ یہ واقعہ تطہیر الجنان میں بڑی تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔

حضرت معاویہؓ جب چلے حضور ﷺ کا حکم تھا کہ چلو۔ وہ چل پڑے جوتا ان کا دوسری طرف پڑا تھا مسجد کے۔ جوتا نہیں پہنا کہ حضور ﷺ کا حکم ہے چلو اور یہ شہزادہ جارہا ہے میں اس کے ساتھ چلوں۔ اب شہزادہ مسجد سے باہر نکلا۔ حضرت معاویہؓ بھی نکلے، عرب کی گرمی، دھوپ ہے، ریت ہے، صحرا ہے، جب باہر مدینہ سے نکلے۔ حضرت معاویہؓ کے پاؤں جلنے لگے تو حضرت معاویہؓ نے اس شہزادے سے کہا کہ اپنا جوتا مجھے دے دو یا اپنی سواری پر سوار کرلو۔ تو اس نے کہا کہ تو کی ہے، تو نوکر ہے، تو غلام ہے۔ میں شہزادہ ہوں۔ میں کیوں کو اپنا جوتا کیسے دے دوں؟ تو کی اور نوکر ہے۔

دوستو! حضرت معاویہؓ تو کے کے سردار ابوسفیانؓ کے لڑکے تھے، لیکن آج تو حکم پیغمبر ﷺ کا تھا۔ حضرت معاویہؓ خاموش ہو گئے اور چھ میل تک اس گھوڑ سوار شہزادے کے ساتھ عرب کی دھوپ اور ریت میں امیر معاویہؓ بھاگتے رہے۔ چھ میل بعد اس کا پڑاؤ آیا۔ اس نے حضرت معاویہؓ کو سامان دیا۔ حضرت معاویہؓ سامان لے کر واپس آئے۔

حضور ﷺ نے پوچھا! معاویہؓ تم کیسے گئے اور کیسے آئے؟

حضرت معاویہؓ نے سارا واقعہ بیان کیا۔ حضور ﷺ بڑے خوش ہوئے کہ بغیر جوتے کے اور دھوپ میں گیا۔ تو تجھے اس نے کی کہا تو تو واپس کیوں نہیں آیا؟ حضرت معاویہؓ نے فرمایا یا رسول اللہ! حکم آپ کا تھا۔ میرے تو پاؤں جلتے ہیں میرا جسم بھی جل جاتا تو معاویہؓ بھی واپس نہ آتا۔ حضور ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا تھا کہ..... احلم من امتی معاویہ..... میری امت کا سب سے بڑے حوصلے والا معاویہ بن ابی سفیانؓ ہے۔

اگر بات صرف اتنی ہوتی تو میں شاید اس کا ذکر نہ کرتا۔ لیکن اس واقعہ کے وقت حضرت معاویہؓ کی عمر ۲۴ سال تھی۔ پورے ۳۶ سال گزر جانے کے بعد جب حضرت معاویہؓ دمشق کے تخت پر خلیفہ بنے اور ساری دنیا کے نصف حصے سے زیادہ پر حضرت معاویہؓ کو حکومت ملی اور تنہا دنیا میں اتنا بڑا اسلامی حکمران بنا۔ حضرت معاویہؓ کی فوجیں ملک غسان کو فتح کرنے گئیں۔ تین مہینے کے بعد فوج واپس آئی تو مبارک باد پیش کی گئی کہ امیر المومنین! غسان فتح ہو گیا اور ہم چھ ہزار قیدی قید کر کے لائے ہیں۔ (سہ سالار نے کہا)۔ حضرت معاویہؓ کے دربار میں جب وہ چھ ہزار قیدی پیش کیے گئے۔ ان کے ہاتھ اور پاؤں رسیوں سے بندھے ہوئے تھے۔ حضرت معاویہؓ نے ان قیدیوں کو دیکھا تو سب سے آگے جو قیدی تھا وہی غسان کی ریاست کا شہزادہ تھا۔ غسان کی ریاست کا وہی شہزادہ کہ جس شہزادے نے حضرت معاویہؓ کو پہننے کے لئے جوتا نہیں دیا تھا اور حضرت معاویہؓ نے دیکھا کہ یہ تو وہی شہزادہ ہے۔ پہچان لیا۔ حضرت معاویہؓ نے فرمایا! شہزادے کو میرے مہمان خانے میں لے جاؤ۔ ایک مہینہ تک حضرت معاویہؓ اپنے مہمان خانے میں اس کی میزبانی کرتے رہے۔ اس نے نہیں پہچانا کہ یہ امیر المومنین ہے۔ یہ حضرت معاویہؓ وہی پیغمبر ﷺ کا غلام ہے جس کو میں نے کمی کہا تھا۔ اس نے نہیں پہچانا۔ جب ایک مہینے بعد وہ جانے لگا۔ حضرت امیر معاویہؓ نے فرمایا کہ میں نے تیری وجہ سے سارے قیدیوں کو رہا کر دیا اور تجھے بھی رہا کیا۔ اب وہ رخصت ہوتا ہے۔ دس ہزار درہم حضرت معاویہؓ نے اس کو ہدیہ کے طور پر دیئے۔ تو وہ لوگوں سے پوچھتا ہے کہ یہ کون ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ معاویہ بن ابوسفیانؓ ہے۔ ابوسفیانؓ کا لڑکا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا غلام ہے۔ اب اس کے ذہن میں آیا کہ یہ تو وہی نوجوان ہے جس کو میں نے پہننے کے لئے جوتا نہیں دیا تھا اور پیغمبر ﷺ کے پاس میں گیا تو میں نے اس کو کہا تھا کہ تو ”کمی“ ہے۔ اب اس کی آنکھیں شرم سے جھک گئیں۔ حضرت معاویہؓ کے پاس آ کر کہنے لگا امیر المومنین! کیا آپ وہی معاویہ ہیں جو میرے ساتھ پیدل گئے تھے؟ حضرت معاویہؓ نے فرمایا اے شہزادے! ہاں میں محمد ﷺ کا وہی کمی ہوں، میں محمد ﷺ کا وہی نوکر ہوں۔ اس نے کہا میں شرمندہ ہوں۔ حضرت معاویہؓ نے فرمایا میں نے تجھے پہلی مرتبہ ہی پہچان لیا تھا اور سب کچھ پہچاننے کے بعد میں نے کیا۔ تیرا اخلاق یہ تھا کہ تو نے

مجھے جو تانہ دیا۔ شاید تیرے مذہب نے تجھے یہ اخلاق سکھایا ہو اور میرا اخلاق یہ تھا کہ تو نے میرے ساتھ جو سلوک کیا میں نے تو وہ تجھے بتلایا بھی نہیں۔ میں نے تو وہ تجھے پوچھا بھی نہیں۔ میں نے پہچان کر تیری رسیاں کھلوائیں۔ میں نے پہچان کر تیرے ہاتھ کھلوائے اور پہچان کر تجھے مہمان بنایا۔ پہچان کر تجھے دس ہزار درہم دیئے۔ وہ زار و قطار روتا رہا اور کہنے لگا! امیر المومنین! میں نے بڑے بڑے بادشاہوں کے دربار دیکھے تیرے سے زیادہ کوئی حوصلے والا نہ دیکھا نہ کوئی اخلاق والا دیکھا۔ مجھے جلدی کلمہ پڑھا کر مسلمان کر دیجئے۔

اسی بات کو حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ..... احلم من امتی معاویہ..... میری امت کا سب سے بڑا حوصلے والا معاویہ بن ابی سفیانؓ ہے..... حضرت معاویہؓ کی حکومت چھوٹی سی حکومت تو نہ تھی۔

دور امیر معاویہ کے ترقیاتی امور اور فتوحات کا جائزہ:

۶۳ لاکھ مربع میل دنیا کے نصف سے زائد جغرافیہ کا حصہ ہے۔ دنیا ایک کروڑ بیس لاکھ مربع میل پر قائم ہے۔ لیکن امیر معاویہؓ ۶۳ لاکھ مربع میل زمین پر اسلام کی حکومت قائم کرتا ہے۔ اور آج کا سنی، آج کا مسلمان اس کے دور حکومت سے واقف نہیں۔ وہ کہتا ہے دیکھو جی! حضرت امیر معاویہؓ کا حضرت علیؓ سے اختلاف ہوا۔ میں مانتا ہوں حضرت امیر معاویہؓ کا حضرت علیؓ سے اختلاف ہوا اور وہ اختلاف قاتلان عثمانؓ سے بدلہ لینے کے لیے تھا۔ حضرت امیر معاویہؓ نے فرمایا تھا اے امیر المومنین علیؓ! آپ پہلے بدلہ لیں۔ میں پھر بیعت کروں گا۔ یہ اختلاف تھا۔ اجتہاد تھا۔ حضرت علیؓ کی رائے اپنی جگہ درست تھی۔ امیر معاویہؓ کی رائے اپنی جگہ درست تھی۔ تو ان آراء میں اختلاف پیدا ہوا۔ اختلاف کے بعد نقصان بھی ہوا۔ لیکن میں سوال کرتا ہوں کہ آپ اس اتنے سے اختلاف پر امیر معاویہؓ کی فتوحات پر پانی پھیر دیں گے؟ ۱۹ سال کے دور حکومت کو بھلا دیں گے؟

آپ یہ بات بھلا دیں گے کہ امیر معاویہؓ نے مسجدوں کے مینار سب سے پہلے

بنائے.....؟

آپ یہ بات بھلا دیں گے کہ امیر معاویہؓ نے خانہ کعبہ پر ریشم کا غلاف

چڑھایا.....؟

آپ یہ بات بھلا دیں گے کہ امیر معاویہؓ نے عدالتوں میں سپیشلر انچیں قائم کیں.....؟

امیر معاویہؓ نے رجسٹریشن کا محکمہ قائم کیا۔

امیر معاویہؓ نے بچوں کا نام کمیٹی میں درج کرانے کا محکمہ جاری کیا۔

آپ یہ بات بھلا دیں گے کہ امیر معاویہؓ نے بری اور بحری فوجوں کی تقسیم کی؟

آپ یہ بات بھلا دیں گے کہ امیر معاویہؓ نے بڑے بڑے بادشاہوں کو لاکارا؟

آپ یہ بات بھلا دیں گے کہ امیر معاویہؓ نے سب سے بڑے شہر قیساریہ کو اپنے

ہاتھوں سے فتح کیا.....؟

آپ یہ بات بھلا دیں گے کہ امیر معاویہؓ نے مکہ اور مدینہ کی ساڑھے سات لاکھ

ایکڑ اراضی کو سرسبز و شاداب بنا دیا.....؟ پانچ نہریں نکال کر پورے عرب کے پہاڑوں کو

گلدستہ بنا کر اس سارے علاقے میں پوری زمین کو کاشت کے قابل بنا دیا.....؟

میں یہ بتا سکتا ہوں، آپ کی معلومات میں اضافہ کر سکتا ہوں کہ امیر معاویہؓ اتنا بڑا

جرنیل تھا، اتنا بڑا حکمران تھا۔ جس نے اس وقت کے روس کے ۵۷ صوبوں پر اسلام کا پرچم

لہرایا۔ آج افغانستان میں جنگ روس نے برپا کی اور مجاہدین نے لڑی اور روس ذلیل و رسوا

ہو کر افغانستان کے پہاڑوں سے چلا گیا۔ لیکن میں آج افغانستان کے مجاہدوں کو سلام پیش

کر کے مبارکباد دیتا ہوں۔

سیدنا امیر معاویہؓ کی فوج نے مراکش سے چل کر مکران فتح کیا۔ سیدنا امیر معاویہؓ

کی فوج نے شام سے چل کر روس فتح کیا۔ افغانستان کو اور پھر پشاور کو فتح کر کے برصغیر کے

اور ایشیاء کے دروازے پر آ کر محمد ﷺ کا قرآن سنایا۔ آپ پیغمبر ﷺ کے بصیرت والے صحابی

کو کیسے بھول جائیں گے؟

حضرت معاویہؓ کی رسول اللہ ﷺ سے محبت:

حضرت معاویہؓ ہر سال مدینہ تشریف لے جاتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

کے سامنے دوزانوں ہو کر بیٹھ جاتے اور کہتے اماں! رسول اللہ ﷺ کے کپڑے دکھاؤ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے کپڑے لاتیں۔ حضرت معاویہؓ ان کو آنکھوں سے لگاتے۔ پانی میں بھگو کر پانی نچوڑ کر پانی اپنے پاس رکھ لیتے اور فرماتے۔ پیغمبر ﷺ کے کپڑوں کو دیکھنا نبی ﷺ کے کپڑوں کا نچرہا ہوا پانی معاویہؓ کی نجات کے لیے کافی ہے۔

حضرت معاویہؓ کو جب پتہ چلا کہ کعب ابن زہیر ایک صحابی ہے۔ بصرہ میں رہتا ہے۔ اس کے پاس رسول اللہ ﷺ کی چادر ہے۔ حضور ﷺ نے اس کو چادر دی۔ حضرت معاویہؓ نے کعب ابن زہیر کو بلانے کے لیے قاصد بھیجے۔ کعب آیا۔ حضرت معاویہؓ نے فرمایا اے کعب! تیرے پاس رسول اللہ ﷺ کی چادر ہے۔ میں چاہتا ہوں مجھ سے بہت بڑی دولت لے لے اور نبی ﷺ کی چادر دے دے۔ حضرت کعب بن زہیرؓ نے فرمایا یہ چادر تو میں نے اپنے لیے رکھی ہے۔ حضرت معاویہؓ نے فرمایا میری سلطنت ایک طرف اور نبی ﷺ کی چادر ایک طرف۔ حضرت معاویہؓ کو کعب ابن زہیرؓ نے وہ چادر ہدیہ میں دے دی اور فرمایا اے امیر المومنین! یہ چادر میں اپنی طرف سے آپ کو ہدیہ کرتا ہوں۔ حضرت معاویہؓ فرماتے تھے کہ میرے پاس یہ روئے زمین کی سب سے بڑی دولت ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے ہم شکل صحابی کی تکریم

میرے بھائیو! یہ تاریخ کی وہ روشنی کہ جس کا ہمیں دور دور تک کوئی علم نہیں۔ ایک شخص محمد ﷺ کی چادر سے اتنی محبت کرتا ہے۔ وہ نبی ﷺ سے کتنی محبت کرتا ہوگا۔ کعب ابن ربیعہ ایک صحابی ہیں۔ حضرت معاویہؓ کو پتہ چلا کہ کعب ابن ربیعہؓ کی شکل رسول اللہ ﷺ سے ملتی ہے۔ پتہ چلا کہ کعب ابن ربیعہؓ آ رہا ہے۔ تو حضرت معاویہؓ تخت سے نیچے اتر آئے۔ شہر سے باہر نکل گئے ان کا استقبال کرنے گئے۔ جا کر اس کے قریب کہا تو ہے تو میرا سپاہی، لیکن کیونکہ تیرا چہرہ رسول اللہ ﷺ سے ملتا ہے۔ اس لیے معاویہؓ تیرا استقبال کرنے کے لیے شہر سے باہر نکل آیا ہے۔ سبحان اللہ! ساری باتیں ٹھیک ہیں۔ صفین کی بات یاد ہے اور کوئی چیز یاد نہیں۔

حضرت امیر معاویہؓ کے کارنامے اور فتوحات:

حضرت فاروق اعظمؓ نے ۳۶۰۰ علاقے فتح کئے، لیکن ان علاقوں کی فہرست دیکھو تو وہ چھوٹے ہیں..... لیکن امیر معاویہؓ نے تو اپنے علاقوں میں قیساریہ جیسا شہر بھی فتح کیا کہ جس شہر کے تین سو بازار تھے..... ایک لاکھ پولیس روزانہ جس شہر میں گشت کرتی تھی..... اس شہر کو معاویہ بن ابوسفیانؓ نے خود جا کر، لشکر کی قیادت کر کے فتح کیا..... اور اس شہر کے چوک میں جو جامع مسجد تعمیر کی، وہ جامع مسجد لاہور کی بادشاہی مسجد سے چار گنا بڑی ہے۔ اور وہ امیر معاویہؓ نے تعمیر کی..... یہ تو ذکر آیا کہ جنگ صفین ہوئی اور اس میں یہ ہوا، وہ ہوا قیساریہ کا نہیں پتہ؟

خانہ کعبہ پہ سب سے پہلا غلاف امیر معاویہؓ نے چڑھایا، اس کا کوئی پتہ نہیں؟ بچوں کا نام کمیٹیوں میں درج کرانے کا محکمہ معاویہ بن ابی سفیانؓ نے جاری کیا..... اس کا بھی کوئی پتہ نہیں؟

ساڑھے سات لاکھ ایکڑ عرب کی اراضی کو پانی دے کر سرسبز و شاداب کر دیا، اور محمد ﷺ کے مدینے کی بستیوں میں زراعت اور باغبانی کے ایسے جوہر دکھائے کہ جس کی مثال آج تک دنیا میں کوئی پیش نہ کر سکا..... اس کا ذکر ہی کوئی نہیں! یہ تو پتہ ہے کہ حضرت علیؓ سے اختلاف ہوا، قاتلان عثمانؓ کا بدلہ لینے کے لیے، یہ نہیں پتہ چلا کہ جس کی حکومت شام سے لے کر چین کی سرحدوں تک پھیلی ہوئی ہے، اس وسعت اور جغرافیہ میں رسول اللہ ﷺ کے دین کی کتنی بڑی خدمات سرانجام دی ہیں۔

میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس ملک میں حضرت معاویہؓ کے بارے میں جو ظلم ہوا..... چودہ سو سال کی تاریخ میں اس مظلوم انسان کے ساتھ جو زیادتی ہوئی، وہ کبھی کسی کے ساتھ نہیں ہوئی..... آدمی مر جاتا ہے، اس کا گلہ کوئی نہیں کرتا، لوگ کہتے ہیں یار چلو! فوت ہو گیا..... چھوڑو! لیکن پیغمبر ﷺ کا سب سے بڑا حکمران صحابی.....

چودہ سو سال گزر گئے، بی اے کی کتاب کھولو..... تو معاویہؓ کو بھونک رہی ہے۔

ایم اے کی کتاب تاریخ کھولو..... تو معاویہؓ کو بھونک رہی ہے۔
 کسی پروفیسر اور نیکچرار کی گفتگو سنو..... تو معاویہؓ کو بھونک رہا ہے۔
 اور کالے کافر کو دیکھو، تو معاویہؓ کو بھونک رہا ہے۔
 تمہیں صفین نظر آتی ہے..... تمہیں روڈس اور صقلیہ اور تمہیں افریقہ کے وہ
 جزیرے نظر نہیں آتے کہ جن جزیروں میں ہزاروں میل کے سمندر میں معاویہؓ کی فوجوں
 نے..... بحری بیڑوں نے ایک ایک جزیرے میں جا کر محمد ﷺ کا قرآن سنایا..... تمہیں وہ
 بات نہیں یاد آتی؟
 چین کی وہ بستیاں آج بھی موجود ہیں جن بستیوں میں امیر معاویہؓ کی
 فوجیں گئیں!
 لوگ کہتے ہیں..... آذر بایجان فتح ہو گیا..... آذر بایجان کو مکمل فتح کرنے والا
 معاویہ بن ابی سفیانؓ ہے۔

افغانستان اور پشاور کا فاتح اول

افغانستان کے پہاڑوں سے جا کر امیر معاویہؓ کی بات پوچھو!
 صفین آپ کو یاد رہے تو اور کیا یاد ہوگا؟ ۴۵ ہجری میں امیر معاویہؓ نے سان ابن
 مسلمہؓ ایک صحابی رسول کو ۱۲ ہزار کا لشکر دے کر افغانستان کو فتح کرنے کے لیے بھیجا تھا۔
 یہ کابل امیر معاویہؓ نے فتح کیا تھا.....
 جلال آباد امیر معاویہؓ نے فتح کیا تھا.....
 سر قند امیر معاویہؓ نے فتح کیا تھا.....
 غزنی کی بستیاں امیر معاویہؓ نے فتح کی تھیں.....
 اور پاکستان کے غیور لوگو! یہ پشاور کا شہر بھی معاویہؓ نے فتح کیا تھا۔
 فتوح البلدان کھولو، علامہ بلاذری کہتا ہے، امیر معاویہؓ نے ۴۵ ہجری میں ۱۲ ہزار
 فوجوں سے بدھ مت کے حکمرانوں کو قتل کر کے اسلام کا پرچم پشاور پر لہرا دیا۔ اور اس پشاور

کے شہر کو دیکھو جس کو سب سے پہلے بدھ مت کے مذہب سے فتح کرنے والا معاویہ بن ابی سفیانؓ ہے۔ اس کی فوجوں کا سپہ سالار ہے۔ آج چار سہ صدہ کے قریب ”اصحاب بابا“ کے نام سے قبر بنی ہوئی ہے۔ یہ قبر اسی سپہ سالار سان ابن مسلمہؓ کی ہے، جسے معاویہ بن ابی سفیانؓ نے بھیجا تھا۔

حضور ﷺ کی خدمت میں تحفے:

میرے بھائیو! بلوچستان، جس کو تاریخ کی کتابوں میں بلوچستان نہیں کہتے، کسی پرانی تاریخ میں بلوچستان آپ کو نہیں ملے گا۔ بلوچستان کا ایک شہر ہے قلات، اور ایک خضدار ہے۔ تاریخ کی کتابوں میں انہی کا ذکر ہے، یہاں ایک راجہ تھا، اس راجہ کو کسی نے خبر دی کہ آخر الزمان پیغمبر ﷺ دنیا میں تشریف لے آئے ہیں۔ اس نے اپنے چند ساتھیوں کو کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ جاؤ، میرا سلام کہو اور دیکھو کہ واقعی آخر الزمان پیغمبر ﷺ ہیں۔

اگر حضور ﷺ آگئے ہوں تو پھر میں بھی جاؤں گا اور رسول اللہ ﷺ کا کلمہ پڑھوں گا۔ اس راجہ کا ایک وفد وہاں سے چلا قلات سے میں قربان ہو جاؤں اس راجہ کی سوچ پر! کہ وفد جب روانہ ہونے لگا تو اس نے کہا کہ اگر آخر الزمان پیغمبر ﷺ تمہیں مل جائیں تو ان کو میری طرف سے دو چیزیں تحفے میں دینا۔

علامہ بلاذری کہتا ہے کہ تحفے ہندوستان کے تھے اور وہ چیزیں عرب کے ملکوں میں نہیں تھیں۔

(۱) ایک تحفہ دیا رسول اللہ ﷺ کے لیے ساگوان کی لکڑی کا، سب سے اچھی لکڑی ساگوان کی ہے۔

(۲) ایک پھل دیا۔ اس پھل کا نام ہے زنجبیل، عربی زبان میں اسے زنجبیل کہتے ہیں۔ اردو میں اسے ”ادریک“ کہا جاتا ہے۔ یہ پھل راجہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا.....

ایک کورا گھڑا لے کر اس میں پانی ڈالا، اور اس میں یہ پھل ڈال دیا۔ تاکہ تازہ رہے۔

جب رسول اللہ ﷺ کے پاس یہ تازہ پھل پہنچے۔ جب مدینہ منورہ میں یہ وفد پہنچا تو رسول اللہ ﷺ مسجد نبوی کے صحن میں تشریف فرما تھے۔ سوار یوں سے وہ لکڑی اور گھڑا اتارا گیا۔ حضور ﷺ کی خدمت میں وہ پھل پیش کیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پھل کو تناول فرمایا۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا یہ اد رک کا جو پھل ہے، یہ بڑی بیماریوں کا علاج ہے۔ تو جتنے صحابہ رضی اللہ عنہم وہاں موجود تھے، وہ پھل سارے صحابہ رضی اللہ عنہم میں بانٹا گیا۔ اور جو لکڑی آئی، حضور ﷺ نے فرمایا ابوایوب انصاری! جاؤ جہاں میرا بستر پڑا ہے، یہ چٹائی ہے، اس جگہ پر اس سا گوان کی لکڑی کو لے جاؤ! ایک چار پائی بناؤ، اس لکڑی سے پائے بناؤ۔ رسول اللہ ﷺ کی جو چار پائی تھی، وہ چار پائی اسی سا گوان کی لکڑی سے بنائی گئی اور وہاں آپ ﷺ کی چٹائی بچھائی گئی۔

آقا ﷺ حضرات شیخین و معاویہ رضی اللہ عنہم کے جنازہ میں مطابقت

رسول اللہ ﷺ اسی چار پائی پر آرام فرماتے رہے۔ جو سا گوان کی لکڑی سے بنائی گئی تھی۔ اور جو لکڑی بلوچستان سے گئی تھی۔ حضور ﷺ کا جنازہ اٹھا، تو اسی چار پائی پہ اٹھا۔ اور صدیق اکبرؓ بعد میں تشریف لائے۔ ان کا جنازہ بھی اسی چار پائی سے اٹھا۔ فاروق اعظمؓ شہید ہوئے تو ان کو بھی شہید ہونے کے بعد اسی چار پائی پر رکھا گیا، اور حضرت عثمانؓ کے دور میں رسول اللہ ﷺ کا سامان نیلام ہوا تو نیلامی میں حضرت معاویہؓ نے اس چار پائی کو چار ہزار درہم میں خرید لیا اور امیر معاویہؓ یہ چار پائی لے کر شام چلے گئے اور معاویہؓ کا جنازہ بھی اسی چار پائی سے اٹھا۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

شہادت سیدنا حسینؑ

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونومن به
ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيّات
اعمالنا من يهده الله فلا مضلّ له ومن يضلله فلا هادي
له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له ولا نظير
له ولا وزير له ولا مشير له ولا معين له وصل على سيّد
الرّسل وخاتم الانبياء المبعوث الى كافّة للنّاس بشيراً
ونذيراً وداعياً الى الله باذنه وسراجاً منيراً.

قال الله تبارك وتعالى في كلامه المجيد والفرقان
الحميد ولا تقولوا لمن يقتل في سبيل الله امواتاً ط بل
احياء ولكن لا تشعرون. ولنبلونكم بشيء من الخوف
والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات ط
وبشر الصابرين.

(البقره: ۱۵۳، ۱۵۵)

وقال في موضع آخر: ما كان الله ليلز المؤمنين على ما
انتم عليه حتى يميز الخبيث من الطيب. (آل عمران: ۱۷۹)

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحسن والحسین
سبط من الاسباط.

صدق اللہ ورسولہ النبی الکریم ونحن علی ذالک
لمن الشاہدین والشاکرین والحمد للہ رب العالمین.

میرے واجب الاحترام بزرگو اور دوستو! آج آپ کے سامنے حضرت سیدنا
حسین رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب پر جمعہ کا خطبہ ہوگا۔ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا
ذکر آتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کی جھلک آنکھوں کے سامنے آ جاتی
ہے لیکن خاندان نبوت میں اور بھی بہت سارے افراد شامل ہیں۔

بنات رسول اور نواسے نواسیاں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں ہیں اور چار صاحبزادیوں کے چھ
لڑکے اور چار لڑکیاں ہیں۔ چھ لڑکوں میں پہلا لڑکا حضرت زینب کا لڑکا، جو رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی بیٹی ہیں وہ لڑکا ہے۔ اس لڑکے کا نام علی ابن ابوالعاص ہے۔
یہ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسہ ہے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے کئی سال بڑا
ہے۔ دوسرا بیٹا حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا بغیر نام رکھے فوت ہو گیا۔

ایک بچی ہے اس کا نام اُمّامہ رکھا گیا۔ اور تیسرا نواسہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا
کے بطن سے پیدا ہوا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بیٹی ہیں اور حضرت عثمان رضی
اللہ عنہ کی اہلیہ ہیں۔

یہ تین لڑکے اور ایک لڑکی ہوئی اور حضرت اُمّ کلثوم کی اولاد نہیں ہوئی۔ اور حضرت
فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تین لڑکے اور تین لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ سب سے پہلے لڑکی
پیدا ہوئی اس کا نام انہوں نے زینب رکھا اپنی بڑی بہن کے نام پر، دوسری کا نام دوسری بہن
کے نام پر رقیہ رکھا۔ اور تیسری بیٹی کا نام اُمّ کلثوم بہن کے نام پر اُمّ کلثوم رکھا۔

پھر ایک لڑکا عطا فرمایا جس کا نام حسن رکھا گیا، پھر حسین پیدا ہوئے، پھر محسن پیدا ہوئے، اسی طرح چھ نواسے اور چار آپ ﷺ کی نواسیاں ہیں۔

ان تمام نواسوں میں سب سے زیادہ مرتبہ اور سب سے زیادہ مقبولیت اور اسلام کی تاریخ میں سب سے زیادہ ذکر اگر کسی ہستی کا ہے تو وہ سیدنا حسین ابن علی رضی اللہ عنہ کی ہے۔

دنیا کا ایک عجوبہ

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اسلام کی تاریخ کا وہ جلیل القدر انسان ہے وہ مظلوم انسان ہے کہ جس کو دشتِ کربلا میں شہید کیا گیا اور پھر ان کی شہادت پر جن لوگوں نے ان کو شہید کیا، جنہوں نے نواسۂ رسول ﷺ کو قتل کیا، جنہوں نے بلایا تھا، چودہ سو سال سے وہی طبقہ ماتم کر رہا ہے۔

دنیا میں بڑے بڑے عجوبے چشمِ فلک نے دیکھے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ ان عجوبوں میں ایک عجوبہ یہ بھی ہے کہ قاتلانِ حسین، مجانِ حسین کہلانے لگے۔ قاتلانِ حسین نواسۂ رسول کا نام لے کر ماتم کرنے لگے۔ غم کا اظہار کرنے لگے اور دنیا کا ایک طبقہ ان کے اس غم کو تسلیم کرنے لگا۔ اتنا بڑا جھوٹ چشمِ فلک نے نہیں دیکھا۔

یہ بات نہیں کہ میں اہل سنت سے تعلق رکھتا ہوں، اس لیے میں نہیں کہتا، میں کہتا ہوں کہ واضح دلائل ہیں۔ ایسے براہین کہتے ہیں کہ واضح بیانات موجود ہیں کہ میں آپ کے سامنے دلائل کھولوں گا۔ آپ کی عقل یہ تسلیم بھی کرے گی کہ نواسۂ رسول کو ان لوگوں کے علاوہ کسی اور نے شہید نہیں کیا۔ اس پر بڑے واضح دلائل ہیں۔ لیکن یہ جھوٹ ہے کہ جو پھیلا ہے اور جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔ لیکن یہ جھوٹ لمبے لمبے پاؤں پھیلا کر بیٹھا ہوا ہے اور لوگوں کے قلوب و اذہان میں عجیب و غریب تاثر اس نے پیدا کیا ہے۔

کہ نواسۂ رسول کو شہید کرنے والا کون ہے؟ نواسۂ رسول کا مرتبہ اور مقام کیا ہے؟ نواسۂ رسول کے خلفاء راشدینؓ کے ساتھ رشتہ داری اور تعلقات کیا ہیں؟ میں چاہتا ہوں کہ شہادت کا واقعہ سنانے سے پہلے چند منٹوں میں ان دو باتوں پر گفتگو ہو جائے۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت

حضرت حسین رضی اللہ عنہ پانچ شعبان ۴ ہجری کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے یعنی ہجرت رسول کے چار سال بعد۔ جب آپ نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی، اس کے چار سال بعد یعنی جنگ بدر کے تین سال بعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ ۴ ہجری پانچ شعبان کو نواسہ رسول کی پیدائش کا دن ہے۔

حضرت اسماء کا تعارف

حضرت حسین رضی اللہ عنہ جب پیدا ہوئے تو ان کے لیے دایہ کا فریضہ اس عورت نے انجام دیا جو عورت بعد میں جا کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیوی بنی، اور اس عورت کا نام اسماء بنت عمیسؓ ہے۔ اس وقت حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت جعفر طیار سے ہو چکا تھا اور حضرت اسماءؓ کے بطن سے جعفر طیار کے لڑکے عبداللہ بن جعفر اور محمد بن جعفر پیدا ہوئے۔ اور جنگ، غزوہ موتہ میں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور اسماءؓ بیوہ ہو گئیں تو بعد میں اس اسماءؓ کے ساتھ کس نے نکاح کیا؟ یہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں اور یہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بھابی ہیں۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ حضرت علی کے بڑے بھائی ہیں۔ تو جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی کی بیوی بیوہ ہو گئیں تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی اس بیوہ بھابی کا نکاح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کر دیا۔

اور جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کچھ عرصہ بعد فوت ہو گئے تو یہ اسماء پھر بیوہ ہو گئیں۔ پھر اسماء رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے خود نکاح کر لیا۔ جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے گھر میں یہ عورت تھیں ان کے دو بیٹے تھے، محمد بن جعفر اور عبداللہ بن جعفر۔

جب اس اسماءؓ کا نکاح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا تو حضرت

اسماء رضی اللہ عنہ کو دو بچے اللہ نے عطا فرمائے، محمد بن ابوبکر اور اُم کلثوم۔

جب اس اسماء رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ہوا تو اس کے بعد بھی ان کے دو بچے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پیدا ہوئے۔ جن میں سے ایک کا نام زید اور ایک کا نام یحییٰ تھا۔

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیوہ بھابی کا نکاح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کیا۔ اور قرآن پاک میں ہے، کافر کو لڑکی نہ دو، نہ کافر سے لڑکی لو، جب یہ آیت اُتری کہ کافر سے نکاح جائز نہیں، اس کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اسماء رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کیا۔

روافض کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر نعوذ باللہ کافر تھے۔ اب اگر ان کی یہ بات مان لی جائے تو پھر سوال ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوہ بھابی کا نکاح ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کیوں کیا؟ یہ اصولی بات ہے۔

تو میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ ۴ ہجری ۵ شعبان کو پیدا ہوئے اور حدیث میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ سے بڑی محبت کرتے تھے۔ اس لئے بھی محبت تھی کہ حضور علیہ السلام کی اولاد کسی اور طرف سے جاری نہیں ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں صرف حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا زندہ تھیں۔ باقی تینوں بیٹیاں وفات سے کئی سال پہلے فوت ہو چکی تھیں اور جب بیٹی بھی زندہ ہو اور صرف ایک ہی بیٹی ہو آخر میں، تو اس کی اولاد کے ساتھ پیار اور محبت یہ فطری امر ہے۔ اس کا یہ معنی نہیں کہ اور بیٹی کوئی نہیں۔

بنات رسول پر دلیل

قرآن پاک نے کہا اپنی بیٹیوں، بیویوں اور مسلم عورتوں سے کہہ دو۔ اگر صرف ایک بیٹی ہوتی تو قرآن پھر بنات کا لفظ، جمع کا صیغہ استعمال نہ کرتا۔

يا ايها النبي قل لازواجك وبناتك ونساء المؤمنين

يدنين عليهن من جلابيهن.

جب باہر نکلا کریں تو چہرے کو ڈھانپ لیا کریں۔

یہ لفظ کس کو کہنا ہے؟ اپنی بیٹیوں سے، اپنی بیویوں سے، قرآن نے بنات جمع کا لفظ استعمال کیا۔ توجع کا اطلاق تو کم از کم تین پر ہوتا ہے اگر ایک بیٹی ہوتی تو اللہ بنت کا لفظ استعمال کرتا، بنات کا لفظ استعمال نہ کرتا۔ کیونکہ بنات کا معنی ہی بیٹیاں ہیں، یہ بحث اور ہے۔ میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ جب پیدا ہوئے تو ان کے منہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعاب ڈالا، سات دنوں کے بعد سر کے بالوں کے برابر چاندی خیرات کرنے کا حکم دیا۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی عمر میں گیارہ مہینے کا فرق ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ گیارہ مہینے بڑے تھے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے۔

سیدنا ابوبکر کی نواسہ رسول سے محبت

میرے بھائیو! ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ تھے اور مدینہ کی گلی سے گزر رہے ہیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آگے سے آگئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا علی! یہ کس کا بیٹا ہے؟ یہ بچہ جو تیرے ہاتھ میں ہے کس کا ہے؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا یہ میرا بچہ ہے۔ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ تیرا بیٹا نہیں۔ انہوں نے کہا یہ میرا بیٹا ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ تیرا بیٹا نہیں۔ حضرت علی نے فرمایا کہ میرا بیٹا ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ تیرا بیٹا نہیں۔ بھائی کیوں میرا بیٹا نہیں؟ فاطمہ رضی اللہ عنہا میری بیوی ہے اس کے بطن سے پیدا ہوا ہے۔ میرا بیٹا ہے۔ تو صدیق رضی اللہ عنہ نے مسکرا کر کہا: ابنِ لَعلیٰ شہما لِنَبیّ..... بیٹا علی کا ہے چہرہ مصطفیٰ ﷺ کا ہے۔

حضرت حسن اور حضرت حسین کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بڑی مشابہت تھی۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ چہرے سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے لیکن چال اور ڈھال میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔

وسلم کے مشابہ تھے۔

نواسوں کے لیے جنتی لباس

خاندان نبوت نے اسلام کے لئے بڑی قربانی دی۔ عید کا دن تھا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ چھوٹے بچے تھے اپنی اماں سے رو رو کر کہنے لگے کہ آج عید ہے ہمیں لوگوں نے بتایا کہ آج عید ہے ہمارے پاس تو کپڑے کوئی نہیں ہمیں کپڑے دو۔

شہنشاہ کائنات کی بیٹی ہے، ساری کائنات کے سردار کی بیٹی ہے اور بچے رو کر کہتے ہیں کہ کپڑا کوئی نہیں تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بچوں کو روتا ہوا دیکھ کر برداشت نہ کر سکی۔ وضو کیا دو رکعت پڑھنے کے لئے مصلے پر بیٹھ گئیں۔ سجدے میں گئیں اللہ تعالیٰ کے سامنے روئیں کہ اے اللہ! ابھی گھر میں کچھ نہیں ہے بچے کپڑا مانگتے ہیں۔

تھوڑی دیر گزری، دروازہ کھٹکھٹایا گیا۔ ایک آدمی آیا بڑا خوبصورت چہرہ ہے۔ اس نے کچھ کپڑے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ نے کپڑے کھولے بڑا خوبصورت لباس ہے، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ فرماتی ہیں حضرت فاطمہ یا رسول اللہ! یہ دیکھئے، کپڑے کہاں سے آئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مدینہ کے کپڑے نہیں ہیں۔ یمن کے کپڑے نہیں ہیں، یہ تو جنت کے کپڑے ہیں۔ یہ تو جنت کا لباس ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے تیرے رونے کو پسند کیا ہے اور غیب سے تیری مدد فرمائی ہے۔

سیدہ فاطمہ کا طرزِ عمل

میرے بھائیو! حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا کیا مقام تھا؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا کیا طرزِ عمل تھا۔ کتابوں میں موجود ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دروازے پر کوئی فقیر آتا کبھی خالی نہ جاتا۔

ایک آدمی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے پوچھا کون ہے؟ اس نے کہا کہ میں سائل ہوں، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے دروازے پر آیا ہوں کئی دنوں سے کچھ نہیں کھایا، میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میرے بیٹے بھی دودن سے بھوکے ہیں لیکن میں تجھے خالی نہیں لوٹاتی۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جاؤ یہ میری چادر ہے، یہ میری چادر لے کر مدینہ کی بستی میں چلے جاؤ۔ اس بستی میں ایک شمعون رہتا ہے۔ اس سے کہو کہ یہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی چادر رہن کے طور پر رکھے اور اس کے بدلہ میں کچھ سامان دے دے۔ جب میرے پاس پیسے آئیں گے تو میں پیسے دے کر چادر واپس لے لوں گی۔

جس وقت یہودیوں کے سردار شمعون کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کی چادر گئی تو اس کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے، اس نے کہا کہ ساری دنیا کے سردار کی بیٹی ہے اور اپنی چادر رہن رکھ کر فقیر کو خالی نہیں لوٹاتی اور فقیر کے لئے اتنی مشقت کرتی ہے تو اس نے سامان بھی دیا اور چادر بھی واپس کر دی۔

میرے بھائیو! یہ پیغمبر ﷺ کی بیٹی کا اخلاق ہے، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کا اخلاق ہے اور شمعون نے اسی کیفیت کو دیکھ کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھ لیا۔

حضور ﷺ کا بتایا ہوا وظیفہ

میرے بھائیو! فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا چکی پیستی ہیں، چکی پیستے پیستے ہاتھوں پر درم آگئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غلام آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سارے لوگوں کو غلام دیے۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا رسول اللہ! مجھے بھی ایک غلام دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیٹی تجھے نوکر نہیں دوں گا۔ تجھے نوکر کی جگہ ایک وظیفہ بتاتا ہوں، ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر ہر نماز کے بعد پڑھ لیا کر تجھے غلام سے زیادہ اللہ تعالیٰ بدلہ عطا کرے گا۔

سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ کی نواسہ رسول سے محبت

میرے بھائیو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان ہے، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر ہے۔ جنگ قادسیہ کے بعد فاروق اعظم ص کے پاس سامان آیا۔ یمن کے کپڑے آئے اور سارے کپڑے لوگوں میں تقسیم کر دیے گئے۔

کتابوں میں موجود ہے کہ جتنے بھی کپڑے آئے، جتنے اور لباس آئے سب لباس اور کپڑے لوگوں میں تقسیم کر دیے۔ لیکن حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کوئی کپڑا حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے جسم کے مطابق ہو، سارے کپڑے چھان مارے کوئی کپڑا نواسہ رسول کے شایان شان نہ آیا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس وقت تک خوش نہیں ہوں گا جب تک پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسوں کو کپڑا نہیں ملے گا۔ تو یمن کے بادشاہ کو خط لکھا کہ یہ جو کپڑا آیا ہے اس سارے کپڑے کی عظمت ایک طرف اور خاندان نبوت کے دولڑکوں کی عظمت ایک طرف۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ و حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے جسموں کے مطابق کپڑے بنوا کر بھیجو۔

جب یمن سے نواسہ رسول کے جسموں کے مطابق کپڑے آئے تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا۔ فرمایا اتنی خوشی اپنے بیٹے کے کپڑے پہننے کی نہیں ہے جتنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسوں کی خوشی ہے۔

مال غنیمت تقسیم ہونے لگا تو اپنے بیٹے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو کہا کہ ۵۰۰ درہم سالانہ تجھے ملے گا۔ کسی کو دو ہزار درہم، کسی کو تین ہزار درہم، لیکن حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے لئے پانچ پانچ ہزار درہم حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے وظیفہ مقرر کر دیا۔

تو حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بدری صحابی ہوں، میں نے جرأت کا مظاہرہ کیا ہے۔ میں بڑے عرصے سے جنگوں میں جا رہا ہوں۔ میرے لیے پانچ سو کا وظیفہ؟..... تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عبداللہ! تیرا نانا حسین رضی اللہ عنہ کے نانا سے

بہتر نہیں ہے، تیری ماں حسین علیہ السلام کی ماں سے بہتر نہیں ہے۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور خاندان نبوت

میرے بھائیو! حضرت عثمان غنی کو دیکھو، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا گہرا رشتہ ہے خاندان نبوت کے ساتھ۔ ایک تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیٹیاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر، اور جب کر بلا کا واقعہ پیش آیا اس سے دس سال پہلے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بیٹے عمرو بن عثمان کا نکاح حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی لڑکی کے ساتھ ہوا۔ ان کے ایک اور پوتے عبید اللہ بن عمرو بن عثمان کا نکاح حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی لڑکی سیکینہ کے ساتھ ہوا۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی لڑکی کے ساتھ ایک نکاح ہوا۔ ایک نکاح حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی لڑکی کے ساتھ ہوا۔ لڑکیوں کا رشتہ، رشتہ داری یہ محبت کی دلیل ہے یا دشمنی کی دلیل ہے؟ (محبت)

میرے بھائیو! حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ بڑے عالم تھے، بڑے شاعر تھے، بڑے خطیب تھے، بڑا مرتبہ تھا، بڑا مقام تھا۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ قریبی تعلق تھا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ قریبی محبت تھی۔ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ قریبی تعلق تھا۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے کردار سے سبق

میرے بھائیو! یہی وجہ ہے کہ جب یزید اقتدار پر آیا، تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ یزید کے مقابلے میں میدان میں آئے۔ اس وقت حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی عمر ۵۵ سال سے زیادہ تھی۔

میرے بھائیو! حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کے خلاف تلوار اٹھائی، یزید کے مقابلے میں فوج لے گئے۔ یزید کی بیعت کا انکار کر دیا۔ اس پر غور کرو یہ انکار کرنا کس

بات کی دلیل ہے؟ کہ سارے خلفاء جتنے گزرے ہیں ان کی خلافت صحیح ہے۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسہ یزید کے خلاف تلوار اٹھاتا ہے، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف تلوار کیوں نہیں اٹھاتا؟ عثمان غنی ؓ کے خلاف تلوار کیوں نہیں اٹھاتا؟ فاروق اعظم ؓ کا مقابلہ کیوں نہیں کرتا؟.....

اس لیے کہ ابو بکر ؓ کی خلافت صحیح ہے۔ اس لیے نواسہ رسول تلوار نہیں اٹھاتا۔ فاروق اعظم ؓ، عثمان غنی ؓ، امیر معاویہ ؓ کی خلافتیں صحیح ہیں، اس لئے خاندان نبوت نے ان کی بیعت کی۔ خاندان نبوت نے ان کی تابع داری کی۔ خاندان نبوت نے ان کی اتباع کی۔ خاندان نبوت ان کے پیروکار بنے۔ خاندان نبوت ان کے وکیل و مشیر بنے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسوں نے خلفاء راشدین کی وزارت، مشیری کو قبول کیا۔

لیکن جب یزید اقدار میں آیا تو نواسہ رسول نے کھلے عام کہا کہ میں یزید کی بیعت نہیں کرتا۔ کیوں! یزید غلط ہے۔ اگر یزید غلط ہے تو اس کی بیعت نہیں ہو رہی۔ اگر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ غلط ہوتا تو اس کی بیعت بھی کبھی نہ ہوتی۔ عمر ؓ غلط ہوتا تو اس کی بیعت بھی کبھی نہ ہوتی۔ امیر معاویہ ؓ غلط تھے تو ان کی بیعت بھی کبھی نہ ہوتی۔

خاندان نبوت کا بیعت کرنا بتاتا ہے کہ ابو بکر صدیق ؓ سچے تھے، عمر فاروق ؓ سچے تھے، عثمان غنی ؓ سچے تھے، امیر معاویہ ؓ سچے تھے۔ اب چند باتیں ہیں ان پر غور کریں۔

چند بنیادی باتیں

کہتے ہیں کہ حضرت حسین کی شہادت کے بعد آسمان سے خون بہہ رہا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے رخصت ہوئے تو آسمانوں سے خون نہیں بہا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سید الشہداء کا لقب دیا، یہ میرا چچا شہیدوں کا سردار ہے، اس وقت تو خون نہیں بہا۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہے اس وقت آسمانوں سے خون نہیں بہا۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بیر معونہ پر جو ۶۷ صحابہ رضی اللہ عنہم شہید کیے گئے، جن کو قرآن کے قاری بنا کر قارئین قرآن کی حیثیت سے بھیجا تا کہ قرآن کی تعلیم عام ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر قرآن کے قاری بھیجے، ستر میں سے ۶۷ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کورات کی تاریکی میں ذبح کر دیا گیا، اور حدیث میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ساری زندگی اتنے دکھ میں مبتلا نہیں ہوئے جتنے ان قاریوں کی شہادت سے ہوئے۔ ایک مہینہ تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں قنوت نازلہ پڑھ کر ان کے خلاف بددعا کرتے رہے۔

اس وقت آسمانوں سے خون نہیں بہا، اتنے بڑے بڑے واقعات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ہوئے، خون نہیں بہا۔ کہتے ہیں کہ آسمان سے بھی خون بہہ رہا تھا اور زمین سے بھی خون بہہ رہا تھا۔ لوگوں کو زلزلے کے لیے من گھڑت قصہ بیان کرنے کیلئے، نہ حقیقت سے اسکا تعلق ہے نہ قرآن سے، نہ حدیث سے، نہ تاریخ میں، کوئی واقعہ ہی نہیں ہے۔

سیدھی سی بات ہے کہ نواسہ رسول ﷺ کو فیوں کے دھوکے سے بلایا اور بلا کر جب دیکھا کہ نواسہ رسول یزید کے پاس جا رہے ہیں، انہوں نے آگے سے بڑھ کر ان کو شہید کر ڈالا۔

ورنہ وہ جو عورتیں خاندان نبوت کی تھیں ان کی گواہی کہاں جائے گی؟ ان کے بیانات کہاں جائیں گے؟ آپ دنیا میں جتنی بھی عدالتیں لگائیں، یہاں کتنی عدالتیں ہیں؟.....

سول کورٹ ہے.....

سیشن کورٹ ہے.....

ہائی کورٹ ہے.....

سپریم کورٹ ہے.....!!

چار عدالتیں ہیں اور ہر قسم کی عدالت جو ہے، اپنے کیس کے فیصلوں میں گواہوں کا

خیال کرتی ہے کہ چشم دید گواہ کون ہے۔ پہلی بات اور چشم دید گواہوں میں سے بھی زیادہ معتبر گواہی ہوتی ہے اس شخص کی جو اس واقعہ میں زخمی ہوا ہو جسے معروضہ کہتے ہیں وہ گواہ ہوتا ہے۔ لیکن جو زخمی ہوا ہے اس کی گواہی زیادہ معتبر ہوتی ہے۔ اب کربلا کے میدان میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے جو افراد زخمی ہوئے، شہیدوں کے علاوہ، جو بیان وہ دیں گے وہ سب سے زیادہ معتبر ہوگا۔

جو بیان بی بی سکینہؓ کا ہوگا.....

جو بیان فاطمہ صغریٰؓ کا ہوگا.....

جو بیان زینب کبریٰؓ کا ہوگا.....

جو بیان ام کلثومؓ کا ہوگا.....

جو بیان زین العابدینؓ کا ہوگا.....

جو قافلہ کربلا سے لٹا ہوا واپس آیا، کوفہ میں آ کر جنہوں نے خطبے دیے جو بیانات ان کے ہوں گے اس سے زیادہ معتبر بیان اسلام کی تاریخ میں اس واقعہ کے متعلق کسی کا نہیں۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسوں کو کس نے شہید کیا؟ ہم کسی اور سے کیوں پوچھیں؟

مولویوں سے کیوں پوچھیں؟

پیروں سے کیوں پوچھیں؟

جھوٹے مقرروں سے کیوں پوچھیں؟

کرائے کے ذاکروں سے کیوں پوچھیں؟

ہم پوچھتے ہیں بی بی زینبؓ سے، تم بتاؤ تمہیں کس نے مارا؟

پوچھتے ہیں زین العابدینؓ سے کہ تمہارے بابا کو کس نے مارا؟

اور اگر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان یہ کہے کہ مجھے فلاں آدمی نے مارا ہے اور جس آدمی کی وہ نشان دہی کریں وہی آپ کو دس محرم کو پیٹتا ہوا نظر آئے تو کیا کہو گے؟..... آپ کا رزلٹ کیا ہوگا؟..... کہ جس آدمی کی نشان دہی سارے خاندان والے کریں کہ یہ ہمارے قاتل ہیں تو پھر کیا کرو گے؟ اور جس کی نشاندہی خاندان نبوت کرے اور اسی کو تم

دیکھو کہ دس محرم کو وہی خاندان وہی نام لیا پیٹ رہے ہیں، کیا کرو گے؟..... کیا جواب دو گے؟..... اور کیا کرو گے کس کو قاتل بناؤ گے، کون قاتل ہوگا؟..... کون مجرم ہوگا؟..... کس نے بلایا اور کون پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کو ذبح کرنے والا تھا، اگر ذبح کرنے والا بھی یہی ہو۔ اور تم فیصلہ کر کے بتاؤ کہ

میں ملا کے فتوے کو کیا کروں؟.....

میں ذاکروں کی کہانیوں کو کیا کروں؟.....

میں کرائے کے ان مقرروں کو کیا کہوں؟

جس نے پیٹ کر لوگوں کو زلزلے کے لئے من گھڑت قصے بیان کیے اور جو زار و قطار رو رہے ہیں اور پیٹ رہے ہیں اگر انہی کو خاندان نبوت قاتل کہے تو اس میں ہمارا تو کوئی قصور نہیں۔ قصور تو ان لوگوں کا ہے یا ہمارا قصور ہے؟
ایک بات کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کی شہادت کے عنوان پر جتنا جھوٹ بولا گیا اب تک اسلام کے کسی مسئلے پر جھوٹ نہیں بولا گیا۔
دوسری بات! کہ چشم دید زخمیوں کے بیانات کسی قتل کے کیس میں سب سے زیادہ اہم ہوتے ہیں۔

تیسری بات یہ کہ جو شہادت ہے، شہادت مصیبت ہوتی ہے یا نعمت ہوتی ہے؟..... (نعمت!) اگر شہادت مصیبت ہے تو ان لوگوں سے پوچھو کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے کیوں مانگی؟ کوئی بچہ مصیبت نہیں مانگتا۔ چہ جائیکہ دنیا کا سردار اللہ سے مانگے۔ ہو سکتا ہے؟ (نہیں) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے کیوں مانگی؟ اگر مصیبت ہوتی تو کبھی نبوت اس کو مانگتی؟ کہ اے اللہ مجھے شہادت کی موت دے دے۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے شہادت کی دعا مانگی:

اللهم ارزقني شهادة في سبيلك.....

”اے اللہ! مجھے شہادت کی موت دے دے۔“

واجعل موتی فی بلد حبیبک.....

”اور مجھے موت بھی محمد ﷺ کے مدینے میں عطا فرما۔“

یہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی دعا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے راستے میں موت تو آتی ہے۔ مدینہ کے باہر، کیوں؟ مدینہ تو مسلمانوں کا شہر ہے اور مدینہ سے باہر کافروں سے جنگ ہوئی اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا قاتل ابولولو فیروز ایران کا مجوسی ہے وہ انہیں شہید کرنے کے لئے مدینہ منورہ آیا۔

میرے بھائیو! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ شہادت نعمت ہوتی ہے یا مصیبت ہوتی ہے؟ اگر مصیبت ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں مانگی؟ اگر نعمت ہے تو نعمت کے ملنے پر رونا کیسا؟ نعمت ملے تو کوئی آدمی روتا ہے؟ (نہیں) کسی کو نعمت ملے تو وہ خوش ہوتا ہے۔ شہید زندہ ہوتا ہے اور یہ فیصلہ قرآن نے کیا ہے کہ شہید زندہ ہوتا ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ شہید زندہ ہے اور جن کا ایمان قرآن پر ہے وہ شہیدوں کا کبھی ماتم نہیں کرتا۔ کیونکہ شہید تو زندہ ہے ہمیں شعور نہیں کہ کیسے زندہ ہے!!

پانچویں بات یہ ہے کہ اسلام کی تاریخ میں صرف ایک شہید نہیں۔ اسلام کی تاریخ شہیدوں سے بھری ہوئی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ۲۵۶ صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہوئے اور خلافت راشدہ کے پچاس سالہ دور میں ۲۷۰۰۰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے۔ کوئی دن ایسا نہیں ہے کہ جس دن کوئی صحابی شہید نہ ہوا ہو۔

چھٹی بات یہ کہ جب سے پاکستان بنا ہے انڈیا کے ساتھ دو جنگیں ہوئی ہیں۔ ایک ۱۹۶۵ء کی جنگ اور ایک ۱۹۷۱ء کی جنگ۔ دونوں جنگوں میں لوگ شہید ہوئے۔ جو لوگ ان جنگوں میں شہید ہوئے ان کے ساتھ تمہارا کیا برتاؤ ہے؟ اگر ان شہداء کو پاکستان کی عوام ہر سال رونے لگ جاتی، ان کا تعزیہ بناتی، ان کا جلوس نکالتی تو انڈیا کی فوج اگلے سال ہی پاکستان پر قبضہ کر لیتی۔ یہ تو پہلو کو رو رہے ہیں، آئندہ کیا بہادری دکھائیں گے۔

آپ دیکھیں کہ ۱۹۶۵ء کی لڑائی ستمبر کے مہینے میں ہوئی۔ ۶ ستمبر کو جا کر ان شہداء کی قبروں پر سلامی دیتے ہیں۔ خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ میجر عزیز بھٹی کی قبر پر لوگ

فاتحہ پڑھنے جاتے ہیں۔ میجر طفیل ہے۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ ہے۔ ان شہیدوں کے ترانے بنے۔ ان کو خراج تحسین پیش کیا جاتا ہے۔

اگر شہادت مصیبت ہوتی تو ان کے تعزیے نکلتے، کسی کا کسی دن، کسی کا کسی دن، کبھی عزیز بھٹی کا، کبھی میجر طفیل کا، آئندہ نہ کوئی جنگ ہوتی نہ لڑائی ہوتی۔ یہ تو پہلو کو رو رہے ہیں بعد میں کیا کریں گے!!

شہید کیلئے رونا.....

شہید کے لئے ماتم کرنا.....

شہید کے لیے آنسو بہانا.....

شہید کے لیے تعزیے لے کر میدانوں میں آنا.....

یہ شہید کے ساتھ وفا نہیں ہے۔ یہ ڈرامہ بازی ہے۔ چودہ سو سال کی تاریخ آپ دیکھ لیں کتنے لوگ شہید ہوئے۔ کتنی اذیتوں سے شہید ہوئے، جو انسان بہادری سے شہید ہوا، کسی قوم نے ان کا تعزیہ نہیں بنایا۔ کسی قوم نے ان کا ماتم نہیں کیا۔

چھٹی بات یاد رکھیں۔ یہ تعزیہ کب شروع ہوا؟ شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے ۳۳۶ سال بعد۔ نواسہ رسول ﷺ کی شہادت کے ۳۳۶ سال بعد۔ بغداد کا ایک نواب تھا، اس نے کرسی کے اوپر کپڑا ڈال کر اس کرسی کا جلوس نکالا، بعد میں آہستہ آہستہ لکڑی کا تعزیہ بنا، کبھی تانبے کا تعزیہ بنا، کبھی لوہے کا تعزیہ بنا، کبھی کاغذوں کا تعزیہ بنا اور کبھی کپڑے کے تعزیے بنے۔ یہ تبدیلی ہوتی رہی اور تعزیے بنتے رہے۔

اب بتاؤ کہ اگر تعزیہ عبادت ہے تو ۳۳۶ سال کا کیا ہوا؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسہ کی شہادت کے ۳۳۶ سال بعد تعزیہ بنا اور اس نے اسلام کو کتنا سہارا دیا؟ ساتویں بات یاد رکھیں کہ اس شعر پر غور کریں:

سر داد نہ داد دست در دست یزید

حقا کہ بنائے لا الہ است حسینؑ

یہ شعر من گھڑت ہے۔ کیسے؟ کہتے ہیں کہ خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ

شعر ہے۔ خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ کا جو کلام چھپا ہوا ہے۔ اس پورے کلام میں یہ شعر کوئی نہیں۔ یہ آیا کہاں سے ہے؟ اور یہ عقل کے خلاف ہے۔

حقا کہ بنائے لا الہ است حسینؑ

کہ لا الہ کی بنا حسینؑ ہے، اگر لا الہ کی بناء حسینؑ ہے تو پھر جب فاران کی چوٹی پر کملی والے نے لا الہ کا اعلان کیا تھا، اس وقت تو نواسہ رسول پیدا ہی نہیں ہوئے تھے۔

حقا کہ بنائے لا الہ است حسینؑ

اگر بناء لا الہ الا اللہ کی نواسہ رسول ہے تو وفات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت نواسہ رسول کی عمر ساڑھے چھ سال تھی، اور اس سے تقریباً چودہ سال پہلے اعلان نبوت مکہ میں کیا تھا۔ اب بتاؤ کہ جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کلمہ پڑھا تھا تو نبی کے نواسے ابھی پیدا نہیں ہوئے، جب حضرت علیؑ نے کلمہ پڑھا وہ کہاں سے آیا تھا؟ جو حضرت بلال رضی اللہ عنہ تپتی ہوئی ریت پر لیٹ کر کلمہ پڑھتا تھا وہ کس کی محنت تھی اور کلمہ کہاں سے آیا تھا۔

کلمہ لانے والے جبرائیل علیہ السلام.....

جن پر اترادہ محمد مصطفیٰ ہے.....

پڑھنے والے صحابہ کرامؓ ہیں.....

جو نبی پاک کا نواسہ چودہ سال بعد پیدا ہوا وہ کلمے کی بنیاد ہے؟ ان چودہ سالوں میں جس جس نے کلمہ پڑھا وہ کس کا کلمہ ہے؟ کہتے ہیں

حقا کہ بنائے لا الہ است حسینؑ

کہ لا الہ الا اللہ کی بنیاد حسینؑ ہے۔ شرک کرتے ہو؟ من گھڑت شعر بیان کرتے ہو جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور ایک اور شعر ہے اس پر بھی ذرا غور کریں، یہ بھی ایک شعر ہے:

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کر بلا کے بعد

کر بلا تو پیش آئی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ۴۷ سال بعد، اس سے

پہلے اسلام کیا تھا؟.....

بدر میں اسلام زندہ نہیں ہوا؟ جب چودہ صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہوئے۔
اُحد کے پہاڑوں میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے کلڑے ہوئے اسلام نہیں

زندہ ہوا؟.....

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ قرآن پڑھتے ہوئے ذبح کر دیے گئے، اسلام نہیں

زندہ ہوا؟.....

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اسلام نہیں زندہ ہوا؟..... اور تم کہتے

ہو کہ:

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

کر بلا آئے گی تو اسلام زندہ ہوگا، ورنہ اسلام مردہ ہے؟.....

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲۳ سال نبوت کا اعلان کیا، اسلام زندہ نہیں تھا؟

ایک سو چودہ نے مکے میں اور ایک لاکھ چوبیس ہزار نے مدینہ میں کلمہ پڑھا،
اسلام مردہ تھا؟..... کہاں سے آیا کلمہ؟..... یہ من گھڑت باتیں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ
عنہا کی توہین، عورتوں کی توہین، بیٹیوں کی توہین، خاندان نبوت کی بچیوں کی توہین، کہ
جناب دوپٹے اُتر گئے، کربلا کے میدان میں۔ تیری ماں کا دوپٹہ تو کبھی نہیں اُترا..... تیری
بہن کا دوپٹہ تو نہیں اُترا..... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کے دوپٹے اُتر جاتے آسمان نہ
پھٹ جاتا..... زمین نہ پھٹ جاتی؟..... لوگوں کو زلزلے کے لئے جھوٹے قصے سناتے ہو۔

میرے بھائیو! ان سات باتوں کے بعد اب آپ کے سامنے وہ معتبر واقعہ جو
نواسہ رسول کی شہادت کا ہے، آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ فیصلہ آپ نے کرنا ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ۲۲ رجب ۶۰ ہجری یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
وفات سے تقریباً ۵۰ سال بعد ۲۲ رجب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بڑے جلیل القدر صحابی ہیں اور انہوں نے ۶۳ لاکھ ۶۵ ہزار مربع
میل پر ۱۹ سال تک اسلامی حکومت قائم کی ہے۔

شہادتِ حسین کا اصل ذمہ دار

میرے بھائیو! میں آج کی تقریر میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ مکہ اور مدینہ شیعوں کا مرکز ہے یا اہل سنت کا مرکز ہے؟ یزید جہاں حکمران تھا؟ (شام میں) کوفہ کس کا مرکز تھا؟ (روافض کا) کربلا کوفہ سے دس میل کے فاصلے پر ہے۔ کوفہ مرکز روافض کا تھا۔ مکہ و مدینہ مرکز سنیوں کا تھا، شام مرکز یزید کا تھا۔

اب دیکھیں! کہ اگر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے مدینے میں شہید ہوتے، ذمہ دار سنی ہوتے۔ اگر شام میں ہوتے تو ذمہ دار شام کی حکومت ہوتی۔ وہ شہید تو روافض کے شہر میں ہوئے، وہ شہید تو شیعوں کے علاقے میں ہوئے، وہ قتل تو کوفہ کے قریب ہوئے، میں کیسے مانوں کہ کسی اور نے آ کر مارا۔

جبکہ بلایا بھی انہوں نے ہو.....

خطوط بھی انہوں نے لکھے ہوں.....

میوے پکنے کی دعوت بھی انہوں نے دی ہو

موٹی سی بات ہے کہ مکہ مدینہ کس کا مرکز ہے؟ (سنیوں کا) اگر سنیوں کے شہر میں کوئی اور آ کر مار جاتا تو ذمہ دار سنی ہوتے۔ نواسے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مدینہ میں کوئی لوگ یا باہر سے آ کر مار جاتے اور ان کا مقابلہ نہ ہوتا، مزاحمت نہ ہوتی، آنے والوں کو کوئی کچھ نہ کہتا، قتل کرنے والا قتل کر کے چلا گیا ہوتا اور مکہ کے لوگ تماشہ دیکھتے رہتے یا مدینہ کے لوگ تماشہ دیکھتے رہتے.....

چودہ سو سال سے ہر ذی شعور آدمی، ذی عقل آدمی کہتا ہے کہ دیکھو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسہ شہید ہو گیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم دیکھتے رہے، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسہ شہید ہو گیا، ابو بکر و عمر کے ماننے والے دیکھتے رہے، مکہ مدینہ کے سنی دیکھتے رہے۔ اگر نواسے رسول کے میں شہید ہوتا، تب بھی ذمہ دار صحابہ رضی اللہ عنہم تھے۔ مدینے میں شہید ہوتے تب بھی ذمہ دار صحابہ تھے۔ صحابہ اہل سنت تھے تو اہل سنت کی ذمہ داری ہوتی کہ کوئی

بکری تو نہیں مری، کوئی عام آدمی تو نہیں مرا، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسہ شہید ہوا۔

فضائل حسین حضور ﷺ کی زبانی

وہ نواسہ جس کے بارے میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے فاطمہ! حسین روتا ہے تو محمد کا دل دکھتا ہے۔ وہ نواسہ کہ جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں جاتے تو وہ آ کر اوپر بیٹھ جاتا اور آپ ﷺ نواسے کے لیے سجدہ طویل کر دیا کرتے تھے۔

وہ نواسہ کہ نبی ﷺ منبر پر تشریف فرما ہیں، نواسہ رسول چل کر آئے، گر گئے، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اتر کر انہیں اٹھا لیتے ہیں۔

وہ نواسہ جس کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا: ریحان الدنیا والآخرۃ..... محمد کا دنیا اور آخرت کا پھول حسن اور حسین ہیں۔ وہ نواسہ جس کے بارے میں حضور اکرم نے فرمایا:

الحسن والحسين سبط من الابطاط.....
حسن اور حسین محمد ﷺ کی اولادوں میں سے اولاد ہیں۔

نواسہ رسول کو کوفہ میں بلانے والے

میرے بھائیو! نواسہ رسول مکہ میں شہید ہو تو میں ذمہ دار سمجھتا.....

عبداللہ بن زبیر ؓ کو.....

عبداللہ بن عمر ؓ کو.....

عبداللہ بن مسعود ؓ کو.....

عبداللہ بن عباس ؓ کو.....

جو مکہ اور مدینہ میں موجود تھے میں ان صحابہؓ سے پوچھتا، ان کے دروازے پر جاتا، ان کا دروازہ کھٹکھٹاتا۔ ان کے سامنے بیٹھ جاتا، میں ان سے گفتگو کرتا، میں سوال کرتا۔ ساری امت مسلمہ ان کے دروازے پر جاتی کہ بتاؤ اے پیغمبر کے صحابیو! نواسہ رسول

تمہاری موجودگی میں شہید ہوا، کسی اور نے آکر مارا، تم خاموش کیوں رہے، تم چپ کیوں رہے؟؟

میرے بھائیو! اگر مکے میں نواسہ رسول شہید ہوتا تو میں یہ سوال کر سکتا تھا۔ مدینہ میں شہید ہوتا تو میں یہ سوال کر سکتا تھا اور اگر شام کے ملک میں نواسہ رسول شہید ہوتا تو میں شام کے حکمرانوں سے پوچھتا، حکومت سے سوال کرتا۔

لیکن میرے بھائیو! میں تو دیکھتا یہ ہوں کہ بارہ ہزار خطوط لکھنے والا گروہ، بارہ ہزار خطوط لکھنے والا نواسہ رسول کو بلانے والا گروہ، ۱۵۰ آدمی بھیج کر مروانے والا گروہ موجود ہے۔ اس کی موجودگی میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کو ذبح کیا جا رہا ہے۔ نواسے کی گردن کاٹی جا رہی ہے۔ بچوں کو شہید کیا جا رہا ہے۔ دشتِ کربلا میں خاندانِ نبوت کو پیا سار کھا جا رہا ہے۔

سوال یہ ہے کہ میں کس کے دروازے پر جاؤں؟ مکہ میں شہید ہوں تو مکہ کے لوگوں سے پوچھتا، شام میں شہید ہوتے تو میں شام کے لوگوں سے پوچھتا، مگر شہید تو ان لوگوں کے سامنے ہوئے جنہوں نے بلایا تھا۔ جنہوں نے بیٹوں کا واسطہ دیا تھا۔ جنہوں نے خطوط لکھے تھے۔ محبت کا اظہار کرنے والے تھے۔ اپنے آپ کو شیعیانِ علی کہنے والے تھے۔ بتاؤ اگر مرکز کوفہ روافض کا ہے تو پھر ذمہ دار یہ ہیں۔ سنیوں کا ہے تو ذمہ دار سنی ہیں۔ بتاؤ مکہ مدینہ میرا شہر تھا۔ اگر وہاں شہید ہوتے تو ذمہ دار میں ہوتا۔ شام کا ملک شام کے لوگوں کا شہر تھا وہ ذمہ دار ہوتے۔

لیکن وہ شہید کوفہ میں ہوئے۔ وہ تو شہید کربلا میں ہوئے۔ تو میں کیوں نہ کہوں کہ آج جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کا نام لے کر چیختا ہے، چلاتا ہے، اصل میں وہ یہ سزا پوری کر رہا ہے کہ نواسہ رسول ﷺ کو انہی لوگوں نے قتل کیا اور قتل کر کے انہی کو رونا چاہتے ہیں۔ یہ چودہ سو سال سے اللہ کی طرف سے ان کو عذاب مل رہا ہے۔ سزا ملتی جا رہی ہے کہ خود روئے ہو، خود قتل کرتے ہو۔ خود چیختے ہو، خود بلاتے ہو، اب بتائیں یہ کس نے بتایا کہ انہی نے مارا؟..... یہ کس نے بتایا کہ ہم کس کو گواہ بنائیں؟

گواہ بنانے کے لیے سب سے زیادہ ضروری ہے کہ وہ لوگ جو کربلا میں زخمی ہوئے ہم ان سے پوچھیں، جو کربلا میں بیمار ہوئے ہم ان سے پوچھیں۔ جو بچا سے رہتے تھے ہم ان سے پوچھیں۔ جو عورتیں ساتھ گئی تھیں ہم ان سے پوچھیں۔ جو بچے ساتھ تھے ہم ان سے پوچھیں۔

سوال یہ ہے کہ رشتہ دار گواہ دنیا میں کوئی نہیں کہ ایک آدمی زخموں سے تڑپ رہا ہے اس کا بیان پڑھو۔ اور آج وہ بیان تاریخ کی کتابوں میں، تاریخ کے اوراق میں موجود ہے اور آج کے جمعہ میں، میں ان زخموں کا بیان پڑھ کر سنا تا ہوں۔ فیصلہ تم نے کرنا ہے۔ حسین ؑ کا قاتل کون ہے، حسین ؑ کو پیٹنے والا قاتل ہے، یا کوئی اور قاتل ہے۔

حضرت حسین ۲۸ شعبان ۶۰ ہجری، ہجرت سے ساٹھ سال بعد، یزید تختِ حکومت پر بیٹھا ہے۔ یزید کی خواہش ہے کہ پوری دنیا میرے ہاتھ پر بیعت کرے۔ یہاں ایک اور بات یاد رکھیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی میں خلافت کا جھگڑا ختم کرنے کیلئے اپنے بیٹے یزید کو نامزد کیا۔ یہ اعتراض حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر ہوتا ہے۔ لیکن ایک بات اور کہ یزید کی اصل بدنامی، اصل یزید پر الزام نواسہ رسول کی شہادت ہے۔

اور جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کو نامزد کیا، اس وقت یہ قتل کا واقعہ پیش نہیں آیا اور پہلے کئی جنگوں میں یزید شرکت کر چکا ہے، تو انہوں نے مستقل خلافت سے جھگڑے کو مٹانے کے لئے یزید کو نامزد کیا۔ انہوں نے نیک نیتی سے بیٹے کو نامزد کیا۔ بعد میں اگر بیٹے نے غلطی کی، یا کوتاہی ہوئی، جرم ہوا تو اس جرم میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ شریک نہیں ہیں۔

اس لیے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول ہیں، اور کوئی صحابی بدنیت نہیں ہے۔ یہ فیصلہ اہل سنت کا ہے۔ اہل اسلام کا ہے کہ کوئی صحابی بدنیت نہیں ہوتا۔

یزید کی اصل بدنامی کربلا کے واقعہ سے ہے اور جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو نامزد کیا اس وقت کربلا کا واقعہ پیش نہیں آیا۔ ان کو کیا پتہ تھا کہ اس کے دور میں نواسہ

رسول شہید ہوں گے۔ نامزد کیا اور اس نامزدگی پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا۔

حضرت حسین ؑ کی مکہ سے روانگی

جیسا کہ حضرت حسین نے اختلاف کیا۔ لیکن مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود تھے، جنہوں نے خاموشی کو بہتر سمجھا کہ ہم خاموش رہتے ہیں، لیکن نواسہ رسول نے کہا کہ میں یزید کی خلافت کو تسلیم نہیں کرتا۔ یہ کہہ کر وہ مدینہ سے چلے گئے، چونکہ وہاں یزید کا پیغام آیا تھا ان کے گورنر کے ذریعے کہ میری بیعت کرو، تو ۲۸ شعبان کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ مدینہ چھوڑ کر مکہ ٹھہر جاتے ہیں۔ وہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود تھے۔ حج کریں اور صحابہ سے ملاقات بھی یہیں کرتے، یہاں پہنچے تو کوفہ سے خط آنا شروع ہو گئے۔

اے حسین! ہم شیعان علی ہیں، ہم علی ؑ کے محبت ہیں، آؤ ہمارے پاس، ہم تمہارے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ ہم تمہیں خلیفہ بنائیں گے۔ ہم یزید کو ایک لمحے کے لئے خلیفہ ماننے کے لیے تیار نہیں۔ تم ہمارے پاس آؤ۔ ایک خط آیا، پچاس خط آئے، سو خط آئے، دو سو خط آئے، حتیٰ کہ بارہ ہزار خط آئے۔

خط لکھوانے والوں کے نام کیا تھے؟ اشعث بن قیس، ربیع بن عامر، یہ خط لکھنے والوں کے سردار تھے۔ جن کا اصرار ہے کہ نواسہ رسول ہمارے پاس آئیں اور ہم ان کی بیعت کریں۔

انہوں نے خط لکھا کہ آپ ہمارے پاس آئیں ہم تم سے محبت کرتے ہیں۔ ہم تمہاری بیعت کریں گے۔ دوسرے خطوط میں لکھا کہ ”پھل پک گئے، میوے لگے ہوئے ہیں، آئیں ہم تمہیں خوش آمدید کہتے ہیں۔“

ایک غلطی کا ازالہ

اور ایک غلطی کا ازالہ کریں۔ لفظ کر بلا آپ سنتے رہتے ہیں۔ یہ عربی زبان میں

کرب کا لفظ تھا اور کربلا جو ہے یہ عربی زبان میں اس جگہ کو کہتے ہیں جو سرسبز و شاداب ہو۔ سبز جگہ ہو۔ یہ کہنا کہ کربلا ایک میدان ہے اور وہاں نہ گھاس ہے نہ پھوس ہے اور نہ کوئی درخت ہے نہ کوئی سبزہ ہے، یہ ایسے ہی ہے۔ ورنہ آج بھی موجود ہے۔ جا کر دیکھو کتنے باغات ہیں وہاں کتنا سبزہ ہے۔

حضرت حسین ؑ کو روکنے والے

بارہ ہزار خطوط لکھے۔ آپ ہمارے پاس آؤ۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ان خطوط کو پڑھ کر جانے کا ارادہ کر لیا۔ تیاری کر لی۔ تیاری جب ہونے لگی تو بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مکہ میں موجود تھے۔ جن میں حضرت عبداللہ ابن عباس ؑ، محدث تھے، فقیہ تھے۔ عبداللہ ابن عمر ؑ تھے جن کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، لوگو جس نے دین کا علم حاصل کرنا ہو وہ عبداللہ ابن عمر ؑ سے سیکھے۔ حضرت فاروق اعظم ؓ کے لڑکے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے حدیث سیکھنی ہو وہ عبداللہ ابن عباس ؑ سے سیکھے۔

عبداللہ ابن عباس ؑ اور عبداللہ ابن عمر ؑ عبداللہ بن زبیر ؓ جن کو عربی میں عبادلہ ثلاثہ کہا جاتا ہے، تین عبداللہ..... انہوں نے حضرت حسین ؑ کا بازو پکڑ لیا اور بازو پکڑ کر کہا نواسہ رسول! کربلا مت جاؤ۔ کوفہ مت جاؤ۔ یہ خطوط آئے ہیں بارہ ہزار..... کھول کر دکھائے۔

عبداللہ بن زبیر ؓ نے فرمایا، اے نواسہ رسول! تم اسلام کی متاع ہو، تم اسلام کا سرمایہ ہو، تم دین مصطفیٰ ﷺ کی عظمت ہو، تمہیں نہیں پتہ کہ تمہارے باپ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو کوفہ کی مسجد میں انہوں نے شہید کیا اور قاتل کا نام عبدالرحمن ابن ملجم ہے، عبدالرحمن تو مسلمانوں کا نام ہے۔ اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے ہیعیان علی۔

یہ عبدالرحمن ابن ملجم تو ہیعیان علی سے تعلق رکھتا تھا۔ کیا تمہارے باپ کو کوفیوں نے قتل نہیں کیا؟ کیا تمہارے بھائی حسن رضی اللہ عنہ کوفہ کی جامع مسجد میں خطیب تھے، ان

کے نیچے سے کوفیوں نے مصیٹے نہیں کھینچا؟ ان کی رانوں پر خنجر نہیں مارے؟ انہیں زخمی نہیں کیا؟ (کیا ہے) پھر آپ کیوں جا رہے ہیں؟

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ شاید یہ خط لکھنے والے وہ نہ ہوں اور انہوں نے توبہ کر لی ہو، تو حضرت عبداللہ بن عمر ؓ اور عبداللہ بن زبیر ؓ نے کہا کہ کوفیوں پر اعتبار نہ کرنا، ہم تمہیں نصیحت کرتے ہیں تم کوفہ مت جاؤ۔

حضرت مسلم بن عقیل کی کوفہ میں آمد

حضرت حسین نے فرمایا کہ میں جانے سے پہلے اپنے تایا زاد بھائی مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو بھیجتا ہوں کہ وہ وہاں جا کر تحقیق کریں کہ کیا یہ لوگ واقعی ہمارے ساتھ ہیں؟ حضرت مسلم بن عقیل ؓ چل پڑے، کوفہ پہنچے، کوفہ کے لوگوں نے استقبال کیا۔ بڑا استقبال، بڑے نعرے لگائے۔ تاریخ کہتی ہے کہ رات کا استقبال تھا، اگلے دن فجر کی نماز میں بارہ ہزار کوفیوں نے حضرت مسلم بن عقیل ؓ کے پیچھے نماز ادا کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم تو تمہارے ہیں۔ حضرت مسلم بن عقیل ؓ نے دیکھا کہ یہ تو بڑے محبت ہیں۔ انہوں نے لکھا کے میں، کہ حسین! آ جاؤ۔ کوئی ہمارے ساتھ ہیں۔ یہ گہری سازش تھی۔ اس سازش میں کوفہ کے لوگوں کو شیعان علی نے جکڑا ہوا تھا۔

نمازِ ظہر کے وقت کل چار سو آدمی رہ گئے اور عصر کی نماز میں چھ آدمی تھے۔ حضرت مسلم بن عقیل ؓ کے پیچھے، اب بھی کوئی اور مار گیا؟ میں ایک آدمی کو خط لکھ کر بلاؤں کہ میرے پاس آؤ، وہ میرے مکان میں آئے، میرے سامنے کوئی اسے آ کر قتل کر ڈالے، میرے مکان میں ہو مجھے قتل سے بری کر دیا جائے گا؟

یہاں تک تو بات سمجھ میں آتی ہے کہ کوئی بلائے اور اس کے گھر میں قتل کر دیا جائے تو وہ بری نہیں۔ کیا یہ بات وہاں نظر نہیں آتی؟

چودہ سو سال سے جو جھوٹ بولا جا رہا ہے، جو فراڈ دنیا میں ہو رہا ہے، جو بد معاشی

شیعہ کی طرف سے ہو رہی ہے، اس کی طرف توجہ نہیں ہوتی۔ اتنا بڑا فراڈ، چھوٹی چھوٹی باتوں میں عدالتوں کے فیصلے مان لیتے ہو۔ یہاں تمہیں فیصلہ نظر نہیں آتا کہ نواسہ رسول ابھی کے میں ہیں۔ مسلم بن عقیل ؓ کا استقبال ہوا، بارہ ہزار آدمی ساتھ ہیں۔ ظہر کے وقت چار سو گئے اور عصر کے وقت چھ، ہمیں خوف ہے، ہمیں حکومت سے ڈر ہے، ہم پر دباؤ ہے، بھائی دباؤ ہے بارہ ہزار پر، چلو دباؤ ہے، تو تم اس ایک انسان کو تو سنبھالو۔ اور حضرت مسلم بن عقیل ؓ کو شہید کر ڈالا اور صبح دس بجے سے پہلے دفن کر ڈالا، مسلم بن عقیل ؓ خلافت لینے تو نہیں آیا تھا اور وہ بیچارہ بیعت لینے تو نہیں آیا۔ مظلوم تھا خبر لینے آیا تھا۔ آتے ہی بارہ ہزار آدمی، پھر چار سو آدمی پھر چھ آدمی، پھر جب وہ شہید ہوئے تو ایک بھی ان کے ساتھ شہید نہیں ہوا۔ چلو دس بیس کوئی ان کے ساتھ مر جاتے پھر بھی ہم کہتے کہ کوئی اور مارنے آیا تھا۔ کئی آدمی مزاحمت کرتے ہوئے مارے جاتے کوئی بات تو ہوتی، کوئی دلیل تو ہوتی۔

میرے بھائیو! اس پر غور کرو کہ نواسہ رسول کو پیغام مل گیا۔ مسلم بن عقیل ؓ کا کہ بارہ ہزار آدمیوں نے میری بیعت کی ہے۔

حضرت حسین ؓ کے سے چلے اور چلتے ہوئے بھی اہل سنت کے امام عبد اللہ بن زبیر ؓ، عبد اللہ بن عمر ؓ، عبد اللہ بن عباس ؓ نے کہا کہ اے نواسہ رسول! کوئیوں پر بھروسہ نہ کرنا۔ انہوں نے کہا کہ بارہ ہزار کی بیعت کا خط آیا ہے۔ انہوں نے پھر کہا کہ بھروسہ نہ کرنا۔

روکنے والے سنی اور بلانے والے روافض..... فیصلہ ہو گیا!!

اب ذمہ دار کون ہوگا؟ کسی رافضی سے بات کرو، اسے کہو کہ صرف اتنا بتا دو کہ بلایا کس نے تھا؟ صرف ایک بات پوچھو کہ بلایا کس نے تھا؟ وہ کہیں گے کہ ہم نے بلایا تھا، یا کہیں گے کہ بلانے والے اور تھے ہم اور ہیں۔ ان کو کہو کہ تم ان کی اولاد ہو وہ اپنے آپ کو کہتے تھے ہیعان علی۔ ہم علیؑ کے شیعہ ہیں۔ اور ان سے کہو کہ تم بتاؤ تم کیا کہتے ہو؟ کہتے ہیں کہ یہ ہیعان علی ہیں۔ وہ بھی ہیعان علی اور تم بھی ہیعان علی، اور مار کوئی اور گیا!!

حضرت مسلم بن عقیل کی شہادت

میرے بھائیو! بلانے والے روافض اور روکنے والے سُنی اور جب مقامِ واسطہ پر یہ قافلہ پہنچا، جو سعودی عرب سے عراق کو راستہ جاتا ہے اس کے راستے میں یہ مقامِ واسطہ ہے۔ تو ایک آدمی نے آکر کہا کہ نواسہ رسول! یہاں سے واپس چلے جائیں، کیونکہ مسلم بن عقیل ؑ کو شہید کر دیا گیا ہے اور کوئی بھی بے وفا ہو گئے ہیں۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے نے فیصلہ کیا کہ چلو ہم واپس چلتے ہیں لیکن مسلم بن عقیل ؑ کے بھائیوں نے کہا کہ نہ ہم خود جائیں گے نہ آپ کو جانے دیں گے۔ ہم اپنے بھائی کا بدلہ لے کر جائیں گے۔

نواسہ رسول چلے اور کوفہ میں پہنچے، کربلا سے کوفہ آ گئے۔ کئے سے تمام راستہ اس طرف جانے کے لیے پہلے کوفہ آئے گا، دس میل چلنے کے بعد کربلا آئے گی، پھر آگے شام کا ملک آئے گا، انہوں نے روک لیا۔

حضرت حسین ؑ کا غداروں سے خطاب

حضرت حسین ؑ کو ان لوگوں نے روکا۔ حضرت حسین ؑ نے مجمع کو جمع کیا، کہا کو فیو اتم نے ہمیں بلایا ہے۔ ہمیں بلا کر مسلم بن عقیل ؑ کو تم نے شہید کر دیا۔ سارے خاموش ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ یزید کا گورنر راستہ روکتا ہے۔ تو تم میرا ساتھ دو۔ اگر گورنر یزید میرا راستہ روکے، میری بیعت تختی سے لینا چاہے تو تم میرا ساتھ دو گے؟ انہوں نے انکار کیا۔

حضرت حسین ؑ نے کہا خطوط والا تھیلا نکالو۔ اونٹ کے کجاوے سے بارہ ہزار خطوط کا تھیلا نکالا گیا۔ حضرت حسین ؑ نے خط پڑھے۔ خط میں لکھا ہے کہ ”پھل پک گئے ہیں میوے لگ گئے ہیں، نواسہ رسول آئیں ہم آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں، ہم آپ کی بیعت کر لیں گے۔“

یہ اشعث بن قیس کا خط ہے۔ اس سے پوچھا کہ یہ خط تمہارا ہے؟ اس نے کہا کہ

یہ میرا خط ہے۔ تم نے بلایا ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں جی میں نے بلایا ہے۔

آج تم ہمارا ساتھ نہیں دیتے ہو؟

اس نے کہا کہ نہیں دیتے ہیں۔

کیوں، بلایا نہیں؟

اس نے کہا کہ ہم مجبور ہیں حکومت کی مجبوری ہے!

حضرت حسین کوفہ میں

نواسہ رسول وہاں پہنچے، چوک میں کھڑے ہو کر فرمایا، اشعث بن قیس تو کہاں ہے؟ اور سلیمان ابن ربیع تو کہاں ہے؟ آؤ آؤ میں نبی ﷺ کا نواسہ تمہارے شہر میں آیا ہوں۔ میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کا چشم و چراغ تمہارے دروازے پہ آیا ہوں..... تم نے خط لکھ کر مجھے بلایا ہے، میرا بھائی کہاں ہے؟..... مسلم بن عقیل کی لاش کہاں ہے؟..... مسلم بن عقیل کی لاش کے ٹکڑے کہاں ہیں؟.....

تم نے بے یار و مددگار مسافر کو ذبح کر ڈالا، تم نے یہ نہ دیکھا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کا بیٹا ہے، نبی کے خاندان کا چشم و چراغ ہے، بتاؤ کیا یہ خط تم نے نہیں لکھے؟ کوفہ کی جامع مسجد میں جہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تھے وہاں نواسہ رسول نے وہ خط پڑھ کر سنائے۔ او کوفہ کے لوگو! تم نے یہ خط لکھ کر ہمیں بلایا تھا، تمہارے خط پڑھ کر آ گیا، لیکن اس وقت جو وہاں لوگ جمع تھے کوئی بھی نہ بولا، کسی نے یہ نہیں کہا کہ ہم نے خط لکھ کر بلایا تھا، حضرت حسین ﷺ وہاں سے چلے۔ ان لوگوں کو معلوم ہوا کہ اگر نواسہ رسول شام پہنچ گئے کہیں یزید ان کی شرطوں کو تسلیم نہ کر لے، حکومت کی فوجیں ساتھ ہیں اور وہ بھی ساتھ ہیں۔ حضرت حسین ﷺ کوفہ سے چلے، نو میل کے فاصلے پر کر بلا کا میدان ہے وہاں پہنچتے ہیں، یہ لوگ بھی وہاں پہنچے تھے، کون لوگ؟ جنہوں نے بلایا تھا اس خیال میں کہ نواسہ رسول وہاں پہنچ کر اپنی شرطوں کو منوالے گا، شرطیں مانی جائیں گی، ہمارا قیمہ قیمہ ہو جائے گا، ہم تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دشمن ہیں، ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دشمن ہیں، خاندان نبوت

کا سہارا لے کر ہم نے ان کو چکنا تھا، لیکن اب تو بات درمیان سے نکل گئی۔

حضرت حسین ؑ کی شرائط

مجھے بتاؤ کیا تمہاری کتاب جلاء العیون میں یہ نہیں لکھا کہ حضرت حسین ؑ نے خطبہ میں فرمایا مجھے چھوڑ دو یا میں سرحدوں پر چلا جاؤں، مجھے چھوڑ دو۔ اگر یزید میری باتوں کو مان لے تو میں اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے دوں، یا مجھے چھوڑ دو میں مدینہ واپس چلا جاؤں..... لیکن اس وقت کوئی آدمی ان کی حامی بھرنے والا نہیں تھا، کوئی آدمی ان کا ساتھ دینے والا نہ تھا۔ اوبد معاشو! تم بتاؤ، پیغمبر کے نواسے نے چوک میں خطبہ دیا، اور خط لکھنے والو کہاں گئے ہو، یہ میرے پاس بارہ ہزار خطوں کی بوری ہے تم نے مجھے بلایا تھا تمہارے کہنے پر میں آیا تھا۔

میرے بھائیو! تم فیصلہ کر کے بتاؤ تم عدالت لگاؤ میں تمہارے دروازے پر آیا ہوں، تم جج بن جاؤ..... تم وکیل بن جاؤ..... تم آؤ انصاف کرنے کے لئے..... مجھے بتاؤ تم مجھے خط لکھ کر بلاؤ، آدمی بھیج کر بلاؤ، جب میں تمہارے دروازے پر آؤں، تمہارے در پر مجھے تیسرا آدمی قتل کر ڈالے اور اس کے بعد تم خاموش ہو جاؤ، تم کچھ بھی نہ کہو، تم اس کا ہاتھ بھی نہ پکڑو، تم اس کے ساتھ زخمی بھی نہ ہو جاؤ، تم قاتل سے یہ بھی نہ کہو کہ یہ میرا مہمان ہے اسے چھوڑ دے، یہ میرے پاس آیا ہے، اسے چھوڑ دے..... اور تمہارا تو بال بھی بیکانہ ہو..... تمہارے تو ماتھے پہ پسینہ بھی نہ آئے..... تمہیں کچھ بھی نہ ہو۔ مجھے بتاؤ جب یہ واقعہ ہو جائے تمہارے دروازے پر مجھے ذبح کر دیا جائے اور تمہیں کچھ بھی نہ ہو، میرے ساتھ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہوں ان کو بھی مار دیا جائے، ذبح کر دیا جائے، ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جائیں اور پھر میں تمہارے بزرگ کا بھی لڑکا ہوں، تمہارے پیر کا لڑکا ہوں، تمہارے پیشوا کا لڑکا ہوں اور خط لکھ کر تم نے بلایا ہو، زار و قطار رو کر بلایا ہو اور اس کے بعد آدمی بھیج کر بلایا ہو، جب میں اپنے بچے لے کر تمہارے پاس آ جاؤں تمہارے دروازے پر مجھے ذبح کر دیا جائے، میرے ٹکڑے کر دیے جائیں، مجھے پانی نہ پوچھا جائے، ہائے

میرے سارے خاندان کی بچیاں وہاں بلک بلک کر، وہاں پردے میں بیٹھ کر پریشان ہو جائیں لیکن تم خاموش ہو جاؤ، تم فیصلہ کر کے بتاؤ میں قاتل کس کو کہوں؟.....

میں بد معاش کس کو کہوں؟.....

میں مکار کس کو کہوں؟.....

میں غدار کس کو کہوں؟.....

میں سازشی کس کو کہوں؟.....

میں فریبی کس کو کہوں؟.....

فیصلہ تم کرو عدالت تمہارے پاس ہے!!

چلو اس کو بھی نہیں مانتے، نہ مانو، میں آگے چلتا ہوں۔ کوفہ سے آگے چلے گئے، کر بلا کا میدان آ گیا، وہاں آ کر دس محرم کو نماز ظہر کے بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کو شہید کر دیا گیا، ذبح کر دیا گیا، بچوں کو ذبح کر دیا گیا، بچوں کے حلق سے تیرا تار دیے گئے، وہاں پانی نہ ملا، وہاں تڑپ تڑپ کر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسوں نے جان دے دی، وہاں وہ لوگ خیموں میں تڑپتے رہے۔

عورتیں بے پردہ ہو کر چوکوں میں پھریں اور کہیں ہم فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نام لیوا ہیں، کس فاطمہ کی؟ جس نے کہا تھا کہ میرا جنازہ رات کو اٹھانا۔ علیؑ نے فرمایا، اے فاطمہ! تیرا جنازہ دن کو اٹھائیں گے دیہاتوں کے لوگ بھی آ جائیں گے۔ فاطمہ نے فرمایا، اے علی! میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہوں جس کے چہرے کو یا مصطفیٰؐ نے دیکھا ہے یا مرتضیٰؑ نے دیکھا ہے، میں چاہتی ہوں میں مر جاؤں میرے کفن پر بھی غیر محرم کی نظر نہ پڑے۔

کرو فیصلہ، عدالت لگی ہے، لاشیں پڑی ہیں، مقتول پڑے ہیں، شہید پڑے ہیں، بکری نہیں مری، جانور نہیں مرا، خاندان نبوت کا چشم و چراغ پڑا ہے، جس کے ہونٹوں پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ دیتے تھے۔ اس کی لاش پڑی ہے، جس کے چہرے کو دیکھ کر میرے رسولؐ نے فرمایا:

ربحان الدنيا والاخرة.....

”حسن و حسین کا چہرہ دنیا اور آخرت کا پھول ہے۔“

آج یہ پھول مرجھا چکا ہے۔ اس کی پتیاں بکھر گئی ہیں اس کی مہک بکھر گئی ہے لیکن اس کی لاش خیموں میں پڑی ہے، مجھے بتاؤ، گھوڑوں کے ٹاپوں نے ان کے جسم کو روئے وندالا۔ ہائے کون آئے، بارہ ہزار کوئی کہاں تھے؟..... خط لکھ کر بلانے والے کہاں تھے؟ سلیمان ابن ربیع کہاں تھا؟ اشعث بن قیس کہاں تھا؟ چیخنے والا کہاں تھا؟ نو میل فاصلہ اور تمہیں کچھ بھی نہ ہو، ایک آدمی بھی تمہارا نہیں مرا، بچے قربان ہو گئے، بیٹیاں قربان ہو گئیں علی اصغر ذبح ہو گیا، نبی کا نواسہ شہید ہو گیا اور زخمی زین العابدین خیمے میں کراہ رہا ہے، اوئے تم فیصلہ کر کے بتاؤ میں کس کو قاتل کہوں، بلانے والے کو کہوں، میں ماننے والے کو کہوں، خط لکھنے والے کو کہوں!!

جب یہ قافلہ قتل ہو گیا، بچے قربان ہو گئے، ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے گئے، سیکنہ بچ گئی، فاطمہ بچ گئی، روتی ہوئی نہنب بچ گئی، زین العابدین زخمی بچ گیا، یہ چند سوار یوں پر سوار ہو کر کوفہ پہنچے اور وہاں جا کر انہوں نے کیا کہا (میری بات نہ مانو، نہنب کی بات مان لو، چشم دید گواہوں کی بات مانو) تمہاری عدالت ہے، حج تم ہو، منصف تم ہو، عدالت تمہاری ہے فیصلہ کر کے بتانا سپریم کورٹ تم ہو، ہائی کورٹ تم ہو، سیشن کورٹ تم ہو!! مسلمانو! چلو میں تو چیختا ہوں، میں تو چلا تا ہوں، میں تو واویلا کرتا ہوں، نبوت کا گلشن اُجڑ گیا، خاندان نبوت اُجڑ گیا، مہک اُجڑ گئی، گلستان نبوت ویران ہو گیا، شمع رسالت کے پھول مرجھا گئے، میں چیختا ہوں میری بات نہ مانو، آؤ میں اور آپ مل کر دروازے پر چلیں نہنب کے، دروازے پہ چلیں زین العابدین کے..... آؤ پوچھیں اُم کلثوم تجھے دکھ کس نے دیا؟ تجھے کس نے مارا؟ تجھے کس نے واویلا کرنے پر مجبور کیا؟ تیرے بھائیوں کو ذبح کس نے کیا؟ علی اصغر کا خون کس نے بہایا، تیر کس نے چلائے؟ زخمی کس نے کیا؟ قربان کس نے کیا؟ اور اگر میں اور آپ مل کر ان زخموں سے پوچھیں، جو زخمی بتائیں اس کو تو مان لو گے؟ زخموں کی بات کو تو مانو گے؟ مانو گے یا نہیں مانو گے؟ میری بات نہ مانو، تم کہو گے یہ

سپاہ صحابہ والے ہیں، یہ غلط بیانی بھی کر سکتے ہیں، یہ تو دشمنی کی بات پر، مخالفت کی بات پر بات کرتے ہیں اور اگر میں کہوں کہ میری بات نہ مانو، بات مانو اُم کلثوم کی، بات مانو زینب کی، تم کہو گے یہ عورتیں تھیں۔ چلو زین العابدینؑ کی بات مانو، وہ تو زخمی تھا اس سے خاندان نبوت کی اولاد چلی تھی۔ ان سے سارا خاندان نبوت بڑھا تھا۔ سارے سیدوں کی اولاد زین العابدین سے آگے بڑھتی ہے، بارہ امام اسی سے چلے تھے۔ ساری امت اسی سے چلی تھی، سارا رسول کا خاندان اسی سے چلا تھا۔ ان کی بات آج کہاں سے یاد آگئی، ان کے بیانات کہاں سے آگئے، ان کے بیانات میری کتاب میں ہوں تو دیوار پر مار دو، میرے رسالے پر ہوں تو دیوار پر پھینک دو، میری الماری میں ہوں، لیکن اگر جبر بھی تمہارا ہو، اگر یادداشت بھی تمہاری ہو، اگر لائبریری بھی تمہاری ہو اور تمہارے آدمیوں نے غلطی سے لکھ دی ہو..... کجی بات لکھ دی ہو تو پھر بتاؤ قاتل کون تھا؟ پھر مجھے کہہ لینے دو۔

تم ہی قاتل تم ہی مجرم، تم ہی منصف ٹھہرے
اقرباء میرے کریں خون کا دعویٰ کس پر؟

حضرت فاطمہ صغریٰ کا پہلا خطبہ

یہ میرے پاس کتاب ہے، بڑی دکھ کی بات ہے کتاب کا نام ہے ”بحار الانوار“ یہ ملا باقر مجلسی کی کتاب ہے..... ملا باقر مجلسی شیعہ مجتہد ہے..... یہ بحار الانوار کتاب اُستی جلدوں میں ہے یہ بھی یاد رکھئے۔ یہ پہلی اور دوسری جلد ہے۔

”بحار الانوار“ کے صفحہ ۱۳ پر حضرت فاطمہ صغریٰ (حضرت حسینؑ کی بیٹی) کی طرف زید بن موسیٰ منسوب کرتا ہے کہ جب حضرت فاطمہ صغریٰؑ کربلا سے کوفہ میں آئیں تو آپ نے حسب ذیل خطبہ پڑھا:

”حمد وصلوٰۃ“ اس قدر جتنے سنگریزے صحراء میں اور زمین میں جتنے جنت کی عرش سے تابعدار چیزیں ہیں میں اسی کی حمد کرتی ہوں، اُسی پر ایمان و توکل رکھتی ہوں، اس بات کی گواہی دیتی ہوں کہ اس اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، محمد صلی اللہ

و سلم اس کے بندے اور رسول ہیں اور گواہی دیتی ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد دریائے فرات کے کنارے پر بے جرم و خطا ذبح کر دی گئی..... پالنے والے میں تجھ سے پناہ مانگتی ہوں اس امر سے کہ میں تجھ پر جھوٹ باندھوں جو عہد تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں لیا ہے ان کے خلاف کہوں، وہ علیؑ جن کا حق چھین لیا گیا..... جن کو مدعیان اسلام کے سامنے خدا کے گھر میں شہید کر دیا گیا، جس طرح کل ان کی اولاد کو قتل کیا گیا خدا ان جھوٹے مسلمانوں کو عارت کرے، جنہوں نے نہ تو ان کی حیات میں ان لوگوں پر ظلم دور کیا نہ ان کی شہادت کے بعد، اور آخر میں جا کر خطبے میں کہنے لگیں:

دوسرا خطبہ

اما بعد! اے اہل کوفہ (یہ کس کے لفظ ہیں؟ حضرت فاطمہ صغریٰ کے، کیا کہا؟)
اے اہل کوفہ! غدار و متکبر و! تم کو معلوم ہو کہ ہم وہ اہل بیت ہیں جن کو تمہارے ذریعے آزمایا گیا ہے اللہ نے ہماری آزمائش کو بہتر قرار دیا اس نے اپنا علم و فہم ہمیں عطا فرمایا لیکن تم نے ہمیں جھٹلایا، ہمارے شرف کا انکار کیا، ہمارے ساتھ جنگ کو حلال سمجھا، ہمارے اموال کو مال غنیمت جانا، جیسے ہم اولاد رسول نہ تھے بلکہ ترکہ اوقاف تھے، یا کفار کی اولاد تھے، جیسا کہ تم نے کل ہمارے جد امجد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا، تمہاری تلواروں سے ہم اہل بیت کا خون ٹپک رہا ہے، تم نے اپنے پچھلے کیوں کو نکال کر اپنے دلوں کو ٹھنڈا کیا اور اللہ کے خلاف اپنی جرأت کا مظاہرہ کیا، تم نے ہمارے ساتھ نہیں بلکہ اللہ کے ساتھ مکر کیا، اللہ تعالیٰ تمہارے اس مکر کا جواب دینے والا ہے۔“

حضرت ام کلثوم کا خطبہ

میری بات نہ مانو، فاطمہ صغریٰ کا فیصلہ مانو۔ چلو آگے چلتے ہیں، یہ خاندان نبوت کی ایک عورت کا بیان ہے، آگے چلیں حضرت ام کلثوم نے خطبہ شروع کیا اور فرمایا:
”اے اہل کوفہ! برا حال ہو تمہارا، اس لیے کہ تم نے حسین کو چھوڑا اور اس کو قتل

کیا۔ مال اسباب ان کا لوٹ لیا ان کو اپنا ورثہ گردانا، ان کے اہل بیت کو قید کیا، ہلاکت ہو تم پر اور رحمت سے دوری ہو تمہارے لیے..... وائے ہو تم پر آیا جانتے ہو کس بلا میں گرفتار ہوئے، کیسے خون تم نے بہائے؟..... کس کی لڑکیوں کو تم نے بے پردہ کیا اور کیسے اموال کو تم نے لوٹ لیا، ایسے شخص کو تم نے مارا جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام عالم سے بہتر تھا، تمہارے دلوں سے رحم اٹھ گیا، (اس کے بعد کئی شعرا اس مضمون کے آگے آئے) اور آگے کہا افسوس ہو تم پر تم نے میرے بھائی کو بے گناہ قتل کیا۔“

یہ کس نے کہا؟ حضرت اُم کلثوم کا خطبہ، فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی بیٹی کا خطبہ، میری بات نہ مانو، حضرت فاطمہ صغریٰ اور اُم کلثوم کی بات تو مانو، مانتے ہو؟

حضرت زین العابدینؑ کا خطبہ

ہم آگے بڑھتے ہیں، آگے بڑھ کر اس خطبے کا اقرار کرتے ہیں، اس خطبے کا اعلان کرتے ہیں جو خطبہ زین العابدینؑ نے دیا۔

زین العابدینؑ نے کہا کہ اے کوفہ کے لوگو! تمہارے سے بڑا ذلیل دنیا میں کوئی نہیں، تم قیامت کے دن میرے نانا کو کیا جواب دو گے؟ قیامت کے دن جہنم کے سوا کچھ نہیں ملے گا۔ تم نے ہمیں نہیں بلایا تھا؟ تم نے خط نہیں لکھا تھا؟ کیا تم نے یہ نہیں کہا تھا کہ پھل پک گئے ہیں، تم نے نہیں بلایا؟ پھر تمہارے مردوں نے ہمیں قتل کیا۔

جب کوفہ کی عورتیں خاندان نبوت کے لئے ہوئے قافلے کو دیکھ کر رونے لگیں تو حضرت اُم کلثومؑ نے یہ خطبہ بھی فرمایا کہ وائے ہو تم پر، تم ہم کو روتی ہو، تمہارے مردوں نے ہمیں قتل کیا، تمہارے مردوں نے ہمیں ذبح کیا، اب تم ہمیں روتی ہو؟ تمہارے لیے جہنم کی سزا ہے اور تم جہنم میں جاؤ گی اور یہ فیصلہ قیامت کی صبح ہو کر رہے گا۔

آپ مجھے بتاؤ کہ یہ خطبہ زین العابدینؑ کا آیا ہے، حضرت زینبؑ کا آیا ہے، اُم کلثومؑ کا آیا ہے، فاطمہ صغریٰ کا آیا ہے، اس فیصلے کے بعد اب تم بتاؤ قاتل کون ہے؟ مقتول کون ہے؟ ظالم کون ہے؟

کتاب کس کی ہے؟ شیعہ کی، فیصلہ کس کا ہے؟..... فیصلہ خاندان نبوت کا۔ فیصلہ

کس کا، اعلان کس کا؟ فیصلے والا کون؟ خاندان نبوت فیصلہ لکھنے والا ہے، میں نے تو نہیں لکھا۔ فیصلہ کر کے بتاؤ۔ چودہ سو سال سے حسین ؑ کو قتل کرنے کے بعد پورے ملک میں چوکوں و چوراہوں پر داویلا کرنے والوں کا پردہ آج ہم نے اتار دیا۔

میرے بھائیو! اس اہم دستاویز کے بعد کیا تم اس فیصلے پر نہیں پہنچے ہو کہ نواسہ رسول کو قتل کرنے والا ہیجان علی کا وہ گروہ ہے جو چودہ سو سال سے سینہ پیٹ کر اپنی سزا پوری کر رہا ہے!!

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین.

نظریہ پاکستان اور علمائے دیوبند

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ○ بسم اللہ الرحمن
الرحیم ○

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَتُؤْمِنُ بِهِ
وَتَعَوَّكُلُ عَلَيْهِ وَتَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ
أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّهٗ فَلَا هَادِيَ
لَهُ وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَلَا نَظِيرَ
لَهُ وَلَا وَزِيرَ لَهُ وَلَا مُشِيرَ لَهُ وَلَا مُعِينَ لَهُ وَصَلَّى عَلَى سَيِّدِ
الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ الْمَبْعُوثِ إِلَى كَافَّةِ النَّاسِ بِشِيرًا
وَنَذِيرًا وَدَاعِيًا إِلَى اللّٰهِ بِأَذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا. وَقَالَ اللّٰهُ
تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي كَلَامِهِ الْمَجِيدِ وَالْفَرْقَانِ الْحَمِيدِ
وَمِنَ النَّاسِ وَالْذَوَابِّ وَالْأَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ كَذَلِكَ
إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ
غَفُورٌ، صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ وَنَحْنُ عَلَى
ذَلِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِينَ وَالشَّاكِرِينَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ.

ہوں لاکھوں سلام اس آقا پر بت لاکھوں جس نے توڑ دیئے
 دنیا کو دیا پیغام سکون طوفانوں کے رخ موڑ دیئے
 اس محسن عالم نے الیاس کیا کیا نہ دیا انسانوں کو
 دستور دیا منشور دیا کئی راہیں دیں کئی موڑ دیئے
 زباں پر مومنوں کے جب بھی ذکر تاجدار آئے
 تو ایک کے بعد لازم ہے کہ ذکر چار یار آئے
 ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و حیدرؓ با وفا جب ہوں
 تو پھر کیوں نہ باغ مصطفیٰ ﷺ میں بہار آئے

قابل صدا احترام اور علمائے کرام اور صاحب صدر میں آپ حضرات کا انتہائی
 مشکور ہوں کہ آپ دور دراز سے میری معروضات سننے کیلئے تشریف لائے ہیں آپ حضرات
 کے اس شہر میں تقریر کی غرض سے آنے کا اتفاق ہوا ہے اور مجھے یہ کہا گیا ہے کہ میں آپ
 حضرات کے سامنے اسلامی تاریخ کی ان اولوالعزم جماعت اور تحریک آزادی ہند کی سب
 سے سرخیل جماعت علماء اہل سنت علمائے دیوبند کی تاریخ آپ کے سامنے بیان کروں۔

تو میں ان شاء اللہ کوشش کروں گا کہ آپ حضرات کے سامنے انتہائی مثبت انداز
 میں اپنے اسلاف کی تاریخ اور واقعات بیان کروں اور میں اُمید کروں گا کہ اگر آپ میری
 معروضات کو نہایت غور و فکر سے ملاحظہ فرمائیں گے تو ان شاء اللہ کئی نئی نئی باتیں آپ
 حضرات کے سامنے آئیں گی۔

میرے دوستو! اسلامی تاریخ کا جب ہم مطالعہ کرتے ہیں اور اسلامی کتابوں کو
 جب کھنگال کر دیکھتے ہیں تو ہمیں صاف طور پر نظر آتا ہے کہ حضور ﷺ سے لے کر آج تک
 اور حضور ﷺ سے لے کر حضرت آدم علیہ السلام تک جتنے بھی دور آئے ہر دور میں اور باطل

کی آویزش اور ٹکر رہی یہ کوئی نظام ایسا ہے یہ قدرت کی کرشمہ سازی ہے کہ ہر دور میں حق اور باطل مقابلے میں آئے ہیں حق بے سرو سامانی کے عالم میں آیا ہے اور جبکہ باطل تکبر، غرور، سرکشی، دھوکہ، عنانیت، حشمت جاہ، استکبار شوکت اور طاقت لے کر نمودار ہوا ہے۔

لیکن جب ہم تاریخ کے اوراق دیکھتے ہیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ بے سرو سامانی کے عالم میں نمایاں ہونے والے حق کو ہمیشہ اللہ نے فتح دی ہے حق اور باطل کی ٹکر روز اول سے جاری ہے اور تاریخ کے طالب علم کو معلوم ہونا چاہئے کہ تاریخ بھی یہ فیصلہ کر کے بتاتی ہے کہ اس دور کا حق کونسا ہے اور اس دور کا باطل کونسا ہے اگر ہم نظر غائب سے ان چیزوں کا مطالعہ کریں گے تو ہمیں معلوم ہوگا کہ حق کس طرح آیا اور باطل کس طرح آیا۔

حق اور باطل دو بدو

آپ ذرا اپنے ذہنوں کو چودہ سو سال کی تاریخ سے پیچھے لے جائیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ

اگر باطل نمرود کے لباس میں آیا تو حق ابراہیمؑ کی بے سرو سامانی کے عالم میں آیا،
اگر باطل فرعون کی شکل میں آیا تو حق موسیٰؑ کی شکل میں آیا۔
اگر باطل بنی اسرائیل کے خون خواروں کی شکل میں آیا تو حق عیسیٰؑ کی شکل میں آیا۔
اگر باطل قیصر و کسریٰ کی شکل میں آیا تو حق محمد رسول اللہ ﷺ کی شکل میں آیا۔
اگر باطل حجاج ابن یوسف کی شکل میں آیا تو حق سعید ابن جبیرؓ کی شکل میں آیا۔
اگر باطل خلیفہ معتصم باللہ کی شکل میں آیا تو حق امام ابوحنیفہؒ کی شکل میں آیا۔
اگر باطل خلیفہ منصور کی شکل میں آیا تو حق امام احمد بن حنبلؒ کی شکل میں آیا،
اگر باطل نظام الملک بادشاہ کی شکل میں آیا تو حق امام ابن تیمیہؒ کی شکل میں آیا،
اگر باطل جلال الدین اکبر کی شکل میں آیا تو حق امام مجدد الف ثانیؒ کی شکل میں آیا،
اگر باطل فتنہ اموندیت کی شکل میں آیا تو حق امام شاہ ولی اللہ محدث دہلیؒ کی شکل

میں آیا،

اگر باطل راجہ رنجیت سنگھ کی شکل میں آیا تو حق امام شاہ اسماعیل شہیدؒ کی شکل میں آیا،
اگر باطل انگریز کی شکل میں آیا تو حق امام شاہ عبدالعزیزؒ کی شکل میں آیا،
اگر باطل اور کسی فتنے کی شکل میں آیا تو حق علمائے دیوبند کی شکل میں آیا۔
میرے دوستو! ہر دور میں حق و باطل کی اور ٹکرائی ہے ہم نے بہت چیزیں دیکھیں
بڑے حالات نے لیکن تاریخ کے طالب علم کو معلوم ہو جاتا ہے کہ حق والے لوگ کون ہیں اور
کس طرح انہوں نے ہر دور میں اسلام کے لئے کام کیا ہے۔
میرے دوستو! ہمیں اس بات پر فخر ہے کہ جس طرح سورج آسمانوں پر روزانہ
روشن ہوتا ہے اسی طرح ہمیں یقین ہے کہ صحیح معنوں میں اہل سنت والجماعت اور حق پر قائم
آج جو دنیا میں جماعت ہے وہ علمائے دیوبند کی جماعت ہے۔
ہمیں کوئی شبہ نہیں بلکہ سورج کی روشنی سے زیادہ یقین ہے کہ علمائے دیوبند کی
جماعت اس دور میں انبیاء کی وارث جماعت ہے اور اہل حق کی جماعت ہے کہ جس نے
رسول اللہ ﷺ کی سنت کے عین مطابق پر باطل کا ہر طریقے سے مقابلہ کیا اگر انگریز آیا تو
اس کا مقابلہ کیا، اگر قادیانی آیا تو اس کا مقابلہ کیا، اگر پرویزی آیا تو اس کا مقابلہ کیا اگر
دشمنان صحابہؓ آئے تو ان کا مقابلہ کیا بلکہ باطل جس لباس میں آیا علمائے دیوبند کے فرزند
نے اسی طرح اس کا مقابلہ کیا۔

دارالعلوم دیوبند کو شورش کاشمیری کا خراج تحسین

اور ایسے ہی تو نہیں شورش کاشمیری نے کہا

اس میں نہیں کلام کہ دیوبند کا وجود
ہندوستان کے سر پر ہے احسانِ مصطفیٰؐ
او تا حشر ان پہ رحمت پروردگار ہو
کہ پیدا کیے ہیں جس نے فدایانِ مصطفیٰؐ
اور اس مدرسہ کے جز بہ عزت سرشت سے

پہنچا ہے خاص و عام کو فیضانِ مصطفیٰ
اور گونجے کا چار کھوئے ٹانا توئی کا نام
کم بانٹا ہے جس نے با اداء عرفانِ مصطفیٰ

دارالعلوم دیوبند کو ظفر علی خان کا خراج تحسین

میرے دوستو! یہ ایک تاریخ ہے اور ریاست علی ظفر نے ایک بڑی عجیب بات کہی
ہے وہ کیا ہے کہ تم ہمارے اکابرین کی تاریخ ہم سے پوچھتے ہو اور ہمارے اکابرین کی کیا
تاریخ ہے، وہ کہتا ہے کہ

اس وادی گل کا ہر زرہ خورشید جہاں کہلایا ہے
جو رند یہاں سے اٹھا ہے پیر مفاں کہلایا ہے
اس بزم جنوں کہ دیوانے ہر رات سے پہلے یزداں تک
ہوتے عام ہمارے افسانے دیوار چمن سے زنداں تک
سو ہار سنوارہ ہے ہم نے اس ملک کے گیسوئے برہم کو
ہر اہل جنوں بتائیں گئے کہ کیا دیا ہے ہم نے عالم کو
اور ہر خورشید دین احمد کا عالم کے افق پر چمکے گا
یہ نور ہمیشہ چمکا ہے یہ نور برابر چمکے گا

تاریخ ہندوستان

میرے دوستو! میں عرض کر رہا تھا کہ ہندوستان کی تاریخ مختصر انداز میں سمجھ لینی
چاہیے تاکہ اپنے اکابرین کی تاریخ کو سمجھنے میں مدد مل جائے۔
میرے دوستو! ہندوستان اور پاکستان کی تقسیم نئی نسل کا تو ماشاء اللہ حافظہ ایساں
ہیں اور نہ ہی معلومات ہیں ۱۹۴۷ء میں یہ برصغیر تقسیم ہوا پاکستان و ہندوستان اور بنگلہ دیش
اس کو برصغیر کہتے ہیں اور اس کی تقسیم ۱۹۴۷ء میں ہوئی۔

اس کی تقسیم کیوں ہوئی اس لئے کہ اس برصغیر پہ انگریز نے ۳۰۰ سال سے زیادہ حکومت کی اسلئے ضرورت پیش آئی کہ انگریز کے خلاف علماء میدان میں ٹکلیں علماء نے جیلوں کو آباد کیا اور انگریز کے مظالم کے مقابلے میں علماء پھانسی کے تختہ پر چڑھے بالآخر انگریز کو یہاں سے جانا پڑا میں ابھی تھوڑی آگے چل کر تفصیل بتاؤں گا یہ پاکستان جو بنا ہے اس کی بنیادوں میں کس کا خون ہے آخری لقمے سے پیٹ نہیں بھرا کرتا پیٹ پوری روٹی سے بھرا کرتا ہے آخر میں ایک آدمی آکر کہے کہ جناب عالی سارا کام میں نے کر دیا پچھلے دو سو سال کی ساری جدوجہد کو سبوتاژ کر دیا جائے یہ اس کے عقل کی خرابی ہے۔

میرے دوستو! بات سمجھنے کی ہے امید ہے کہ پڑھے لکھے حضرات میری معروضات کو انتہائی غور سے سن کر بات کو سوچنے پر مجبور ہوں گے کہ ہم کتنے اندھیرے میں پڑے ہوئے ہیں ان کو آج تک یہ بتایا نہیں گیا کہ ہندوستان کی تاریخ کون سی ہے اور ہم نے ہندوستان کی تاریخ کو کیا سمجھ رکھا ہے۔

انگریز سرکار کا پہلا قدم

میرے دوستو! ۱۶۱۰ء میں ہندوستان میں انگریز آیا اور جب ہندوستان میں انگریز آیا تو اس وقت ہندوستان پر احمد شاہ ایرانی حکمران تھا مغلوں کا ستارہ ابدالی مغلوں کا آخری حکمران تھا اس وقت ہندوستان کی سرکاری زبان فارسی تھی اور صرف دہلی کے شہر میں ایک ہزار دینی مدرسہ تھا۔

اور جب انگریز آیا ۱۶۰۱ء میں تو برطانیہ سے ایسٹ انڈیا کے نام سے ایک تجارتی وفد داسکوڈے گاما کے ذریعے بمبئی کے ساحل پر اترا اور اس نے حکومت وقت سے درخواست کی کہ ہمارے ساتھ تعاون کیا جائے ہم ہندوستان کی تجارت کو مستحکم کرنے کے لئے آئے ہیں ہم مال برطانیہ کی منڈی میں لے جائیں گے وہاں کے پیسوں کو ہندوستان میں لگائیں گے اس وقت کا مغل حکمران احمد شاہ ابدالی نا عاقبت اندیش تھا وہ انگریز کی شاطرانہ سیاست کو سمجھ نہ سکا اس نے انگریزی وفد کو بہت زیادہ سہولتیں دیں بڑے بڑے

کارخانے لگانے کی اجازت دی کئی ریاستیں انگریز افروں کے نام لگوادیں کئی علاقوں کے علاقے اس کو ہدیہ کر دیئے پانچ پانچ سومریع زمینیں ایک ایک انگریز کو دے کر کہہ دیا کہ اس علاقے پر تیری حکومت ہے اس کے فیصلے تو کرے گا۔

۱۶۰۱ء میں تجارتی کمپنی آئی تقریباً ایک صدی بعد تقریباً ۱۷۰۱ء میں ہندوستان کے کئی چھوٹے چھوٹے علاقوں پر انگریزوں کی حکومت قائم ہو گئی تھی انگریز نے ۱۷۱۷ء میں ہندوستان میں میسور کے ایک صوبے پر قبضہ کر لیا اور قبضہ کر کے اس کی گورنری ایک انگریز کے ہاتھ میں آ گئی اور اس طرح ہندوستان کے چار بڑے بڑے صوبوں پر ۱۷۴۰ء سے پہلے پہلے انگریز حکمران ہو گیا تھا۔

تاریخ پیدائش شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

میرے دوستو! یہ ۱۷۴۰ء کی بات ہے کہ انگریز کئی صوبوں کا گورنر بنا اس کے ہاتھ میں حکومت آ گئی اسی اثناء میں ۱۷۰۲ء میں ہندوستان میں دہلی میں ایک لڑکا شیخ عبدالرحیم کے گھر پیدا ہوتا ہے اس لڑکے نے آنکھیں کھولیں وہ کیا دیکھتا ہے کہ ہندوستان کے کئی صوبوں پر انگریزی حکومت قائم ہو رہی ہے وہ لڑکان کون تھا اس لڑکے کو شاہ ولی اللہ کی ذات کہتے ہیں ۱۷۰۲ء میں شاہ ولی اللہ پیدا ہوئے ۱۶۰۱ء میں انگریز آیا ۱۷۰۲ء میں شاہ ولی اللہ پیدا ہوئے اور ۱۷۴۰ء میں شاہ ولی اللہ دیکھتے ہیں کہ انگریز چار بڑے بڑے صوبوں پر قابض ہو گیا ہے۔

بھارت میں درس حدیث کی ابتداء

میرے دوستو! شاہ ولی اللہ اپنی مسند پر بیٹھے ہیں شاہ ولی اللہ کا مختصر تعارف کرانا چاہتا ہوں کہ ہندوستان میں شاہ ولی اللہ سب سے پہلے انسان ہیں کہ جنہوں نے ہندوستان کی پوری تاریخ میں سب سے پہلے درس حدیث شروع کیا شاہ ولی اللہ سے پہلے حدیث کا درس کسی نے نہیں دیا شاہ ولی اللہ مکہ مکرمہ کے ایک عالم شیخ ابو طاہر مدنی سے حدیث پڑھ کر

ہندوستان آئے اور آ کر انہوں نے سب سے پہلے درس حدیث شروع کیا جس کی وجہ سے آج پاکستان کے تمام مکاتب فکر دیوبندی، اہلحدیث، بریلوی، جتنے بھی مکاتب فکر ہیں ان کے سلسلہ نصب کو آپ دیکھیں، اگر ان میں سے کسی ایک کا بھی سلسلہ نصب ہے تو اس کا سلسلہ نصب شاہ ولی اللہؒ پر ہی جا کر ختم ہو گا شاہ ولی اللہؒ کے علاوہ اور کسی کا سلسلہ پہنچ نہیں سکتا اس لئے کہ ان سے ہی علم حدیث شروع ہوا ہے۔

پہلا ترجمہ قرآن فارسی میں

میرے دوستو! شاہ ولی اللہؒ نے یہ دیکھا کہ انگریز چاروں طرف اسی طرح قبضہ جما رہا ہے شاہ ولی اللہؒ نے سب سے پہلے قرآن کریم کو عربی زبان سے فارسی میں منتقل کیا اور آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ شاہ ولی اللہؒ سے پہلے پوری بارہ سو سالہ اسلامی تاریخ میں قرآن کا ترجمہ عربی زبان سے کسی اور زبان میں کسی نے بھی نہیں کیا تھا چنانچہ شاہ ولی اللہؒ وہ پہلے انسان ہیں جنہوں نے قرآن کو فارسی میں منتقل کیا۔

پہلی تفسیر قرآن فارسی میں

اور پھر اس کے بعد ان کے بیٹے شاہ عبدالعزیزؒ محدث دہلوی نے فارسی میں قرآن کی تفسیر تفسیر عزیزی لکھی تھی۔

پہلا ترجمہ قرآن اردو میں

اور پھر اس کے بعد ان کے دوسرے بیٹے شاہ رفیع الدینؒ اور شاہ عبدالقادر محمد شین دہلویؒ نے قرآن کے فارسی سے اردو میں ترجمے کئے اور آج جتنے بھی برصغیر میں تراجم ہیں ان تمام کی بنیاد امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے انہی بیٹوں کا ترجمہ ہے۔

میرے دوستو! اور جو ترجمہ شاہ عبدالقادرؒ اور شاہ رفیع الدینؒ کے ترجمے سے ملے گا وہ ترجمہ صحیح ہو گا اور جو ترجمہ ان ترجموں سے نہیں ملتا تھا اس ترجمے کو آج بھی متحدہ عرب امارات کی حکومت نے ضبط کر لیا ہے اسلئے کہ ان کا ترجمہ شاہ ولی اللہؒ کے ترجمے سے نہیں ملتا تھا۔

شاہ ولی اللہؒ کی تصنیف و تحریک

میرے دوستو! یہ قرآن کے کام کی ابتداء ہندوستان میں سب سے پہلے شاہ ولی اللہؒ کے کی ہے اور قرآن کا ترجمہ شاہ ولی اللہؒ نے کیا اور حدیث کا علم شاہ ولی اللہؒ نے پھیلایا شاہ ولی اللہؒ نے کیوں پھیلایا اس لئے کہ شاہ ولی اللہؒ سمجھتے تھے کہ قرآن و حدیث کے علوم کو اگر پھیلایا نہ گیا تو انگریزی حکومت اسی طرح مستحکم ہوتی رہے گی شاہ ولی اللہؒ نے ایک کتاب لکھی حجۃ اللہ البالغہ۔

علماء جانتے ہیں کہ اسلامی تاریخ میں اتنی عظیم المرتبت کتاب شاہ اللہ محدث دہلویؒ سے پہلے کسی نے بھی نہیں لکھی تھی تو شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ وہ انسان ہیں کہ جنہوں نے سب سے پہلے قرآن کریم کی آیات کو لے کر اسلام کا معاشی نظام پیش کیا، اسلام کا اقتصادی نظام پیش کیا، اسلام کی نظام سیاست کو پیش کیا، اسلام میں رزق کے فلسفے کو پیش کیا

اور شاہ ولی اللہؒ کی اس کتاب کو لینن اور مارکس نے پورے ستر سال بعد چرایا اور انہی اصولوں کو چرا کر قرآن اور اللہ کے نام کو ختم کر کے اس کو اشتراکیت کے نظام کے نام سے ترتیب دیا۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے اصولوں کو لینن اور مارکس نے چرایا ہمارے پاس اس کے شواہد موجود ہیں چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ وہ واحد انسان ہے جس نے سب سے پہلے اسلام کا معاشی نظام پیش کیا۔

اور ان کی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں تفصیل میں جانا نہیں چاہتا اور تہمیدات الہیہ فیوض الحرمین اور بڑی بڑی دیگر کتابیں وہ تمام ان کے علوم کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔

میرے دوستو! شاہ ولی اللہؒ نے فتنہ اموزک کا مقابلہ کیا شاہ ولی اللہؒ نے کرامتی فتنے کا مقابلہ کیا شاہ ولی اللہؒ نے سکھوں کی رسموں کے خلاف جہاد کیا ہندوؤں کی رسموں کے خلاف جہاد کیا اسی اثناء میں ۱۷۶۲ء میں امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا انتقال ہو گیا۔

تاریخ پیدائش شاہ عبدالعزیز دہلوی

اور شاہ ولی اللہ کے انتقال سے پہلے ۱۷۳۹ء میں شاہ ولی اللہ کے گھرایک بچہ پیدا ہوا اسی بچے کو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کہتے ہیں اور اسی بچے نے ۱۷۶۲ء میں اپنے باپ کی مسند پر بیٹھ کر حدیث رسول اللہ ﷺ کا درس دینا شروع کیا۔ اور ۱۷۷۲ء میں جب اس بچے نے دیکھا کہ ہندوستان کے بڑے بڑے علاقوں پر انگریزی حکومت کا تسلط ہو گیا ہے تو ۱۷۷۲ء میں سب سے پہلے ہندوستان کی تاریخ میں جس نے انگریز کے خلاف دشمنی کا بیج بویا وہ اسی شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی ذات تھی ۱۷۷۲ء میں سب سے پہلے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے انگریزی حکومت، انگریزی ذریت اور انگریز قوم کے خلاف جہاد کا فتویٰ جاری کیا۔

سلطان ٹیپو میدان کارزار میں

میرے دوستو! شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے اس فتوے کے بعد ایک آدمی جس کا نام حیدر علی تھا وہ حیدر علی تو انگریزی کی فوج میں شامل تھا لیکن اس حیدر علی کے ایک بچہ پیدا ہوا اس بچے نے جب سنا کہ علماء نے انگریز کے خلاف فتویٰ جہاد جاری کر دیا ہے تو وہ بچہ رضا کاروں کو تربیت دینے لگا اس نے اپنی قوم کو زنجیروں میں جکڑا ہوا پایا اس نے اپنی قوم کو غلامی کی زنجیروں میں پایا تو اس بچے سے رہا نہ گیا اس نے ۳۵۰ رضا کاروں کا ایک دستہ تیار کیا جس دستے نے اس نوجوان کے ہاتھ پر موت کی بیعت کی اس نوجوان کو تاریخ کی زبان میں جو حیدر علی کا بیٹا تھا اسی نوجوان کو فتح علی سلطان ٹیپو کہتے ہیں۔

میرے دوستو! وہ فتح علی سلطان ٹیپو ۱۷۷۲ء میں عبدالعزیز محدث دہلوی کے فتوے کی وجہ سے اس نے میدان جنگ قائم کیا اور ۱۷۹۲ء میں سلطان ٹیپو فوجوں کو لے کر سرنگاپٹم کے علاقے میں آیا اور اس نے انگریز کی فوجوں کے مقابلے میں ہم کلام ہونے کی دعوت دی اور چار میسور کی لڑائیاں لڑیں انگریز سے ٹکرا گیا تنہا لڑتا رہا تنہا ٹکراتا رہا لیکن انگریز بڑی شاطر قوم تھی اس نے سوچا کہ سلطان کے جذبات کو ہم اس طرح ختم نہیں کر سکتے

اس نے سلطان کی فوج کے سپہ سالار میر صادق کو ۹ سو مربع زمین کا لالچ دے کر خرید لیا۔

سلطان ٹیپو کی جعلی تصویر

میرے دوستو! آج کتنی ستم ظریفی ہے پاکستان کی اس بد قسمت قوم کی جس کے آج پاکستان کے نصاب تعلیم میں یونیورسٹی اور کالج کے نصاب تعلیم میں سلطان ٹیپو کی تاریخ کو مکمل طور پر نہیں پڑھایا جاتا آج سلطان ٹیپو کی وہ تصویر کتابوں میں آپ لوگوں کو دکھائی جاتی ہے جو کہ سلطان ٹیپو کی تصویر اپنی نہیں ہے۔

حالانکہ سلطان ٹیپو نے ساری زندگی داڑھی نہیں منڈوائی لیکن سلطان ٹیپو کا وہ فوٹو کتابوں میں چھاپا گیا کہ جس میں اس کی داڑھی نہیں ہے جب کہ سلطان ٹیپو تو داڑھی کی سنت سے آراستہ تھا۔

سلطان ٹیپو قطب وقت

شیخ العرب والحم سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ سلطان ٹیپو اپنے دور کا قطب وقت تھا مولانا مدنی کہتے ہیں کہ سلطان ٹیپو تہجد گزار تھا سلطان ٹیپو شب زندہ دار تھا سلطان ٹیپو کے وہ خطوط اٹھا کر دیکھو جو اس نے سید احمد شہید کو لکھے اس نے کہا کہ میں انگریز کو ختم کر کے برصغیر پر اسلامی حکومت قائم کرنا چاہتا ہوں اس برصغیر میں اسلامی حکومت کا فلسفہ سلطان ٹیپو نے پیش کیا تھا۔

میرے بھائیو! سلطان ٹیپو اتنا نیک آدمی تھا کہ اس نے میسور کی جامع مسجد تعمیر کروائی اس نے کہا کہ پہلی جماعت وہ عالم کروائے کہ جو صاحب ترتیب ہو۔

علماء جانتے ہیں کہ صاحب ترتیب اسے کہتے ہیں کہ جس کی پانچ نمازیں کبھی اکٹھی قضاء نہ ہوئی ہوں سلطان ٹیپو نے شرط لگائی جو صاحب ترتیب ہو وہ جماعت کروائے سارے علماء اپنی جگہ کھڑے رہے سلطان ٹیپو دیکھتا رہا جب کوئی آگے نہ بڑھا تو خود سلطان ٹیپو آگے آیا اور اس نے کہا کہ میں یہ بات کھولنا نہیں چاہتا تھا جب سے بالغ ہوا تھا آج تک

میری پانچ نمازیں کبھی اکٹھی قضاء نہیں ہوئی ہیں اتنا بڑا درویش انسان تھا۔

ہم نے اس کا نام کتوں کے نام پر رکھا جو آج سلطان ٹیپو کی مخالفت کرتا ہے جس نصاب تعلیم میں سلطان ٹیپو کی مخالفت کی گئی ہے جن لوگوں نے سلطان ٹیپو کا نام کتوں کے نام پر رکھا یہ سلطان ٹیپو کے نام لیا نہیں تھے۔

میرے بھائیو! آج یہ میر صادق کی منخوس اولاد ہے یہ انگریزوں کے خوشامدی تھے آج بھی اس ملک میں انگریزی ذریت کا ایک پودا موجود ہے کہ جو انگریزی کلچر کو انگریزی تسلط کو انگریزی تمدن کو انگریزی ذریت کو اچھا سمجھتا ہے اس انگریزی تمدن کو اچھا سمجھنے والے کو چاہئے کہ وہ اس ملک کو چھوڑ کر اپنے اس آباء کے پاس چلا جائے یہ ملک انگریزی مخالفوں کا ملک ہے اس ملک کی بنیادوں میں انگریز دشمنی رچی بسی ہے۔

تاریخ شہادت سلطان ٹیپو

میرے دوستو! آپ کے سامنے تاریخ کے اوراق کھول رہا ہوں اور مجھے امید ہے کہ ان تاریخ کے اوراق کو آپ ازبر کریں گے اور اس سے استفادہ کریں گے۔

میرے دوستو! آدیکھتے ہیں کہ ۱۷۹۲ء میں سلطان ٹیپو کو شہید کر دیا گیا اور تن تنہا وہ میسور کا مجاہد شہید ہو گیا وہ مجاہد جس نے کہا گیدڑ کی سولہ سالہ زندگی سے شیر کی ایک دن کی زندگی بہتر ہے وہ مجاہد میسو کے قلعے پر شہید ہو گیا اور میر صادق نے غداری کر کے ۹ سو میل مربع زمین الاٹ کرائی۔

میرے دوستو! اب یہاں سے دور رخ پیدا ہوتے ہیں اب میں اپنی معروضات کو سمجھنا چاہتا ہوں ایک رخ انگریز کی حمایت کرنے والا ہے وہ کون سا رخ ہے؟ میر صادق اور ایک انگریز سے ٹکرانے والا ہے وہ کون سا رخ ہے سلطان ٹیپو کا اور اس رخ کی تائید میں فتویٰ دینے والا کون تھا؟ وہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تھے۔

چنانچہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا فتویٰ بنیاد ہے ہندوستان کی جنگ آزادی کی اگر شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا فتویٰ نہ ہوتا تو تحریک آزادی بھی نہ چلتی اگر شاہ

عبدالعزیز محدث دہلوی کا فتویٰ نہ ہوتا تو ریشمی رومال کی تحریک نہ چلتی، ہندوستان چھوڑ دو کی تحریک نہ چلتی، تاریخ ترک موالات کی تحریک نہ چلتی، تحریک خلافت کی تحریک نہ چلتی، بالاکوٹ کی تحریک نہ چلتی۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے فتویٰ کی بنیاد پر انگریز کے خلاف مسلمان قوم کو متحد ہو کر لڑنے کا سبق ملا۔

میرے دوستوں ۱۷۹۲ء میں سلطان ٹیپو شہید ہو گیا اور انگریز نے سمجھا کہ ایک روڑہ جو میرے راستے میں تھا وہ سلطان ٹیپو شہید ہو گیا ہے اور میرا صادق کو ۹ سو مربع میل زمین مل گئی۔

تاریخ شہادت نواب سراج الدولہ

اس کے بعد نواب سراج الدولہ میدان میں آیا اس نے جنگ پلاسی لڑی یہ جنگ پلاسی کل ۲۲ گھنٹے جاری رہی انگریز نے نواب سراج الدولہ کے سپہ سالار میر جعفر اور ایمٹن کو خرید لیا اور نواب سراج الدولہ جو تھا وہ سلطان ٹیپو کی طرح شہید ہو گیا اور میر جعفر اور ایمٹن نے میر صادق کی طرح غداری کی اس ہندوستان کی تاریخ میں، ایک غداری کا گروہ ہے، ایک وفاداروں کا گروہ ہے، ایک انگریز کے دشمنوں کا گروہ ہے، ایک انگریز کے حاشیہ نشینوں کا گروہ ہے اور اس دور میں حاشیہ نشینوں کا دور تھا آج بھی وہ حاشیہ نشین اس ملک میں موجود ہیں اس وقت جو انگریز کے دشمن تھے وہ گروہ بھی آج علماء دیوبند کی شکل میں موجود ہے۔

فرقہ واریت کا موجد کون؟

میرے دوستو! آپ حیران ہوں گے ہندوستان میں آکر کیا ہوا فرقہ واریت کیسے پیدا ہوئی غلام احمد قادیانی کو کس نے پیدا کیا اور فتنے کیسے اٹھے جاگیردار طبقے نے کیا کچھ کیا نو نو سو مربع زمینیں کیسے الاٹ کرائی گئیں۔

امیر ریعت عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو غدار کس نے کہا شیخ العرب والعم حسین احمد مدنیؒ پر کفر کے فتوے کس نے لگائے اور آج فتنوں کی بنیاد کون رکھا ہے کون خانہ کعبہ کے امام کو کافر کہتا ہے یہ ایک داستان ہے کہ جو شروع سے لے کر آخر تک سمجھنے کے قابل ہے اگر آپ اس تمہید کو سمجھ لیں گے آپ کو پورے ہندوستان کے اختلافات سمجھ آ جائیں گے۔

میرے بھائیو! میں کسی پر کفر کے فتوے لگانے کا عادی نہیں ہوں میں کسی کو برا کہنے کا عادی نہیں ہوں آپ تاریخ کے اوراق کو دیکھتے جائیں آپ کو پتہ چل جائے گا کہ فرقہ واریت کہاں سے پیدا ہوئی اور غلط لوگ کہاں سے اٹھے میں کسی کا نام نہیں لینا چاہتا۔

راجہ رنجیت سنگھ کی ستم ظریفیاں

میرے دوستو! اس کے بعد دوزخ ہندوستان کی تاریخ کے ہیں ایک غداروں کا ایک تصویر کا پہلا رخ ایک دوسرا رخ نواب سراج الدولہؒ کے بعد کیا ہوا نواب سراج الدولہؒ کی شہادت کے بعد راجہ رنجیت سنگھ اس پنجاب پر حکمران تھا۔

اس پنجاب پر راجہ رنجیت سنگھ ۱۸۴۰ء میں حکمران بنا۔ پشاور اور صوبہ سرحد بھی اس وقت پنجاب میں شامل تھا راجہ رنجیت سنگھ نے حکومت سنبھالتے ہی مسلمانوں پر ظلم و ستم شروع کر دیا راجہ رنجیت سنگھ نے لاہور کی شاہی مسجد کے صحن میں اصطلیل بنادیا اور مسجد میں گھوڑوں کو کھڑا کرنے لگا اور مسلمان لڑکیوں کو بے آبرو کرنا شروع کر دیا اور اس راجہ رنجیت سنگھ کے مظالم کی داستان۔

میرے بھائیو! جب رائے بریلی میں پنپتی رائے بریلی میں ایک درویش خدا رہتا تھا اس درویش کا نام کیا ہے اس درویش کا نام سید احمد شہیدؒ ہے

شاہ ولی اللہؒ کی صالح اولاد

میرے بھائیو! میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے چار بیٹے تھے، پہلے بیٹے کا نام شاہ عبدالعزیزؒ، دوسرے بیٹے کا نام شاہ عبدالقادرؒ،

تیسرے بیٹے کا نام شاہ رفیع الدین، چوتھے بیٹے کا نام شاہ عبدالغنیؒ یہ چار بیٹے تھے چاروں مفسر قرآن تھے چاروں حدیث کے محدث تھے، چاروں اپنے دور کے قطب تھے۔

میرے دوستو! یہ چار بیٹے تھے پہلے بیٹے شاہ عبدالعزیزؒ کی تاریخ آپ کو معلوم ہو گئی جنہوں نے فتویٰ جہاد جاری کیا تھا اور شاہ عبدالقادرؒ اور شاہ رفیع الدینؒ وہ ہیں جنہوں نے قرآن کا ترجمہ سب سے پہلے ہندوستان میں کیا۔

اور چوتھے بیٹے شاہ عبدالغنیؒ ہیں کہ جن کو یہی سب سے بڑا اعزاز حاصل ہے کہ انکے گھر میں ایک فرزند پیدا ہوا اس فرزند کو آج ہم شاہ اسماعیل شہیدؒ کہتے ہیں۔

میرے دوستو! شاہ اسماعیل شہیدؒ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے حقیقی پوتے ہیں اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے بھتیجے ہیں اور شاہ عبدالغنیؒ کے لڑکے ہیں راجہ رنجیت سنگھ پنجاب پر حکمران ہوا سید احمد شہیدؒ رائے بریلی سے چل کر اور دہلی میں آکر انہوں نے شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ سے علم حاصل کیا علم حاصل کر کے واپس چلے گئے شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے بھتیجے شاہ اسماعیل شہیدؒ سید احمد شہیدؒ کے مرید ہو گئے اور سید احمد شہیدؒ شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے مرید ہو گئے۔

سید احمد شہیدؒ کا اعلان جہاد

میرے دوستو! سید احمد شہیدؒ نے رائے بریلی میں ہندوستان میں دو شہر ہیں، ایک رائے بریلی ہے اور ایک رائے بانس بریلی ہے۔

رائے بریلی سے سید احمد شہیدؒ پیدا ہوئے اور رائے بانس بریلی کی تاریخ کا تو آپ کو پتہ ہوگا آج میں اس موضوع کو یہاں دہرانا نہیں چاہتا۔

میرے دوستو! رائے بریلی سے سید احمدؒ بریلی پیدا ہوئے اور جب ان کو پتہ چلا کہ پنجاب میں راجہ رنجیت سنگھ مسلمانوں پر ظلم و تشدد کر رہا ہے تو سید احمد شہیدؒ نے اعلان کر دیا جہادی دستی میں بھرتی ہونے کا اور اپنے مریدوں کو کہا کہ انگریز کے خلاف جہاد فرض ہو چکا ہے چنانچہ ۵۰ مجاہدوں کو لے کر اور دس ہزار مریدوں کو لے کر سید احمد شہیدؒ رائے بریلی

۱۸۲۶ء میں چلتے ہیں۔

اور اس چلنے سے پہلے سید احمد شہیدؒ نے اپنے شاگرد شاہ اسماعیلؒ کو پنجاب بھی بھیجا تھا جنہوں نے واپس جا کر رپورٹ دی تھی کہ مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہے مسجدوں کو اُصطبل بنادیا گیا ہے۔

میرے دوستو! شاہ اسماعیل شہید واپس گئے تو جاتے ہی سید احمد شہیدؒ نے اعلان جہاد کر دیا یہ قافلہ رائے بریلی سے چلا درہ خیبر سے ہوتا ہوا اور درہ بولان سے ہوتا ہوا ۱۸۲۷ء میں پشاور پر آ کر حملہ کیا اور آپ حیران ہوں گے کہ پشاور کو پہلے حملے میں فتح کر لیا۔

شاہ اسماعیل شہیدؒ کا روحانی فرزند مفتی محمودؒ

اور فتح کرنے کے بعد جب صبح کو شاہ اسماعیلؒ نے پشاور کے چوک میں کھڑے ہو کر اعلان جہاد کیا کہ آج کے بعد پشاور پر امیر المومنین سید احمد شہیدؒ کی حکومت ہے اور آج کے بعد پشاور میں جوا بازی بند ہے آج کے بعد پشاور میں اغواء ڈکیتی بند ہے، آج کے بعد پشاور میں چوری ڈاکہ بند ہے، آج کے بعد پشاور میں سٹہ بازی بند ہے، آج کے بعد پشاور میں افیون و چرس بند ہے اور آج کے بعد پشاور میں شراب خوری بند ہے۔

میرے بھائیو! جب یہ اعلان سید احمد شہیدؒ کے شاگرد شاہ اسماعیل شہیدؒ نے ۱۸۲۷ء میں پشاور میں کیا جس دن شاہ اسماعیل شہیدؒ نے شراب کی بندش کا اعلان کیا وہ یکم مئی اتوار کا دن تھا۔

میرے بھائیو! میں جب تاریخ کے اوراق کھولتا ہوں مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اسی شاہ اسماعیل شہیدؒ کے ایک سو سال کے بعد جب شاہ اسماعیلؒ کا ایک روحانی فرزند مفکر اسلام مفتی محمودؒ اسی پشاور میں برسر اقتدار آتا ہے تو جس دن مفتی محمودؒ نے حلف اٹھایا اور شراب کی بندش کا اعلان کیا وہ دن بھی یکم مئی ۱۹۷۲ء اتوار کا تھا۔

۱۸۲۷ء یکم مئی کو شاہ اسماعیل شہید اسی پشاور میں شراب کی بندش کا اعلان کرتا ہے اور یکم مئی ۱۹۷۲ء اتوار کے بعد اسی پشاور میں مفتی محمودؒ شراب کی بندش کا اعلان کرتا ہے یہ

ایک تاریخ کا اتفاق ہے میرے اکابر کی داستان ایک زندہ جاوید داستان ہے۔

مجاہد کی اذان اور ملاں کی اذان اور

میرے دوستو! ۱۸۲۷ء میں یہ قافلہ وہاں پہنچا اس نے پشاور فتح کر لیا اور اس کے بعد شکیاری فتح کیا، اتمان دہی فتح کیا، چارسدہ فتح کیا، اکوڑہ خٹک فتح کیا۔
اکوڑہ فتح کر کے جب لوگ آگے بڑھے تو سید احمد شہیدؒ کے پاس راجہ رنجیت سنگھ کا ایک قاصد آیا اور اس نے آکر کہا کہ شاہ صاحب جتنا علاقہ آپ نے فتح کر لیا ہے اس پر آپ کی حکومت ہے اب آپ آگے نہ بڑھیں اور پیش قدمی روک دیں تو سید احمد شہیدؒ نے کہا کہ اے رنجیت سنگھ میں ملک گیری اور صدارت کی ہوس کے لئے نہیں آیا میں تیرے بہیمانہ ظلم و ستم سے مسلمان قوم کو نجات دلانے آیا ہوں جب تک تیرا ظلم باقی رہے گا سید احمد کٹ تو سکتا ہے کٹڑے ٹکڑے ہو سکتا ہے اور ایک قدم بھی پیچھے نہیں ہٹ سکتا سید احمد شہیدؒ کا یہ نعرہ تھا۔

چھبیس لاکھ سکھوں نے کلمہ پڑھ لیا

میرے دوستو! سید احمدؒ کوئی معمولی آدمی نہیں تھا ہندوستان کی پوری تاریخ کا آپ مطالعہ کریں میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ جہاں تک میرا مطالعہ ہے ہندوستان میں آج تک شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے بعد اتنا بڑا پیر اور ولی پیدا نہیں ہوا کہ جس کے چالیس لاکھ مرید بنے ہوں اتنا بڑا پیر پیدا نہیں ہوا کہ جس کے ہاتھ پر ۲۶ لاکھ سکھوں نے کلمہ پڑھا ہو۔
اتنا بڑا آدمی پیدا نہیں ہوا جس کے شاگرد شاہ اسماعیل شہیدؒ کی ایک کتاب تقوت الایمان کو پڑھ کر ساڑھے تین لاکھ کافروں نے نبی کا کلمہ پڑھ لیا ہو ایسا آدمی کبھی آپ نے نہیں دیکھا ہوگا۔

سید احمد شہیدؒ کے بارے میں آتا ہے کہ جس جگہ کھڑے ہوتے تھے چاہے دس لاکھ آدمی سامنے ہوتا تھا سید احمدؒ کا چہرہ دیکھ کر توجہ کر لیتا تھا اور سید احمد کے ساتھ چلتا تھا کافر کلمہ پڑھتے تھے اور زانی اور شرابی تو بہ کرتے تھے لوگ سید کے چہرے کو دیکھ کر ایمان لے

آتے تھے، وہ اتنا درویش انسان تھا، وہ اتنا ولی اللہ انسان تھا، وہ اتنا قطب وقت انسان تھا۔ اور جب شاہ عبدالعزیزؒ کی شاگردی کا دور تھا اور سید احمد شہیدؒ کتابیں پڑھا کرتے تھے ایک دن کتاب کھولی تو حروف نظر نہیں آئے سید احمد شہیدؒ نے کہا استاد جی میری کتاب کے حروف نظر نہیں آتے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھے کتابوں کے علم سے بے نیاز کر کے عرش سے اپنی طرف سے تجھے علم عطا کرے گا اور تجھے کتابوں کے علم سے بے نیاز کر دے گا اور اسے علم لادینی کہا جاتا ہے جو سید احمد شہیدؒ کو اللہ نے عطا فرمایا تھا۔

بالاکوٹ کی پہاڑیوں پر

میرے دوستو! یہ کوئی معمولی آدمی نہیں تھا سید احمد شہیدؒ نے اس پیشکش کو ٹھکرا دیا اور پھر اس کے بعد یہ قافلہ آگے بڑھتا رہا چنانچہ کئی سال گزر گئے کسی علاقے میں چھ ماہ قیام ہونا کسی بستی میں ایک ماہ قیام ہوتا۔

اسی طرح گزرتے گزرتے یہ قافلہ ۱۸۳۱ء یکم مئی کو یہ قافلہ بالاکوٹ کی پہاڑیوں پر پہنچا بالاکوٹ پاکستان میں ہے ہندوستان میں نہیں ہے اور آپ بھی جا کر دیکھ سکتے ہیں یہی وہ پہاڑیاں ہیں جن پہاڑیوں سے آج سے کئی سو سال پہلے بدر واحد کی یاد تازہ ہوئی تھی اور ان پہاڑیوں پر شہداء کا خون گرا تھا۔

آج پاکستان میں ایک طبقہ ایسا ہے کہ جو اتنا اتنا مراد طبقہ ہے میں حیران ہوتا ہوں اس ملک کی بد قسمتی دیکھئے یہاں ایسے لوگ بھی بستے ہیں کہ جو سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں اور ان کو گستاخ کہتے ہیں اور ان کو سکھوں کا ایجنٹ کہتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ آدمی بات کرتا ہوا سوچ تو لیتا ہے لیکن یہاں تو سوچ کا مادہ ہی ختم ہو گیا ہے سید احمد شہیدؒ سکھوں سے لڑائی کر رہے ہیں اور لڑائی کرتے کرتے بچ کر واپس نہیں آگئے کوئی مریع الاٹ کرا کر واپس نہیں بٹے بلکہ لڑتے لڑتے وہیں شہید ہو گئے ان کی گردن تو کٹ گئی مگر میدان نہیں چھوڑا ان کا مزار آج بھی بالاکوٹ کے بازار میں بنا ہوا ہے۔

ان کے شاگرد شاہ اسماعیل شہیدؒ کا مزار اسی بالاکوٹ کے بازار سے ایک میل

کے فاصلے پر پہاڑی کے اوپر اور نیچے سے دریا بہتا ہے اور ادھر شاہ اسماعیل شہیدؒ کی گردن دفن ہے، کہیں دھڑ دفن ہے، کہیں ایک ٹکڑا دفن ہے، کہیں دوسرا ٹکڑا دفن ہے۔

جبکہ غدار ٹکڑے نہیں کرایا کرتے ایجنٹ جو ہوتے ہیں وہ تونچ کرا جاتے ہیں وہ تو جاگیریں لے لیتے ہیں اور وہ اپنے ٹکڑے پہاڑوں پر نہیں بکھیرا کرتے۔

سید احمد شہیدؒ کوئی معمولی آدمی تھا بالا کوٹ کی پہاڑیوں پر یہ لوگ یکم مئی ۱۸۳۱ء کو پانچ رات کو پڑاؤ ڈالا اور اس علاقے کی ایک قوم نے غداری کی اور رنجیت سنگھ کی فوجوں کو مخبری کی اور انہوں نے پہاڑ کے عقب میں شب خون مارا۔

اور پانچ مئی کے دن سید احمد شہیدؒ اپنی عبادت گاہ مین سجدے میں موجود تھے اور تہجد کے وقت سجدے کی حالت میں سید احمدؒ کی گردن کاٹ دی گئی اور اسی دن شاہ اسماعیل شہیدؒ میدان میں لٹکے چار دن تک شاہ اسماعیل شہیدؒ لٹائی کرتے رہے۔

شاہ اسماعیل شہیدؒ کی عجیب کرامت

اور اس شاہ اسماعیل شہیدؒ کو گستاخ رسول ﷺ کہنے والو عقل کے ناخن لو اتار بڑا عاشق رسول ﷺ کوئی پیدا ہوا ہوگا اس کے سامنے ایک سکھ نے حضور ﷺ کو گالی دی۔ میرے بھائیو! شاہ اسماعیل شہیدؒ نے اس سکھ سے کہا خدا کی قسم اس وقت نہیں مروں گا جب تک تیری گردن نہ اڑا دوں شاہ اسماعیل شہیدؒ نے قسم کھالی اور حدیث میں آتا ہے اذا اشترک اکفر مدفوع بابواب لا اقسام باللہ یسراء حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ ایسے درویش انسان میری امت میں ہوں گے کہ اللہ کی اگر وہ قسم کھالیں اللہ ان کی قسم کو پورا کر دیتا ہے اگر وہ کہہ دیتے ہیں کہ صبح بارش ہوگی خدا ان کی قسم کو پورا کرنے کے لئے بارش ڈال دیتے ہیں۔

میرے دوستو! یہ شاہ اسماعیل شہیدؒ وہی درویش خدا تھا کہ جس نے قسم کھائی کہ میں نہیں مروں گا جب تک تیرے ٹکڑے نہ کر لوں یہ بات کہی ہے تو پیچھے سے ایک دشمن رسول ﷺ نے شاہ اسماعیلؒ کی گردن پر تلوار ماری ہے شاہ اسماعیلؒ کی گردن کٹ کر زمین پر گر پڑی اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کے ہاتھوں میں تلوار ہے۔

چونکہ قسم کھا چکے ہیں کہ میں بعد میں گردوں کا پہلے تجھے گراؤں گا گردن کٹنے کے باوجود شاہ اسماعیل کی کرامت ہے کہ اس دشمن رسول ﷺ کے پیچھے بھاگتے ہیں ایک فرلانگ کے فاصلے پر شاہ اسماعیل شہید نے اس دشمن کے جسم اور گردن پر وہ خنجر پیوست کر دیا اور میرے شاہ اسماعیل شہید خود گر گئے۔

میرے دوستو! دشمن رسول ﷺ کو قتل کر کے شاہ اسماعیل شہیدؒ اوپر گر گئے اتنا بڑا عاشق رسول ﷺ کون ہوگا؟

شاہ اسماعیلؒ کی کتابیں اٹھا کر دیکھو منصب امامت پر ہوا شاہ اسماعیل شہید کی کتاب تقویۃ الایمان کا مطالعہ کرو آپ کے ایمان کو تازگی ملے گی بدعات سے نفرت پیدا ہو گی شرک سے دوری ہوگی۔

شاہ اسماعیل شہیدؒ گو گستاخ رسول کہنے والو ان کے نعتیہ کلام مسلک نور کا مطالعہ کرو خدا کی قسم ایک ایک شعر ایسا ہے کہ انسان سر دھنتا ہے اور ان کے عشق رسول ﷺ پر وجد آتا ہے۔

میرے بھائیو! وہ بڑے لوگ تھے چنانچہ بالا کوٹ کی پہاڑیوں پر سید احمد شہیدؒ پانچ مئی کو شہید ہوئے اور شاہ اسماعیل شہیدؒ ۹ مئی کو شہید ہوئے انہی بالا کوٹ کی پہاڑیوں پر ۲۵۰ شاہ اسماعیلؒ کے فوجی شہید ہوئے اور تقریباً ۱۰۰ کے قریب باقی لوگ جو بچ گئے تھے وہ واپس آ گئے اور ان بچے ہوئے لوگوں میں مولانا یحییٰ علیؒ تھے، مولانا مملوک علیؒ تھے، مولانا ولایت علیؒ تھے، مولانا محمد جعفر تھانویؒ تھے۔

۱۸۳۱ء یکم مئی سے لے کر ۱۰ مئی تک بالا کوٹ کی پہاڑیوں پر یہ واقعہ پیش آیا اور آج بھی ان پہاڑیوں کو اگر گور سے دکھا جائے اور تصور کیا جائے تو ان پہاڑوں سے شہداء بالا کوٹ کو ابلتا ہوا خون نظر آتا ہے اور بالا کوٹ کی اس تحریک کو تحریک بالا کوٹ کہتے ہیں اور انہی مجاہدوں کو شہداء بالا کوٹ کہا جاتا ہے۔

کیا ہم غازیان بدر سے کم ہیں

میرے دوستو! پھر اس کیب عد ۱۸۳۱ء یکم مئی سے لے کر دس مئی تک پہاڑوں پر

یہ مجاہدوں کا قافلہ شہید ہو گیا اور اس کے بعد ۱۸۳۱ء دس مئی کے بعد یہ لوگ بچ کر واپس آ گئے ۱۸۳۱ء کے بعد ہندوستان پر انگریزوں کی حکومت مستحکم ہو رہی تھی چنانچہ علماء نے کئی میٹنگیں کیں علماء نے کئی علاقے کے لوگوں کو اکٹھا کیا کہ انگریز کے خلاف فیصلہ کن لڑائی لڑی جائے یہ کرتے کرتے کئی سالوں کا عرصہ گزر گیا آخر ۱۹۵۶ء میں دہلی کے جید مقامی علماء کی میٹنگ ہوئی اس میٹنگ میں مولانا ولایت علیؒ، حافظ محمود حسن شہیدؒ، مولانا جعفر تھانیسریؒ، مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر کی، یہ سارے لوگ اس میٹنگ میں شریک ہوئے۔

مولانا قاسم نانوتویؒ نے فرمایا کہ تمہیں پتہ نہیں ہے انگریز ہمارے سر پر کھڑا ہے انگریز نے پورے ہندوستان میں اپنی حکومت کا جال بچھا دیا ہے لہذا تم فیصلہ کن لڑائی کے لئے تیار ہو جاؤ یا تو کٹ جائیں گے یا پھر انگریز کا مقابلہ کریں گے اور انگریز کو یہاں رہنے نہیں دیں گے۔

مولانا نانوتویؒ نے یہ بات فرمائی تو ایک آدمی اٹھ کر کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ حضرت ہماری تعداد تو بہت تھوڑی ہے اور ہمارے وسائل بھی بہت تھوڑے ہیں تو حضرت نانوتویؒ نے تاریخی بات فرمائی کہ کیا ہماری تعداد غازیان بدر سے بھی کم ہے، یہ بات کہنے کی دیر تھی کہ لوگوں میں جذبہ پیدا ہو گیا اور مولانا نانوتویؒ کی اس بات پر جنگ یا آزادی کا فیصلہ کر لیا گیا۔

جنگ آزادی کی ابتداء

میرے دوستو! اور آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ ہندوستان کی تاریخ میں سب سے بڑی دلائیاں ہیں ایک ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی اور ایک تحریک ریشمی رومال تحریک ریشمی رومال کی بنیاد بھی مولانا نانوتویؒ کے شاگرد مولانا شیخ الہند محمود حسنؒ نے رکھی اور جنگ آزادی کی بنیاد بھی حاجی امداد اللہ کے شاگرد مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے رکھی۔

میرے دوستو! یہ انگریز کے خلاف جو فیصلہ کن لڑائی لڑی گئی جس کے بعد ۴ ہزار علماء

کو پھانسی کے تختے پر لٹکایا گیا جن کی تاریخ ابھی میں آپ کے سامنے بیان کرنے لگا ہوں۔
میرے دوستو! ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کو آج پاکستان کا ایک طبقہ جس کو انگریزی ذریت کا ساتھ ہر وقت ساتھ رہتا ہے وہ کہتا ہے کہ یہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی نہیں تھی یہ عذر تھا ہماری کئی کتابوں میں عذر کا نام دیا جاتا ہے عذر وہ لوگ نام دیتے ہیں آج بھی جو انگریزوں کی ذہنیت رکھتے ہیں علماء اپنی آزادی کے لئے لڑائی کریں تو یہ عذر کیسے ہو سکتا ہے یہ تو تحریک آزادی تھی جس کے سرخیل حاجی امداد اللہ مہاجر کی اور مولانا محمد قاسم نانوتوی تھے۔

جنگ آزادی کے دو جرنیل

میرے دوستو! ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی ہوئی تو دو محاذ بنائے گئے ایک محاذ اہمالہ پر جس کی قیادت مولانا جعفر تھا عسری کے پاس تھی اور ایک قافلہ شامی کے محاذ پر تھا اس قافلہ کی قیادت مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر کی کے پاس تھی۔

میرے دوستو! آپ حیران ہوں گے کہ علماء نے لڑائی لڑی منجیک استعمال ہوئی اس جنگ میں سامان کی کمی کی وجہ سے اور چند لوگوں کی غداری کی وجہ سے یہ واضح بات ہے کہ ۱۸۵۷ء کی عالمگیر اس جنگ آزادی میں علماء کو فتح نہیں ہو سکی وہ نتائج برآمد نہیں ہوئے اگر نتائج برآمد نہیں ہوئے اور فتح بھی تو نہیں ہوئی لیکن آزادی کا جذبہ جو اندر ہی اندر چل رہا تھا آزادی کی چنگاڑی جو سلگ رہی تھی وہ سلگتی رہی اور جذبہ بیدار رہا اور ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی ختم ہو گئی۔

جذبہ جہاد کو ختم کر دو

انگریز نے وائسرائے برطانیہ نے ہندوستان کے اپنے وزراء سے اور مشیروں سے رپورٹ طلب کی کہ بتاؤ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد تمہاری حکومت ہندوستان میں کیسے قائم رہ سکتی ہے جس کا نام سب سے بڑا ڈاکٹر تھا ڈاکٹر ولیم حیدر ہندوستان کا ایک

بہت بڑا سیاست دان اسے کہا جاتا تھا اس نے دائرے برطانیہ کو جو رپورٹ بھیجی اس رپورٹ کے الفاظ آپ کو بتاتا ہوں اس نے لکھا ہے کہ ہندوستان کے لوگ جس میں مسلمان بہت زیادہ بیدار ہیں اور جنگ آزادی صرف مسلمانوں نے لڑی ہے اور مسلمانوں کے دلوں میں جب تک جذبہ جہاد موجود ہے اس وقت تک ہم مسلمانوں پر حکومت نہیں کر سکتے اس لئے جذبہ جہاد کو ختم کرنا ضروری ہے اور جذبہ جہاد سے پہلے ایک اور چیز کو ختم کرنا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ہندوستان سے علماء کو ختم کر دیا جائے اور قرآن کو ختم کر دیا جائے۔

چنانچہ ۱۸۶۱ء میں ہندوستان میں ساڑھے تین لاکھ قرآن کریم کے نسخے انگریزوں نے جلائے اور پھر اس کے بعد علماء کو ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

انگریزوں کی کہانی مورخ انگریزوں کی زبانی

چنانچہ انگریز مورخ مسٹر ڈامسن اپنی یادداشتات میں لکھتا ہے کہ ۱۸۶۳ء سے لے کر ۱۸۶۷ء تک انگریزوں نے علماء کو ختم کرنے کا فیصلہ کیا اور یہ تین سال ہندوستان کی تاریخ کے بڑے المناک سال ہیں ان تین سالوں میں ۱۶ ہزار علماء کو انگریزوں نے پھانسی کے تختے لٹکایا۔

ڈامسن کہتا ہے کہ دہلی سے چاندنی چوک سے لیکر خیبر تک کوئی درخت ایسا نہ تھا جن درختوں پر علماء کی گردنیں نہ لگتی ہوں۔

ڈامسن کہتا ہے علماء کو سوروں کی کھالوں میں بند کر کے جلتے ہوئے تندوروں میں ڈالا گیا۔

ڈامسن کہتا ہے کہ علماء کے جسموں کو تانبے سے داغا گیا ڈامسن کہتا ہے کہ علماء کو ہاتھوں پر کھڑا کر کے درختوں پر باندھ کر ہاتھوں کو نیچے سے جلا دیا گیا۔

ڈامسن کہتا ہے کہ اس لاہور کی شاہی مسجد کے صحن میں انگریزوں نے پھانسی کا بندھا بنایا تھا اور ایک ایک دن میں ۸۰،۸۰ علماء کو پھانسی دی جاتی تھی۔

ڈامسن کہتا ہے کہ لاہور کے دریائے راوی میں ۸۰،۸۰ علماء کو بوریوں میں بند کر

کے ڈالا جاتا تھا اور اوپر سے گولیوں کا نشانہ بنا دیا جاتا تھا۔

ٹامسن کہتا ہے کہ میں اپنے خیمے میں دہلی میں گیا تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ مجھے محسوس ہوا کہ مردار کی بدبو ہے اور میں اپنے خیمے سے پیچھے چلا گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آگ کے انگارے مچ (بھکھ) رہے ہیں اور ان انگاروں کے اوپر چالیس ۴۰ علماء کو کپڑے اتار کر ان انگاروں پر ڈالا گیا ہے۔

ٹامسن کہتا ہے کہ میرے دیکھتے ہی دیکھتے ۴۰ اور علماء کو لایا گیا اور میرے سامنے ان علماء کے کپڑے اتارے گئے اور انگریز نے کہا کہ اومولو پو جس طرح ان چالیس ۴۰ علماء کو آگ پر لگایا گیا تمہیں بھی پکا دیا جائے گا۔

لہذا تم صرف یہ کہہ دو کہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں ہم شریک نہیں تھے تو ابھی چھوڑ دیتے ہیں۔

ٹامسن کہتا ہے کہ مجھے پیدا کرنے والے کی قسم ہے میں نے دیکھا کہ کئی عالم پہلے بھی آگ پر پک گئے اور یہ دوسرے چالیس ۴۰ علماء بھی آگ پر پک گئے لیکن ایک بھی عالم ایسا نہ تھا جس نے انگریز کے سامنے گردن جھکائی ہو۔

آج پاکستان کا کوئی ٹھیکیدار بنتا ہے کہ فلاں کی کوشش سے پاکستان بن گیا میں سمجھتا ہوں کہ کوششیں موجود ہیں ان کوششوں کو ہم جانتے ہیں لیکن میں لوگوں سے پوچھتا جن کو آج اپنے اسلاف کی تاریخ کا پتہ نہیں ہے۔

میرے بھائیو! بتاؤ پاکستان بنانے میں اگر ان لوگوں کا ذکر آتا ہے جن کا تم ذکر کرتے ہو تو یہ جو ۱۶ ہزار علماء پھانسی کے تختے پر چڑھے ان کی قربانیاں کہاں چلی جائیں گی یہ کس لئے شہید ہوئے ہیں انہوں نے گردنیں کس لئے کٹائیں ہیں۔

فرمان رسول ﷺ پر موت بھی قبول ہے

کیا پاکستان بنانے میں ان علماء کی قربانیوں کا کوئی دخل نہیں؟ کیا احمد اللہ شاہ مدارس کی کوئی تاریخ نہیں ہے کہ جس کو جھکڑیاں پہنا کر ایک گورے کے سامنے پیش کیا گیا

تو وہ گورا اٹھ کر رونے لگا اور اس نے کہا شاہ صاحب آپ تو میرے استاد ہیں۔
میں نے تو مدارس میں آپ سے عربی کی کتاب پڑھی ہے جبکہ آپ کو گولی کا حکم
ہے آپ کے وارنٹ ہیں اگر آپ ایک دفعہ کہہ دیں کہ میں ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں
نہیں تھا تو آپ کو ابھی چھوڑ دیتا ہوں۔

مولانا احمد اللہ شاہؒ نے بڑا عجیب جواب دیا اور میرے شاگرد انگریز میں ج ان کو
پچانے کے لئے رسول اللہ ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا۔

میرے بھائیو! یہ بڑے لوگ تھے تب ہی تو کسی نے کہا ہے کہ
یہ حرف تمنا سے یہ زبان کی دوریاں
سختیاں، دشواریاں، پابندیاں، مجبوریوں
یاد ہے ایام جفا آخر بھلائیں تو بھلائیں کس طرح
دل فرنگی سے لگائیں تو لگائیں کس طرح

یعنی

کس طرح ان کے ذہن اپنائیں، کس طرح ان کی ذریت کو اپنائیں، کس طرح
ان لوگوں سے دل لگائیں، کس طرح ان کی باتوں کو تسلیم کیا جائے۔

کوٹ لکھپت جیل کے قیدی

میرے دوستو! ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں مولانا جعفر تھانیسری کو پھانسی کا حکم
ہوا اور مولانا یحییٰ علی کی داڑھی کے بال کاٹے گئے جب پھانسی کا حکم ہوا تو ان کو انبالہ کی جیل
سے لاہور لایا گیا اور کوٹ لکھپت جیل لاہور میں کس حال میں لایا گیا مولانا جعفر تھانیسری
تاریخ کالا پانی میں لکھتے ہیں کہ ہمارے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں، ہمارے پاؤں میں بیڑیاں،
ہمارے جسم پر جو گیانہ لباس اور ہماری کمر پر لوہے کی سلاخیں۔

جب انبالہ سے لاہور کوٹ لکھپت جیل تک پیدل لایا گیا تو کوٹ لکھپت جیل
میں داخل ہوتے ہی جیل کا سپرنٹنڈنٹ کہنے لگا کہ یہ ملاں اس طرح باز نہیں آئیں گے بلکہ

ان کو لوہے کے پنجروں میں ڈال دیا جائے۔

مولانا تھامیری کہتے ہیں کہ ہم تینوں علماء کے لئے انگریز نے لوہے کے الگ الگ پنجرے بنائے جبکہ ہمارے ہاتھوں سے لہو بہتا تھا، پہمارے پاؤں سے لہو بہتا تھا اور ہمیں لوہے کے پنجروں میں ڈالا گیا اور ان پنجروں کے اندر لوہے کی چونچ دار سلاخیں لگائی گئیں ہم آسرا نہیں لگا سکتے تھے ہم بیٹھ نہیں سکتے تھے اور ان پنجریوں کو تہہ خانے میں رکھا گیا اور پھر انہیں پنجریوں کو مال گاڑی کے ڈبوں میں ڈال دیا گیا اور کہا کہ ملتان کی ڈسٹرکٹ جیل میں ان علماء کو پھانسی دی جائے گی۔

مولانا تھامیری فرماتے ہیں کہ ہمیں مال گاڑی کے ڈبے میں ڈال دیا گیا اور وہ ڈبہ ملتان بھیجا گیا اور تین مہینے میں وہ ڈبہ لاہور سے ملتان پہنچا کہیں مہینہ ٹھہرتا ہے کہیں دس دن ٹھہرتا ہے سخت دھوپ کا موسم تھا سخت گرمی کا سماں تھا جبکہ ہماری آنکھوں پر پٹیاں باندھ کر ملتان کے اسٹیشن سے ہمیں ڈسٹرکٹ جیل لایا گیا۔

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن

مولانا تھامیری کہتے ہیں کہ ہمیں شام کو بتایا گیا کہ صبح کو تمہیں پھانسی ہو جائے گی ہم نے رات بڑی خوشی مائی صبح کا وقت ہوا گورا ہمارے کمرے میں آیا اور اس نے کہا کہ او مولو یو تمہیں کیا ہو گیا جبکہ تمہیں تو پھانسی کا حکم ہو گیا اور تم خوشیاں منا رہے ہو مولانا تھامیری نے بڑی عجیب بات کہی فرمایا ہم اس لئے خوشی مناتے ہیں کہ ہم بڑے گناہ گار لوگ ہیں ہم سمجھتے تھے کہ اگر بستر پر موت آئی تو شاید ہمارے گناہوں کی بخشش نہ ہو سکے اب تو شہادت کی موت ہوگی ادھر تم پھانسی دو گے ادھر ہم رسول اللہ ﷺ کے حوض کوثر پر پہنچ جائیں گے۔

انگریز گورے نے کہا مولو یو جس موت سے تم خوش ہوتے ہو تمہیں وہ موت بھی نہیں دی جاسکتی اس نے کہا کہ تمہیں ۱۶، ۱۶ سال کی کالے پانی کی سزا دی جاتی ہے۔

مولانا تھامیری نے اس موقع پر کالا پانی میں بڑا عجیب شعر لکھا ہے مولانا فرماتے ہیں کہ جب میرا پھانسی کا حکم بدل گیا تو بے ساختہ میری زبان پر آیا کہ

مستحق دار کو حکم نظر بندی ملا
 کیا کہوں کیسے رہائی ہوتے ہوتے رہ گئی
 اگر پھانسی ہو جاتی تو رہائی ہو جاتی انہوں نے پھانسی کی موت کو رہائی سے تعبیر کیا۔
 کیا کہوں کیسے رہائی ہوتے ہوتے رہ گئی
 وہ لوگ بڑے عجیب تھے۔

اب ملاقات حوض کوثر پر ہوگی

مولانا تھامسیری کو جب کالا پانی سے لے جایا جانے لگا تو ان کے بچوں کو آخری ملاقات کے لئے بلایا گیا مولانا فرماتے ہیں کہ میرا آٹھ سال کا چھوٹا سا بچہ جیل کی سلاخوں میں جب میرے سامنے آیا اور میرے ہاتھوں میں جھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں دیکھ کر میرا بچہ زار و قطار رونے لگا میری بیوی بھی رونے لگی، میرے بھائیو! مولانا تھامسیری نے اس موقع پر بڑی عجیب بات کہی میں نے کہا کہ بچے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے اگر تیرے باپ کی زندگی خدا نے بچالی تو واپس آئے گا اگر نہ بچائی تو حوض کوثر پر ملاقات کر لوں گا۔

ایک ہزار مدارس ویران اور دارالعلوم کا قیام

میرے دوستو! یہ لوگ بڑے عجیب تھے ان لوگوں کی بڑی قربانیاں تھیں ۱۸۶۷ء تک ان علماء نے قربانیاں دیں ۱۸۶۳ء سے لے کر ۱۸۶۷ء تک پورے ہندوستان میں علماء کو انگریزوں نے ختم کر دیا واقعہ علماء ہندوستان میں موجود نہیں تھے ہندوستان میں ۱۸۶۷ء میں کوئی دینی مدرسہ نہیں تھا آپ حیران ہوں گے ۱۶۰۱ء میں جب انگریز آیا تھا تو ایک ہزار مدرسہ دہلی کے شہر میں تھا۔ لیکن ۱۸۶۷ء میں ایک مدرسہ بھی پورے ہندوستان میں باقی نہیں تھا، انگریزوں نے مدرسہ رحیمہ شاہ ولی اللہ کے مدرسے پر بلندوزر پھیرا دیئے شاہ ولی اللہ کے مدرسے کو ختم کر دیا بڑے بڑے مکاتب کو ختم کر دیا تو جب ۱۸۶۷ء میں کوئی مدرسہ باقی نہ رہا علماء ختم ہونے لگے تو حضور ﷺ نے خواب میں مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کو فرمایا کہ دین کو باقی رکھنے کیلئے ایک دینی مدرسے کی بنیاد رکھو۔

مولانا نانوتویؒ نے حضور ﷺ کی بشارت پر یعنی ۳۰ مئی ۱۸۶۷ء مطابق ۱۵ محرم الحرام کو حضور ﷺ کی بشارت پر دیوبند کی بستی میں انار کے درخت کے نیچے ایک دینی مدرسے کی بنیاد رکھی اسی مدرسے کو دارالعلوم دیوبند کہتے ہیں اسی سے پڑھنے والوں کو علماء دیوبند کہتے ہیں۔

میرے دوستو! اس مدرسے کی بنیاد کیوں رکھی، تاکہ انگریز کا مقابلہ کیا جائے اس مدرسے کی بنیاد کیوں رکھی تاکہ انگریزی تمدن کو ختم کیا جائے اس مدرسے کی بنیاد کیوں رکھی تاکہ مسلمان قوم اپنی تہذیبی ورثہ سے ہمکنار ہو سکے۔

دارالعلوم دیوبند ایک تحریک ایک کردار

میرے دوستو! مولانا مملوک علیؒ کے دو شاگرد تھے ایک مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور سرسید احمد خانؒ یہ دونوں مولانا مملوک علیؒ کے شاگرد تھے مولانا مملوک علیؒ کے شاگرد مولانا محمد قاسم نے دارالعلوم دیوبند بنایا اور مولانا مملوک علیؒ کے دوسرے شاگرد سرسید نے علی گڑھ کی یونیورسٹی بنائی۔

لیکن جب ہم تاریخ کی روشنی میں دیکھتے ہیں ہم مطالعہ کرتے ہیں کہ ہندوستان میں یہ دو تحریکیں تھیں ایک تحریک دیوبند تھی اور علی گڑھ یونیورسٹی کی تحریک تھی جب میں پورے ۱۵۰ سال کی تاریخ کا تجزیہ کرتا ہوں تو مجھے نظر آتا ہے کہ دیوبند ایک ایسی اسلام کی یونیورسٹی بن گئی ہے کہ جس نے مفکر پیدا کئے، مجاہد پیدا کئے، امام پیدا کئے، مجتہد پیدا کئے اور جس نے الیاس دہلویؒ جیسا مبلغ پیدا کیا، جس نے مفکر پیدا کر کے دنیا کو حیران کر دیا، جس نے انور شاہ کشمیریؒ جیسا محدث پیدا کیا، جس نے انگریز سے ٹکرانے والے مجاہد پیدا کئے، جس نے انگریزی سامراج کے مخالف پیدا کئے جس نے حضرت تھانویؒ جیسا حکیم الامت پیدا کیا، جس نے مفتی کفایت اللہ جیسا مفتی اعظم ہند پیدا کیا۔

اور مولانا محمد علی جوہر جیسے بڑے بڑے علماء کو دارالعلوم دیوبند کے مدرسے نے پیدا کر کے پورے برصغیر میں کہیں مدارس پھیلا دیئے، کہیں مساجد پھیلا دیں، کہیں تفاسیر

پھیلا دیں، کہیں احادیث پھیلا دیں، کہیں شروحات پھیلا دیں اور کہیں تفسیر کی کتب پھیلا دیں، کہیں حدیث کی کتب پھیلا دیں، کہیں تاریخ کی کتب پھیلا دیں۔

پوری دنیا میں دارالعلوم دیوبند نے اسلام کی تہذیب و تمدن کو عام کر دیا اور جب مقابلے میں ہم علی گڑھ کو دیکھتے ہیں تو علی گڑھ نے مفکر کون سا پیدا کیا، علی گڑھ نے تو سر پیدا کئے، علی گڑھ نے تو کلرک پیدا کئے، علی گڑھ نے انگریز کی سلامتی والے پیدا کئے۔ اور علی گڑھ نے تو شمس العلماء کے لقب لینے والے پیدا کئے۔

چنانچہ علی گڑھ کا رخ بدلنے کے لئے پھر شیخ الہند محمود حسن کو ۱۹۲۰ء میں جا کر خطبہ دینا پڑا جب شیخ الہند نے علی گڑھ یونیورسٹی میں یونیورسٹی کے طلباء کو خطبہ دیا اور یونیورسٹی کے مسلم نوجوانو! تم کدھر چلے گئے ہو تم انگریز کے حاشیہ نشین بنتے جا رہے ہو میں تو تمہارے دروازے پر آیا ہوں آؤ مل کر محمد بن قاسم کا جذبہ پیدا کریں اور انگریز سے ٹکرا جائیں اس تقریر کو سن کر پھر وہاں سے پھر شبلیؒ پیدا ہوا، شوکت علیؒ پیدا ہوا، حسرت موہانیؒ پیدا ہوا، مولانا محمد علی جوہرؒ پیدا ہوا، پھر بڑے بڑے امام پیدا ہوئے۔

میرے دوستو! دیوبند کا مدرسہ ایسا مدرسہ ہے کہ جس نے برصغیر کے مسلمانوں کے مذہب اور اسلام، آبرو اور عزت کو، عفت اور عصمت کو، تہذیب اور تمدن کو، صحافت اور تہذیب کو، دیانت اور امانت کو، سیاست اور قیامت کو، خطابت اور امامت کو، عبادت اور ریاضت کو، صداقت اور شرافت کو اور معیشت کو باقی رکھنے میں سب سے بڑا کردار ادا کیا ہے۔

شورش کشمیری کی بات

میرے دوستو! یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے آپ ذرا تاریخ کے تجزیے میں دیکھئے مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اللہ اس کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے آمین! میرے بھائیو! وہ مولانا محمد قاسمؒ جس کے بارے میں شورش کہہ گیا ہے کہ شافع کون و مکاں کی راہ دکھلاتا رہا

شمرہاں شرک کو توحید سکھاتا رہا
پرچم اسلام ابر درخشاں کے روپ میں
بت کدوں کی چار دیواری پہ لہراتا رہا
اس زمین میں عصر حاضر کا فقیہ بے مثال
سنت خیر الوریٰ کے زمزمے گاتا رہا

یہ لوگ تھے ہمارے اکابر یہ ہے ہماری زندہ جاوید داستان اور ہمیں اس داستان

پر فخر ہے۔

دیوبند سے گنبد خضریٰ تک

میرے دوستو! آج لوگ کہتے ہیں کہ یہ دیوبند کا مدرسہ تو کل بنا ہے، ہم تو شروع سے آئے ہیں لیکن آپ کو میں نے بتا دیا کہ دیوبند کا مدرسہ کیوں بنا یہ تو مدرسے کی بات ہے جبکہ مدرسے سے نصب نہیں چلا کر تائب تو محمد رسول اللہ ﷺ سے چلتا ہے اور ہمیں فخر ہے کہ ہمارا روحانی تعلق نبی ﷺ کے ساتھ ہے اور ہمارا علمی تعلق بھی نبی ﷺ کے ساتھ ہے چنانچہ ہمارے شیخ حجت الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے علم حاصل کیا ہے، شاہ عبدالغنیؒ نے

شاہ عبدالغنیؒ سے، شاہ اسحاقؒ سے،

شاہ اسحاقؒ نے، شاہ عبدالعزیزؒ سے،

شاہ عبدالعزیزؒ نے شاہ ولی اللہؒ سے،

شاہ ولی اللہؒ نے شیخ ابوطاہر مدنیؒ سے،

شیخ ابوطاہر مدنیؒ نے علامہ محمد احمد مجاہدؒ سے،

علامہ محمد احمد مجاہدؒ نے شیخ حسام الدینؒ صاحب کنز العمالؒ سے،

شیخ حسام الدینؒ نے شیخ ربیع الدینؒ سے،

شیخ ربیع الدینؒ نے امام عیسیٰؒ ترمذیؒ سے،

امام عیسیٰؒ ترمذیؒ نے امام بخاریؒ سے،

امام بخاریؒ نے حضرت حمادؒ سے،
 حضرت حمادؒ نے عبد اللہ ابن مبارکؒ سے،
 عبد اللہ ابن مبارکؒ نے امام اعظم امام ابو حنیفہؒ سے،
 امام ابو حنیفہؒ نے سیدنا انس ابن مالکؒ سے،
 سیدنا انس ابن مالکؒ نے سیدنا عبد اللہ ابن مسعودؒ سے،
 سیدنا عبد اللہ ابن مسعودؒ نے سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ سے۔
 میرے بھائیو! ہمارا سلسلہ نسب رسول اللہ ﷺ تک پہنچا ہے اور ہمیں اس پر فخر
 ہے یہ تو علم کی بات ہے۔

پیر امداد اللہ سے پیر اسد اللہ تک

رشید احمد گنگوہیؒ نے ولایت سیکھی،
 امداد اللہ مہاجر کیؒ سے، امداد اللہ مہاجر کیؒ نے ولایت سیکھی میاں جی نور محمدؒ سے،
 میاں جی نور محمدؒ نے ولایت سیکھی شیخ عبدالباریؒ سے،
 شیخ عبدالباریؒ نے ولایت سیکھی شیخ عبدالرحیمؒ سے،
 شیخ عبدالرحیمؒ نے ولایت سیکھی شیخ عبدالہادیؒ سے،
 شیخ عبدالہادیؒ نے ولایت سیکھی شیخ مظہر الدینؒ سے،
 شیخ مظہر الدینؒ نے ولایت سیکھی شیخ عبدالقدوسؒ سے،
 شیخ عبدالقدوسؒ نے ولایت سیکھی شیخ عبدالحقؒ سے،
 شیخ عبدالحقؒ نے ولایت سیکھی جلال الدین تھانیؒ سے،
 جلال الدینؒ نے ولایت سیکھی علاؤ الدین صابر کلیریؒ سے،
 علاؤ الدین صابر کلیریؒ نے ولایت سیکھی فرید الدین گنج شکرؒ سے،
 فرید الدین گنج شکرؒ نے ولایت سیکھی خواجہ علی ہجویریؒ سے،
 خواجہ علی ہجویریؒ نے ولایت سیکھی خواجہ مودود چشتیؒ سے،

خواجہ مودود چشتیؒ نے ولایت سیکھی معین الدین اجمیری سے،
 معین الدین اجمیریؒ نے ولایت سیکھی سلطان جبیر ابہریؒ سے،
 جبیر ابہریؒ نے ولایت سیکھی، خواجہ عیال ابن عیاضؒ سے،
 عیال ابن عیاضؒ نے ولایت سیکھی حسن بصریؒ سے،
 حسن بصریؒ نے ولایت سیکھی، علی المرتضیٰؒ سے
 اور علی المرتضیٰؒ نے ولایت سیکھی محمد رسول اللہ ﷺ سے۔
 میرے بھائیو! ہمیں فخر ہے کہ ہمارا تعلق علمی اور روحانی یعنی دونوں لحاظ سے
 سلسلہ رسول اللہ ﷺ تک پہنچتا ہے۔

دارالعلوم کے اساتذہ و تلامذہ

تو میں عرض یہ کر رہا تھا کہ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے ۱۸۶۷ء میں تیس مئی کو
 دارالعلوم دیوبند بنایا اور پھر اس مدرسے میں سب سے پہلے ایک استاد مقرر کیا اس استاد کا نام
 ہے ملا محمود حسنؒ اور ملا محمودؒ کے پاس ایک شاگرد آیا اس شاگرد کا نام بھی محمود حسنؒ ہے اور اس
 شاگرد نے اپنے استاد ملا محمودؒ سے علم سیکھا مولانا محمد قاسم نانوتویؒ سے علم سیکھا اور وہی محمود
 حسنؒ جو شاگرد بن کر آیا تھا وہ ہندوستان کی تحریک آزادی کا سب سے بڑا لیڈر بنا۔

اسی محمود حسنؒ کو شیخ الہند محمود حسنؒ کہتے ہیں اسی محمود حسنؒ کو ہندوستان کی سب
 سے بڑی عالمی تحریک جو انگریزوں کے خلاف چلی تھی ریشمی رومال کی تحریک کا بانی کہتے ہیں
 وہ شیخ الہند محمود حسنؒ جس کے شاگردوں میں حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ پیدا ہوا
 جس نے اٹھائیس سو کتابیں لکھیں۔

اس شیخ الہند کے شاگردوں میں امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھیؒ پیدا ہوا جس کو
 ۲۵ سال کے لئے انگریز نے جلاوطن کیا جب اس کو جلاوطن کیا تو داڑھی کے بال پھوٹ
 رہے تھے اور جب وہ ۲۵ سال کے بعد واپس آیا تو داڑھی سفید ہو چکی تھی۔

اور اس شیخ الہند کے شاگردوں میں مفتی کفایت اللہ دہلویؒ جس کے ایک فتویٰ کو

دیکھ کر مصر کے علماء نے کہا تھا کہ مارایت ہذا عالم ایسا عالم روئے زمین پر موجود نہیں ہے۔ اور اس شیخ الہند کے شاگردوں میں انور شاہ کشمیری پیدا ہوا جس نے صحیح بخاری شریف کی شرح لکھی اور آج وہ بخاری کی شرح سعودی حکومت شائع کر رہی ہے اور کہتی ہے کہ ایسی شرح عربی میں آج تک کسی نے نہیں لکھی۔

اور اس شیخ الہند کے شاگردوں میں مولانا محمد الیاس تبلیغی جماعت کا بانی پیدا ہوا جو چھوٹے قد اور پتلے دبلے جسم اور انتہائی اکساری والا آدمی تھا وہ جماعت کے پہلے پیغام کو لے کر پانی پت کی ایک بستی میں گیا لوگوں نے اس کو تھپڑ مارے وہ گر گیا جب ہوش آیا تو آکر کہنے لگا بزرگو ایک دفعہ مسجد میں جانا ہوگا اللہ کے نبی ﷺ کی بات سننا ہوگی اس نے تھپڑ کھائے اس نے ماریں کھائیں۔

لیکن یہ ماریں کیوں کھائیں اس لئے ماریں نہیں کھائیں کہ وہ بہت کمزور ہو گیا تھا نہیں ماریں اس لئے کھائیں تھیں کہ کملی والے نے طائف میں ماریں کھائیں تھیں کے کی گلیوں میں کملی والے نے ماریں کھائی تھیں اگر کے کی گلیوں میں رسول اللہ ماریں نہ کھاتے تو خدا کی قسم الیاس دہلوی کبھی ماریں نہ کھاتا وہ تو پیغمبر ﷺ کی سنت پر چلتا تھا ہمارے اکابر تو رسول اللہ ﷺ کی سنت کے عاشق تھے۔

اور مولانا شیخ الہند محمود الحسن کا جب جنازہ اٹھایا گیا ۱۹۲۱ء میں شیخ الہند کا انتقال ہوا حکیم اجمل خان جو جو بڑا مشہور حکیم ہے یہ شیخ الہند محمود حسن کا مرید تھا اور دہلی میں انہی کی کوٹھی پر انتقال ہوا جب انتقال ہو گیا اور ان کے جنازے کو دیوبند لایا گیا اور غسل کرانے کے لئے شیخ الہند کو تختے پر لٹایا گیا جب کمر سے کپڑا ہٹایا گیا تو ہڈیوں کے سوا کوئی چیز نہیں تھی۔

سید حسین احمد مدنی جب اس وقت دارالعلوم کلکتہ میں حدیث پڑھایا کرتے تھے وہ آئے تو لوگوں نے کہا کہ حضرت شیخ الہند کے جسم پر ہڈیاں ہی ہڈیاں تھیں گوشت وغیرہ نہیں تھا حضرت رو پڑے اور فرمایا کہ شیخ الہند نے مجھے منع فرمایا تھا کہ یہ راز فاش نہ کرنا۔

اب شیخ الہند چلے گئے مالٹا کی جیل میں انگریز میرے استاد شیخ الہند کو ایک تہہ خانے میں لے جاتا تھا اور لوہے کی گرم سلاخیں شیخ الہند کی کمر پر لگاتا تھا اور کہتا تھا کہ محمود حسن

انگریز کے حق میں فتویٰ دے دو محمود حسنؒ کو جب ہوش آتی تھی تو یہی کہتے تھے انگریز میرا جسم پکھل سکتا ہے میں بلال کا وارث ہوں میں صحابہ کا سپاہی ہوں میری چمڑی تو ادھر لٹکتی ہے مگر اس انگریز کے حق میں فتویٰ نہیں دے سکتا۔

یہ عشق رسول ﷺ تھا وہ شیخ الہند محمود حسنؒ جس کے شاگردوں میں مولانا الیاس تبلیغی جماعت کا بانی پیدا ہوا جس کی تبلیغی جماعت آج ۱۶۵ ملکوں میں پہنچ چکی ہے کوئی روک سکتا ہے اس کے تبلیغی پروگرام کو ۱۶۵ ملکوں۔

بڑے لوگوں نے نقلیں اتارنے کی کوشش کی بڑے لوگوں نے چاہا کہ اس جماعت کو ختم کر دیا جائے بڑے لوگوں نے مقابلے میں تبلیغی جماعتیں بنائیں اور وہ جماعتیں کراچی سے چلیں اور حیدرآباد سے واپس بھی چلی گئی بہر حال یہ لمبی داستان ہے ایسے ہوتا رہا لیکن اہل حق کے پیغام کو کوئی روک نہیں سکتا۔

شیخ الاسلامؒ اور تحریک پاکستان

اور پھر اسی شیخ الہند محمود حسنؒ کے شاگردوں میں مولانا شبیر احمد عثمانیؒ پیدا ہوا وہ شبیر احمد عثمانیؒ بعض لوگ کہتے ہیں کہ علماء دیوبند نے پاکستان کی مخالفت کی تھی وہ بات میں بعد میں کرتا ہوں لیکن تمہیں مخالفت تو نظر آتی ہے تمہیں معافقت نظر نہیں آتی؟ تمہیں علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نظر نہیں آتا کہ وہ اگر قائد اعظم کی حمایت نہ کرتا تو پاکستان کبھی نہ بنتا۔

میرے بھائیو! شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اگر سرحد کے ریفرنڈم میں کامیاب نہ ہوتے اور اگر سرحد میں جا کر تقریریں نہ کرتے اور اگر قائد اعظم محمد علی جناح کے ساتھ مل کر پورے برصغیر میں دورہ نہ کرتے تو کبھی پاکستان نہ بنتا۔

میرے دوستو! مولانا اشرف علی تھانویؒ جو دیوبند کے سرپرست تھے وہ پاکستان کے حامی تھے۔

مولانا شبیر احمد عثمانیؒ جو دیوبند کے شیخ الحدیث رہے ہیں وہ پاکستان کے حامی تھے۔

مفتی عزیز الرحمن صاحب جو دیوبند کے مفتی تھے وہ پاکستان کے حامی تھے۔

مولانا ظفر احمد عثمانیؒ جو دیوبند کے شیخ التفسیر تھے وہ پاکستان کے حامی تھے۔

پاکستان کا پرچم کس نے لہرایا

میرے بھائیو! جب پاکستان بنا تو پاکستان کا سب سے پہلا پرچم شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی نے لاہور میں لہرایا اور ڈھاکہ میں پاکستان کا سب سے پہلا پرچم مولانا ظفر احمد عثمانی نے لہرایا اور پھر اس کے بعد پاکستان کی سب سے پہلی جو قانون ساز اسمبلی بنی تو اس کے سربراہ مولانا شبیر احمد عثمانی بنے اور اس کے بعد قائد اعظم کا انتقال ہوا تو ان کی نماز جنازہ بھی شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی نے پڑھائی۔

میرے دوستو! یہ ساری چیزیں تمہیں نظر نہیں آتیں صرف مخالفت ہی نظر آتی ہے میں سمجھتا ہوں اگر علماء دیوبند پاکستان بنانے میں قائد اعظم کی حمایت نہ کرتے تو پاکستان کبھی نہ بنتا۔

نظر یہ پاکستان اور علمائے دیوبند

لیکن اس کے ساتھ ساتھ ایک بات بڑے ادب اور بڑے غور کی دعوت دے کر عرض کرتا ہوں پاکستان بنانے سے پہلے ہمارے علماء کی ایک طبقے نے پاکستان کی تقسیم کی مخالفت کی تھی ہمیں اس بات پر کوئی پشیمانی نہیں ہے کوئی پریشانی نہیں ہے رائے کا اختلاف کیا تھا کہ پاکستان اس طرح نہ بناؤ بلکہ اس طرح بناؤ رائے کا اختلاف کرنا کوئی غداری نہیں ہے۔

اگر میں غداری بتانا چاہتا کہ غداری کسے کہتے ہیں تو اس کے لئے یہ تلما و قد چاہئے ایک آدمی تقسیم کے طریقہ کار سے اختلاف کرتا ہے کہ پاکستان اس طرح نہ بناؤ اس طرح بناؤ۔

ابوالکلام بھی طریقہ کار سے اختلاف کرتا ہے سید حسین احمد مدنی بھی طریقہ کار سے اختلاف کرتا ہے کہ پاکستان اس طرح نہ بناؤ اس طرح بناؤ اس کی قیادت پر دین دار لوگوں کو لایا جائے تاکہ اس ملک میں کلمے کا نفاذ عمل میں آ سکے یہ طریقہ کار ہوتا ہے طریقہ کار سے اختلاف کرنے والا غدار نہیں ہوتا غدار اس ملک کا سب سے بڑا وہ طبقہ ہے۔

غدار پاکستان کون تھا؟

میرے دوستو! جس نے آج سے ۵۵ سال پہلے جب پاکستان بنایا تھا پاکستان بن جانے کے بعد پاکستان بنانے سے پہلے جو نعرہ لگایا تھا کہ اس ملک میں اسلام لائیں گے ۳۶ سال گزر گئے قائد اعظم کی وفات کے بعد اس کلمہ طیبہ کی دھجیاں جس طبقے نے اڑائی ہیں اور جس طبقے نے ختم نبوت کا مذاق اڑایا ہے اور جس طبقے نے اس ملک میں ختم نبوت کے ڈاکوؤں کو پلنے دیا، وہ جاگیردار طبقہ، وہ سرمایہ دار طبقہ، وہ نو نو سو مرلح زمین انگریزوں سے الاٹ کرانے والے اور انگریزوں کی خوشامد کرنے والے، وہ دولت مند، وہ ٹوانے، وہ قریشی، وہ گیلانی، وہ گردیزی، وہ انگریزوں کے جاگیردار۔

جو ۵۵ سال سے اس ملک کے سیاہ و سفید کے مالک ہیں وہ اس ملک کے سب سے بڑے غدار ہیں رائے سے اختلاف کرنا غداری نہیں ہے نظریے سے اختلاف کرنا سب سے بڑی غداری ہے۔

علماء نے رائے سے اختلاف کیا تھا تم نے نظریے سے غداری کی ہے تم نے جس نظریے کا نعرہ لگایا تھا اس نظریے کو ۵۵ سال ہو گئے آج تک اس ملک پر نافذ نہیں کیا تم سب سے بڑے غدار ہو جو نظریہ قائم نہیں کر سکتا وہ قوم کو دھوکہ دیتا ہے قوم کو دھوکہ دینے والا سب سے بڑا غدار ہوتا ہے۔

افسوس ناک بات

اس ملک کی یہ بھی بڑی بد قسمتی ہے کہ یہاں پاکستان بن جانے کے بعد تحریک آزادی پر بڑی بڑی کتابیں لکھی گئیں تاریخ پاکستان پر بڑی بڑی کتابیں آئیں، فلاں نے یہ کیا، فلاں نے وہ کیا، فلاں یوں کرتا تھا، فلاں سر کا لقب لے گیا، فلاں بہادر کا لقب لے گیا، فلاں میٹنگوں میں شریک ہوتا تھا، فلاں قائد اعظم کے پیچھے پیچھے چلتا تھا۔

قائد اعظم تو دنیا سی رخصت ہو گئے وہ اس ملک کو اسلامی سٹیٹ بنانا چاہتے تھے

ہمارے پاس اس کے مکمل شواہد موجود ہیں لیکن میرے دوستو! یہ بات سمجھنے کی ہے کہ قائد اعظم کی وفات کے بعد ان لوگوں نے اس ملک کی عزت و ناموں سے کھیلا اس قوم کو تباہ و برباد کر دیا۔

علماء نے پہلے بھی پاکستان بنانے کے لئے قربانیاں دیں انگریز کو نکالنے کے لئے قربانیاں دیں ۵۵ سال ہو گئے علماء اسمبلیوں میں گئے چنانچہ سب سے پہلے اس ملک کے نظریے کو اپنانے کے لئے ۱۸۶۲ء کی اسمبلی میں مفتی محمودؒ نے قرآن کا قانون پیش کیا۔ میرے بھائیو! علماء پاکستان کے نظریے میں بھی مخلص ہیں مسلمان قوم کے علماء پہلے بھی مخلص تھے اور علماء آج بھی مخلص ہیں۔

شیخ العرب والعجم اور تحریک پاکستان

مولانا سید حسین احمد مدنی سے ایک بات کا اختلاف ہے کہ پاکستان کے مخالف تھے تم پاکستان کے بڑے ٹھیکیدار ہو تم نے بتاؤ ۵۵ سال میں کیا کیا تم سید حسین احمد مدنی کی قربانیوں کو کیا جانتے ہو تم تو اس کے جوتے کی خاک کا مقابلہ نہیں کر سکتے جو پیغمبر ﷺ کے روضے پر ۱۸ سال حدیث پڑھائے ۱۶ خلفاء کو پیدا کرے اور ۴۰ ہزار علماء جس کے شاگرد ہوں۔

اور وہ سید حسین احمد مدنی جو کراچی کے خالد دینہ حال میں انگریز جج کے سامنے کھڑا ہو کر انگریز جج نے کہا سید حسین احمد تو نے فتویٰ دیا ہے کہ انگریز کی فوج میں بھرتی ہونا حرام ہے ۱۹۲۶ء کی بات ہے سید حسین احمد نے کہا کہ فتویٰ دیا ہے کیا ہوتا ہے میرا آج بھی یہی فتویٰ ہے کہ انگریز کی فوج میں بھرتی ہونا حرام ہے جب یہ فتویٰ دہرایا۔

محمد علی جوہر اللہ اس کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے یہ محمد علی کبھی جوہر نہ بنتا اگر اس کو شیخ الہند کی صحبت نصیب نہ ہوتی خدا کی قسم یہ محمد علی جوہر شیخ الہند کا جذبہ لے کر برطانیہ گیا تھا اور ۱۶، ۱۶ گھنٹے انگریزی میں تقریر کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میں اس ملک میں نہیں جاؤں گا جو ملک غلام ہے اگر میں مر جاؤں تو غلام ملک میں مجھے دفن نہ کرنا چنانچہ برطانیہ میں

ان کا انتقال ہوا ان کی قبر بیت المقدس میں بنائی۔

میرے دوستو! وہ محمد علی جوہر اس خالد دینہ حال میں موجود ہے سید حسین احمد مدنی نے جب کہا کہ انگریز کی فوج میں بھرتی ہونا حرام ہے تو محمد علی جوہر نے حسین احمد مدنی کے قدم پکڑ لئے اور کہا حسین احمد خدا کیلئے بیان بدل لو حسین احم نے کہا کہ او محمد علی اگر آج میں نے بیان بدلا تو خدا کی قسم ایمان بدل جائے گا آج بیان نہیں بدلا جاسکتا حسین احمد مدنی آئے باہر۔

اے شیخ مدنی تیری جرأت کو سلام

میرے دوستو! ایک وقت ایسا آیا کہ انگریز نے گولی کا حکم دے دیا اور وہ لوگ کہتے تھے کہ حسین احمد اسٹیج پر نہیں آئے گا کراچی کی خلافت کانفرنس ہے تحریک خلافت چلی ہوئی ہے کراچی کی خلافت کانفرنس میں ۹ لاکھ کا اجتماع ہے سید حسین احمد مدنی کفن بغل میں لے کر اسٹیج پر آ گیا چاروں طرف انگریز کی توپیں لگی ہوئی ہیں حسین احمد مدنی کو گولی کا حکم ہے جبکہ سید حسین احمد مدنی اسٹیج پر آتے ہیں اور انگریز کو خطاب کر کے کہتے ہیں اور اس کی توپوں کو بلبل سے تشبیہ دے کر کہتے ہیں اور ان کی توپوں کے گولوں کو گلوں سے تشبیہ دے کر کہتے ہیں۔

لئے پھرتی ہے بلبل چونچ میں گل

تصویر کا دوسرا رخ دیکھو، کتاب اٹھا کر، جب لوگوں نے یہ سنا تو آدھا گھنٹہ تک

لوگ جوش میں نعرے لگاتے رہے سید حسین احمد مدنی نے کہا او انگریز

لئے پھرتی ہے بلبل چونچ میں گل

شہید ناز کی تربت کہاں ہے؟

میرے بھائیو! شیخ العرب والعجم سید حسین احمد مدنی نے انگریز کو خطاب کر کے کہا کہ

کھلونا سمجھ کر نہ برباد کرنا

ہم بھی کسی کے بنائے ہوئے ہیں

فرنگی کی فوجوں میں حرمت کے فتوے
سردار چڑھ بھی گائے ہوئے ہیں
شجر آزادی خون دے کر سجا
پھل اس کے پکنے کو آئے ہوئے ہیں

اے شیخ مدنی تیری استقامت کو سلام

میرے بھائیو! یہ بڑے لوگ تھے انہوں نے انگریز کا مقابلہ کیا اس حسین احمد
مدنی نے چار سال تک مالٹا کی جیل کاٹی ہے اور جب گھر کے ۱۱۹ افراد کا انتقال ہو گیا میں تو بڑا
حیران ہوتا ہوں کیا مستقل مزاج لوگ تھے۔

میرے بھائیو! جب گھر کے ۱۱۹ افراد فوت ہو گئے اور چار سال کے اندر جب
آخری خط ان کو ملا تو گھر کے ۱۱۹ افراد کا نام پڑھ رہے ہیں، اور رونے کی بجائے کچھ لکھنے لگے
جب ساتھیوں نے دیکھا کیا لکھتے ہیں؟ ایک شعر پہلے اپنے والد صاحب کو لکھا وہ شعر کیا تھا؟
سید حسین احمد مدنی نے کہا۔

مسائل میں الجھ کر مسکراتا میری فطرت ہے
مجھے ناکامیوں پر اشک برسانا نہیں آتا

میرے بھائیو! سید حسین احمد مدنی نے ایک بڑا عجیب شعر لکھا جب دوسری دفعہ
خط گیا کہ گھر میں کوئی فرد بشر زندہ نہیں ہے اور تم ابھی ابھی اپنے موقف پر ڈٹے ہوئے ہو تو
سید حسین احمد نے اللہ کی تقدیر پر راضی ہو کر کہا

تیرے عشق میں کوہ غم سر پہ لیا جو ہو سو ہو
عیش و نشاط زندگی چھوڑ دیا جو ہو سو ہو

حسین احمد مدنی کو برا کہنے والو مولانا احمد علی لاہوری فرماتے تھے کہ احمد علی کے
دماغ میں وہ بات نہیں جو حسین احمد مدنی کی جوتیوں میں ملتی ہے۔

اے شیخ مدنی تیری فراست کو سلام

میرے دوستو! پروفیسر یوسف سلیم چشتی آج بھی لاہور میں موجود ہے وہ کہتا ہے کہ میں ساری زندگی سید حسین احمد مدنی کو گالیاں دیتا رہا لیکن جب مشرق پاکستان کا واقعہ پیش آیا تو میرے سامنے سید حسین احمد مدنی کی ایک بات آئی۔

وہ کہتے تھے کہ پاکستان دو نہ بناؤ ایک بناؤ تو وہ پروفیسر یوسف سلیم چشتی حسین احمد کی قبر پر دیوبند میں گیا اور رو کر کہنے لگا حسین احمد مدنی تیری فراست سچی تھی اور پھر اس کے بعد مولانا احمد علی لاہوری کے صاحبزادے حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب کی خدمت میں گیا اور کہنے لگا کہ حضرت کوئی ایسا حل بتاؤ کہ سید حسین احمد گوجو میں نے برا کہا ہے وہ گناہ معاف ہو جائے۔

میرے دوستو! وہ لوگ بڑے اونچے تھے یہ ہمارے بعض حضرات حسین احمد مدنی کو کالج کی چار دیواری اور یونیورسٹی کی چار دیواری سے آنے تک ان کا حدودِ اربعہ نہیں ہے جنہوں نے تاریخ کی غواصی کی ہے جس نے تاریخ کا مطالعہ نہیں کیا ہے وہ حسین احمد کو برا کہتے ہیں۔

چند کتابیں پڑھ کر اور چند ٹاؤٹوں کی باتیں سن کر اور انہیں پتہ ہے کہ اتنا عظیم انسان اور انگریز سے ٹکرانے والا مجاہد اپنے علم و عمل کا بادشاہ، اپنے عزم کا مضبوط انسان، اپنے علوم و معارف کا مہر منیر۔

برصغیر کی پوری تاریخ میں کوئی نہیں گزرا اور مسلم قوم کو اس مجاہد تحریک آزادی پر فکر کرنا چاہئے۔

اے ابوالکلام آزاد تیری غیرت کو سلام

میرے بھائیو! ابوالکلام آزاد کو بعض لوگ برا کہتے ہیں ان کو بھی اپنی غلطی کی اصلاح کرنی چاہئے ابوالکلام آزاد ایک پاکستان کی تقسیم کی رائے سے اختلاف کرنے والے کو تم غدار کہتے ہو تم ان کو غدار کیوں نہیں کہتے، جنہوں نے انگریزوں سے نقدی لئے،

جنہوں نے انگریزوں کے جوتے چائے، جنہوں نے انگریزوں کے گھوڑوں کے خرخرے ملے، جنہوں نے انگریزوں سے نوٹو سومر بے الاٹ کروائے وہ تو غدار نہیں ہیں اور وہ ابو الکلام آزادؒ جو ایک رائے سے اختلاف کرنے والا اس پر الزامات اور اس کی تفسیر کو بھلا دیا جاتا ہے۔

خدا کی قسم! ابو الکلام آزادؒ کے الہلال نے ہندوستان میں آزادی کی وہ روح بخشی تھی جس کی مثال نہیں ملتی۔

ابو الکلام آزادؒ وہ ابو الکلام آزادؒ ہے جس کو کراچی کی جیل میں انگریز نے ڈال دیا تھا اور تین سال کے بعد اس کی بیوی کا انتقال ہو گیا تو انگریز نے پیرول کیرہائی کا نامہ بھیجا کہ تین دن کے لئے رہا کیا جاتا ہے۔

ابو الکلام آزادؒ نے اس کے نامہ کہ پشت پر لکھ دیا تھا کہ او انگریز میں تیرے رعایت نامے کو قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہوں کل قیامت کے دن اپنی بیوی سے ملاقات کر لوں گا۔

ابو الکلام آزادؒ کو ایک آدمی نے دس ہزار روپیہ بطور انعام بھیجا کہ تو نے الہلال میں انگریز کا خوب مقابلہ کیا ہے۔

تو ابو الکلام آزادؒ نے وہ دس ہزار واپس کر دیا اور فرمایا کہ تجھے سمجھ نہیں آئی کہ تو میرے قلم کو خریدنا چاہتا ہے ابو الکلام آزادؒ کے قلم کو دنیا کی کوئی طاقت خرید نہیں سکتی ہے۔ میرے دوستو! یہ ابو الکلام آزادؒ جس کی وفات پر آج پاکستان کے کئی اخبار نویس کئی بے ضمیر ایڈیٹرز جن کو ابو الکلام آزادؒ کے قلم سے سوارنا آیا ہے تو ان کو سوچنا چاہئے کہ وہ ابو الکلام آزادؒ جس کی قبر پر شورش کا شمیری کیا

میرے دوستو! شورش جس کے مزار پر گیا اور جا کر شورش کا شمیری نے بڑی عجیب بات کہی وفات کے بعد قبر پر گیا اور جا کر ابو الکلام کو خطاب کیا اور کہا

عجب قیامت کا حادثہ ہے کہ اشک ہے آستین نہیں ہے
زمین کی رونق چلی گئی ہے اکھ پر مہر مبین نہیں ہے

تیری جدائی میں مرنے والے وہ کون ہے جو حزن نہیں ہے
 مگر تیری مرگ ناگہاں کا مجھے ابھی تک یقین نہیں ہے
 کئی دماغوں کا ایک انسان میں سوچتا ہوں کہاں گیا ہے
 قلم کی عظمت اجڑ گئی ہے زباں کا زور بیاں گیا ہے
 اتر گئے کئی منزلوں کے چہرے میر کیا کارواں گیا ہے
 مگر تیری مرگ نہ گہاں کا مجھے ابھی تک یقین نہیں ہے
 یہ کون اٹھا کہ دہر و کعبہ شکستہ دل خستہ گام پہنچے
 جھکا کے اپنے دلوں کے پرچم خواص پہنچے عوام پہنچے
 مگر تیری مرگ ناگہاں کا مجھے ابھی تک یقین نہیں ہے

زمین کی رونق

میرے بھائیو! جب یہ شعر امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو سنائے تو
 شاہ جی نے ایک گرہ ساتھ لگا دی کہ

تو میرے خوابیدہ آنسو کو اے مرنے والے جگا چکا ہے
 زمین کے تاروں سے ایک تارہ فلک کے تاروں میں جا چکا ہے
 مگر تیری مرگ ناگہاں کا مجھے ابھی تک یقین نہیں ہے
 تیری جدائی میں مرنے والے وہ کون ہے جو حزن نہیں ہے
 اللہ عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین!

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین.

تاریخ اہل حق

الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ
وَنَعُوْكَلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ مَيَاتِ
أَعْمَالِنَا مَنْ يُّهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ
لَهُ وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَلَا نَظِيرَ
لَهُ وَلَا وَزِيرَ لَهُ وَلَا مُشِيرَ لَهُ وَلَا مُعِينَ لَهُ وَصَلَّى عَلَى سَيِّدِ
الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ الْمَبْعُوثِ إِلَى كَافَّةِ النَّاسِ بِشِيرًا
وَنَذِيرًا وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِأَذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا.

قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي كَلَامِهِ الْمَجِيدِ وَالْفَرْقَانِ
الْحَمِيدِ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ
الصَّادِقِينَ.

صَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ وَنَحْنُ عَلَى ذَلِكَ
لِمَنِ الشَّاهِدِينَ وَالشَّاكِرِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

اس میں نہیں کلام کہ دیوبند کا وجود
ہندوستان کے سر پہ ہے احسانِ مصطفیٰ
تا حشر اس پہ رحمت پروردگار ہو
پیدا کئے ہیں جس نے فدایانِ مصطفیٰ ﷺ
گوئے گا چار کھونٹ نانوتوی کا نام
بانٹا ہے جس نے بادۂ عرفانِ مصطفیٰ ﷺ

میرے واجب الاحترام قابلِ صدا احترام، علماء کرام صاحب صدر حضرت شیخ
الحدیث صاحب اور حضرت مولانا احمد شفیع صاحب دامت برکاتہم العالیہ، اور مرکزی عالمی
اسلامیہ کے شرکاء عظام، خواجگان اور بنگلہ دیش کے مختلف علاقوں سے آئے ہوئے مسلمان
دوستو! چانگام میں منعقد ہونے والی انٹرنیشنل اسلامک کانفرنس میں آج میرا دوسرا بیان ہے
اس سے قبل توحید و رسالت کے عنوان پر اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا آج انشاء اللہ تاریخ
اسلام کی عبقری صفت جماعت ”حضرات اکابرین علماء دیوبند“ کی تاریخ، تاریخ اسلام کے
حوالے سے ان کے کارناموں، ان کا تقدس اُن کی عظمت اور ان کی حیرت انگیز خدمات کا
انشاء اللہ ذکر کروں گا۔

تاریخ کی عظمت

میرے بھائیو! تاریخ کے سینے پر تاریخ کے چہرے پر ایسے ایسے عبقری اور مادہ
روزگار لوگ گزرے ہیں کہ جن کی وجہ سے زمین و آسمان قائم رہے جن کی جراتوں،
صداقتوں، شجاعتوں، عظمتوں، رفعتوں بلندیوں کی تاب نہ آسمان لا سکتا ہے نہ ستارے لا
سکتے ہیں ایسے لوگ اس مادرِ گیتی کی کوکھ سے پیدا ہوئے۔

اس زمین کے سینے پر ایسی ایسی اولوالعزم ہستیوں نے جنم لیا جن کی زندگیاں
مصائب و ہر کے تھیڑوں کی پیداوار ہیں جن کی زندگیوں کا جہاز مشکلات کے بھنور میں
انگلیاں لیتا تھا۔ لیکن ان کے پائے استقلال میں کوئی فرق نہیں آیا وہ لوگ تختہ دار پر چڑھ کر

بھی مسکراتے رہے وہ لوگ زندانوں کی اوٹ میں بھی مسرت محسوس کرتے رہے وہ لوگ کالا پانی اور مالٹا کی جیلوں میں نغمہ حریت کے گیت گاتے رہے اور یہ سب کچھ انہیں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے ملا تھا پیغمبر ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو، حضور ﷺ کے دوستوں کو، نبی ﷺ کے رفقاء کو، پیغمبر ﷺ کی جماعت سے انہیں یہ سب کچھ عطا ہوا تھا۔

حق و باطل کی آویزش

آپ تاریخ کا مطالعہ کریں، تاریخ کے چہرے سے پردہ ہٹائیں، تاریخ کے اوراق پلٹیں، آپ کو معلوم ہوگا کہ ہر دور میں حق اور باطل کی ٹکر رہی ہے، ہر دور میں کفر اور اسلام کی ٹکر رہی ہے، ہر دور میں انصاف اور ظلم کا مقابلہ رہا ہے، ہر دور میں سچے اور جھوٹے کی لڑائی رہی ہے، ہر دور میں مجاہدوں اور ظالموں کا مقابلہ رہا ہے، حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک کوئی دور ایسا نہیں گزرا کہ جب حق اور باطل کی ٹکر نہ رہی ہو، حق و باطل کا مقابلہ نہ ہوا ہو۔

دارالعلوم دیوبند کا قیام برصغیر پاک و ہند کی سرزمین پر اسلاف اکابر کی نشانیوں میں سے تھا اور اس کی مثال اس شعر کی مانند تھی کہ

اس وادی گل کا ہر ذرہ خورشید جہاں کہلایا ہے
جو رند یہاں سے اٹھا ہے وہ پیر مغاں کہلایا ہے
اس بزم جنوں کے دیوانے ہر راہ سے پہنچے یزداں تک
ہیں عام ہمارے افسانے دیوار چمن سے زنداں تک
سو بار سنوارا ہے ہم نے اس ملک کی گیسوئے برہم کو
یہ اہل جنوں بتلائیں گے کیا ہم نے دیا ہے عالم کو

حق و صداقت کی تاریخ

میرے بھائیو! میرے نوجوان ساتھیو! طالب علم بھائیو! علماء کرام!

حق و صداقت کی تاریخ، جراتوں سے روشن ہے اور باطل کی تاریخ شکست و ریخت سے دوچار ہے، آدمی یہ تصور نہیں کر سکتا کہ چند مجاہد بے سروسامانی کے عالم میں کفر سے ٹکرائیں..... ظلم سے ٹکرائیں..... جبر سے ٹکرائیں..... پھانسی کے تختوں کو چومیں..... مالٹا اور کالا پانی کی جیلوں کو آباد کریں..... آپ کی تاریخ روشن تاریخ ہے..... یہ مجاہدوں والی تاریخ نہیں..... یہ قبر پرستی کی تاریخ نہیں..... یہ حلوے کی رکابی کی تاریخ نہیں..... یہ بزدلی کی تاریخ نہیں..... یہ جرم اور کابلی کی تاریخ نہیں..... آپ کی تاریخ مجاہدانہ سرگرمیوں سے روشن ہے۔

تاریخی اوراق کی ورق گردانی

طالب علم بھائیو! اپنی تاریخ کو دیکھو، تاریخ کے چہرے کو پڑھو، تاریخ کی کتابوں کو دیکھو، بنگلہ کے مدارس عربیہ میں بیٹھ کر صرف درس نظامی تک محدود نہ رہو، بلکہ تم یہ سمجھو کہ تمہاری ہسٹری، تاریخ عالم سے عبارت ہے تم نے جنگیں لڑی ہیں، تم نے جہاد کئے ہیں، تم نے جراتیں دکھائی ہیں، تم نے فتنہ تاتار کے مقابلے کئے ہیں۔ تم نے انگریز کو اس برصغیر سے بھگایا ہے، تم نے عیسائیت کو شکست دی ہے، تم نے قادیانیت کو لٹکا رہا ہے، تم میدان میں اترے ہو، تم نے جہاد کیا ہے، تم نے رنجیت سنگھ کو لٹکا رہا ہے، تم نے کالا پانی کو آباد کیا ہے، تم نے ریشمی رومال میں جہاد کیا ہے، تم نے انگریز کو پاش پاش کیا ہے، تمہاری تاریخ روشنیوں سے عبارت ہے۔ تم بدروہین کے وارث ہو، تم تبوک کے مجاہدین کے وارث ہو، تم رومیوں کا مقابلہ کرنے والے ہو، تمہاری تاریخ پیغمبر ﷺ کے دور نبوت سے لے کر ریشمی رومال کی تاریخوں تک ہر دور میں ظلم سے ٹکرا کر سورج کی طرح چمک رہی ہے۔

کوئی دور ایسا نہیں گزرا کہ جب آپ نے کسی کفر کا سر نہیں کچلا، اگر آج بنگلہ میں قادیانیت یا عیسائیت، یا صحابہ دشمنی پنپ رہی ہے کوئی بات نہیں تم اپنی تاریخ کو دیکھو، کفر ایک ایک کر کے شکست کھائے گا اور نانوتوی کے فرزند ہر محاذ پر کامیاب ہوں گے۔

حق و صداقت کی آواز

کوئی دور ایسا نہیں گزرا کہ جب حق و صداقت کی آواز ہر درپچے میں نہ پہنچی ہو، ہر بستی میں نہ آئی ہو، ہر شہر میں نہ اتری ہو، ہر گاؤں میں نہ پہنچی ہو، آپ تاریخ کے اوراق پلٹ کر دیکھیں آپ کو نظر آئے گا کہ باطل اگر کنعان کی شکل میں آیا تو حق نوح علیہ السلام کی شکل میں آیا۔

باطل نمرود کی شکل میں آیا تو حق ابراہیم علیہ السلام کی شکل میں آیا۔

باطل فرعون کی شکل میں آیا تو حق موسیٰ علیہ السلام کی شکل میں آیا۔

باطل بنی اسرائیل کے خون خواروں کی شکل میں آیا تو حق عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی

شکل میں آیا۔

باطل قیصر و کسریٰ اور ابو جہل کی شکل میں آیا تو حق محمد رسول اللہ ﷺ کی شکل میں آیا۔

باطل حجاج بن یوسف کی شکل میں آیا تو حق سعید ابن جبیر رضی اللہ عنہ کی شکل میں آیا۔

باطل منصور کی شکل میں آیا تو حق امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی شکل میں آیا۔

باطل معصم باللہ کی شکل میں آیا تو حق احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی شکل میں آیا۔

باطل نظام الملک بادشاہ کی شکل میں آیا تو حق امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی شکل میں آیا۔

باطل جلال الدین اکبر کی شکل میں آیا تو حق مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی شکل میں آیا۔

باطل فتنہ آموز لیش کی شکل میں آیا تو حق شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی شکل میں آیا۔

باطل فتنہ تار کی شکل میں آیا تو حق امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی شکل میں آیا۔

باطل راجہ رنجیت سنگھ کی شکل میں آیا تو حق سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی شکل میں آیا۔

باطل انگریز کی شکل میں آیا تو حق علماء دیوبند رحمۃ اللہ علیہ کی شکل میں آیا۔

باطل قادیانیت کی شکل میں آیا تو حق عطاء اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی شکل میں آیا۔

باطل خمیہیت کی شکل میں آیا تو حق، حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کی شکل میں آیا۔

کفر کی شکست

میرے بھائیو! دنیا کا جو کفر جس شکل میں آئے گا، شکست کھائے گا اور حق کامیاب ہوگا، تاریخ کے چہرے سے پردہ ہٹاؤ حق کامیاب ہوا ہے۔
باطل قیصر روم کی شکل میں آیا تو بتاؤ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی فوجوں نے سر کچلا کہ نہیں؟ (کچلا) کسریٰ کے کنگن فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے سپاہیوں نے توڑے، یزدجرد کا سرفاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے سپاہیوں نے کاٹا، خسرو کے ٹکڑے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی فوجوں نے کئے، طرابلس، بخارا، افریقہ، کے جزیروں میں عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی فوجوں نے بتوں کو پاش پاش کر کے محمد ﷺ کی نبوت کا پرچم پوری دنیا میں لہرایا۔ آپ تاریخ کا مطالعہ کریں۔

ہندوستان کا ایک راجہ تھا۔ ہندوستان کی سرزمین پر رہتا تھا۔ اس کا سر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فوجوں نے کچلا تھا۔ حضور پاک ﷺ تو صرف مکہ اور مدینہ میں رہے، مکہ سے آپ کو نکال دیا گیا تھا پھر آپ مدینہ میں آ پہنچے، مدینہ منورہ جب آپ آئے تو مدینہ چھوٹی سی بستی تھی لیکن اسلام وہاں سے نکلا، کہاں تک پہنچا، کس دنیا میں پہنچا، کبھی غور کیا آپ نے، حضور ﷺ کے دور میں اسلام مکہ سے شروع ہوا ایک بستی سے شروع ہوا۔ وہ بستی جو چائنا گام شہر سے چوتھائی حصے سے بھی کم تھی اس بستی سے اسلام نکلا اور اس بستی سے جب اسلام نکلا، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جانوں کو ہتھیلی پر رکھ کر کارزار میں اتر کر نبی ﷺ کا ساتھ دیا۔

فتوحات صحابہ

آپ دیکھیں! آپ کا یہ بنگلہ دیش ایک لاکھ مربع میل زمین پر بھی پورا نہیں ایک لاکھ مربع میل سے بھی کم ہے لیکن جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہ میدان میں اترے تو نو لاکھ میل پر مدینہ کی حکومت قائم ہو گئی۔

پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے دو سال خلیفہ رہے دو سالوں میں گیارہ لاکھ مربع میل پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسلام کا پرچم لہرایا۔

پھر عرفاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے وہ ساڑھے دس سال خلیفہ رہے، ساڑھے دس سالوں میں ساڑھے بائیس لاکھ مربع میل پر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اسلام کا پرچم لہرایا۔
پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو انہوں نے بارہ دن کم بارہ سال تک ساڑھے چوالیس لاکھ مربع میل پر اسلام کا پرچم لہرایا۔

پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ چھ مہینے خلیفہ رہے، چھ مہینوں میں پچیس لاکھ مربع میل پر اسلام کا پرچم لہرایا۔

اس کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے تنہا انیس سال تک ۶۳ لاکھ ۶۵ ہزار مربع میل پر اسلام کا پرچم لہرایا۔

یہ اتنی بڑی جگہ کیسے اسلام کے پاس آئی چودہ صدیوں میں دیکھو، مجاہدین حریت کو دیکھو، گھر بیٹھ کر کچھ نہیں ہوتا۔ میدان میں نکلو..... انفسروا خفافا وثقالا..... میدان میں آؤ، افغانستان گھر بیٹھ کر فتح نہیں ہوا۔ پندرہ لاکھ جوانوں نے جام شہادت نوش کیا۔ تب افغانستان فتح ہوا۔ اور آج کشمیر میں مجاہدین لڑ رہے ہیں تم دیکھو گے کہ انڈیا شکست کھا کر نکلے گا اور کشمیر میں بھی مجاہدوں کو فتح ملے گی۔

اسلام اور جہاد

اسلام کی ساری تاریخ جہاد سے روشن ہے قربانیوں سے روشن ہے اگر آپ یہ کہو کہ بغیر قربانیوں کے ہمیں سب کچھ مل جائے گا ایسا نہیں ہو سکتا دین کے لئے شریعت کے لئے، اسلام کے لئے، محمد مصطفیٰ ﷺ کی شریعت کے لئے، آپ کو قربانی دینی ہوگی۔ آپ کو صحابہ رضی اللہ عنہم کا طریقہ اپنانا ہوگا۔ آپ کو میدان میں اترنا ہوگا۔ آپ کو جھکڑی پہننی ہوگی آپ کو جیل جانا ہوگا۔ آپ کو پھانسی کے تختے پر چڑھنا ہوگا۔ آپ کو سب کچھ لٹانا ہوگا۔ پھر کامیابیاں ہوں گی پھر فتح ہوگی۔ پھر سب کچھ ملے گا موت ایک دن آئے گی اور ضرور آئے

گی۔ ایکسڈنٹوں میں لوگ مر جاتے ہیں، ہسپتالوں میں لوگ مر جاتے ہیں، اور حادثات میں لوگ مر جاتے ہیں، اگر دین کے لئے انسان مر جائے، اس سے بڑی سعادت کوئی نہیں۔

مجھے بتائیں..... اس دین کے لئے بلال رضی اللہ عنہ کو چھتی ریت پر لٹایا گیا، سمیہ رضی اللہ عنہ کے ٹکڑے ہوئے، زبیرہ رضی اللہ عنہ کی آنکھیں نکالی گئیں، لبیدہ رضی اللہ عنہا کی چھڑی ادھیڑی گئی۔ رسول اللہ ﷺ کے دندان مبارک شہید ہوئے، اس دین کے لئے.....

بدر کے میدان میں چودہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی لاشیں تڑپیں، اُحد کے پہاڑوں پر ستر صحابہ رضی اللہ عنہم کی لاشیں تڑپیں، حنین کے معرکے میں اس دین کے لئے تیرہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی لاشیں تڑپیں۔

رسول اللہ ﷺ کے دور نبوت میں ۲۵۶ صحابی رضی اللہ عنہم شہید ہوئے خلافت راشدہ کے دور میں ۲۷ ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہوئے۔

میرے بھائیو! اس دین کے لئے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ جیل سے اٹھا، اس دین کے لئے سعید ابن جبیر کو حجاج کی عدالت میں ذبح کر دیا گیا۔

اس دین کے لئے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا سر کاٹا گیا۔

اس دین کے لئے احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی پشت پر روزانہ چالیس کوڑے لگائے گئے۔

اس دین کے لئے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا منہ کالا کر کے مدینہ کی گلیوں میں پھیرا گیا۔

اس دین کے لئے امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کو مسجد کے صحن میں شہید کر دیا گیا۔

اس دین کیلئے امام غزالی رحمۃ اللہ کو سات سال بغداد کے جنگلوں میں پھرنا پڑا۔

اس دین کے لئے امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کو گھر سے نکالا گیا۔

اس دین کے لئے مجد دالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو جیل کا ثنا پڑی۔

اس دین کے لئے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے انگوٹھے کاٹے گئے۔

اس دین کے لئے شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو اتنا مارا گیا کہ وہ بے ہوش ہو گئے آخر عمر میں ناپینا ہو گئے۔

اس دین کے لئے بالاکوٹ کے پہاڑوں پر سید احمد رحمۃ اللہ علیہ کی گردن کاٹ دی گئی۔ شاہ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کے کٹڑے کر دیئے گئے۔ چار سو جوانوں کی لاشیں بالاکوٹ کی پہاڑیوں پر بکھیر دی گئیں۔

اس دین کے لئے کالا پانی کے جزیروں میں علماء دیوبند نے نغمہ ہائے آزادی کے گیت گائے، ایک عالم ایسا نہ تھا کہ جس نے تختہ دار پر چڑھ کر بھی محمد ﷺ کے دین کو چھوڑا ہو۔

دین کے لیے قربانیاں:

اگر گھر بیٹھ کر سب کچھ مل جائے گا تسبیح کرتے سب کچھ مل جائے گا۔ اگر تسبیح کر کے سب کچھ ملتا تو تیرا اور میرا پیغمبر تلواریں اٹھا کر بدر میں کبھی نہ آتا۔ آتے تلواریں اٹھا کر؟ (نہیں) اگر تسبیح سے سب کچھ مل جاتا تو پھر بدر کے میدان میں صحابہ رضی اللہ عنہم آتے۔ اُحد کے پہاڑ پر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کے بارہ کٹڑے نہ ہوتے اور حنین کی جنگ میں صحابہ رضی اللہ عنہم ذبح نہ کیے جاتے، بنی لویان کے قبیلے میں ۶۷ صحابہ رضی اللہ عنہم کی لاشیں نہ تڑپتی، پیغمبر ﷺ کے چہرے کو زخمی نہ کیا جاتا اگر تسبیح سے ہی سب کچھ مل جاتا، اگر کتاب کے مطالعہ سے سب کچھ مل جاتا تو محمد ﷺ کا شہر مدینہ چھوڑ کر پوری دنیا میں جماعت صحابہ نہ پھیلتی، ایک لاکھ ۴۴ ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت ہے لیکن ان میں سے صرف دس ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم کی قبریں مکے اور مدینے میں ہیں، باقی صحابہ کہاں گئے۔ ایک لاکھ ۳۴ ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم کہاں گئے۔ اللہ کے دین کے لئے۔

مدینہ چھوڑا

شہر چھوڑا

علاقہ چھوڑا

گھر چھوڑے

بیویاں چھوڑیں

بستیاں چھوڑیں

بچے چھوڑے

مدینہ چھوڑ کر

نبی ﷺ کی صحبت چھوڑ کر

..... اللہ کا قرآن لے کر.....

کوئی چین میں جاسویا

کوئی افغانستان میں جاسویا

کوئی افریقہ کے جزیروں میں جاسویا

کوئی طرابلس کی بستیوں میں جاسویا

کوئی اٹھاکہ کے دروازے پر جاسویا

کوئی روس کی وادیوں میں جاسویا

میرے بھائیو! صحابہ رضی اللہ عنہم کی قبریں مصر کے صحراؤں میں بنیں

صحابہ رضی اللہ عنہم کی قبریں استنبول کے جزیروں میں بنیں

صحابہ رضی اللہ عنہم کی قبریں قسطنطنیہ کے کناروں پر بنیں

صحابہ رضی اللہ عنہم کی قبریں ہندوستان کے دروازے تک بنیں

صحابہ رضی اللہ عنہم ہندوستان آئے..... صحابہ رضی اللہ عنہم سندھ میں آئے.....

صحابہ رضی اللہ عنہم افغانستان میں آئے..... صحابہ رضی اللہ عنہم پوری دنیا کے ایک ایک خطے

میں پہنچے، اس لئے نہیں کہ جہاد چھوڑ دو، اس لئے نہیں پہنچے کہ تو ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جا، اس

لئے نہیں کہ تو گھر میں رہ، اس لئے نہیں کہ ایک ہاتھ قرآن ہو اور ایک ہاتھ میں تلوار ہو۔

انگریزوں کی ہندوستان میں آمد

میرے بھائیو! آپ کو معلوم ہے کہ انگریز اس برصغیر سے ۱۹۴۷ء کو گیا، اور دوسو

سال سے زیادہ اس نے مسلمانوں پر حکومت کی انگریز آیا کب تھا؟ اگر مغل حکمران تاج محل کی بلڈنگ بنانے کی بجائے اس کی جگہ کوئی دین کا مدرسہ بنا دیتے یونیورسٹی بنا دیتے تو انگریز کے آنے پر لوگ ان کو خوش آمدید نہ کہتے بلکہ اپنے پڑھے لکھے لوگوں کو آگے لاتے ایک المیہ تھا۔ میرے بھائیوں ۱۶۱۰ء میں انگریز آیا، اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے نام پر تجارت کے نام پر ہندوستان میں آیا اس وقت کے حکمران احمد شاہ ابدالی رحمۃ اللہ علیہ اور اس کے دیگر افراد نے اس کو خوش آمدید کہا اس کو خراج تحسین پیش کیا۔ اس کو سلام کیا لیکن ۱۶۸۰ء میں جب انگریز آیا تو آپ نے دیکھا کہ اس انگریز نے آہستہ آہستہ ہندوستان کے بہت سارے علاقوں پر قبضہ کر لیا، ایک سو سال کے بعد سن ۱۷۰۲ء میں ایک لڑکا شیخ عبدالرحیم کے گھر میں پیدا ہوتا ہے۔ اس لڑکے کا نام شاہ ولی اللہ رکھا گیا اور شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ ساٹھ سال کے بعد ۱۷۶۲ء میں دنیا سے رخصت ہو گئے۔

شاہ ولی اللہ اور ان کے بیٹے:

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک بیٹے سن ۱۷۰۴ء میں پیدا ہوئے اور اسی بیٹے کا نام شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رکھا گیا۔ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے چار بیٹے تھے چاروں بیٹے حافظ قرآن تھے۔ چاروں بیٹے حدیث کے عالم تھے، یہ بات یاد رکھیں کہ آج میں اور آپ مسلمان ہیں، یہ خاندان ولی اللہ کی محنت کا نتیجہ ہے کہ سب سے پہلے قرآن پاک کا ترجمہ فارسی زبان میں شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے کیا اور قرآن کی تفسیر شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی جس کا نام ہے تفسیر عزیزی۔

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک بیٹے کا نام شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ اور ایک کا نام شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ ہے ان دونوں نے قرآن کا ترجمہ فارسی زبان سے اردو میں کیا۔ اور جو تھے بیٹے عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ وہ بیٹے ہیں۔ ان کے فرزند کا نام شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ ہے گویا کہ شاہ اسماعیل شہید شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے ہیں جنہوں نے رسم و

رواج اور بدعات کے خلاف سب سے مضبوط آواز بلند کی، جن کی کتاب تقویۃ الایمان کا مطالعہ کر کے ساڑھے تین لاکھ سکھوں نے رسول اللہ ﷺ کا کلمہ پڑھ لیا اتنی عظیم کتاب ہے۔

اسلام کا ہیرو

میرے بھائیو! یہ تھی بنیاد شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا فتویٰ انگریز کے خلاف جہاد کی بنیاد تھا اس فتوے کے بعد سب سے پہلے اس فتوے پر عمل کرنے والا کون تھا؟ اس کا نام فتح علی تھا اور وہ حیدر علی کا بیٹا تھا۔ جس کو تاریخ کی زبان میں سلطان ٹیپو کہا جاتا ہے۔ سلطان ٹیپو نے سن ۱۷۹۲ء میں شاہ عبدالعزیز کے فتوے پر عمل کرتے ہوئے اٹھارہ ہزار سپاہیوں کے ساتھ انگریز سے میسور کی چار جنگیں لڑیں۔ بالآخر سلطان ٹیپو رحمۃ اللہ علیہ کے سپہ سالار میر صادق کو نو سو مربع زمین کا لالچ دے کر انگریز نے خرید لیا۔

اور عین لڑائی میں سلطان ٹیپو رحمۃ اللہ علیہ کا اس نے ساتھ چھوڑ دیا۔ بالآخر سلطان ٹیپو شہید ہو گیا اور یہ کہتا ہوا شہید ہوا۔

”شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے بہتر ہے“

اور سلطان ٹیپو رحمۃ اللہ علیہ وہ عظیم انسان تھا کہ جس کی قبر پر مولانا ظفر علی خان رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۳۶ء میں جا کر کہا تھا!

ہند کو مہر اسرار وفا تو نے کیا

حق وفاداری مشرق کا ادا تو نے کیا

ہند میں آج یہ جذبہ بیداری ہے

یہ تیرے ہی شعلہ گفتار کی گل کاری ہے

اگر تیری جرأت نہ ہوتی تو آج مسلمان اس جذبے کے ساتھ کبھی میدان میں نہ آتا۔

مجھے افسوس ہے کہ سلطان ٹیپو رحمۃ اللہ علیہ کی وہ تصویر اور فوٹو جو آج سکولوں میں

پڑھایا جاتا ہے۔ یہ سلطان ٹیپو کا فوٹو نہیں، اس میں داڑھی نہیں ہے اور سلطان ٹیپو نے ساری

زندگی داڑھی پر استرا نہیں پھیرایا۔ یہ غلط تصویر ہے جو ہمارے ہاں عام کتابوں میں ملتی ہے۔

عظیم مجاہد:

شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ سلطان ٹیپو نے پوری زندگی داڑھی نہیں منڈائی اور پوری زندگی اس نے تہجد کی نماز کبھی نہیں چھوڑی ایسا مجاہد آدمی تھا۔ اور سب سے پہلے شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے فتوے کی بنیاد پر قضاء کرنے والا سلطان ٹیپو تھا۔

سراج الدولہ سے غداری

میرے بھائیو! اس جرأت کو دیکھو اس عظمت کو دیکھو اور آگے چلئے یہ ۱۷۹۲ء کی بات ہے پھر دوسری لڑائی جنگ پلاسی کی صورت میں بھی ہوئی۔ اس دوران اور وہ لڑائی نواب سراج الدولہ کی انگریزوں سے ہوئی اس کے سپہ سالار میر جعفر کو انگریزوں نے کوئی سومریج زمین کا لالچ دے کر خرید لیا۔ سلطان ٹیپو رحمۃ اللہ علیہ کی طرح نواب سراج الدولہ رحمۃ اللہ علیہ بھی شہید ہو گئے۔

اسلام کے دو عظیم سپہ سالار:

میرے بھائیو! اس کے بعد ۱۸۲۱ء میں راجہ رنجیت سنگھ کی پنجاب میں حکومت قائم ہو گئی اس وقت یہ صوبہ سرحد پاکستان کا صوبہ یہ بھی پنجاب میں شامل تھا، اور شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کو دہلی میں پتہ چلا کہ مسجدوں کو راجہ رنجیت سنگھ کے گھوڑوں کا اصطبل بنادیا انہوں نے سید احمد شہید سے کہا۔ سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۸ ہزار مریدوں اور سپاہیوں کو ساتھ لے کر ۱۸۲۶ء میں راجہ رنجیت سنگھ کے خلاف اعلان جہاد کیا۔ ہندوستان کی تاریخ میں ایسا ولی نہیں ملا کہ جس کے ہاتھ پر تیس لاکھ انسانوں نے بیعت کی، چالیس ہزار انسان ڈاکے اور چوریوں سے توبہ کر کے سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر اللہ کے ولی بن گئے،

لاکھوں انسانوں نے سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں پر اسلام قبول کیا۔

درہ خیبر سے ہوتے ہوئے یہ لوگ ۱۸۲۱ء میں پشاور پہنچے، پشاور پر حملہ کیا بہت سارے علاقے فتح کئے دو دو مہینے اور چھ چھ مہینے ایک ایک بستی میں گزارے، پشاور شہر فتح کیا، تین سال تک پشاور شہر پر سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی حکومت رہی۔ امیر المومنین سید احمد شہید کا نام پورے علاقے میں ہر بستی میں عام تھا۔ اور راجہ رنجیت سنگھ سے سرحد کا علاقہ چھین لیا گیا، لیکن یہ فوج آگے بڑھی اور ۱۸۳۱ء میں یکم مئی کو شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ اور سید احمد شہید رحمۃ اللہ کی فوجیں ہزارہ میں پہنچیں، صوبہ سرحد کا پہاڑی علاقہ ہے وہاں پہنچیں، بالآخر وہاں رنجیت، سنگھ کی فوجوں سے جنگ ہوئی اس جنگ میں ۵ مئی ۱۸۳۱ء کو سید احمد شہید کر دیئے گئے۔ ان کا سر علیحدہ کر دیا گیا اور دھڑ علیحدہ کر دیا گیا۔

جاؤ آج بالاکوٹ میں جا کر دیکھو دریا نے کنہار کے کنارے پر ایک طرف سید احمد شہید رحمۃ اللہ کا سر دفن ہے اور دوسرے کنارے پر ان کا دھڑ دفن ہے۔ اور ۹ مئی کو شاہ اسماعیل شہید کر دیئے گئے شورش کشمیری نے بالاکوٹ جا کر کہا تھا۔

اے سرزمین بالاکوٹ اے مدفن شاہ شہید
تیری خاک میں خوابیدہ ہیں مرد شہید
آج تک کنہار کے نعروں میں ان کا سوز ہے
شمع ایمان وادی کاغان میں افروز ہے
شہیدان بالاکوٹ کا دیرینہ ہم پر یہ قرض ہے
شرک کی عمارت کو ڈھانا ہمارا فرض ہے

تذکرہ مجاہدین

یہ وہ جذبہ جہاد تھا جس کا اظہار پوری امت کے علماء نے کیا، اس قافلہ کے کچھ مجاہدین بچ گئے، جن میں مولانا مملوک علی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا یحییٰ علی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا ولایت علی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا یعقوب علی رحمۃ اللہ علیہ، یہ سب اسی قافلے کے چشم و چراغ

تھے۔ انہوں نے آگے جا کر ۱۸۵۶ء میں انگریز کے خلاف فوجیں تیار کیں لشکر تیار کئے انگریز سے جنگ لڑنے کے لئے، مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ، حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی اس میٹنگ میں موجود تھے کسی نے کہا ہماری تعداد تھوڑی ہے۔

مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کیا ہماری تعداد غازیانِ بدر سے بھی کم ہے؟ جب یہ بات کہی تو لوگوں میں جذبہ پیدا ہوا چنانچہ جہاد کا اعلان کر دیا گیا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی مارچ کے مہینے میں لڑی گئی یہ جنگ آزادی پہلی جنگ آزادی تھی جو انگریز کے مقابلے میں لڑی گئی۔ اس جنگ آزادی کو سمجھے بغیر آپ کو نہیں پتہ چلے گا کہ دیوبند کا مدرسہ کیوں قائم ہوا۔ دارالعلوم دیوبند کیوں بنایا گیا، اس کی بنیادیں کیوں کھڑی کی گئیں، اس مدرسے سے علماء، فارغ التحصیل ہو کر پوری دنیا میں کفر کے خلاف کیوں آئے اس کی کیا وجوہات ہیں۔

میرے بھائیو! ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں دو محاذ تھے ایک محاذ شاملی کا تھا، ایک محاذ انبالہ کا تھا۔ انبالہ کے محاذ پر مولانا جعفر تھا میری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا ولایت علی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا مملوک علی رحمۃ اللہ علیہ نے انگریز سے جنگ لڑی اور شاملی کے محاذ پر حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ محمد ضامن شہید رحمۃ اللہ علیہ اور بڑے بڑے علماء نے انگریز سے جنگ لڑی یہ جنگ کئی دن جاری رہی۔

علماء کا قتل عام

میرے بھائیو! اس جنگ کے دوران عین جنگ میں چودہ سو علماء شہید ہوئے۔ اور اس جنگ کے بعد انگریز نے پورے برصغیر میں علماء کو گرفتار کیا اور اس کے بعد اس جنگ کے نتیجے میں جن علماء کو ذبح کیا گیا۔ ان کی تعداد دس ہزار سے زیادہ ہے اور عام علماء تو دس ہزار تھے چھوٹے چھوٹے مدرسوں کے علماء، لیکن بعض علماء کہتے ہیں کہ کل ۲۷ ہزار آدمی شہید

ہوا اس جنگ میں، انگریز نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد ایک وفد بھیجا برطانیہ سے، وائسرائے برطانیہ نے وفد بھیجا کہ معلوم کرو کہ ہندوستان میں کس طرح انگریز کی حکومت مستحکم ہو سکتی ہے؟ تو اس نے دورہ کیا کب دورہ کیا ۱۸۶۰ء سے ۱۸۶۲ء تک دو سال دورہ کیا۔

مرزا قادیانی

اور اس وفد کے سربراہ ڈاکٹر ولیم میور تھے اور دورے کے بعد اس نے رپورٹ پیش کی وہ رپورٹ سید طفیل منگلوری نے اپنی کتاب ”ہمارے ہندوستانی مسلمان“ میں لکھی ہے۔ اس رپورٹ میں ڈاکٹر ولیم میور نے لکھا ہے کہ ”ہندوستان میں انگریز دو وجوہات کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتا۔

پہلی وجہ کہ مسلمانوں میں جذبہ جہاد ختم کر دیا جائے۔

دوسری وجہ کہ قرآن کو ہندوستان سے مکمل طور پر ختم کر دیا جائے جب تک قرآن باقی ہے اس وقت تک مسلمانوں کا مقابلہ نہیں ہو سکتا اور جب تک جذبہ جہاد باقی ہے اس وقت تک بھی مقابلہ نہیں ہو سکتا۔

تو اس پر بڑی آراء پیش ہوئیں کہ جذبہ جہاد کیسے ختم کیا جائے..... تو رپورٹ دی گئی کہ چونکہ پنجاب کی حکومت اور مسلمانوں کی بڑی تعداد رسم و رواج کی قائل ہے، پیروں فقیروں کو مانتی ہے تو کچھ پیر ایسے کھڑے کئے جائیں، کچھ ولی اور کچھ نبی بنادے جائیں جو یہ کہیں کہ ہمیں اللہ کی طرف سے وحی آئی ہے کہ جہاد حرام ہو گیا۔ اس کے لئے کوئی آدمی خریدیں جو نبوت کا دعویٰ کرے۔

میرے بھائیو! یہ ہے اصل بات سمجھنے کی، اگر یہ بات سمجھ میں آجائے، تو آپ کو مرزا قادیانی کی اصل حقیقت کا پتہ چل جائے۔ مرزا غلام احمد قادیانی جو ہے یہ ۱۸۴۲ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۷۶ء میں مرزا قادیانی نے انگریز کے اشارے پر، انگریز سے پیسے لے کر یہ کہا:

چھوڑ دو اے دوستو جہاد کا خیال

دین میں حرام ہے جنگ اور قتال

یہ شعر لکھا اپنے رسالہ میں جس رسالے کا نام الفضل تھا، قادیان سے لکھا تھا۔ اس کے ٹائٹیل پر یہ شعر لکھا تو گویا کہ انگریز نے جس آدمی کو تلاش کیا وہ مل گیا مرزا قادیانی کی شکل میں۔ ۱۸۴۲ء میں مرزا قادیانی پیدا ہوا اور ۱۸۷۶ء میں اس نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا کہ میں مہدی موعود ہوں۔

اور چھ سال کے بعد ۱۸۵۲ء میں اس نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا کہ میں عیسیٰ ابن مریم ہوں اور ۱۸۵۸ء میں اس نے کہا کہ میں نبی ہوں اور میں محمد رسول اللہ سے بھی زیادہ مرتبہ رکھتا ہوں۔ اس مرزا غلام احمد قادیانی نے، یہ سنہ آپ کو یاد رہیں گے؟ (جی) اگر یہ سن یاد رہیں گے تو مرزا قادیانی کی اصلیت کا آپ کو پتہ چل جائے گا کہ یہ کیسے کیسے کیا کیا بنتا رہا؟

قرآن ختم کرنے کی سازش:

میرے بھائیو! اس کے بعد دوسری شق یہ لکھی کہ قرآن کو ختم کرو، اگر قرآن ختم کر دو گے تو مسلمانوں میں ایمان ختم ہو جائے گا۔ ایمان ختم ہوگا تو انگریز برس برس مسلمانوں پر حکومت کر سکتا ہے، چنانچہ ساڑھے تین لاکھ قرآن کے نسخے ایک جگہ جمع کئے گئے اور ان کو آگ لگا دی گئی۔ ۱۸۶۳ء میں قرآن پاک کے ساڑھے تین لاکھ نسخوں کو وائسرائے برطانیہ کے حکم ڈاکٹر ولیم میور سے پوچھا، وائسرائے نے کہ قرآن ختم نہیں ہوا۔ اس نے آٹھ سال کا بچہ وائسرائے برطانیہ کی عدالت میں پیش کیا اور کہا کہ قرآن کو تم نے جلا دیا، لیکن اس بچے کے سینے سے قرآن کون نکالے۔ کون قرآن کو ختم کرے۔ اس پر انگریز عاجز آ گیا۔

خونی انقلاب:

اس نے فیصلہ کیا کہ جتنے مولوی ہیں جو داڑھی والا ہے جو دین دار ہے ان تمام کو قتل کر دو، چنانچہ ۱۸۶۳ء سے لے کر ۱۸۶۶ء تک، تین سال میں علماء کا قتل عام ہوا ہندوستان میں چودہ ہزار علماء کو دہلی کے چاندنی چوک سے لے کر خیبر تک الٹا لٹکایا گیا اور ان کو شہید کر دیا گیا۔ سوروں کی کھالوں میں بند کر کے جلتے ہوئے تندوروں میں علماء کو ڈال دیا گیا۔

یہ لاہور کی شاہی مسجد کے صحن میں انگریز نے پھانسی کا پھندا بنایا اور ایک ایک دن

میں سوسو علماء کو پھانسی دی جاتی تھی۔

لاہور کے قریب دریائے راوی میں جولاہور کے اندر سے بہہ رہا ہے دریائے راوی، اس دریائے راوی میں بوریوں میں بند کر کے علماء کو ڈالا جاتا اور اوپر سے ان کو گولیوں کا نشانہ بنا دیا جاتا۔

انگریز اتنا ظالم تھا۔ ایک گورا افسر دہلی میں مسٹر ٹامسن کہتا ہے کہ دہلی میں میں اپنے خیمے میں گیا، جہاں میری رہائش تھی، تو مجھے چربی کے پکھلنے کی بو آئی۔ خون جلتے ہوئے کی بو آئی۔ میں جب پیچھے گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آگ کے انگارے پک رہے ہیں اور پھر ان انگاروں پر چالیس علماء کے کپڑے اتار کر ان کو انگاروں کے اوپر ڈالا گیا اور میرے سامنے چالیس اور علماء لائے گئے اور انگریز افسر نے کہا کہ تم صرف یہ کہو کہ ہم ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں شریک نہیں تھے تمہیں ابھی چھوڑ دیتے ہیں۔ ٹامسن کہتا ہے کہ مجھے پیدا کرنے والے رب کی قسم ہے کہ پہلے چالیس علماء بھی آگ پر پک گئے اور دوسرے چالیس علماء بھی آگ میں جل گئے ایک بھی عالم نے انگریز کے سامنے معافی نہیں مانگی۔

ایک افسر اپنی بیوی کو ساتھ لے کر ایک میدان میں گیا اور بیوی سے کہتا ہے کہ میں تجھے تماشہ دکھاؤں۔ اس نے ایک توپ کے منہ کے آگے ایک بہت بڑے عالم کو اتار دیا عالم جس کی عمر اسی (۸۰) سال تھی سفید داڑھی تھی، مسٹر ٹامسن کہتا ہے کہ اس جید عالم کو توپ کے منہ کے آگے باندھا گیا اور اپنی بیوی کو کہا کہ دیکھو میں تمہیں نظارہ دکھاتا ہوں توپ کا بٹن دبایا تو پورے میدان میں اس عالم دین کے ذرے ذرے بکھر گئے۔ پورے میدان میں بوٹیاں اڑ گئیں۔

ہائے یہ حرف تمنا یہ زماں کی دوریاں
سختیاں دشواریاں پابندیاں مجبوریاں
یاد ایام جہاں آخر بھلائیں تو بھلائیں کس طرح
دل فرنگی سے لگائیں تو لگائیں کس طرح

یہ جذبہ جہاد تھا مولانا نجفی علی، مولانا جعفر تھانی، یہ انبالہ کے محاذ پر تھے ان کو

وہاں سے انگریز نے گرفتار کر کے اقبالہ کی جیل میں رکھا۔ مولانا یحییٰ علی کہتے ہیں کہ سارا سارا دن انگریز مارتا تھا۔ ہم نے روزے کی نیت کر لی۔ صبح کو درختوں کے پتوں سے روزہ رکھتے تھے۔ شام کو پتوں سے روزہ افطار کرتے تھے۔

اور اس کے بعد ہمارے پاؤں میں بیڑیاں، ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال کر اقبالہ جیل سے پیدل لاہور تک لے جایا گیا۔ ہمارے ہاتھوں سے لہو بہتا تھا، لیکن انگریز کو ترس نہیں آتا تھا۔ کوٹ لکھنٹ جیل میں ہم پہنچے، ہمارے لئے لوہے کے منجرے بنائے۔ جن منجروں کے پیچھے لوہے کی سلاخیں لگائیں۔ ہمیں منجرے میں بند کر دیا۔ دس دن منجرے میں بند کر دیا۔ اس کے بعد مال گاڑی کے ایک ڈبے میں ہمیں ڈالا اور کہا کہ ملتان کی ڈسٹرکٹ جیل میں تمہیں پھانسی دی جائے گی تو مال گاڑی لاہور سے ملتان تک تین مہینے میں پہنچی، کسی جگہ دس دن کھڑی رہی، کسی جگہ پندرہ دن کھڑی رہی، گرمیوں کا موسم تھا، ہم منجروں میں بند تھے، کوئی پوچھنے والا نہیں تھا اور روٹی کچھ کچی ہوتی کچھ زیادہ جلی ہوئی ہوتی، روٹی میں مٹی ڈالی جاتی، ہمیں کوئی شخص پوچھنے والا نہیں تھا۔ ہم ملتان جب پہنچے، ہماری آنکھوں پر پٹیاں باندھ کر ہمیں جیل لے جایا گیا، جب ہم شام کو جیل پہنچے، تو پہنچتے ہی ہماری پٹیاں کھول دی گئیں۔ ہمیں پھانسی کے کالے وارنٹ دے دیئے گئے۔ ہم نے پھانسی کا وارنٹ دیکھا، ہم نے خوشی منائی، ساری رات کہ چلو دنیا کے غموں سے نجات مل جائے گی۔ انگریز نے کہا مولویو! کیوں خوشی کرتے ہو، ہم نے کہا کہ اس لئے خوشی کرتے ہیں کہ ادھر کل کو ہمیں پھانسی ہوگی، کل ہی ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس حوض کوثر پر پہنچ جائیں گے۔

مولانا جعفر تھامیری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ ”تاریخ کالا پانی“ میں لکھا، وہ کہتے ہیں کہ ہم نے خوشی منائی، ہماری خوشی کو دیکھ کر انگریز پریشان ہو گیا۔ انگریز نے پھانسی کا حکم روک دیا۔ انہوں نے کہا کہ مولوی جس موت سے خوش ہوتے ہیں، ہم وہ موت ان کو دینے کے لئے تیار نہیں۔ اس کے بعد کالا پانی کی سزا ملی۔ عمر قید کالا پانی۔ جب کالے پانی لے جایا جانے لگا تو مولانا جعفر تھامیری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے بڑا دکھ ہوا کہ اب پتہ

نہیں کتنے دکھ اور تکلیفیں دنیا میں باقی ہیں۔ شہید ہو جاتے بات ختم ہو جاتی۔ اس موقع پر تاریخ کالا پانی میں انہوں نے ایک شعر لکھا ہے:

مستی دار کو حکم نظر بندی ملا

کیا کہوں ہائے رہائی ہوتے ہوتے رہ گئی

اگر پھانسی چڑھ جاتے، رہائی ہو جاتی، حضور ﷺ کے پاس پہنچ جاتے، رہائی ہو جاتی، اب قید میں ہیں۔ ہماری پھانسی سے رہائی ہوتی ہے۔

مسلمانو! مجھے بتاؤ کیا ایمان تھا! کیا جرأت تھی! کیا بسالت تھی! کیا ایمان تھا! کیا ان اکابر علماء کا جذبہ تھا کہ ایمان کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہو گئے اور جب کالا پانی بھیجے گئے تو انگریز نے آرڈر کیا ان کی داڑھی موٹھ دی جائے۔ ان کی مونچھیں اور داڑھی ختم کر دو، سر کے بال موٹھ دو، سر کے بال موٹھ دیئے، مونچھیں موٹھ دیں، داڑھی موٹھ ہنے لگے تو ہم چاروں آدمی رونے لگے کہ اللہ یہ داڑھیاں تیرے نبی کی سنت ہیں، لیکن انہوں نے ہاتھ باندھ کر پاؤں باندھ کر ہماری داڑھیوں کو کاٹا۔

تو مولانا یحییٰ علی رحمۃ اللہ علیہ نے داڑھیوں کے بالوں کو ہاتھوں میں لیا اور رو کر کہا اے اللہ! ہماری شہادت کے بجائے ہماری داڑھی کو شہادت مل گئی ہے۔ ہم چاہتے تھے کہ ان کی بجائے ہم شہید ہو جاتے، قیامت میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے فخر کرتے۔

کیا ایمان تھا!

کیا جذبہ تھا!.....

جس دن ہمیں کالا پانی لے جایا جانے لگا اس سے دو دن پہلے ہمارے بچوں کو ملاقات کے لئے لایا گیا۔ میری بیوی اور میرا ایک بچہ تھا جس کی عمر آٹھ سال تھی جب اس نے مجھے سلاخوں میں جھکڑیاں لگی ہوئی اور پاؤں میں بیڑیاں دیکھیں تو بچہ رونے لگا۔ بیوی رونے لگی۔ میں نے کہا بیٹا گھبرانے کی ضرورت نہیں، اگر تیرے باپ کو اللہ نے زندگی بخشی تو میں ضرور واپس آؤں گا اور اگر زندگی نہ ہوئی تو حوض کوثر پہ ملاقات کر لیں گے۔

بالآخر وہ کالا پانی پہنچے اور اس واقعہ سے تقریباً سولہ سال کے بعد ان کو کالا پانی سے رہائی ملی۔ اس مدت میں کالا پانی میں کیا ہوا ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ مولانا فضل حق خیر آبادی، دو فضل حق ہیں، ایک فضل حق خیر آبادی ایک فضل حق آلہ آبادی، تاریخ کی کتابوں میں دونوں کے نام موجود ہیں۔

میرے بھائیو! مولانا فضل حق خیر آبادی بھی جیل تھے۔ کالا پانی پہنچے اور ان کا دو سال کا بچہ تھا۔ انگریز نے ان کی بیوی کو خط لکھا تمام قیدیوں کی بیویوں کو کہ اگر تم رہائی کے لئے اپیل کرنا چاہتی ہو تو بچوں کی طرف سے اپیل کرو تو بیوی نے کہا کہ میرا بچہ دو سال کا ہے۔ تو انگریز افسر نے کہا کہ اس بچے کی طرف سے اپیل کرو، تو چنانچہ اس دو سال کے بچے کی طرف سے اپیل کی گئی، یہ اپیل چلتی رہی، بارہ سال کے بعد وہ اپیل منظور ہوئی، جب بارہ سال گزر گئے تو بچہ اب چودہ سال کا ہے، چودہ سال کی عمر میں اس کے گھر میں مولانا فضل حق خیر آبادی کی رہائی کا آرڈر ملا جبکہ یہ بات ریاست علی بجنوری کو کہنا پڑی۔

اس وادی گل کا ہر ذرہ خورشید جہاں کہلایا ہے
اس بزم جنوں کے دیوانے ہر راہ سے پہنچے یزداں تک
ہیں عام ہمارے افسانے دیوار چمن سے زنداں تک
سوار سنوارا ہے ہم نے اس ملک کے گیسوئے برہم کو
یہ اہل جنوں بتلائیں گے کیا ہم نے دیا ہے عالم کو

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

تاریخ علمائے دیوبند!

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ
وَتَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَتَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ الْفُسَيْنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ
أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِيهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ
لَهُ وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَلَا نَظِيرَ
لَهُ وَلَا وَزِيرَ لَهُ وَلَا مُشِيرَ لَهُ وَلَا مُعِينَ لَهُ وَصَلَّى عَلَى سَيِّدِ
الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ الْمَبْعُوثِ إِلَى كَافَّةِ النَّاسِ بِشِيرَا
وَنَذِيرَا وَدَاعِيَا إِلَى اللّٰهِ بِأَذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا.

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي كَلَامِهِ الْمَجِيدِ وَالْفَرْقَانِ
الْحَمِيدِ وَالْدِّينِ جَاهِدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۚ وَإِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ
الْمُحْسِنِينَ.

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم..... العلماء امناء الدین
ما لم یخالط الامرآء واذا هم یخالط الامرآء فہم
نقص الدین فاحذروہم.....

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاتزال طائفة من امتی

ظاہرین علی الحق لایضرہم من خالفہم حتی یالی
امر اللہ او کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم.....
صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ
لِمِنَ الشّٰہِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ.

اس میں نہیں کلام کہ دیوبند کا وجود
ہندوستان کے سر پہ ہے احسانِ مصطفیٰ
تاحشر اس پہ رحمت پروردگار ہو
پیدا کیے ہیں جس نے فدایانِ مصطفیٰ
اس مدرسہ کے جذبہ عزت سرشت سے
پہنچا ہے خاص و عام کو فیضانِ مصطفیٰ
اور گونجے گا چار کھونٹ مانو توئی کا نام
بانٹا ہے جس نے بادۂ عرفانِ مصطفیٰ

میرے واجب الاحترام بزرگوار دوستو! آپ حضرات بڑے دور دراز سے وقت
نکال کر آئے ہیں، انشاء اللہ آپ کا یہ وقت آپ کو بہت فائدہ دے گا۔ مجھے یہ کہا گیا ہے کہ
میں آپ کے سامنے آج علمائے دیوبند کی تاریخ پیش کروں..... علمائے دیوبند کی تاریخ کیا
ہے، یہ بڑا عجیب موضوع ہے اور میرا عام طور پر پنجاب میں تقاریر میں یہی خاص موضوع
رہتا ہے، تو میں چاہتا ہوں کہ آپ حضرات کو اسی موضوع کے سلسلے میں کچھ معلومات فراہم
کی جائیں۔

میرے دوستو! برصغیر پاک و ہند میں جتنا کام دیوبند کے علماء نے کیا ہے، اتنا
کام نہ کسی نے پہلے کیا ہے اور نہ بعد میں کوئی کر سکے گا، انشاء اللہ اس میں کوئی شک و شبہ
نہیں، ہندوستان میں جب سے انگریز آیا دو طبقے ہندوستان میں برسرِ پیکار رہے۔

انگریز کا وفادار طبقہ:

ایک طبقہ وہ تھا کہ جس نے انگریز کے سامنے گردنیں جھکائیں..... انگریز سے معافیاں مانگیں، انگریز سے جاگیریں حاصل کیں، انگریز سے دولتیں حاصل کیں۔

ایک طبقہ وہ تھا کہ جس نے سلطان ٹیپو جیسے انسان سے غداری کی، ایک طبقہ وہ تھا کہ جس نے نواب سراج الدولہ کی گردن کٹا کر ساڑھے سات سو مربع زمین انگریز سے الاٹ کرائی، ایک طبقہ وہ تھا کہ جس نے بالاکوٹ کے پہاڑوں پر شاہ اسماعیل شہیدؒ سے غداری کر کے اس نواسہ رسولؐ کو اس شاہ اسماعیل شہیدؒ کو اس خانوادہ رسالت کو اور اس پیغمبر کے خاندان سے تعلق رکھنے والے..... اس مجاہد اسلام کو..... بالاکوٹ کی پہاڑیوں پر شہید کر دیا۔

انگریز کا باغی طبقہ

میرے دوستو! ایک طبقہ وہ تھا..... اور دوسری طرف ایک وہ طبقہ تھا..... کہ جو شاہ ولی اللہ کے نام کا وارث تھا، جو شاہ عبدالعزیزؒ کے فتوے کا علمبردار تھا..... کہ جس فتوے نے برصغیر میں مالٹا اور کالا پانی اور اسکندریہ کے ساحل پہ اور جیلوں کو آباد کر کے..... پھانسیوں کے تختے پر چڑھ کر ساری زندگی انگریز سے ٹکرا گیا..... بچوں کو یتیم کرا گیا اور بیویوں کو بیوہ کرا گیا، وہ طبقہ کٹ تو گیا لیکن نہ انگریز کے سامنے گردن جھکائی اور نہ دنیا کے کسی اور باطل کے سامنے گردن جھکائی۔

مولانا قاسم نانوتویؒ کون تھا:

میرے دوستو! وہ طبقہ دیوبند کے علماء کا طبقہ تھا..... آج کل بعض لوگ کہتے ہیں کہ دیوبند کا مدرسہ تو کافی عرصے بعد بنا، تو جب سے دیوبند کا مدرسہ بنا..... اس کا مطلب یہ ہوا..... کہ دیوبند کا مدرسہ جب سے قائم ہوا..... اس وقت سے دیوبندی بنے اور اس سے

پہلے دیوبندیوں کا نام و نشان نہیں تھا، بعض مولوی کہتے ہیں.....
میں کہتا ہوں کہ قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے پیر و مرشد نے..... دیوبند کا
مدرسہ بنایا لیکن مدرسہ بنانے سے پہلے.....

وہ عالم تھے.....

وہ دین کے فاضل تھے.....

وہ اسلام کے علمبردار تھے.....

وہ دین کے مجاہد تھے.....

اس دیوبند کا مدرسہ بنانے سے پہلے..... انہوں نے علم حاصل کیا تھا، ٹھیک ہے
علمائے دیوبند..... دیوبند کے مدرسے سے پڑھے ہیں، لیکن یہ علم جو دیوبند کے مدرسے سے
پھیلا، یہ جو پوری دنیا میں پہنچا، یہ دیوبند کی زمین ہی سے نہیں بلکہ قاسم نانوتویؒ کے سینے سے
پھوٹا۔

علمائے دیوبند کا شجرہٴ علم حدیث

اور قاسم نانوتویؒ کون ہیں..... کہ جس نے یہ علم قرآن و حدیث کا حاصل کیا.....

قاسم نانوتویؒ نے..... شاہ اسحاقؒ سے

شاہ اسحاقؒ نے..... شاہ عبدالغنیؒ سے

شاہ عبدالغنیؒ نے..... شاہ عبدالعزیزؒ سے

شاہ عبدالعزیزؒ نے..... شاہ ولی اللہؒ سے

شاہ ولی اللہؒ نے..... شیخ ابوطاہر مدنیؒ سے

شیخ ابوطاہر مدنیؒ نے..... محمد بن احمد صاحب مجمع البحار سے

علامہ محمد بن احمدؒ نے..... حافظ حسام الدینؒ سے

حافظ حسام الدینؒ نے..... شیخ ربیع ابن سبیحؒ سے

ربیع ابن سبیحؒ نے..... دو واسطوں سے امام عینی ترمذیؒ سے

امام عینی ترمذیؒ نے..... امام بخاریؒ سے
 امام بخاریؒ نے..... حضرت حمادؒ سے
 حضرت حمادؒ نے..... عبداللہ ابن مبارکؒ سے
 عبداللہ ابن مبارکؒ نے..... امام ابوحنیفہؒ سے
 امام ابوحنیفہؒ نے..... انس ابن مالکؓ سے
 انس ابن مالکؓ نے..... محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
 میرے دوستو! قاسم نانوتویؒ..... یہ علم دنیا میں پھیلاتا ہے، اس علم کا شجرہ.....
 قاسم نانوتویؒ سے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔

علمائے دیوبند کا شجرہ تصوف

میرے دوستو! یہ کہنا کہ چلو علم تو تم نے اس طرح حاصل کیا..... کہ علم کا سلسلہ
 نسب رسول اللہ ﷺ تک پہنچتا ہے، لیکن ولایت ہمارے پاس ہے، گدیاں ہمارے پاس ہیں،
 پیری ہمارے پاس ہے، تقدس ہمارے پاس ہے،
 نقش بندی ہمارے پاس ہیں،
 سہروردی ہمارے پاس ہیں،
 چشتی ہمارے پاس ہیں،
 قادری ہمارے پاس ہیں،

دنیا کے اندر علمائے دیوبند کو برا کہنے والو! آؤ دیوبند کے مرکز پہ..... اگر علم ملتا
 ہے، اگر تقدس ملتا ہے، اگر ریاضت ملتی ہے، اگر جہاد ملتا ہے، اگر تفکر ملتا ہے، اگر تقویٰ ملتا
 ہے، اگر قرآن ملتا ہے، اگر حدیث ملتی ہے..... تو اسی دیوبند کی مسند پہ پیغمبر کی طریقت بھی
 ملتی ہے، نبی کی ولایت بھی ملتی ہے، نبی کی بزرگی بھی ملتی ہے، نبی کی طہارت بھی ملتی ہے، اسی
 دیوبند کی برکت سے..... اس لئے کہ

قاسم نانوتویؒ مرید تھے..... حاجی امداد اللہ مہاجر کی کے

اور حاجی امداد اللہ مہاجر کی نے ولایت کا سبق پایا تھا..... میاں جی نور محمد سے

میاں جی نور محمد نے..... شیخ عبدالباری سے

شیخ عبدالباری نے..... شیخ عبدالہادی سے

شیخ عبدالہادی نے..... شیخ عزیز الدین سے

شیخ عزیز الدین نے..... شیخ عبدالحق سے

شیخ عبدالحق نے..... شیخ عبدالقدوس گنگوہی سے

شیخ عبدالقدوس گنگوہی نے..... خواجہ جلال الدین تھانی سے

خواجہ جلال الدین نے..... خواجہ نظام الدین اولیاء سے

خواجہ نظام الدین اولیاء نے..... خواجہ علاؤ الدین صابر کلیری سے

خواجہ علاؤ الدین نے..... حضرت بابا فرید الدین گنج شکر سے

فرید الدین گنج شکر نے..... خواجہ علی ہجویری سے

خواجہ علی ہجویری نے..... خواجہ قطب الدین مودود چشتی سے

خواجہ قطب الدین نے..... خواجہ معین الدین چشتی اجمیری سے

خواجہ معین الدین چشتی نے..... شیخ محمد بن احمد سے

شیخ محمد بن احمد نے..... سلطان بن عمیرہ سے

سلطان ابن عمیرہ نے..... خواجہ فضیل بن عیاض سے

فضیل بن عیاض نے..... حضرت حسن بصری سے

حضرت حسن بصری نے..... حضرت علی المرتضیٰ سے

حضرت علی المرتضیٰ نے..... محمد رسول اللہ سے

علم میں ہمارا سلسلہ رسول اللہ تک پہنچتا ہے.....

ولایت میں بھی ہمارا سلسلہ رسول اللہ تک پہنچتا ہے، کائنات میں اس کا جواب

کوئی نہیں دے سکتا۔

برصغیر میں انگریز کی آمد اور شاہ عبدالعزیزؒ کا فتویٰ جہاد

اور دیوبند کا مدرسہ کب بنا..... یہ باتیں ذرا سمجھیں، دارالعلوم دیوبند کی بنیاد کب اور کیوں رکھی گئی.....؟ ۱۶۰ء میں ہندوستان میں انگریز آیا تھا، تجارت کے نام سے اس نے آکر آہستہ آہستہ پورے برصغیر پہ غلامی کی زنجیروں میں مسلمانوں کو جکڑ لیا اور ایک وقت آیا کہ ۱۷۳۹ء میں شاہ عبدالعزیزؒ محدث دہلوی شاہ ولی اللہؒ کے گھر پیدا ہوئے اور شاہ عبدالعزیزؒ نے ۱۷۶۲ء میں ہندوستان کی تاریخ میں سب سے پہلا فتویٰ جہاد جاری کیا اور کہا کہ انگریزوں کے خلاف جہاد کرنا فرض ہو چکا ہے۔

سلطان ٹیپو کون تھا.....؟

اسی فتویٰ کی روشنی میں ۱۷۵۲ء میں سلطان ٹیپو میدان میں آتا ہے..... سلطان ٹیپو شاہ عبدالعزیزؒ کے اسی فتویٰ کی بنیاد پر ۱۷۵۲ء میں انگریز کے خلاف تلوار اٹھا کر میسور کی لڑائیوں کے لئے مقابلے میں آتا ہے، سلطان ٹیپو کون تھا.....؟ اپنے دور کا قطب تھا، مولانا حسین احمد مدنی فرماتے ہیں کہ سلطان ٹیپو اپنے دور کا اتنا بڑا ولی تھا..... کہ آپ اور میں اس کا تصور ہی نہیں کر سکتے۔

سلطان ٹیپو بار لیش تھا:

پاکستان کی اس قوم کو دیکھو..... ان لعنتی قسم کے مورخوں کو دیکھو کہ جنہوں نے سلطان ٹیپو کی تصویر غلط طور پر کتابوں میں چھاپی ہے، سلطان ٹیپو نے ساری زندگی داڑھی پہ استرا نہیں پھرایا، لیکن آپ نے سلطان ٹیپو کا نوٹو کتابوں میں دیکھا ہے اور اس کی داڑھی نہیں ہے، یہ سلطان ٹیپو کی تصویر نہیں ہے، سلطان ٹیپو نے ساری زندگی داڑھی نہیں منڈوائی، سلطان ٹیپو تہجد گزار تھا، سلطان ٹیپو اپنے دور کا قطب تھا، سلطان ٹیپو اپنے دور کا ولی تھا، مولانا حسین احمد مدنی اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ جس دور میں سلطان ٹیپو انگریز کے مقابلے

میں آیا..... اس دور میں سلطان ٹیپو سے بڑا ولی ہندوستان میں نہیں تھا۔

سلطان ٹیپو صاحب ترتیب تھا:

سلطان ٹیپو نے میسور کی جامع مسجد بنائی اور اعلان کیا کہ اس جامع مسجد میں جماعت وہ آدمی کرائے جو صاحب ترتیب ہو، علماء جانتے ہیں کہ صاحب ترتیب وہ ہوتا ہے کہ پانچ نمازیں اکٹھی جس کی قضاء نہ ہوئی ہوں، کوئی عالم جماعت کرانے کے لئے آگے نہ بڑھا اور سلطان ٹیپو خود آگے آیا اور اس نے کہا کہ جب سے میں بالغ ہوا ہوں..... آج تک میری پانچ نمازیں اکٹھی کبھی قضاء نہیں ہوئیں۔ اتنا بڑا ولی تھا، سلطان ٹیپو لیکن اس قوم کو دیکھو کہ انہوں نے اپنے کتوں کے نام پہ ٹیپو کا نام رکھا، انہوں نے تو اسی داڑھی کو علیحدہ کر دیا..... تاکہ لوگ سلطان ٹیپو کی داڑھی دیکھ کر یہ نہ کہیں کہ علماء اور مولویوں ہی نے انگریز کا مقابلہ کیا، سلطان ٹیپو کے نوٹو سے داڑھی اڑادی..... تاکہ لوگ یہ کہیں کہ یہ مولوی نہیں تھا، مولویوں کا کیا کام ہے، مولویوں سے لوگوں کو متنفر کرنے کے لئے سلطان ٹیپو کی تاریخ کو مسخ کر دیا گیا۔

ظفر علی خان..... ٹیپو سلطان کی قبر پر:

اور سلطان اتنا بڑا مجاہد تھا، جس کی قبر پر ظفر علی خان گیا اور ظفر علی اس کی قبر پر سرنگہ پٹم کے قلعے پہ جو اس کی قبر بنی ہوئی ہے، اس سرنگہ پٹم کے قلعے پر، اس کی قبر پر جا کر کھڑا ہو کر کہتا ہے کہ اے سلطان.....!

ہند کو محرم اسرار وفا تو نے کیا

حق وفاداری مشرق ادا تو نے کیا

ہند میں آج جو جذبہ بیداری ہے

یہ تیرے ہی فعلہ ایمار کی گل کاری ہے

سلطان کی قبر پر یہ عجیب مصرعہ تھا۔ میرے دوستو! اتنا بڑا مجاہد انسان..... اس کو،

اس کی تاریخ کو پاکستان کے کئی بے ضمیر قسم کے قلم کاروں نے مسخ کر دیا۔

سلطان ٹیپو کے جہاد کا آغاز اور میر صادق کی غداری:

سلطان ٹیپو ۱۷۹۲ء میں انگریز کے مقابلے میں اٹھا، میں مختصر کرتا ہوں، آپ کو معلوم ہو جانا چاہئے کہ چار لڑائیاں سلطان نے انگریز کے خلاف لڑیں..... لیکن سلطان ٹیپو کا سپہ سالار میر صادق تھا..... اس نے ساڑھے نو سو مربع زمین انگریز سے لینے کے بدلے میں عین لڑائی کے موقع پر سلطان ٹیپو سے غداری کی اور سلطان ٹیپو کو تنہا چھوڑ دیا اور بالآخر اس سرنگہ پٹم کے قلعے پر سلطان لڑتا ہوا شہید ہو گیا اور وہ میر صادق ساڑھے نو سو مربع زمین الاٹ کرا کے چلا گیا۔

دورِ حاضر کے میر صادق

یہ جو آج آپ پاکستان میں دیکھتے ہیں

دولتانوں نے.....

ٹوانوں نے.....

قریشیوں نے.....

گیلانیوں نے پانچ پانچ سو مربع زمین لے رکھی ہے.....

اتنی زمین ان جاگیرداروں کے پاس ہے.....

ان گدی نشینوں کے پاس ہے.....

فلاں سجادہ نشین، فلاں گدی نشین.....

پانچ سو مربع زمین کا مالک ہے، ہزار مربع کا مالک ہے،.....

یہ زمینیں کہاں سے آئیں؟.....

یہ انگریز کے سامنے معافیاں مانگنے سے آئیں.....

انگریز کی حمایت کرنے کے بدلے میں آئیں.....

ایک طرف سلطان ٹیپو کی غداری کے بدلے ساڑھے نو سو مربع زمین میر صادق کو

ملی اور نواب سراج الدولہ سے غداری کرنے کے بدلے میں میر جعفر کو ساڑھے سات سو مربع زمین ملی..... اور اس طرح پنجاب کے 36 سجادہ نشین پیروں کو پانچ پانچ سو مربع زمینیں الاٹ کرائی گئیں، تاکہ یہ انگریز کے ہاتھ مضبوط کریں..... ایک طرف یہ انگریز کے ٹاؤٹ تھے، آج پاکستان میں ان کو سر کہا جاتا ہے، ان کو بہادر کہا جاتا ہے، ان کو پاکستان کا بڑا ٹھیکیدار کہا جاتا ہے، ایک طرف یہ نو سو مربع زمینیں الاٹ کرانے والوں کو تم ملک کا وفادار کہتے ہو.....؟

عطاء اللہ شاہ بخاری انگریز کا اصل باغی تھا:

اور ایک طرف وہ عطاء اللہ شاہ بخاری تھا..... کہ جس کا جنازہ کرایہ کے مکان سے اٹھا اور کھدر کے کپڑوں سے اٹھا، وہ عطاء اللہ شاہ بخاری..... کیا وہ سونے کا محل نہیں بنا سکتا تھا.....؟ انگریز اس کے دروازے پر آتا تھا، سکندر مرزا نے پیغام بھیجا کہ شاہ جی میں ملاقات کرنا چاہتا ہوں، شاہ جی! آپ میرے پاس آئیں، شاہ جی نے جواب لکھا کہ فقیر بادشاہوں کے دروازے پہ نہیں جایا کرتے، وہ عطاء اللہ شاہ بخاری..... جس کو آج بھی لوگ غدار کہتے ہیں، 14 اگست کا دن ہر سال آتا ہے اور آ کر گزر جاتا ہے، 14 اگست کی بنیاد..... اس وقت رکھی گئی تھی کہ جب سرنگھ پٹم کے قلعے پہ سلطان ٹیپو نے انگریز کا مقابلہ کیا تھا..... 14 اگست کی بنیاد اس رکھی گئی تھی کہ جب نواب سراج الدولہ نے انگریز کو چنے نراج چنے چبوائے تھے اور میں مختصر کہتا ہوں وقت تھوڑا ہے..... لیکن میں آگے چل کر آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ دیوبند کا مدرسہ کیوں بنا؟

علمائے دیوبند کی طرف سے انگریز کی بغاوت کا فیصلہ:

اس کے بعد ۱۸۵۶ء میں ہندوستان کے تمام علماء کا اجلاس دلی میں ہوا، ان علماء نے یہ فیصلہ کرنا تھا کہ آیا ہم انگریز کی مستقل غلامی اختیار کریں..... یا انگریز کا مقابلہ کر کے دنیا سے چلے جائیں، یا انگریز کی اطاعت قبول کر لیں..... یہ فیصلہ کرنا تھا، اس میٹنگ میں

کون تھا..... اس میٹنگ میں مولانا قاسم نانوتویؒ، حاجی امداد اللہ مہاجرکیؒ، شاہ اسماعیل شہید کے رفیق کار اور سید احمد شہید کے مرید مولانا جعفر تھامسریؒ مولانا ولایت علی اور اس کے علاوہ اس میٹنگ میں مولانا مملوک علی تھے، ایک آدمی نے کہہ دیا کہ ہماری تعداد بڑی تھوڑی ہے، بات سمجھیں! تو مولانا قاسم نانوتویؒ نے فرمایا..... کہ کیا ہماری تعداد غازیان بدر سے بھی کم ہے.....؟ جب یہ بات کہی تو مجمع میں آگ لگ گئی۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ انگریز کا مقابلہ کرنا چاہئے، چونکہ ہندوستان کی تاریخ کی..... سب سے بڑی جنگ آزادی جو لڑی گئی اس جنگ آزادی کا نام کیا ہے.....؟ اس کا نام ہے اٹھارہ سو ستاون کی جنگ آزادی! اس جنگ میں ایک طرف علماء تھے اور دوسری طرف انگریز تھے، غداری کی وجہ سے علماء کو فتح نہیں ہو سکی، انگریز غالب آ گیا اور اس کے بعد وائسرائے برطانیہ نے ایک وفد ہندوستان میں بھیجا کہ جاؤ جا کر پتہ کر کے آؤ کہ انگریز کی حکومت کس طرح کامیاب ہو سکتی ہے.....؟ وائسرائے برطانیہ کے اس وفد کے سربراہ کا نام تھا ڈاکٹر ولیم میور..... اس نے رپورٹ لکھی..... کہ جب تک اس برصغیر میں مولوی موجود ہیں، قرآن موجود ہے، اس وقت تک تم کامیاب نہیں ہو سکتے۔

انگریز کے ہاتھوں علمائے دیوبند کا قتل عام

چنانچہ اٹھارہ سو تریسٹھ میں..... ہندوستان میں علماء کے قتل عام کا انگریز نے اعلان کیا، جب انگریز ہندوستان میں آیا تھا..... سولہ سوا یک میں تو دلی کے شہر میں ایک ہزار دینی مدرسہ تھا، لیکن اٹھارہ سو چونٹھ میں ایک دینی مدرسہ بھی پورے برصغیر میں موجود نہیں تھا، انگریز نے شاہ ولی اللہؒ کے مدرسہ رحیمیہ..... جو دلی کا مرکز تھا، اس مدرسے کے اوپر بلڈوزر پھرا دیئے، مسجدیں شہید کرادیں، اس مدرسے کو تباہ کر دیا، علماء کا قتل عام کیا، چونکہ مسٹر ٹامسن اپنی انگریزی کی ایک کتاب میں لکھتا ہے کہ اٹھارہ سو ستاون سے لے کر اٹھارہ سو چونٹھ تک یہ ہندوستان کی تاریخ کے بڑے المناک سال ہیں..... ان سالوں میں چودہ ہزار علماء کو دلی کے چاندنی چوک سے لے کر خیبر تک ان کی گردنوں کو لٹکایا گیا، چودہ ہزار علماء

کو..... مسٹر ٹامسن اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ شاہی مسجد کے صحن میں انگریز نے پھانسی کا پھندہ بنا کر سو سو علماء کو ایک ایک دن میں پھانسی دی۔ اسی اسی علماء کو بور یوں میں بند کر کے دریائے راوی میں ڈالا جاتا اور اوپر سے ان کو گولیوں کا نشانہ بنا دیا جاتا، ٹامسن کہتا ہے کہ عجیب موقع تھا..... کہ علماء کو سوروں کی کھالوں میں بند کر کے جلتے ہوئے توروں میں ڈالا گیا، علماء کے جسموں کو تانے سے داغا گیا، علماء کو ہاتھیوں کے اوپر کھڑا کر کے درختوں سے ان کی گردنوں کو باندھا گیا، وہ ٹامسن کہتا ہے..... کہ میں دلی میں اپنے خیمہ میں گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے سامنے چالیس علماء کے کپڑے اتارے گئے، چالیس علماء کے کپڑے اتار کر ان کو آگ کے انگاروں پہ ڈالا گیا اور اس کے بعد میرے سامنے چالیس اور علماء لائے گئے اور انگریز نے کہا..... مولویو! ایک دفعہ کہہ دو کہ ہم اٹھارہ سو ستاون کی جنگ آزادی میں شریک نہیں تھے، تمہیں ابھی چھوڑ دیتے ہیں ورنہ اگر تم نہ مانے..... تو انہی چالیس مولویوں کی طرح تمہارے بھی کپڑے اتار کر تمہیں بھی آگ کے انگاروں میں جلایا جائے گا۔ ٹامسن کہتا ہے..... مجھے پیدا کرنے والے کی قسم ہے کہ پہلے چالیس علماء بھی آگ پر پک گئے اور دوسرے چالیس علماء بھی آگ پر پک گئے..... لیکن ایک عالم نے بھی انگریز کے سامنے گردن نہ جھکائی۔ میرے دوستو! اس مدرسہ میں، اس مرکز میں، جہاں سے یہ علم حاصل ہوتا تھا..... وہ شاہ ولی اللہ کا مرکز تھا، لیکن اس کو بھی بلڈوزروں سے شہید کر دیا گیا۔

احمد اللہ شاہ مدراسی انگریز کی عدالت میں:

اور انگریز کی عدالت میں ایک عالم احمد اللہ شاہ مدراسی کو ہاتھوں میں جھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں پہنا کر لایا گیا، گورا افسر اٹھ کر کھڑا ہو گیا..... اس نے کہا شاہ جی آپ نے مجھے پہچانا نہیں.....؟ شاہ جی نے کہا میں نے تو نہیں پہچانا، اس گورے نے کہا میں آپ کا شاگرد ہوں، فلاں مدراس کے علاقے میں میں نے آپ سے عربی پڑھی ہے، آپ میرے استاذ ہیں..... جج نے کہا اور اس جج کی آنکھوں سے آنسو آ گئے، شاہ جی نے کہا تو کیا چاہتا ہے؟ جج نے کہا..... میرے کاغذوں میں تمہیں گولی مارنے کا حکم ہے، اگر تم یہ کہہ دو کہ اٹھارہ

سوستاون کی جنگ آزادی میں میں شریک نہیں تھا تو ابھی میں چھوڑ دیتا ہوں، کتابوں میں موجود ہے کہ احمد اللہ شاہ مدراسی نے کہا..... کہ اے انگریز جج! میں اپنی جان کو بچانے کے لئے رسول اللہ ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا، اس لئے میں تیرے سامنے گردن نہیں جھکا سکتا..... چنانچہ اس احمد اللہ شاہ مدراسی کو چوک میں کھڑا کر کے اس کو گولی کا نشانہ بنا دیا گیا۔

علماء کو توپوں سے اڑایا گیا:

ایک جج کہتا ہے..... کہ مجھے میری بیوی نے کہا کہ مجھے کوئی منظر دکھاؤ، وہ بے ایمان اپنی بیوی کو منظر دکھانے گیا..... تو ڈاکٹر ولیم میور کہتا ہے کہ وہ اپنی بیوی کو لے کر ایک عقوبت خانے میں گیا اور ایک توپ لائی گئی، اس توپ کے منہ کے ساتھ ایک اس دور کے بہت بڑے جید عالم کو..... جس کی سفید داڑھی تھی..... اس توپ کے منہ کے آگے باندھا گیا اور اس نے اپنی بیوی کو کہا کہ اب منظر دیکھو..... اور اس توپ کا بٹن دبا دیا گیا، جب توپ کا بٹن دبایا گیا..... وہ انگریز کہتا ہے..... کہ میں حیران ہوا کہ ادھر بٹن دبانے کی دیر تھی اور ادھر اس جید عالم کا ریزہ ریزہ پوری فضا میں بکھر گیا، لیکن انگریز کو ترس نہیں آیا۔ کسی کہنے والے نے کہا.....

ہائے یہ حرف تمنا یہ زماں کی دوریاں
اور سختیاں، دشواریاں، پابندیاں، مجبوریاں
یاد ایام جفا بھلائیں تو بھلائیں کس طرح
دل فرنگی سے لگائیں تو لگائیں کس طرح

علماء کرام کو ختم کرنے کا فیصلہ:

یہ ایک ایسی زندہ و جاوید داستان..... اور اسی جنگ کے بعد انگریز نے علماء کو ختم کرنے کا فیصلہ کیا..... تو مولانا جعفر تھامسیری اور مولانا یحییٰ علی اور مولانا مملوک علی کو انبالہ

سے گرفتار کیا گیا اور ان کو ہتھکڑیاں پہنا کر، پاؤں میں بیڑیاں پہنا کر..... جو گیارہ لباس پہنا کر انبالہ سے لاہور کوٹ لکھپت جیل تک پیدل لایا گیا اور جب اندر داخل ہوئے تو گورے افسر نے کہا کہ ان ملاؤں کو ایک ایک لوہے کے طوق ان کے جسموں میں ڈال دو..... یہ ایسے باز نہیں آئیں گے، مولانا جعفر تھانیسری تاریخ کالا پانی میں لکھتے ہیں کہ ہمارے ہاتھوں سے لہو بہتا تھا..... ہمارے پاؤں سے لہو بہتا تھا، ان زخموں کی وجہ سے لیکن انگریز کو ترس نہ آیا، ہمیں تہہ خانے میں بند کر دیا گیا اور ایک ایک طوق لوہے کا ڈال دیا گیا، وہ کہتے ہیں اس کے بعد ہمیں مال گاڑی کے ایک ڈبے میں رکھ دیا، تین مہینے کے بعد وہ مال گاڑی کا ڈبہ ملتان پہنچا، ہماری آنکھوں کو باندھ دیا گیا اور ملتان ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر جیل میں ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہنا کر ہمیں ڈالا گیا اور ہمیں کالے وارنٹ دے دیئے گئے کہ صبح کو تمہیں پھانسی ہوگی، جب پھانسی کی سزا سنیں..... ہم ہنسنے لگے، انگریز نے کہا تمہارا دماغ ٹھیک ہے.....؟ مولانا تھانیسری کہتے ہیں کہ میں نے کہا زخموں سے نجات مل جائے گی، میں نے کہا کہ دکھوں سے نجات مل جائے گی اور ہم شہید ہوں گے اور سیدھے اپنے پیغمبر کے پاس پہنچ جائیں گے، یہ بات انگریز کو پسند نہ آئی، انگریز نے مولانا تھانیسری اور ان کے ماننے والوں کو چودہ چودہ سال کے لئے کالا پانی کے جزیرے کی سزا دے دی، چنانچہ مولانا تھانیسری کالا پانی چلے گئے، جب ان کی سزائے موت تبدیل ہو گئی تو اس موقع پر کالا پانی میں انہوں نے لکھا ہے کہ.....

مستحق دار کو حکم نظر بندی ملا

کیا کہوں کیسے رہائی ہوتے ہوتے رہ گئی

اور اس کے بعد مولانا جعفر تھانیسری کالا پانی میں گئے۔ یہ بڑا المبادا واقعہ ہے۔

مولانا نانوتوی کا خواب اور دیوبند کا قیام:

میرے دوستو! مولانا جعفر تھانیسری کے کالا پانی کے جزیرے جانے کے بعد ہندوستان کی زندہ جاوید تاریخ اپنا رخ بدلتی ہے۔ ۱۸۶۷ء میں مولانا قاسم نانوتوی کو خواب

میں رسول اللہ کی زیارت نصیب ہوئی تو آپؐ نے مولانا نانوتویؒ کو حکم دیا کہ دیوبند کی جگہ پر ایک دینی مدرسے کی بنیاد رکھو! انہوں نے ۱۸۶۱ء میں دیوبند کی جگہ پر ایک دینی مدرسے کی بنیاد رکھی۔ میرے دوستو! اس دینی مدرسے کا سب سے پہلے طالب علم شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی پیدا ہوئے کہ جس نے سب سے بڑی عالمی تحریک ریشمی رومال کی بنیاد رکھی اور یہ عالمی تحریک ریشمی رومال..... ۱۹۱۱ء میں چلی اور ۱۹۱۹ء میں ختم ہو گئی اور اس کے بعد ۱۹۲۰ء میں ۲۰ نومبر کو شیخ الہند کا یوم وفات ہے۔

شیخ الہندؒ کے شاگردان رشید:

میرے دوستو! مولانا شیخ الہند محمود حسنؒ نے اس دیوبند کے مدرسے سے مولانا اشرف علی تھانویؒ جیسا حکیم الامت پیدا کیا، شیخ الہند وہ ہے کہ جس کے شاگردوں میں وہ اشرف علی تھانویؒ پیدا ہوا، جس نے ۲۸۰۰ کتابیں لکھیں۔

شیخ الہند محمود حسنؒ وہ ہے کہ..... جس کے شاگردوں میں عبید اللہ سندھیؒ پیدا ہوا۔ جس کے شاگردوں میں مولانا علامہ شبیر احمد عثمانیؒ پیدا ہوا، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کا یوم وفات ۱۳ دسمبر ہے۔

میرے دوستو! وہ شیخ الہندؒ جس کے شاگردوں میں انور شاہ کشمیریؒ پیدا ہوا۔ جس کے شاگردوں میں مولانا محمد الیاس تبلیغی جماعت کا بانی پیدا ہوا۔ مولانا محمد الیاسؒ تبلیغی جماعت کے بانی..... یہ شیخ الہندؒ کے شاگرد ہیں ان کی تبلیغی جماعت آج پوری دنیا کے کونے کونے میں پھیل چکی ہے اور دنیا کی کوئی طاقت اب تبلیغی جماعت کو روک نہیں سکتی۔

لیکن آپ کو پتہ ہے کہ ایک کراچی کا طبقہ..... جس کے پنجاب میں بھی کچھ اثرات ہیں، انہوں نے بھی ایک تبلیغی جماعت بنائی تھی اور اس تبلیغی جماعت کا نام رکھاسنی تبلیغی جماعت..... وہ سنی تبلیغی جماعت کراچی سے چلی اور حیدرآباد سے واپس چلی گئی۔ میں

نے وہاں پوچھا، میں نے کہا واپس کیوں آئے ہو.....؟ کہنے لگے لوگوں نے دعوتیں کرنی چھوڑ دی ہیں، اب ہم اگر وہاں رہتے تو بھوکے مر جاتے، مقابلہ مولانا محمد الیاس دہلوی کی جماعت کا..... اور ایک دن کے لئے بھوکا رہنا گوارہ نہیں ہے۔

میرے دوستو! وہ شیخ الہند محمود حسن..... جس کے شاگردوں میں مفتی کفایت اللہ دہلوی پیدا ہوا۔

میرے دوستو! وہ شیخ الہند..... جس کے شاگردوں میں مولانا سید حسین احمد مدنی پیدا ہوا۔

وہ حسین احمد مدنی..... جو اٹھارہ سال پیغمبر کے روضے پہ حدیث پڑھاتا ہے۔
وہ حسین احمد مدنی..... جو چار سال مالٹا کے جزیرے میں اپنے استاد کی خدمت کرتا ہے۔

وہ حسین احمد مدنی..... جس کو ایک خط پہنچا کہ گھر کے انیس افراد فوت ہو چکے ہیں..... تو اس کے جواب میں اس نے ایک شعر لکھا، بڑا عجیب شعر ہے، مولانا مدنی نے اللہ کو خطاب کر کے کہا

تیرے عشق میں کوہِ الم سر پہ لیا جو ہو سو ہو
عیش و نشاطِ زندگی تج دیا جو ہو سو ہو

شیخ الہند کی استقامت:

میرے دوستو! وہ حسین احمد مدنی..... کہ جو شیخ الہند کی وفات کے موقع پہ موجود نہیں تھے، لیکن شیخ الہند کا جب جنازہ دلی سے حکیم اجل خان کی کوٹھی سے دیوبند لایا گیا اور ان کو ایک تختے پہ لٹایا گیا تو ان کے جسم پہ ہڈیوں کے سوا کوئی چیز نہ تھی، کمر سے کپڑا اٹھا کر لوگوں نے دیکھا ہڈیاں ہی ہڈیاں ہیں، کسی نے پوچھا کہ یہ بڑی تکلیفیں ہیں، مولانا مدنی نے فرمایا کہ میرے شیخ الہند محمود حسن کو مالٹا کے جزیرے میں انگریز تہہ خانے میں لے

جاتا اور تہ خانے میں لے جا کر محمود حسنؒ کے جسم کو لوہے کی گرم سلاخیں لگاتا اور کہتا کہ محمود حسنؒ! انگریز کے حق میں فتویٰ دو، محمود حسنؒ کو جب ہوش آتا..... تو یہی کہتا کہ انگریز! میں بلال کا وارث ہوں، میری چمڑی ادھر مڑ سکتی ہے لیکن انگریز کے حق میں فتویٰ نہیں دے سکتا۔ میرے دوستو! ہمارا تعلق اس عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے ساتھ ہے جس کے بارے میں ظفر علی خانؒ کہتا ہے۔

کانوں میں گونجتے ہیں بخاریؒ کے زمزے
بلبل چمک رہا ہے ریاضِ رسولؐ میں

مولانا نانوتویؒ اور عشقِ رسولؐ:

ہمارا تعلق اس قاسم نانوتویؒ کے ساتھ ہے..... کہ جو پیغمبرؐ کے عشق میں کیا عجیب بات کہتا ہے، حضورؐ کے عشق میں تم نے بڑے بڑے شاعروں کا کلام پڑھا ہوگا، تم نے ماہر القادری کے یہ شعر بھی پڑھے ہوں گے کہ.....

تکبیر میں، کلمے میں، نمازوں میں، اذان میں
ہے نامِ الہی سے ملا نامِ محمدؐ
فرماتے تھے یہ آدمؑ کہ مجھے خلدِ بریں میں
لکھا ہوا طوبیٰ پہ ملا نامِ محمدؐ

تم نے بڑے بڑے شاعروں کا کلام پڑھا ہوگا۔ تم نے فانی بدایونی کا یہ شعر بھی پڑھا ہوگا کہ.....

بدلا ہوا تھا رنگِ گلوں کا ترے بغیر
اک خاک سی اڑی ہوئی سارے چمن میں تھی

تم نے بڑے بڑے شاعروں کے کلام سنے ہوں گے، لیکن آؤ میں تمہیں ترپانا چاہتا ہوں.....

قاسم نانوتویؒ نے پیغمبرؐ کے عشق میں کیا عجیب بات کہی ہے، وہ فرماتے ہیں:

سب سے پہلے مشیت کے انوار سے
نقشِ روئے محمدؐ بنایا گیا
پھر اسی نقش سے مانگ کر روشنی
بزمِ کون و مکاں کو سجایا گیا
وہ محمدؐ بھی، احمدؐ بھی، محمودؐ بھی
حسنِ مطلق کا شاہد بھی مشہود بھی
علم و حکمت میں وہ غیر محدود بھی
ظاہراً امیوں میں اٹھایا گیا
اس کی شفقت ہے بے حد و بے انتہا
اس کی رحمت تخیل سے بھی ماورا
جو بھی عالم جہاں میں بنایا گیا
اس کی رحمت سے اس کو بسایا گیا
حشر کا غم مجھے کس لئے ہواے قاسم!
میرا آقا ہے وہ میرا مولاً ہے وہ
جس کے دامن میں جنت بسائی گئی
جس کے ہاتھوں میں کوثر لٹایا گیا

اتنا بڑا عالم پیغمبر کی شان میں کیا عجیب بات پیش کرتا ہے، لیکن پاکستان کا
ایک بے ضمیر طبقہ، اسی قاسم نانوتویؒ پر کفر کے فتوے لگاتا ہے، اس کو شرم سے ڈوب مرنا
چاہئے۔

میرے دوستو! آج پاکستان میں حکومت کا یہ دعویٰ ہے کہ اس ملک میں اسلام
بہت جلدی آرہا ہے، پتہ نہیں کہ اسلام اس وقت تک کہاں پہنچا ہے، واہگہ کراس کر چکا ہے یا
نہیں..... اس کا کوئی پتہ نہیں۔

میرے دوستو! ہم اس احمد علی لاہوریؒ کے ماننے والے لوگ ہیں کہ جس کو انگریز

نے برف کے بلاک پر لٹا دیا تھا اور اس کے جسم پہ ایک اور برف کا بلاک رکھ دیا اور احمد علی لاہوریؒ کو انگریز نے کہا کہ اے احمد علیؒ! کیا خیال ہے.....؟ تو فرمایا میرے جسم کو برف کے بلاکوں سے ٹھنڈا کر سکتے ہو، لیکن احمد علیؒ کے ایمان کی چنگاری کو ٹھنڈا نہیں کیا جاسکتا۔ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ہمیں علمائے دیوبند کی قربانیوں کو دیکھتے ہوئے ان کے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین



مکتبہ قرآنیۃ لاہور

یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

0321-7724032 0333-4399812